اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ

(اے نبی) آپ کی طرف کتاب کی جو وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کریں اور نماز قائم کریں۔

الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ

یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا [1] اَهْلَ الْكِتٰبِ

اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(45)اور تم اہل کتاب سے مناظرہ نہ کرو مگر بہتر طریقے (۱) سے سوائے

اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

ان لوگوں کے جو ان میں سے ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں اور کہہ دو کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں

وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ

جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے اور اس پر بھی جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ہمارا اور

اِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَكَذٰلِكَ

تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار ہیں۔(46)اور اسی طرح

اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ

ہم نے آپ کی طرف کتاب نازل کی ہے۔ پس جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس پر

بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ [2] مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ

ایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں میں سے بھی بعض اس پر ایمان لے آئے ہیں اور صرف کفار ہی ہماری آیات کا

اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا [3] مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ

انکار کرتے ہیں۔(47)اور (اے نبی) آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ ہی اسے

عربی حاشیہ

ف: جدال احسن میں ظالمین کا استثناء دلیل ہے کہ جہاں شرافت اور نرمی میں مخالف کے غرور کا اندیشہ پیدا ہوجائے وہاں متکبر کے ساتھ تکبر ہی عبادت ہوتا ہے اور نرمی کا برتاؤ اپنی کمزوری کی علامت بن جاتا ہے۔

پروردگار نے انکار آیات میں کافروں اور ظالموں دونوں کا حوالہ دیا ہے جن میں ایک عقائدی کمزوری ہے اور ایک عملی۔

1- جدال مباحثہ اور مناظرہ کو کہا جاتا ہے جو جدل سے نکلا ہے جس کے معنی رسی بٹنے کے ہیں اور مناظرہ میں کچھ ایسا ہی ہوتا ہے کہ مناظر لوگوں کو ان کی رائے سے منحرف کرنا چاہتا ہے۔

2- جنھیں کتاب دی گئی ہے وہ یہود ونصاریٰ ہیں اور جن میں سے بعض ایمان لانے والے ہیں۔ یہ عام عرب ہیں جو اہلِ کتاب نہیں ہیں۔

3-اس آیت کریمہ میں صرف اتنا ہی تذکرہ ہے کہ پیغمبرؐ نزول قرآن سے پہلے نہ

اردو حاشیہ

(۱) قرآن مجید جدال احسن کا علمبردار ہے اور اس نے اس راہ میں مختلف اسالیب ایجاد کئے ہیں جن سے کوئی صاحب عقل وانصاف انحراف نہیں کرسکتا ہے۔ مثال کے طور پر:۔

تبوں کی تردید کرنے کیلئے صرف ان کی عاجزی اور بیکسی کا نقشہ کھینچ دیا کہ یہ نہ بات کر سکتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں تو کیا اس کے بعد بھی یہ خدا ہو سکتے ہیں یا آخرت کے اثبات کیلئے صرف اتنی سی بات کہہ دی کہ جس نے روز اوّل بغیر کسی مادہ کے پیدا کر دیا ہے وہ بعد میں بھی مٹی کے ڈھیر سے دوبارہ پیدا کرسکتا ہے۔

یا وجود پروردگار کو ثابت کرنے کیلئے خلقت کائنات کا حوالہ دے دیا کہ کوئی صاحب عقل خلقت بلا خالق کا تصور بھی نہیں کرسکتا ہے۔

یا اسی مقام پر قرآن کے وحی ہونے کیلئے صرف اتنی سی بات کہہ دی کہ جب پیغمبرؐ نے کہیں لکھا پڑھا نہیں ہے اور کسی استاد اور مدرسہ کا رخ نہیں کیا ہے تو وحی کے سہارے کے بغیر اتنا بڑا قرآن کس طرح پیش کر سکتے ہیں۔

یا مختلف معجزات کا مطالبہ کرنے والوں کے سامنے خود قرآن مجید کو پیش کر دیا کہ جب اتنے عظیم معجزہ پر ایمان نہ لائے تو باقی جدید ترین معجزات پر ایمان لانے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے اور ان کے پیش کرنے کا ماحصل کیا ہوگا۔

وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيۡنِكَ اِذًا لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۴۸﴾ بَلۡ

اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو اہل باطل شبہ کر سکتے تھے۔(48) بلکہ

هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِىۡ صُدُوۡرِ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ؕ (4) وَمَا

یہ روشن نشانیاں ان کے سینوں میں ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری

يَجۡحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوۡا لَوۡلَاۤ اُنۡزِلَ عَلَيۡهِ

آیات کا انکار وہی کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔(49)اور لوگ کہتے ہیں: اس شخص پر اس کے رب

اٰيٰتٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ قُلۡ اِنَّمَا الۡاٰيٰتُ عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا

کی طرف سے نشانیاں کیوں نہیں اتاری گئیں؟ کہہ دیجئے: نشانیاں تو بس اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح طور پر

نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمۡ يَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ

تنبیہ کرنے والا ہوں۔(50) کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر

يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَرَحۡمَةً وَّذِكۡرٰى لِقَوۡمٍ

کتاب نازل کی ہے جو انہیں سنائی جاتی ہے؟ ایمان لانے والوں کیلئے یقیناً اس میں رحمت

يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۱﴾ ع قُلۡ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكُمۡ شَهِيۡدًا ۚ

اور نصیحت ہے۔(51) کہہ دیجئے: میرے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے اللہ کافی ہے۔

يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡبَاطِلِ

وہ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے

وَكَفَرُوۡا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ

اور اللہ کے منکر ہوئے وہی خسارے میں ہیں۔(52) اور یہ لوگ آپ سے

ع ۵/۷ ۱

عربی حاشیہ

پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے اور وہ بھی کسی استاد کے سامنے یا مدرسہ میں ورنہ کفار کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ وہیں سے سیکھ کر آئے ہیں۔ اس میں پڑھنے لکھنے کی صلاحیت کے ہونے یا نہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ نزول قرآن کے بعد کا کوئی تذکرہ ہے۔

4- یقیناً اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں خدا نے علم دیا ہے اور قرآن انھیں کے سینوں میں ذخیرہ ہے جس کی طرف سرکار دوعالمؐ نے حدیث ثقلین میں اشارہ فرمایا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۱ دلیل ہے کہ قرآن دیگر معجزات انبیاء کی طرح صرف سامان عبرت و نصیحت نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کے لئے نظام رحمت ومرحمت بھی ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۵ میں زیرپا اور بالائے سر کا ذکر ایک محاورہ ہے کہ انسان سر سے پاؤں تک عذاب میں ڈھکا ہوا ہوگا اور اس کا لازمی نتیجہ چاروں طرف سے عذاب میں گھرا ہوا ہونا

اردو حاشیہ

بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَ

عذاب میں عجلت چاہتے ہیں اور اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر عذاب آ چکا ہوتا اور

لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ

وہ عذاب ان پر اچانک ایسے حال میں آ کر رہے گا کہ انہیں خبر تک نہ ہو گی۔(53) یہ لوگ آپ سے

بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ۙ يَوْمَ

عذاب میں عجلت چاہتے ہیں حالانکہ دوزخ کفار کو گھیرے میں لے چکی ہے۔(54) اس دن

يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَ

عذاب انہیں ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے گھیر لے گا اور

يَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

(اللہ) کہے گا: اب اپنے کیے کا ذائقہ چکھو۔(55) اے میرے مومن بندو!

اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَاۗىِٕقَةُ

میری زمین یقیناً وسیع ہے پس صرف میری عبادت کیا کرو۔(56) ہر نفس کو موت (کا ذائقہ)

الْمَوْتِ ۣ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

چکھنا ہے پھر تم ہماری طرف پلٹائے جاؤ گے۔(57) اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک کام کریں

الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ

ہم انہیں جنت کے بلند وبالا محلات میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ۖ

جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ عمل کرنے والوں کے لیے کیا ہی اچھا اجر ہے۔ (58)

عربی حاشیہ

بھی ہے لہٰذا اس کے لئے الگ سے کسی توجیہ کی ضرورت نہیں ہے۔

5- حق کی راہ میں جورکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان جس ماحول میں رہتا ہے وہ ماحول اسے کارخیر انجام دینے سے روک دیتا ہے یا برائیوں پر مجبور کر دیتا ہے۔ پروردگار نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا ہے کہ میری زمین وسیع ہے۔ ایسے علاقہ کو ترک کردو اور وہاں چلے جاؤ جہاں اعلان حق ہو سکے اور حق اور حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو۔

دوسری زحمت یہ پیش آتی ہے کہ اگر عالمِ غربت ومسافرت میں موت آ گئی تو کیا ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ موت کا مزہ تو ہر ایک کو چکھنا ہے اس کے بعد خدا کی بارگاہ میں سبھی کو حاضر بھی ہونا ہے۔ اگر اس کی اطاعت کے خلاف کرتے ہوئے مر گئے تو آخرت بھی برباد ہو جائے گی اور اگر راہِ اطاعت میں موت آ گئی تو کم سے کم عاقبت تو بن جائے گی۔ دنیا تو

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۞ وَكَاَيِّنْ

جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہیں۔(59)اور بہت سے

مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ

جانور [۲] ایسے ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ ہی انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی اور وہ بڑا سننے والا،

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۞ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

جاننے والا ہے۔(60)اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو

وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى

کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو ضرور کہیں گے:اللہ نے ! تو پھر یہ کہاں الٹے

يُؤْفَكُوْنَ ۞ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

جا رہے ہیں؟(61)اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ

وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۞ وَلَئِنْ

اور تنگ کر دیتا ہے اللہ یقیناً ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(62)اور اگر

سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا اور اس کے ذریعے

مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ

زمین کو مردہ ہونے کے بعد کس نے زندہ کر دیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے، کہہ دیجئے: الحمد للہ۔

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۞ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا

البتہ اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔(63) اور دنیاوی زندگی تو جی بہلانے

عربی حاشیہ

چند روز ہے اس کا اعتبار ہی کیا ہے۔

ف: صبر مشکلات کے مقابلہ کی ہمت ہے اور توکل خدا پر اعتماد کر کے راہِ عمل میں آگے بڑھنے کی طاقت ہے اور ان دونوں کے بغیر کامیابی کی کوئی امید نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۸ ان پندرہ آیات میں ہے جہاں بڑے ظالموں کا ذکر کیا گیا ہے اور ہر مقام پر ظلم کے تعین کے لئے استفہام کا لہجہ اختیار کیا گیا ہے کہ اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اس صفت کا حامل ہو۔

6- یہ اشارہ کفار و مشرکین اور بے دینوں کی زندگی کی طرف ہے جو زندگی کی خاطر تمام اعلیٰ اقدار کو نظر انداز کئے ہوئے تھے۔ قدرت نے متوجہ کر دیا کہ یہ صرف چند روز کا کھیل ہے اس کے بعد ہمیشگی صرف آخرت کے لئے ہے اگر کچھ کرنا ہے تو آخرت کے لیے کرو اس دنیا کے لئے جان دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) صدق اللہ العلی العظیم اس روئے زمین پر کتنی مخلوقات ایسی پائی جاتی ہیں جو اپنا رزق فراہم کرنے کے قابل نہیں ہیں اور اپنا بوجھ بھی خود نہیں اٹھا سکتی ہیں دوسروں کا کیا ذکر ہے خود انسان ہی جب تک شکم مادر یا آغوش مادر میں رہتا ہے رزق کا بار اٹھانے کے قابل نہیں ہوتا ہے اور نہ اس کا کوئی انتظام کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود پروردگار عالم اسے رزق عطا کرتا ہے اور کسی نہ کسی صورت سے اس تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسی صورت میں اتنے واضح تجربہ کے بعد انسان دشمنوں سے مرعوب ہو جائے کہ وہ معاشی ناکہ بندی کر دیں گے یا تبلیغ دین ترک کر دے کہ معیشت خطرہ میں پڑ جائے گی یا احکام الٰہیہ بیان نہ کرے کہ بانیانِ مجلس دوبارہ نہ بلائیں گے تو یہ ایمان کی ایسی کمزوری ہے جو انسان کو جانوروں سے بدتر بنا دیتی ہے کہ جانور صبح سویرے صحرا کی طرف اس اعتماد کے ساتھ نکل جاتا ہے کہ جس نے پیدا کیا ہے وہ رزق ضرور فراہم کرے گا اور انسان رازق حقیقی کو چھوڑ کر بندوں کی خوشامد کرتا ہے اور انہیں کو رازق العباد تصور کر لیتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا

اور کھیل کے سوا کچھ نہیں اور آخرت کا گھر ہی زندگی ہے، اگر انہیں

يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

کچھ علم ہوتا۔(64) وہ جب کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو خلوص کے ساتھ

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ۙ

پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی تک پہنچا دیتا ہے تو وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ (65)

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚۙ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ٝ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

تاکہ ہم نے جو انہیں (نجات) بخشی ہے اس کی ناشکری کریں اور مزے لوٹیں لہٰذا عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔(66)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ایک پرامن حرم بنا دیا ہے جب کہ لوگ ان کے گردونواح سے اچک لیے

حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

جاتے تھے؟ کیا یہ لوگ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں؟ (67)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے اور جب

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾

حق اس کے سامنے آ چکا ہو تو اس کی تکذیب کرے؟ کیا جہنم میں کفار کے لئے ٹھکانا نہیں ہے؟ (68)

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا [7] فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ

اور جو ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنے راستے کی ہدایت کریں گے اور بتحقیق

عربی حاشیہ

7- یہ جہاد کی بلند ترین قسم ہے جہاں راہِ خدا کے بجائے ذات خدا کے بارے میں جہاد ہوتا ہے اور مجاہد کے پیش نظر صرف جلوۂ پروردگار رہتا ہے اور وہ تیر و تلوار سے بے نیاز ہو کر میدانِ جنگ کی صفوں کے درمیان مصلیٰ بچھا دیتا ہے۔

اپنے راستوں کی ہدایت کرنے میں یہ اشارہ بھی پایا جاتا ہے کہ دنیا مجاہدین کے راستے بند نہیں کر سکتی ہے اور خدا کے پاس کچھ اپنے بھی راستے ہیں کہ جب دنیا اپنے راستے بند کر دے گی تو خدا اپنے راستے کھول دے گا جس کا تجربہ اسلامی انقلاب میں صبح و شام ہوتا رہا ہے کہ معروف راستے بند ہوتے جا رہے تھے اور جدید ترین راستے کھلتے جا رہے تھے۔

اردو حاشیہ

اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

اللہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔(69)

ایاتھا ۶۰ — ۳۰ سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۸۴ — رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ

الف، لام، میم۔(1) رومی مغلوب ہو گئے۔(2) قریبی ملک میں اور وہ

مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ[1] سِنِيْنَ

مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب (۱) ہو جائیں گے۔(3) چند سالوں میں پہلے بھی

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ

اور بعد میں بھی۔ اختیار کل اللہ کو حاصل ہے۔ اہل ایمان اس روز خوشیاں

الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ وَ هُوَ

منائیں گے۔(4) اللہ کی مدد پر۔ اللہ جسے چاہتا ہے نصرت عطا فرماتا ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا،

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ

رحم کرنے والا ہے۔(5) یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ اپنے وعدے کی

وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا[2]

خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں (۲) جانتے۔(6) لوگ تو دنیا کی

المنزل ۵

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ ایرانیوں اور رومیوں کے درمیان جنگ کا سلسلہ ۶۰۴ء سے ۶۲۸ء تک جاری رہا جس میں ۶۱۶ء میں شہر براز اور شاہین دوسپہ سالاروں نے رومیوں کو شکست دے کر ایشیائے کوچک اور مصر تک فتح کرلیا اور یہ واقعہ بعثت کے ساتویں سال پیش آیا۔ اس کے بعد قیصر روم ہرقل نے ۶۲۲ء میں جوابی حملہ کیا اور خسرو پرویز کو شکست دے کر سارے علاقے واپس لے لئے اور یہ واقعہ ہجرت سے پانچویں یا چھٹے سال پیش آیا۔

1- بضع تین سے دس کے درمیان اعداد کو کہتے ہیں۔

2- انسان کی بڑی کمزوری ہے کہ وہ مشاہدات کو یاد رکھتا ہے اور عالم غیب سے یکسر غافل ہوجاتا ہے حالانکہ عقل کی شناخت مشاہدات کے اعتراف سے نہیں ہوتی ہے بلکہ غیب کے ایمان ہی سے ہوتی ہے۔ عقل کا مصرف ہی یہ ہے کہ غیب کا ادراک کرے اور

اردو حاشیہ

(۱) قرآن کریم کے معجزات میں سے ایک معجزہ خبر غیب بھی ہے کہ وہ آنے والے واقعات کے بارے میں حتم وجزم کے ساتھ بات کرتا ہے اور پھر وہ واقعہ منظر عام پر آ بھی جاتا ہے۔ مثال کے طور پر روم کے عیسائی اہل کتاب اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان جنگ ہوئی اور فارس کو فتح ہوگئی تو کفار مکہ نے طنز کرنا شروع کر دیا کہ جس طرح اس لڑائی میں اہل کتاب کو کفار فارس کے مقابلہ میں شکست ہوئی ہے اسی طرح یہاں کی لڑائی میں ہمارے مقابلہ میں قرآن والوں کو شکست ہو گی کہ کتاب خدا کسی کے کام آنے والی نہیں ہے۔ قرآن مجید نے مسلمانوں کی مایوسی کو دیکھ کر یہ اعلان کر دیا کہ دس سال کے اندر اس فتح کا نقشہ بدلنے والا ہے اور اس وقت اہل کتاب پھر کامیاب ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نو سال کے اندر روم والے فارس والوں پر غالب آ گئے۔

اس واقعہ سے دو اہم باتوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

ا۔ کفر کا مزاج ہمیشہ ایک ہی ہوتا ہے اور وہ دین خدا کے مقابلہ میں ذہنی یا عملی طور پر بہر حال متحد ہو جاتا ہے چاہے آپس میں کتنا ہی شدید اختلاف کیوں نہ ہو۔ جس طرح کہ آج کے تمام سپر پاورز اسلامی انقلاب کے مقابلہ میں بالکل متحد ہیں اگرچہ ان کے درمیان باہمی اختلافات بے تحاشہ حد تک پائے جاتے ہیں۔

مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷

ظاہری زندگی کے بارے میں جانتے ہیں اور وہ آخرت سے غافل ہیں۔ (7)

اَوَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

کیا انہوں نے اپنے (دل کے) اندر یہ غوروفکر نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین

وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کو برحق اور معینہ مدت کے لئے خلق کیا ہے؟

وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸ اَوَ

اور لوگوں میں یقیناً بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔(8) کیا یہ

لَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا؟

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ

جب کہ وہ قوت میں ان سے زیادہ تھے اور انہوں نے زمین کو ان سے کہیں زیادہ (۳)

اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْهَاۤ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَ

آباد کر رکھا تھا جتنا انہوں نے زمین کو آباد کر رکھا ہے اور ان کے پاس ان کے

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ

رسول واضح دلائل لے کر آئے۔ پس اللہ تو ان پر ظلم نہیں کرتا

لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝۹ؕ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ

بلکہ یہ لوگ خود اپنے پر ظلم کرتے ہیں۔(9) پھر جنہوں نے برا کیا

عربی حاشیہ

پھر اس پر ایمان بھی لے آئے۔

3- اثارہ۔زمین کو کھود کر اس کی صلاحیتوں کو ابھارنا ہے اور عمارہ۔ زمین کو آباد کرنا ہے۔

اردو حاشیہ

۲۔ مسلمانوں کو نصرت الٰہی سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ رب العالمین پہلے مصائب کے ذریعہ امتحان لیتا ہے اس کے بعد صبر وثبات کے ذریعہ فاتح ومظفر ومنصور بنا دیتا ہے۔

(۲) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ خدا صادق الوعد ہے اور اپنے وعدہ کے مطابق عمل ضرور کرتا ہے بلکہ اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ ان کا طرز عمل اس قسم کا ہے جیسے انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ خدا نے وعدہ کیا ہے تو وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا اور اسے ضرور پورا کرے گا۔

(۳) انسان کو اپنے مادی حالات کی خوشحالی پر مغرور نہیں ہونا چاہیے اور اپنے خانہ کے اندر رہنا چاہیے ورنہ کتنی قومیں اس روئے زمین پر آباد ہوئیں اور ایک دن خاک کے اندر چلی گئیں کہ آج تک ان کا نام ونشان بھی نہیں مل رہا ہے بلکہ زمین کی کھدائی میں ان کے تہذیبی اور تمدنی آثار تلاش کئے جا رہے ہیں اور ان آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی تہذیب دورِ حاضر کی تہذیب سے زیادہ ترقی یافتہ تھی لیکن اب اس کا کوئی وجود باقی نہیں رہ گیا ہے۔ فنا ہو جانا انسان کا مقدر ہے اور ہر مخلوق کی ایک مدت معین ہے جس کے بعد اسے نہیں رہنا ہے لیکن بدترین موت وہ ہے جو عذاب کے زیر اثر واقع ہو اور جس کا انجام آتش جہنم کے علاوہ کچھ نہ ہو۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا [4]

ان کا انجام بھی برا ہوا کیونکہ انہوں نے اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کی تھی اور وہ ان کا

بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۰ ع اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ

مذاق اڑاتے تھے۔(10)اللہ خلقت کی ابتداء فرماتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ فرماتا ہے پھر تم

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(11)اور جس روز قیامت برپا ہو گی مجرمین

الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآىِٕهِمْ

ناامید ہوں گے۔(12)اور ان کے بنائے ہوئے شریکوں میں سے کوئی ان کا

شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝۱۳ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

سفارشی نہ ہو گا اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔(13)اور جس دن قیامت برپا ہو گی اس دن

السَّاعَةُ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگ گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔(14)پھر جنہوں نے ایمان قبول کیا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ [5] يُّحْبَرُوْنَ ۝۱۵ وَ

اور نیک اعمال انجام دیے وہ جنت میں خوش حال ہوں گے۔(15) اور

اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ

جنہوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی

فَاُولٰٓىِٕكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۱۶ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ

وہ عذاب میں پیش کیے جائیں گے۔ (16) پس جب تم

عربی حاشیہ

4- سوائی۔ بدترین حالت کو کہا جاتا ہے اور یہ اسوا کا مونث ہے جس طرح احسن کا مونث حسنیٰ ہوتا ہے۔

5- روضہ وہ شاداب زمین ہے جس میں نباتات بھی ہوں اور پانی کا انتظام بھی ہو اور اسی لئے قبر مومن کو روضۃ من ریاض الجنۃ کہا گیا ہے کہ وہ جگہ سرسبز وشاداب ہوگی اور مومن وہاں نہال وخوشحال رہے گا۔

ف: واضح رہے کہ اہل جنت کے لئے لفظ یحبرون ہے جو علامت مسرت ہے اور اہلِ جہنم کے لئے محضرون ہے جو علامت مجبوری ہے۔ پھر جنت کے داخلہ میں ایمان وعمل دونوں کا ذکر ہے اور جہنم کے داخلہ کے لئے صرف کفر ہی کافی ہے، بدعملی کی ضرورت نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ قرآن کریم میں من آیاتہ سے آغاز گیارہ مقام پر ہوا ہے جن میں سے سات اسی سورہ روم میں ہیں اور ان میں بھی تین آیات النفس سے متعلق ہیں اور تین آیات

اردو حاشیہ

حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ[6] وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِي

شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو اللہ کی تسبیح کرو۔(17)اور آسمانوں اور زمین میں

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾

اور تیسرے پہر کو اور جب تم ظہر کرتے ہو ثنائے کامل اسی کیلئے ہے۔ (18)

يُخۡرِجُ الۡحَيَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَ يُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَيِّ

اور وہ زندہ کو مردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کی

وَ يُحۡيِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾ ع

موت کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔ (19)

وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ بَشَرٌ

اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے بنایا پھر تم انسان ہو کر (زمین میں)

تَنۡتَشِرُوۡنَ ﴿۲۰﴾ وَ مِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ

پھیل رہے ہو۔(20)اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے

اَزۡوَاجًا لِّتَسۡكُنُوۡۤا[7] اِلَيۡهَا وَ جَعَلَ بَيۡنَكُمۡ مَّوَدَّةً وَّ

تمہاری ہی جنس سے ازواج پیدا کئے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے

رَحۡمَةً ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ مِنۡ

تمہارے مابین محبت اور (۴) مہربانی پیدا کی۔غوروفکر کرنے والوں کے لیے یقیناً ان میں نشانیاں ہیں۔(21)اور

اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافُ اَلۡسِنَتِكُمۡ

آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا مختلف ہونا بھی اس کی

عربی حاشیہ

آفاق سے اور ایک مشترک ہے۔

نیز واضح رہے کہ آیت ۱۷۔۱۸ میں اوقات تسبیح وحمد کا ذکر ہے اوقات نماز کا نہیں ورنہ نماز عشا بلا وقت ہی رہ جائے گی مگر یہ کہ مغرب وعشا کا وقت ایک ہی تسلیم کیا جائے۔

6- تمسون۔ وقت مساء میں داخل ہونا۔
تصبحون۔ صبح کے وقت میں داخل ہونا۔
تظہرون۔ ظہر کے وقت میں داخل ہونا۔
عشیا۔ شام یعنی عصر کا ہنگام۔

7- سکون۔ آرام اور آسائش ہے۔ عورت کو سامان سکون بتایا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ روح کو بھی سکون ملتا ہے اور اس کے پہلو میں جسم کو بھی سکون حاصل ہوتا ہے۔

من انفسکم۔ یعنی تمھاری ہی جنس سے اور تمھاری ہی شکل وصورت کے مطابق۔ مودة ورحمة۔ بعض مفسرین نے عورت سے ہمبستری کو مراد لیا ہے اور رحمت سے اولاد کو۔ گویا عورت کا ایک ہی مصرف ہے کہ اسے جنسی

اردو حاشیہ

(۴) آیت کریمہ نے مختصر سے الفاظ میں اسلام کے پورے فسلفہ ازدواج کو واضح کر دیا ہے کہ اولاً تو اس کی بنیاد سکون زندگی ہے اور اسی لئے ہر ایک کا جوڑا اسی کی نوع سے قرار دیا گیا ہے ورنہ انسانی زندگی وحشت کا شکار ہو جاتی اور اس کا گھر وحشت کدہ بن جاتا۔

دوسری طرف خدا نے دونوں کے درمیان مودت اور رحمت کا سلسلہ قائم کر دیا ہے جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عقد میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جو مودت ورحمت کے منافی ہو اور ظاہر ہے کہ اگر عقد کی بنیاد مال یا جمال پر ہوگی تو مال کے ختم ہو جانے اور جمال کے ڈھل جانے کے بعد مودت کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس طرح فریقین کے اخلاق اور کردار میں نقص ہوگا تو رحمت کا ماحول قائم نہ رہ سکے گا۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ عقد کی بنیاد عقیدہ اور ایمان کو بنایا جائے اور برتاؤ بھی قانون اسلام کی روشنی میں کیا جائے تا کہ نہ مودت میں فرق آسکے اور نہ رحمت کا خاتمہ ہو سکے۔

جنسی روابط اور اولاد پیدا کرنا ایک ثانوی مسئلہ ہے۔ بنیادی طور پر عورت اور مرد ایک دوسرے کی زندگی کی ضرورت ہیں اور انہیں ایسا جامع الشرائط ہونا چاہیے جو سکون، مودت اور رحمت کیلئے مناسب ہو اور نظام خانوادگی تباہ وبرباد نہ ہونے پائے۔

وَاَلۡوَانِكُمۡ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلۡعٰلِمِيۡنَ ۝۲۲ وَمِنۡ
نشانیوں میں سے ہے۔ علم رکھنے والوں کیلئے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(22)اور تمہارا

اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمۡ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَابۡتِغَآؤُكُمۡ مِّنۡ
رات میں سو جانا اور دن میں اس کا فضل (رزق) تلاش کرنا اس کی نشانیوں میں سے ہے۔

فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ ۝۲۳ وَ
(دلائل کو توجہ سے) سننے والوں کیلئے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(23)اور

مِنۡ اٰيٰتِهٖ يُرِيۡكُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ
خوف اور طمع کے ساتھ تمہیں بجلی کی چمک دکھانا اور زمین کو اس کی موت کے بعد

السَّمَآءِ مَآءً فَيُحۡىٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِىۡ
زندہ کرنے کیلئے آسمان سے پانی برسانا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے۔ عقل سے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۝۲۴ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ
کام لینے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(24) اور یہ بھی اس کی

السَّمَآءُ وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمۡ دَعۡوَةً ۖ
نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں، پھر جب وہ

مِّنَ الۡاَرۡضِ ۖ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ۝۲۵ وَلَهٗ مَنۡ فِى
تمہیں زمین سے ایک بار پکارے گا تو تم یکایک نکل آؤ گے۔(25)اور آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ۝۲۶ وَهُوَ الَّذِىۡ
زمین میں جو کچھ بھی ہے اسی کا ہے اور سب اسی کے تابع فرمان ہیں۔(26)اور وہی خلقت کی

عربی حاشیہ

ضرورت میں استعمال کر کے اس سے اولاد پیدا کرائی جائے۔ جب کہ یہ تصور اس کی عظمت کے منافی ہے اور اس کی واقعی حیثیت کے خلاف ہے۔ رب العالمین نے اسے اس تصور سے کہیں بالاتر اور بلند تر مقصد کے لئے بنایا ہے۔

ف: بظاہر آیت نمبر ۲۲ میں اختلاف زبان سے مراد اختلاف لہجہ و آواز ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ شناخت بذریعہ بصارت ہو تو رنگ کام آئے اور بذریعہ سماعت ہو تو آواز کام آئے اگرچہ بعض حضرات نے اس سے لغات کو مراد لیا ہے۔

ف: اسلام دین فطرت ہے اور فطرت اس میلان کا نام ہے جس کا عمل عقلی اور شعوری ہوتا ہے۔ لاشعوری میلان کو جبلت کہا جاتا ہے۔ انسان کے داخل میں کئی طرح کے رجحان پائے جاتے ہیں..... حسن راستی، حسن نیکی، حسن زیبائی اور حسن مذہبی۔ اور اسی حسن مذہبی کا اثر ہے کہ لامذہبیت کسی دور میں کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔

اردو حاشیہ

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ

ابتداء کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرتا ہے اور یہ اس کے لیے زیادہ آسان ہے

الْمَثَلُ الْاَعْلٰى [9] فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ

اور آسمانوں اور زمین میں اس کے لیے اعلیٰ شان ومنزلت ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيمُ ۝٢٧ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ

حکمت والا ہے۔(27)وہ تمہارے لیے خود تمہاری (۵) ایک مثال دیتا ہے ۔ جن غلاموں کے

لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا

تم مالک ہو کیا وہ اس رزق میں تمہارے شریک ہیں جو ہم نے تمہیں دیا ہے؟ پھر وہ اس میں

رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ

(تمہارے) برابر ہو جائیں اور تم ان سے اس طرح ڈرنے لگو جس طرح تم (آزاد) لوگ خود ایک دوسرے سے

اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝٢٨ بَلِ

ڈرتے ہو؟ عقل رکھنے والوں کیلیئے ہم اس طرح نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں۔(28) مگر

اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ

ظالم لوگ نادانی میں اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں پس جسے اللہ گمراہ کر دے

يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٢٩

اسے کون ہدایت دے سکتا ہے؟ اور ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ (29)

فَاَقِمْ وَجْهَكَ [10] لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ

پس (اے نبی) یکسو ہو کر اپنا رخ دین (خدا) کی طرف مرکوز رکھیں۔

رکوع ۸ / ۳ / ۶

عربی حاشیہ

8- افسوس ناک بات یہ ہے کہ انسان کو زمین کے اوپر آواز دی جاتی ہے تو مڑ کر بھی نہیں دیکھتا ہے اور زمین کے اندر آواز دی جائے گی تو فوراً حاضر ہو جائے گا جب کہ وہ حاضری مفید بھی نہ ہوگی بلکہ اس وقت حساب وکتاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

9- مثل اعلیٰ۔ وہ بلند ترین صفات ہیں جن کی کوئی مثال ونظیر ممکن نہیں ہے۔ دنیا میں ہر ایک کی صفت کی کوئی نہ کوئی مثال موجود ہے لیکن خدا کی صفات بالکل بے مثال ہیں۔

10- اقامت وجہ۔ اخلاص نیت وعمل کی طرف اشارہ ہے اور حنیف کے معنی باطل سے کترا کر چلنے والے کے ہیں۔

قیم مستقیم اور مستحکم کو کہا جاتا ہے۔ اور شیع۔ گروہوں کے معنی میں ہے بعض بے ایمان مفسرین نے اس لفظ کا غلط تلفظ کر کے عوام کو یہ دھوکا دینا چاہا ہے کہ خدا نے شیعوں کی مذمت کی ہے جب کہ یہ واضح سی بات ہے کہ شیعہ ایک

اردو حاشیہ

(۵) انسان کس قدر ناانصاف واقع ہوا ہے کہ اپنے ہاتھ میں خدا کے دیئے ہوئے چار پیسے بھی آجائیں تو اپنے نوکر کو اپنی دولت میں شریک نہیں بنانا چاہتا ہے اور ان مخلوقات کو جن کی خدا کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے انہیں خدا کی خدائی میں شریک بنا دینا چاہتا ہے اور خدا کو وہ مرتبہ بھی دینے کیلیئے تیار نہیں ہے جو اپنے واسطے ضروری سمجھتا ہے۔

فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ

اللہ کی اس فطرت (۶) کی طرف جس پر اس نے سب انسانوں کو پیدا کیا ہے،

الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ ۙ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ ﴿۳۰﴾

اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں آتی۔ یہی محکم دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (30)

مُنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ وَاتَّقُوۡهُ وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوۡنُوۡا

اسی کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور اس سے ڈرو اور نماز قائم کرو

مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوۡا دِيۡنَهُمۡ

اور مشرکین میں سے نہ ہونا۔(31) جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی

وَكَانُوۡا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزۡبٍۢ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

اور جو گروہوں میں بٹ گئے۔ ہر فرقہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔(32)

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوۡا رَبَّهُمۡ مُّنِيۡبِيۡنَ اِلَيۡهِ

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارتے ہیں

ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمۡ مِّنۡهُ رَحۡمَةً اِذَا فَرِيۡقٌ مِّنۡهُمۡ بِرَبِّهِمۡ

پھر جب وہ انہیں اپنی رحمت کا مزہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک فرقہ اپنے رب کے ساتھ شرک

يُشۡرِكُوۡنَ ۙ ﴿۳۳﴾ لِيَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ ؕ فَتَمَتَّعُوۡا ۟ وقفة فَسَوۡفَ

کرنے لگتا ہے۔(33) تاکہ جو ہم نے انہیں بخشا ہے اس کی ناشکری کریں۔ پس اب مزے اڑاؤ۔ عنقریب تمہیں

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾ اَمۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوۡا

معلوم ہو جائے گا۔(34) کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو اس شرک کی شہادت دے

عربی حاشیہ

گروہ کا نام ہے اور خدا کی مذمت مختلف گروہوں میں بٹ جانے والوں کے بارے میں ہے چاہے وہ چار گروہوں میں بٹے ہوئے ہوں یا اس سے بھی زیادہ میں۔

ف: آیت نمبر ۳۸ کے بارے میں یہ واضح رہے کہ یہ سورہ اگرچہ مکی ہے لیکن اس حکم عام پر مدینہ میں فدک کے سلسلہ میں عمل ہو سکتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا تضاد نہیں ہے۔

نیز آیت نمبر ۲۹ میں ربا سے مراد ان تحائف کو بھی لیا گیا ہے جو رؤساء سے مال کثیر حاصل کرنے کے لئے انھیں دیئے جاتے ہیں اور ان میں کسی طرح کا اخلاص نیت نہیں ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) اسلام دین فطرت ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ہر انسان اپنی فطرت کے مطابق قوانین تیار کر لے اور اسی کا نام دین الٰہی یا اسلام رکھ دے۔ فطرت اس صاف اور سادہ طبعیت کا نام ہے جس میں کسی طرح کی سیاست، مصلحت، رسم، معاشرت اور مفروضات ومزعومات کی آمیزش نہ ہو۔ انسان ایسی فطرت کا ادراک کر لے تو اسے تمام قوانین مذہب فطرت کے مطابق نظر آئیں گے کہ اسلام کا کوئی قانون فطرت سلیم کے خلاف نہیں ہے یہ انسان کی اپنی کمزوری ہے کہ اس نے فطرت کو سلیم نہیں رہنے دیا اور اسی لئے اسے مذہب کے احکام خلافِ فطرت نظر آنے لگے ہیں۔

بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ

جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔(35)اور جب ہم لوگوں کو کسی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں

وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ

تو وہ اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور جب ان کے برے اعمال کے سبب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ مایوس

يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

ہونے لگتے ہیں۔(36) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے

يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

رزق کشادہ اور تنگ کر دیتا ہے؟ مومنین کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔ (37)

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى [11] حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ؕ

پس تم قریبی رشتے داروں کو اور مسکین اور مسافر کو ان کا حق دے دو۔

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ

یہ ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو اللہ کی رضامندی چاہتے ہیں اور یہی لوگ فلاح

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ

پانے والے ہیں۔(38)اور جو سود (۷) تم لوگوں کے اموال میں افزائش کے لیے دیتے ہو

النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ

وہ اللہ کے نزدیک افزائش نہیں پاتا اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے

تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

دیتے ہو پس ایسے لوگ ہی (اپنا مال) دو چند کرنے والے ہیں۔ (39)

عربی حاشیہ

11- وہ صاحبِ قرابت جس کا حق انسان کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں مختلف مکاتب فکر کی الگ الگ رائیں ہیں۔ بعض حضرات صرف ماں باپ اور اولاد کو مراد لیتے ہیں اور بعض نے تمام باپ دادا اور اولاد کی اولاد کو مراد لیا ہے اور بعض کے نزدیک تمام میراث کے حقدار مراد ہیں۔ لیکن شان نزول کے بارے میں تاریخوں میں نقل کیا گیا ہے کہ فتح خیبر کے بعد جب فدک کے علاقہ پر سرکاردوعالمؐ کا قبضہ ہوگیا اور وہ بلا شرکِ غیر آپ کا حصہ قرار پا گیا تو حکم پروردگار نازل ہوا کہ اب اپنے قرابتداروں کو ان کا حق دے دیجئے جس کے بعد آپ نے فدک کا وثیقہ جناب فاطمہؑ کے نام لکھ دیا جس کو آپ نے ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا تھا اور میراث سے پہلے ہبہ کا دعویٰ کیا تھا لیکن سیاسی مصالح کی بنا پر وہ مطالبہ رد کر دیا گیا اور اسلام میں سیاسی استحصال کا سلسلہ شروع ہوگیا جو آج تک ہر طرف جاری

اردو حاشیہ

(۷) معاشیات کی دنیا میں سب سے بڑی مصیبت کا نام ہے سود، سود وہ جال ہے جس میں غریبوں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ سود وہ فریب ہے جس سے قوموں کو کاہل بنایا جاتا ہے۔ سود وہ حربہ ہے جس سے قوموں کی صلاحیتوں کو ضائع اور برباد کیا جاتا ہے۔ سود وہ راستہ ہے جس سے قوموں کا استحصال کیا جاتا ہے۔

سود کے بارے میں ظاہری تصور یہ ہے کہ اس سے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے حالانکہ بے برکت اضافہ کبھی اضافہ کہے جانے کے قابل نہیں ہوتا ہے۔ اضافہ زکوٰۃ کے ذریعہ ہوتا ہے جس میں بظاہر مال ہاتھ سے نکل جاتا ہے لیکن واقعاً اس میں برکت ہو جاتی ہے۔

برکت کا پہچاننا بھی ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔ شیطان اس نکتہ کی طرف متوجہ ہونے کا موقع ہی نہیں دیتا ہے کہ زکوٰۃ وصدقات سے مال میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک انسان حلال وحرام کو ایک کر کے یا بخل وکنجوسی سے کام لے کر ایک لاکھ روپیہ اکٹھا کر لیتا ہے اور اس کے بعد کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنے طرزِ عمل اور بخل کی تعریف کرتا ہے کہ ہم نے یہ سرمایہ نہ جمع کیا ہوتا تو آج کیا ہوتا اور یہ بھول جاتا ہے کہ اگر اس نے اس طرح کا سرمایہ نہ جمع کیا ہوتا تو شاید خدا اس کے نکلنے کا انتظام بھی نہ کرتا اور شائد یہ بیماری ہی قریب نہ آتی لیکن انسان کو اس اسلامی فکر کی توفیق کہاں حاصل ہوتی ہے۔ وہ تو بالکل بندۂ دنیا ہو

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ

اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر وہی تمہیں موت دیتا ہے پھر

یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ

وہی تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ان میں سے کوئی کام کر سکے؟

مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۴۰ ظَهَرَ الْفَسَادُ

پاک ہے اور بالاتر ہے وہ ذات اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔(40)لوگوں کے اپنے

فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ

اعمال کے باعث خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا تا کہ انہیں ان کے بعض اعمال کا

بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝۴۱ قُلْ سِیْرُوْا

ذائقہ چکھایا جائے۔ شاید یہ لوگ باز آ جائیں۔(41) کہہ دیجئے:

فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ

زمین میں چل پھر کر دیکھ لو گزرے ہوئے لوگوں کا کیسا انجام ہوا؟

قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ۝۴۲ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

ان میں سے اکثر مشرک تھے۔ (42) لہٰذا آپ اپنا رخ محکم دین کی طرف

لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ

مرکوز رکھیں قبل اس کے کہ وہ دن آ جائے اللہ کی طرف سے جس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

مِنَ اللّٰهِ یَوْمَىٕذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ۝۴۳ مَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ

اس دن لوگ پھوٹ کا شکار ہوں گے۔(43)جس نے کفر کیا اس کے کفر کا

ع ۴

عربی حاشیہ

وساری ہے اور مسلمان ہر جگہ حق کی آواز اٹھاتے ہوئے ایک باطنی کمزوری کا احساس کر رہا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۱ میں بحر و بر کا فساد ایک عام مفہوم رکھتا ہے اور مقصد اس امر کا اظہار ہے کہ یہ فساد انسانی اعمال ہی کا نتیجہ ہے۔ انسان غور کرے تو ہر حرام کام فرد یا اجتماع میں کوئی نہ کوئی فساد ضرور پیدا کرتا ہے۔

ف: دور حاضر میں سیاحت کبھی مفت خوری کے لئے ہوتی ہے اور کبھی عیاشی اور ہوس رانی کے لئے۔ اسلام نے ان تمام طریقوں کے مقابلہ میں سیاحت کو عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے اور اس طرح سیاحت سے روکا بھی نہیں ہے۔ اور اسے بامقصد بھی بنا دیا ہے۔

اردو حاشیہ

کر رہ گیا ہے اور اسی بندگی میں مست اور مگن رہتا ہے۔

كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝۴۴
ضرر اسی کیلیے ہے اور جنہوں نے نیک عمل کیا وہ اپنے لیے ہی راہ سدھارتے ہیں۔ (44)
لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ
تا کہ اللہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال انجام دینے والوں کو اپنے فضل سے جزا دے۔
اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۵ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ
بے شک وہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔(45)اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ
الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ
وہ ہواؤں کو بشارت (۸) دہندہ بنا کر بھیجتا ہے تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا
الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ
ذائقہ چکھائے اور کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شاید
تَشْكُرُوْنَ ۝۴۶ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى
تم شکر کرو۔(46)اور بتحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھی پیغمبروں کو ان کی اپنی اپنی قوم کی
قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ
طرف بھیجا ہے۔ سو وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے پھر جنہوں نے
اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۷
جرم کیا ان سے ہم نے بدلہ لیا اور مومنین کی مدد کرنا ہمارے ذمے رہے۔ (47)
اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ
اللہ ہی ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ بادل کو ابھارتی ہیں پھر اسے جیسے اللہ چاہتا ہے

عربی حاشیہ

12- تمہید درحقیقت راستہ کا ہموار کرنا ہے۔ جس طرح زمین ہموار کی جاتی ہے یا زمین پر فرش بچھایا جاتا ہے۔ اس مقام پر مقصد پروردگار یہ ہے کہ آخرت کی تمام راحتیں اس دنیا کے اعمال کا نتیجہ ہیں۔ جو لوگ نیک اعمال انجام دیتے ہیں وہ فقط یہیں اچھے نہیں ہوتے ہیں بلکہ درحقیقت وہاں کے لئے بھی زمین ہموار کررہے ہیں اور ہموار زمین پر چلنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ مشکلات توان لوگوں کے لئے ہیں جنھوں نے زمین ہموار نہیں کی ہے اور آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے ہیں۔

13- امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ ہوا کا وجود مخلوقات کے لئے اس قدر ضروری ہے کہ اگر وہ تین دن کے لئے روک دی جائے تو سارا عالم تباہ و برباد ہو جائے گا اور ساری دنیا میں بدبو پھیل جائے گی۔ ہوا فقط زندگی کا سہارا نہیں ہے بلکہ فضاؤں کو تنفس کے قابل بنائے رکھنے اور ہواؤں سے تعفن برطرف کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) پروردگار عالم کی بے پناہ نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ ہوا بھی ہے جو بظاہر تو نظر نہیں آتی ہے اور انتہائی سبک ہوتی ہے کہ انسان کو اس سے کسی طرح کی گرانی کا احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ بے شمار فوائد کی حامل ہے جن میں سے چند کا تذکرہ خود آیت میں بھی کیا گیا ہے۔

۱۔ ہوا مستقبل کی خوشخبری دینے والی ہے۔ انسان کس قدر مسرور اور مطمئن ہو جاتا ہے۔ جب ہوا اس امر کی خبر دیتی ہے کہ اس کے پیچھے بارش آنے والی ہے چاہے اس کے آنے میں تاخیر ہی کیوں نہ ہو جائے۔

۲۔ ہوا، رحمت کا ذائقہ اپنے ہمراہ لے کر آتی ہے اور اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خالق کائنات اپنی مخلوقات پر کس قدر مہربان ہے کہ اسے سانس لینے کا ایک وسیلہ فراہم کر دیا ہے ورنہ اس کا دم گھٹ جاتا اور وہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا۔

۳۔ ہوا کشتیوں کے چلانے کا ذریعہ ہے۔ ہوا نہ ہوتی تو دریا کے مسافر ایک مقام پر جم کر رہ جاتے اور باہمی مواصلات کا نظام ختم ہو جاتا دورِ حاضر میں بادبانی کشتیوں کا راج ختم ہو گیا ہے تو فضائی سفر بھی موج ہوا ہی پر ہو رہا ہے اور ریڈیو ٹیلی ویژن کا پورا نظام بھی ہوائی موجوں ہی پر قائم ہے۔

۴۔ ہوا رزق خدا کا بہترین وسیلہ ہے اور انسان کو زمین اور آسمان سے سارا رزق ہوا ہی کے ذریعہ فراہم ہوتا ہے۔

فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ

آسمان پر پھیلاتا ہے پھر اسے ٹکڑوں کا انبوہ بنا دیتا ہے پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اس کے

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ

بیچ میں سے بارش نکلنے لگتی ہے پھر اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے

عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۸ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ

برسا دیتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔(48)جب کہ اس

قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝۴۹ فَانْظُرْ

بارش کے ان پر برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو رہے تھے۔(49) اللہ کی

اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ

رحمت کے اثرات کا نظارہ کرو کہ وہ زمین کو کس طرح زندہ کر دیتا ہے اس کے

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۵۰

مردہ ہونے کے بعد۔ یقیناً وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (50)

وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ [14] مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ

اور اگر ہم ایسی ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد ہوتے دیکھ لیں تو وہ اس کے بعد ناشکری

يَكْفُرُوْنَ ۝۵۱ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ

کرنے لگتے ہیں۔(51) آپ یقیناً مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ ان بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں

الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۲ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ

جب کہ وہ پشت پھیرے جا رہے ہوں۔(52)اور نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے

عربی حاشیہ

ف: بادلوں کا عمل اس چرواہے جیسا ہوتا ہے جو جانوروں کو جمع کر کے ایک راستہ پر چلاتا ہے اور پھر گھر واپس لاکر ان سے دودھ حاصل کر لیتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ مفید ہواؤں کو ریاح کہا گیا ہے اور بادسموم کو ریح کہ یہ کبھی کبھی چلتی ہے اس طرح مفید ہواؤں کے لئے یستبشرون کا لفظ استعمال ہوا ہے اور بادسموم کے بعد یکفرون کا لفظ استعمال ہوا ہے تاکہ دونوں قسم کی ہواؤں کے کرداری اثرات بھی نمایاں ہو جائیں۔

14-اس ضمیر کا مرجع زراعت ہے جس کا اندازہ کلام کے سیاق سے ہوتا ہے ورنہ آیت میں زراعت کا کوئی ذکر نہیں ہے بعض حضرات نے ہوا ہی کو مرجع قرار دیا ہے۔

اردو حاشیہ

۵۔ ہوا شکر خدا کا بہترین سہارا ہے بشرطیکہ انسان نعمت شناس ہو اور احسان فراموش نہ ہو۔

عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا
نکال کر ہدایت دے سکتے ہیں۔ آپ صرف انہیں سنا سکتے ہیں جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں

فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ
اور فرماں بردار ہیں۔(53) اللہ وہ ہے جس نے کمزور [9] حالت سے تمہاری تخلیق (شروع)

ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ
کی پھر کمزوری کے بعد قوت بخشی پھر قوت کے بعد کمزور اور

قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ
بوڑھا کر دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ بڑا جاننے والا،

الْقَدِیْرُ ۝ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ [15] الْمُجْرِمُوْنَ ۙ
صاحب قدرت ہے۔(54) اور جس روز قیامت برپا ہو گی مجرمین قسم کھائیں گے کہ

مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ۝ وَ قَالَ
وہ (دنیا میں) گھڑی بھر سے زیادہ نہیں رہے۔ وہ اسی طرح الٹے چلتے رہتے تھے۔(55) اور جنہیں علم

الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ
اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے: نوشتہ خدا کے مطابق

اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ
یقیناً تم قیامت تک رہے ہو اور یہی قیامت کا دن ہے لیکن تمہیں

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
اس کا علم ہی نہ تھا۔(56) پس اس دن ظالموں کو ان کی معذرت

عربی حاشیہ

15-ان بے عقل انسانوں کے پاس اتنا شعور بھی نہیں ہے کہ اس قسم کا ما حصل کیا ہے۔ انسان دار دنیا میں ایک ساعت رہے یا ایک ہزار برس رہے اس کو اپنے اعمال کا حساب تو بہرحال دینا ہے اور جو ذات حساب لینے والی ہے اسے مقدار اور میعاد کی تشکیک سے دھوکہ بھی نہیں دیا جا سکتا ہے۔ وہ تمام حقائق سے مکمل طور پر باخبر ہے۔

آیت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ حقائق کے ادراک و اعتراف کے لئے تنہا علم کافی نہیں ہے بلکہ علم کے ساتھ ایمان بھی ضروری ہے اور وہ بھی وہ علم و ایمان جو قدرت کی طرف سے عطا کیا گیا ہو ورنہ تحصیلی علم اور نفسیاتی ایمان بھی حقائق کے لئے کافی نہیں ہے جب تک کہ توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو جائے۔

اردو حاشیہ

(۹) انسانی تخلیق کتنے مراحل سے گزرتی ہے کہ وہ ابتداء میں نطفہ وعلقہ کی منزل میں انتہائی کمزور ہوتا ہے کہ جس کا جی چاہے اس کو ضائع اور برباد کر دے۔ اس میں مقاومت کی کوئی صلاحیت نہیں ہوتی ہے اس کے بعد جوانی کی منزلوں میں طاقت اور توانائی آ جاتی ہے تو اس قدر طاقت ور ہو جاتا ہے کہ آسمانوں پر کمند فکر ڈالنے لگتا ہے اور ستاروں کو مسخر کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد ضعیفی کی منزل میں پھر اس قدر کمزور ہو جاتا ہے کہ گویا ابتدائی منزل پھر پلٹ کر آ جاتی ہے اور انسان کسی قابل نہیں رہ جاتا ہے۔

اس کے بعد بھی انسان عبرت نہیں حاصل کرتا ہے اور مغرور و متکبر ہو جاتا ہے اور اسے یہ شعور بھی نہیں رہ جاتا ہے کہ جس نے ان مختلف مراحل سے گزارا ہے وہی صاحب اختیار و اقتدار ہے انسان خود کچھ نہیں ہے۔

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

کوئی فائدہ نہ دے گی اور نہ ان سے معافی مانگنے کے لیے کہا جائے گا۔(57)اور بتحقیق ہم نے

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ

لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثال بیان کی ہے اور اگر

جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ

آپ ان کے سامنے کوئی نشانی پیش کر بھی دیں تو کفار ضرور کہیں گے:

اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ

تم تو صرف باطل پر ہو۔(58) اس طرح اللہ ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا

جو علم نہیں رکھتے۔ (۱۰) (59) پس (اے نبی) آپ صبر کریں۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے اور

يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ آپ کو سبک نہ پائیں۔(60)

ع ۶ | ۹

اٰياتها ۳۴ | ۳۱ سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ ۵۷ | رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

الف، لام، میم۔(1) یہ حکمت بھری کتاب کی آیات ہیں۔(2) نیکوکاروں کے لیے ہدایت

عربی حاشیہ

ف: سورہ کے اختتام پر دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے صبر اور سنجیدگی اور ایک بات کی بشارت دی گئی ہے یعنی کامیابی کہ صبر اور سنجیدگی کے بغیر کامیابی کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔

ف: واضح رہے کہ اس سورہ میں قرآن مجید کو محسنین کے لئے ہدایت کہا گیا ہے اور سورہ نمل میں مومنین کے لئے اور سورہ بقرہ میں متقین کے لئے اور پھر یہ فرق رکھا گیا ہے کہ محسنین کے لئے ہدایت ورحمت ہے اور مومنین کے لئے ہدایت و بشارت جب کہ متقین کے لئے صرف ہدایت ہے۔ اس تفصیل سے مبلغین کے درجات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) یہ علامت ہے کہ انسان لاعلمی اور بے خبری کا مظاہرہ پہلے کرتا ہے اور خدا کی طرف سے مہر بعد میں لگائی جاتی ہے کہ یہ انسان ایمان لانے والا نہیں ہے نہ یہ کہ خدا مہر پہلے لگا دے اور انسان اس کے بعد ایمان نہ لے آئے کہ اس طرح جبر لازم آئے گا جو عدالت پروردگار کے خلاف ہے۔

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝۳ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور رحمت ہیں۔(3) جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہی

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ

تو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔(4) یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ

ہدایت [1] پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(5) اور انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہیں

يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ [1] لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ

جو بیہودہ کلام خریدتے ہیں تا کہ نادانی میں (لوگوں کو) راہِ خدا سے گمراہ کریں

عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶

اور اس کا مذاق اڑائیں۔ ایسے لوگوں کے لیے ذلت میں ڈالنے والا عذاب ہو گا۔ (6)

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا [2] كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا

اور جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ تکبر کے ساتھ اس طرح منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو۔

كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷ اِنَّ الَّذِيْنَ

گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں۔ پس اسے دردناک عذاب کی بشارت دے دیں۔(7) جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ

ایمان لائیں اور نیک اعمال انجام دیں ان کے لیے نعمت والے باغات ہوں گے۔(8) جن میں

فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ خَلَقَ

وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(9) اس نے

عربی حاشیہ

1- لہوالحدیث ہر وہ بات ہے جو انسان کو حق وحقیقت سے غافل کردے چاہے وہ مہمل افسانے ہوں یا ناچ گانے کی دھنیں۔
امام جعفر صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ لہوالحدیث میں حق بات پر اعتراض کرنا اور اس کا مذاق اڑانا بھی شامل ہے۔

2- کتنی حسین تصویر ہے باطل پرست افراد کے طرزِ عمل کی کہ جب حق کی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو پہلے منہ پھیر لیتے ہیں پھر ایسا اظہار کرتے ہیں جیسے کچھ سنا ہی نہیں ہے اور پھر ایسے بن جاتے ہیں جیسے بہرے ہیں اور سن سکتے ہی نہیں ہیں ایسے لوگ واقعاً دردناک عذاب کے حقدار ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱) دنیا میں کون سا انسان ہے جو ہدایت اور نجات کا طلبگار نہ ہو۔ قرآن مجید نے بار بار اس موضوع پر اپنا فیصلہ سنایا ہے کہ جن کے کردار میں اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ ہے وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی شخص بھی نجات یافتہ نہیں ہے۔

نماز عبد و معبود کے درمیان مضبوط رشتہ اور مستحکم تعلق کی نگرانی کا نام ہے اور زکوٰۃ بندگانِ خدا کی زندگانی کے احساس اور کمزوروں کی امداد اور حب مال دولت سے بے نیازی کا اعلان ہے۔

نماز و زکوٰۃ جمع ہو جائیں تو انسان کا انفرادی اور اجتماعی کردار مکمل ہو جاتا ہے اور وہ واقعاً ہدایت یافتہ اور کامیاب کہے جانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا (3) وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ

آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر پیدا کیا جو تمھیں نظر آئیں اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیے

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ

تا کہ وہ تمھیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیے اور ہم نے

السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۰﴾ هٰذَا

آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اگائے۔(10) یہ ہے

خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ

اللہ کی تخلیق۔ اب ذرا مجھے اللہ کے سوا دوسروں کی مخلوق (۲) تو دکھاؤ،

الظّٰلِمُوْنَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۱﴾ ؑ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ (4) الْحِكْمَةَ

(ع ۱۱/۱۰)

بلکہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔(11)اور بتحقیق ہم نے لقمان کو حکمت (۳) سے نوازا کہ

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

اللہ کا شکر کریں اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنے فائدے کے لیے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے

كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ (4) لِابْنِهٖ وَ

تو اللہ یقیناً بے نیاز، لائق ستائش ہے۔(12)اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو

هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَىَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

(وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (13)

وَوَصَّيْنَا (5) الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں نصیحت کی۔ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری سہہ کر اسے (پیٹ میں) اٹھایا اور اس کے

عربی حاشیہ

3-اس جملہ کے بارے میں دو احتمالات پائے جاتے ہیں۔

ا۔آسمان میں کوئی ستون نہیں ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

۲۔آسمانوں میں برقی ستون ہیں لیکن وہ ستون نہیں ہیں جنھیں تم دیکھ سکتے ہو۔

ف: آیت نمبر ۱۰ میں جاذبہ و واقعہ کے ستون اور نباتات کی زوجیت کا واضح اعلان کیا گیا ہے جو قرآن مجید کا علمی معجزہ ہے۔

ف: بعض مورخین کے خیال میں لقمان ایک سیاہ فام غلام تھے لیکن خدا نے انھیں صاحبِ حکمت بنادیا تھا اور اس مقام پر ان کی دس نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں عقائد اور اعمال دونوں کا ذکر ہے اور ان کے ذکر میں شکر کو استمرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور کفر کو ماضی کی شکل میں۔ گویا شکر کا استمرار مفید ہے اور کفر کا ایک مرتبہ صادر ہوجانا بھی تباہی کے لئے کافی ہے۔

4- حضرت لقمان حضرت ابراہیم کے

اردو حاشیہ

(۲) کتنا حسین اندازِ استدلال ہے کہ اسلام کے خدا نے اپنی خدائی کے مظاہر اور مرقع پیش کر دیئے ہیں اور زمین سے آسمان تک اس کے ثبوت فراہم کر دیئے ہیں۔اب اگر کفر والے کسی اور خدا کے قائل ہیں تو وہ بھی اپنے خدا کے آثار قدرت کا مظاہرہ کریں اور اگر نہیں کر سکتے ہیں تو واقعیت کا اقرار کرتے ہوئے راہِ راست پر آجائیں اور دیوانگی سے کام نہ لیں۔

(۳) آیات کریمہ کے علاوہ جناب لقمان کی حکمت کے تذکرے کتب سیرت و تاریخ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر وہ ایک غلام تھے اور آقا نے تمام غلاموں کو پھل توڑنے کیلئے باغ میں بھیج دیا۔ سب نے پھل کھالئے، لقمان نے انکار کر دیا تو واپس آ کر سب نے الٹی شکایت کر دی۔ مالک نے لقمان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ قے کی دوا دے کر سب کو قے کرائی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سب کے پیٹ سے مال حرام برآمد ہو گیا اور لقمان کی عزت میں اضافہ ہو گیا۔

سچ ہے حرام کھانے والوں کو ایک نہ ایک دن ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مال حرام سے پرہیز کرنے والوں کی عزت کا محافظ پروردگار عالم ہے۔

وَهۡنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىۡ عَامَيۡنِ اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ وَلِـوَالِدَيۡكَ ؕ اِلَىَّ

دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہے (نصیحت یہ کہ) کہ میرا شکر بجالاؤ اور اپنے والدین کا بھی (شکر ادا کرو آخر میں) بازگشت

الۡمَصِيۡرُ ﴿۱۴﴾ وَاِنۡ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنۡ تُشۡرِكَ بِىۡ مَا لَيۡسَ

میری طرف ہے۔(14)اور اگر وہ دونوں تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک قرار دے

لَـكَ بِهٖ عِلۡمٌ ۙ فَلَا تُطِعۡهُمَا وَصَاحِبۡهُمَا فِى الدُّنۡيَا مَعۡرُوۡفًا ۖ

جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی بات نہ ماننا۔ البتہ دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھنا

وَّاتَّبِعۡ سَبِيۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَىَّ ۚ ثُمَّ اِلَىَّ مَرۡجِعُكُمۡ

اور اس کی راہ کی پیروی کرنا جس نے میری طرف رجوع کیا ہے۔ پھر تمہاری بازگشت میری طرف ہے۔

فَاُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۵﴾ يٰبُنَىَّ اِنَّهَاۤ اِنۡ تَكُ

پھر میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیا عمل کرتے رہے ہو۔(15)اے بیٹے! اگر رائی کے دانے کے برابر

مِثۡقَالَ حَبَّةٍ مِّنۡ خَرۡدَلٍ فَتَكُنۡ فِىۡ صَخۡرَةٍ [6] اَوۡ فِى

بھی کوئی چیز کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں یا زمین میں ہو تو اللہ

السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِى الۡاَرۡضِ يَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اسے یقیناً نکال لائے گا۔ یقیناً اللہ بڑا باریک بین،

لَطِيۡفٌ خَبِيۡرٌ ﴿۱۶﴾ يٰبُنَىَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

خوب باخبر ہے۔(16)اے بیٹا! نماز قائم کرو [۴] اور نیکی کا حکم دو

وَانۡهَ عَنِ الۡمُنۡكَرِ وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

اور بدی سے منع کرو اور جو مصیبت تجھے پیش آئے اس پر صبر کرو۔

عربی حاشیہ

بھائی کے پوتے اور حضرت ایوب کے بھانجے تھے اور حضرت داؤد سے حضرت یونس کے زمانے تک زندہ رہے۔ بعض حضرات نے انہیں نبی قرار دیا ہے اور بعض انہیں صرف مردِ حکیم مانتے ہیں۔ قرآن کریم نے ان کے حکیم ہونے کا صریحی اعلان کیا ہے لیکن نبوت کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم

5- یہ جناب لقمان کی وصیت کا جزو نہیں ہے بلکہ اس کے ذیل میں پروردگار نے ذکر کیا ہے اور شائد اس کی مصلحت یہ ظاہر کرنا رہا ہو کہ والدین کے ساتھ نیک سلوک اور ان کی اطاعت کا شرک سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ وہ بھی شرک کی دعوت دیں تو ان کی بھی اطاعت جائز نہیں ہے۔

6- مفسرین نے اس بات پر بحث کی ہے کہ آسمان و زمین کے علاوہ پتھر کہاں ہے۔ بعض نے فضا میں پتھر تلاش کئے ہیں اور بعض نے زمین کے نیچے لیکن یہ سب دور از کار باتیں

اردو حاشیہ

(۴) حیرت ہے کہ آج کے صاحبانِ علم وفہم مزاج قرآن سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ قرآنِ حکیم لقمان کی نصیحتوں میں نماز، زکوٰۃ، اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا ذکر کرتا ہے اور انہیں یہ تذکرے مذہب کی توہین یا اس کا استخفاف نظر آتے ہیں۔

مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ
یہ امور یقیناً ہمت طلب ہیں۔(17)اور لوگوں سے (غرور وتکبر سے)

لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ
رخ (۵) نہ پھیرا کرو اور زمین پر اکڑ کر نہ چلا کرو۔ اللہ کسی اترانے والے خود پسند کو یقیناً

فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ
دوست نہیں رکھتا۔(18) اور اپنی چال میں اعتدال رکھو اور اپنی آواز نیچی رکھو۔

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ
یقیناً آوازاوں میں سب سے بری گدھوں کی آواز ہوتی ہے۔(19) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ

اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ
جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے

عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً [7] وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں کامل کر دی ہیں اور (اس کے باوجود) کچھ لوگ

يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ [8] وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ
اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ علم ہے اور نہ ہدایت اور نہ کوئی

مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ
روشن کتاب۔(20)اور جب ان سے کہا جاتا ہے: جو اللہ نے نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو تو وہ کہتے ہیں:

نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ
ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، خواہ شیطان ان (کے بڑوں) کو

عربی حاشیہ

ہیں۔ درحقیقت یہ خدا کے علم واقتدار کی وسعت کا اعلان ہے۔ اس کے لئے کسی پتھر کے تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۷ میں سات کا عدد کثرت کے اشارہ کے طور پر استعمال ہوا ہے کہ دورِ قدیم میں یہی ایک کامل عدد تھا جس طرح سات آسمان ہفتہ کے سات دن۔ زمین کی سات اقلیم ذخیرہ۔ سمندروں کی امداد کے بعد بھی کلمات کا ختم نہ ہونا غیر متناہی کمال کا بہترین اشارہ ہے۔

7-اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ نے انسان کو ظاہر اور باطن دونوں قسم کی نعمتوں سے نوازا ہے اور اکثر نعمتیں ایسی بھی ہیں جن کا ایک رخ ظاہر ہے اور دوسرا باطن ہے اور اس طرح اس سلسلہ کے تمام اقوال کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ نعمات پروردگار قابلِ احصاء وشمار نہیں ہیں۔

8- علم حسیات اور تجربات کے لئے، ہدایت عقلی مسائل کے لئے اور کتاب مبین شرعی احکام کے لئے ضروری ہے اور اس کے بغیر کوئی

اردو حاشیہ

(۵) امیر المومنینؑ نے کس قدر بلیغ جملہ ارشاد فرمایا ہے جو مغرور اور متکبر افراد کیلئے تازیانہ عبرت ہے آپ فرماتے ہیں کہ غرور سے زیادہ وحشت ناک کوئی تنہائی نہیں ہے اور تواضع سے زیادہ وسیع کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔

يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿٢١﴾ وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ
بھڑکتی آگ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو۔(21)اور جو شخص اپنے آپ کو

إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ
اللہ کے حوالے کر دے اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس نے مضبوط رسی (۱) کو

الْوُثْقَىٰ ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا
تھام لیا اور سب امور کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔(22)اور جو کفر کرتا ہے

يَحْزُنْكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ۚ
اس کا کفر آپ کو محزون نہ کرے۔ انہیں پلٹ کر ہماری طرف آنا ہے پھر ہم انہیں بتائیں گے کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا
یقیناً اللہ ہر وہ بات خوب جانتا ہے جو سینوں میں ہے۔(23)ہم انہیں (دنیا میں) تھوڑا مزہ لینے کا موقع دیں گے

ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ
پھر انہیں مجبور کر کے شدید عذاب کی طرف لے آئیں گے۔(24)اور اگر آپ ان سے پوچھیں:

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ
آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ کہہ دیجئے: الحمدللہ،

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٥﴾ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔(25)جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ کی ملکیت ہے۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ أَنَّمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ
وہ اللہ یقیناً بے نیاز، لائق ستائش ہے۔(26)اور اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں

عربی حاشیہ

بات قابل قبول نہیں ہوسکتی ہے۔

9- واقعاً رسول کے پاس کیا دل دردمند ہوتا ہے کہ کافر گمراہ ہو رہا ہے اور جہنم میں جا رہا ہے اور رسول پریشان ہے کہ ایک اللہ کی مخلوق دیدہ و دانستہ اپنے عذاب کا سامان فراہم کر رہی ہے۔

دوسرا رخ حزن وملال کا وہ بھی ہے جو عام انسانوں میں پایا جاتا ہے کہ کفار راحت وآرام میں ہیں اور اللہ والے پریشان وحیران ہیں۔ خدا نے اس کا بھی جواب دے دیا کہ یہ سب صرف چند روزہ ہے۔ اس کے بعد انھیں عذابِ غلیظ کا سامنا بہر حال کرنا پڑے گا۔

اردو حاشیہ

(۱) رسی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے دو سرے ہوتے ہیں۔ ایک آب حیات کی طرف ہوتا ہے اور ایک انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ اس پانی کو حاصل کیا جاتا ہے جسے انسان کی زندگانی کہا جاتا ہے۔ قانون الٰہی بھی ایک ریسمانِ ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے جس کا ایک رخ پروردگار کی طرف ہوتا ہے کہ یہ قانون اسی کی طرف سے آتا ہے اور ایک رخ بندے کی طرف ہوتا ہے کہ یہ قانون بندوں ہی کی فلاح ونجات کیلئے بنایا گیا ہے اور انسان کا فرض ہے کہ اس مضبوط رسی کو پکڑے رہے تا کہ پروردگار عالم سے رشتۂ عبودیت استوار رہے اور منزل نجات تک پہنچنا آسان رہے لیکن اس تمسک کی دو بنیادی شرطیں ہیں ایک کا نام ہے تسلیم اور دوسری کا نام ہے احسان۔

مالک کی بارگاہ میں سر تسلیم خم نہ ہو تو ریسمانِ ہدایت سے تمسک ناممکن ہے کہ یہ ریسمان اسی کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔

اور بندوں کے ساتھ احسان اور نیک برتاؤ۔ ہو تو یہ تسلیم اور سپردگی صرف ایک تصور ہے جس کی تصدیق نہیں کی جاسکتی ہے جو انسان اپنے کو مالک کے حوالہ کر دیتا ہے وہ اپنی کل کائنات کو اس کی مخلوقات کے فائدہ کیلئے وقف کر دیتا ہے اور اس کے وجود سے انانیت کا جذبہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔

شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ

اور سمندر کے ساتھ مزید سات سمندر مل (کر سیاہی بن) جائیں تب بھی

اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔ یقیناً اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(27)

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ کے لیے تم سب کا پیدا کرنا پھر دوبارہ اٹھانا ایک جان (کے پیدا کرنے اور پھر اٹھانے) کی طرح ہے۔ یقیناً اللہ خوب

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ [10] فِي النَّهَارِ

سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(28) کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں

وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ

داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے؟ سب ایک مقررہ وقت تک

يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾

چل رہے ہیں اور بتحقیق اللہ تمہارے اعمال سے خوب باخبر ہے۔ (29)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ

یہ اس لیے کہ اللہ کی ذات برحق ہے اور اس کے سوا جنہیں وہ پکارتے ہیں

الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ

سب باطل ہیں اور اللہ ہی برتر و بزرگ ہے۔(30) کیا تم نہیں دیکھتے کہ کشتی سمندر میں

تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ

اللہ کی نعمت سے چلتی ہے تا کہ وہ تمہیں اس کی نشانیاں دکھائے۔ تمام صبر شکر

ع ۳ ۱۱ ۱۲

عربی حاشیہ

ف: حیات دنیا دوطرح کی چیزوں کا مجموعہ ہے، بلا اور نعمت اور اسی سے دوطرح کے کردار بنتے ہیں۔ بعض لوگ بلا میں صبار ہوتے ہیں اور نعمت میں شکور اور بعض لوگ بلا میں ختار (عہد شکن) ہوتے ہیں اور نعمت میں کفور۔ اور اختلاف کردار ہی سے انجام کے اختلاف کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

10- یہ دن اور رات کے چھوٹے بڑے ہونے کی طرف بہترین اشارہ ہے کہ جب تک ایک دوسرے کے حدود میں داخل نہ ہوجائے دوسرے کے چھوٹے ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ

کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(31)اور جب ان پر (سمندر کی) موج سائبان کی طرح

كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا

چھا جاتی ہے تو وہ عقیدے کو اسی کے لیے خالص کر کے اللہ کو پکارتے ہیں پھر جب وہ انہیں نجات دے کر

نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ

خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ اعتدال پر قائم رہتے ہیں اور ہماری نشانیوں کا وہی انکار کرتا ہے

اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ

جو بدعہد ناشکرا ہے۔(32)اے لوگو! اپنے پروردگار (کے غضب)

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا

سے بچو اور اس دن کا خوف کرو جس دن نہ باپ بیٹے کے اور نہ بیٹا

مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ

اپنے باپ کے کچھ کام آئے گا۔ اللہ کا وعدہ یقیناً سچا ہے لہٰذا دنیا کی یہ زندگی

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَقفۃ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

تمہیں دھوکہ نہ دے اور دھوکے باز تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکے میں

الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ

نہ رکھے۔(33) قیامت کا علم (۷) یقیناً اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش برساتا ہے

الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ

اور وہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل

عربی حاشیہ

11- کشتیوں سے استفادہ کرنا اور ان میں قدرت خدا کی نشانیاں دیکھنا یقیناً بڑے صبر کرنے والوں کا کام ہے ورنہ جو طوفان سے گھبرا جائیں وہ کیا جانیں کہ کشتی کے سفر میں کیا آیات الٰہیہ پائی جاتی ہیں

12- ظُلل ظُلّہ کی جمع ہے جس کے معنی سائبان کے ہیں یعنی بعض اوقات موجیں اس قدر بلند ہوجاتی ہیں کہ جیسے کشتی کے سوار کے سر پر سایہ فگن ہونا چاہتی ہیں۔ ایسے مواقع پر بندہ کو خدا بہرحال یاد آجاتا ہے ورنہ عیش وراحت میں کسے خدا یاد آتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۴ کے مذکورات سے مراد جملہ امور کے تفاصیل ہیں کہ انھیں خدا نے اپنی ذات تک محدود رکھا ہے ورنہ اجمالی علم اپنے مخصوص بندوں کو بھی عنایت کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) یوں تو پروردگار عالم کے پاس کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے اور کوئی شے اس کے علم سے بعید نہیں ہے لیکن اس نے چند باتوں کا خصوصیت کے ساتھ تزکرہ کیا ہے جن میں کوئی انسان اس کا شریک نہیں ہے مثلاً قیامت کا علم کہ اسے اس نے اپنے پاس محفوظ رکھا ہے اور اس سے الگ ہو جانے کے بعد انسان کے پاس اس علم کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

یا بارش کا علم کہ انسان آثار وعلامات سے یہ تو معلوم کرسکتا ہے کہ پانی کب برسے گا لیکن یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ یہ آثار وعلامات کب پیدا ہوں گے۔

یہی حال شکم کے اندر کا ہے کہ وسائل وآلات صرف اسی قدر بتا سکتے ہیں کہ جنین لڑکا ہے یا لڑکی، گورا ہے یا کالا، چھوٹا ہے یا بڑا، موٹا ہے یا دبلا لیکن خدائی علم اس سے کہیں زیادہ وسیع تر ہے جیسا کہ امیر المومنینؑ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ یہ سب جانتا ہے کہ بچہ لڑکا ہے یا لڑکی، خوبصورت ہے یا بدصورت، سخی ہے یا بخیل، شقی ہے یا سعید اور کون جہنم کا ایندھن بنے گا اور کون جنت میں انبیاء کرام کا رفیق وہمدم رہے گا۔

یہی حال روزی اور موت کا بھی ہے کہ یہ دونوں بھی توأم ہیں اور ان کے حالات و وسائل بھی بالکل ایک جیسے ہیں اور انسان دونوں کے خصوصیات سے

مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ

کیا کمانے والا ہے اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

یقیناً اللہ خوب جاننے والا، بڑا باخبر ہے۔(34)

ع ۱۳

آیاتہا ۳۰ ۳۲ سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۷۵ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن ورحیم

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ ﴿۲﴾

الف، لام، میم۔(1) ایسی کتاب کا نازل کرنا جس میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے رب العالمین [1] کی طرف سے (ہی ممکن) ہے۔(2)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (رسول) نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ آپ کے رب کی طرف سے برحق ہے

قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ [1] مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

تا کہ آپ ایک ایسی قوم کو تنبیہ کریں جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں آیا۔ شاید وہ ہدایت

يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

حاصل کر لیں۔(3) اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ

وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ [2] اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ

ان دونوں کے درمیان ہے کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہو گیا۔

عربی حاشیہ

ف: بعض بیدینوں نے آیت نمبر ۵ میں امر سے مراد دین ومذہب اور تدبیر سے مراد آغاز دین اور عروج سے مراد نسخ دین لے کر یہ کہنا چاہا ہے کہ اسلام کا دور ایک ہزار سال میں ختم ہوگیا۔ اب دوسرے دن کی ضرورت ہے لیکن ان احمقوں کو خبر نہیں کہ قرآن میں نہ امر دین کے معنی میں آیا ہے نہ تدبیر ایجاد کے معنی میں اور نہ عروج نسخ کے معنی میں لہٰذا یہ تاویل صرف ایک فتنہ ہے اور بس!

1- یہ اس زمانۂ فترت کی طرف اشارہ ہے جس میں وحی کا سلسلہ بند تھا اور کار ہدایت اوصیاء کے ذریعہ انجام پا رہا تھا۔ ایسے ماحول میں ایسی کتاب کا لے کر آنا قوم پر ایک احسان عظیم کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ صاحبانِ عقل وہوش کو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے نہ یہ کہ اس کا انکار کر کے اپنی عاقبت خراب کر لی جائے۔

2- یہ ایام مراتب تخلیق کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور ہزار سال کے برابر کا دن بھی

اردو حاشیہ

بالکل ناواقف اور بے بہرہ ہے۔

(۱) تنزیل قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے رب العالمین اور ''ربک'' کا حوالہ دینا اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن کا نزول ایک نظام ربوبیت کے تحت ہوا ہے اور اس کا منشاء عالمین کی فکری اور ذہنی تربیت کرنا ہے۔ اس میں بشارت ہے تو وہ بھی ذہنی تربیت کیلئے ہے اور انذار کا کام انجام دیا گیا ہے تو وہ بھی انسان کی فکری اور عملی تربیت کیلئے ہے۔

قرآن کو تصنیف وتالیف کے رخ سے دیکھنا اور اس کا نظام تربیت بشر سے الگ کر دینا بیشمار مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ اور اس کے اس رخ کی طرف متوجہ ہو جانا تمام مسائل کو تنہا حل کرنے والا پہلو ہے کہ تربیت کیلئے جس وقت جو بات ضروری اور مناسب ہوتی ہے وہی کہی جاتی ہے اور اس میں عام انداز تصنیف وتالیف کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ اس کا قیاس عام کتابوں پر جائز نہیں ہے اور نہ اس میں اس اسلوب اور انداز کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ④

اس کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ شفاعت کرنے والا۔ کیا تم نصیحت نہیں لیتے؟ (4)

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ

وہ آسمان سے زمین تک امور کی تدبیر کرتا ہے پھر یہ امر ایک ایسے دن میں اللہ کی بارگاہ میں

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ⑤

اوپر کی طرف جاتا ہے جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔ (5)

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑥ الَّذِيْۤ

وہی ہے جو غیب وشہود کا جاننے والا ہے جو بڑا غالب آنے والا، رحیم ہے۔(6) جس نے

اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ (3) وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ

ہر چیز کی تخلیق بہترین انداز میں کی اور انسان کی تخلیق مٹی سے

طِيْنٍ ⑦ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ⑧

شروع کی۔(7) پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے نچوڑ سے پیدا کیا۔ (8)

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ

پھر اسے معتدل بنایا اور اس میں اپنی روح (۲) پھونک دی اور تمہارے لیے کان،

الْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑨ وَقَالُوْۤا

آنکھیں اور دل بنائے۔ تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔(9) اور وہ کہتے ہیں:

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ۬ بَلْ هُمْ

جب ہم زمین میں ناپید ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی خلقت میں آئیں گے؟ بلکہ یہ لوگ

عربی حاشیہ

طول زمان کی طرف اشارہ ہے۔ قیامت کا دن بہرحال قیامت کا دن ہے اس کے لئے ہر تعبیر مناسب اور برحق ہے۔

3- واضح رہے کہ یہ لفظ ماضی ہے مصدر نہیں ہے اور جملہ خلقہ شئی کی صفت واقع ہوا ہے کہ جس شے کو بھی پیدا کیا ہے اس کو حسین اور خوبصورت بنایا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷ دلیل ہے کہ انسان مستقل مخلوق ہے۔ تحول انواع کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ اس تحول پر کوئی دلیل ہے۔ اگرچہ یہ نظریہ خلاف توحید نہیں ہے کہ بہرحال خالق خدا ہے چاہے براہِ راست ہو یا دیگر ابتدائی انواع کے ذریعہ۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ روح حیات ہے جس نے ایک حقیر اور ذلیل قطرۂ نجس کی پیداوار کو اشرفیت کا لباس عطا کر دیا ہے ورنہ روح خداوندی سے علیحدگی اختیار کر لی جائے تو انسان ایک قطرۂ نجس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ اے کاش انسان اس کرم اور اس رابطہ کی قدر و قیمت کا اندازہ کرتا اور بہر صورت اس رابطہ کو برقرار رکھتا۔

بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ

تو اپنے رب کے حضور جانے کے منکر ہیں۔(10) کہہ دیجئے: موت کا فرشتہ جو تم پر

الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَ

مقرر کیا گیا ہے تمہاری روحیں قبض کرتا ہے پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(11)اور

لَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

کاش! آپ وہ وقت دیکھ لیتے جب کافر اپنے رب کے سامنے سر جھکائے (۳) ہوئے ہوں گے (اور کہہ رہے ہوں گے)

رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا

ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا پس ہمیں (ایک بار دنیا میں) واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل بجالائیں کیونکہ ہمیں

مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَوْ شِئْنَا [4] لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ

یقین آ گیا ہے۔(12)اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اس کی ہدایت دے دیتے

لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ

لیکن یہ بات میری طرف سے قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ

ضرور بھر دوں گا۔(13) پس اب اس بات کا ذائقہ چکھو کہ تم نے اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا۔

اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ [5] وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

ہم نے بھی تمہیں فراموش کر دیا ہے اور اب تم اپنے اعمال کی پاداش میں ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو۔(14)

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

ہماری آیات پر صرف وہ لوگ ایمان لاتے ہیں جب انہیں یہ آیات سمجھا دی جاتی ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں

عربی حاشیہ

ف: مجرمین کا دنیا میں واپس جا کر عمل صالح کی خواہش کرنا واضح علامت ہے کہ آخرت کا فیصلہ عمل صالح پر ہوتا ہے ورنہ ان کی خواہش اور آرزو کسی اور شے کے بارے میں ہوتی۔

4- اس مشیت سے مراد مشیت تکوینی ہے کہ اگر ہم ازراہ تکوین چاہتے تو سب کو ہدایت یافتہ بنادیتے لیکن یہ جبر واکراہ ہماری شان کے خلاف ہے۔

5- خدا کی طرف سے نسیان اپنے ظاہری معنی میں نہیں ہے ورنہ یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ ہم نے بھلادیا۔ اس لئے کہ بھولنے والا خود اپنی بھول کی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے۔ یہ ایک طرح کی تنبیہ ہے کہ ہم نے تم کو اس طرح نظرانداز کردیا ہے جس طرح تم نے ہمیں بھلادیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۳) مادی عذاب سے کہیں زیادہ سخت یہ روحانی عذاب ہے کہ مجرم معبود کی بارگاہ میں سر جھکائے کھڑا ہے اور ہر طرح کی منت وسماجت کے باوجود کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے اور اس کی کوئی درخواست قابل قبول نہیں ہے اور ارحم الراحمین بھی یہ کہہ رہا ہے کہ ہم نے تم کو نظر انداز کر دیا ہے اور یہ طے کر دیا ہے کہ جہنم کو مجرمین سے بہرحال بھر دینا ہے۔ ظاہر ہے کہ عذاب جہنم تو بعد کا مرحلہ ہے۔ ایسا مایوس کن جواب اور ایسی سخت تہدید تو عذاب جہنم سے بھی کہیں زیادہ سخت اور دردناک ہے۔

وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۩ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ

اور اپنے رب کی ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔(15)(رات کو) ان کے

جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَ

پہلو بستر وں سے الگ رہتے ہیں۔ وہ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور

طَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا

جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(16)اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ

أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾

ان کے اعمال کے صلے میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان پردہ غیب میں موجود ہے۔ (17)

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا

وقف غفران

بھلا جو مومن (۴) ہو وہ فاسق کی طرح ہو سکتا ہے؟ یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔(18) مگر جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ

ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے جنتوں کی قیام گاہیں ہیں۔ یہ ضیافت

نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ

ان انجام دیے ہوئے اعمال کا صلہ ہے۔(19)لیکن جنہوں نے نافرمانی کی ان کی جائے

النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا

بازگشت آتش ہے۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیے جائیں گے

وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾

اور ان سے کہا جائے گا: اس آتش کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔(20)

عربی حاشیہ

6-اس آیت پر سجدہ واجب ہے اور اس کا حیض ونفاس اور جنابت کی حالت میں پڑھنا حرام ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ ایمان والے آیات کو سُن کر اور یاد کر کے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور شکر خدا کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ ان کے اعمال کی بناء مصالح ومنافع دنیا پر نہیں ہوتی ہے۔

ایسے پاکیزہ مضمون کی تلاوت میں حالت طہارت کی شرط نہایت درجہ مناسب معلوم ہوتی ہے اور ایسی آیت کی تلاوت پر سجدہ کرنا ہی چاہیے تا کہ ایمان حقیقی کا ثبوت فراہم ہو سکے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں نماز شب کی طرف اشارہ ہے اور اس کا اجر آیت نمبر ۱۶ میں بیان ہوا ہے جس سے بالاتر اجر نا قابلِ تصور ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ اور ولید بن عتبہ کے درمیان کسی موضوع پر بحث ہوگئی ولید نے کہا کہ میری زبان آپ سے زیادہ فصیح ہے اور میرا نیزہ آپ سے زیادہ تیز تر اور میری قوت وفاع آپ سے زیادہ مستحکم ہے تو آپ نے اس پُرغرور اندازِ بیان کے جواب میں فرمایا کہ ''اسکت یا فاسق'' تو آیت کریمہ نازل ہوئی کہ مومن اور فاسق ایک جیسے نہیں ہو سکتے جس کا مقصد یہ ہے کہ مومن کی شان تواضع اور انکسار ہے اور اس کا کام غرور اور تعلّی نہیں ہے۔ یہ فاسقوں کا کاروبار ہے اور انہیں کو زیب دیتا ہے۔

وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ

اور ہم انہیں بڑے عذاب کے علاوہ کمتر عذاب کا ذائقہ بھی

الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

ضرور چکھائیں گے۔ شاید وہ باز آ جائیں۔(21)اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا

ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ

جسے اس کے رب کی آیات سمجھا دی گئی ہوں پھر وہ ان سے منہ موڑ لے؟ ہم مجرموں سے ضرور بدلہ

مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ

لینے والے ہیں۔(22)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی ہے لہٰذا آپ اس (قرآن) کے ملنے میں

ع ۲ ۱۱ ۱۵

مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ (7) وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ ج

کسی شبے میں نہ رہیں اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت (کا ذریعہ) بنایا۔ (23)

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

اور جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھے ہوئے تھے تو ہم نے ان میں سے

صَبَرُوْا ؕ قف وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ

کچھ لوگوں کو امام (۵) بنایا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں۔(24)یقیناً آپ کا رب

هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ

قیامت کے دن ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ سنا دے گا جن میں یہ لوگ اختلاف

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ

کرتے رہے ہیں۔(25) کیا انہیں اس بات سے ہدایت نہیں ملی کہ ہم نے ان سے پہلے بہت سی

عربی حاشیہ

ف: عذاب اولیٰ دنیاوی عذاب جو آخرت کے مقابلہ میں قریب تر بھی ہے اور معمولی بھی اور لفظ رجوع اس کا قرینہ بھی ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۳ میں لقائہٖ کا مرجع کتاب موسیٰ ہے تو اضافت مفعول کی طرف ہے اور لقاء تحصیل یا القاء کے معنی میں ہے۔

7- بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس ضمیر کا مرجع کتاب موسیٰ ہے حالانکہ بظاہر قرآن مجید ہی مراد ہے کہ اس کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ وہ کوئی نئی کتاب نہیں ہے۔ اس سے پہلے کتاب موسیٰ نازل ہوچکی ہے اور پیغمبرؐ اسلام سے یہ خطاب ان کے کسی شک کے ازالۂ کے لئے نہیں ہے بلکہ مسئلہ کی اہمیت کے پیشِ نظر ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) اللہ نے بنی اسرائیل میں سے جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام جیسے بہت سے افراد کو نبی، امام اور قائد و رہبر قرار دیا ہے لیکن ان کے منصب کی وضاحت کرتے ہوئے دو باتوں کا حوالہ دیا ہے۔ ایک یہ کہ ان کے پاس قوت صبر تھی اور دوسرے یہ کہ وہ یقین اور ایمان رکھنے والے تھے۔

ظاہر ہے کہ کسی بھی امت کی قیادت کیلئے ان دو باتوں کا ہونا بے حد ضروری ہے اور ان کے بغیر قیادت کا کوئی تصور ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ قائد کیلئے ضروری ہے کہ داخلی اعتبار سے ان تمام حقائق پر ایمان رکھتا ہو جن کی دعوت دے رہا ہے اور جن پر تکیہ کر رہا ہے ورنہ جسے خود ہی رسالت میں شک ہوگا وہ شہادتیں کی دعوت کس طرح دے گا یا جسے خود ہی اپنے مذہب کی حقانیت کا یقین نہ ہوگا وہ دوسروں کے دل میں کس طرح اپنے مذہب کو پیوست کر سکے گا۔

عملی اعتبار سے بھی اسے مکمل قوت برداشت کا حامل ہونا چاہیے کہ تبلیغ کا راستہ کانٹوں کا راستہ ہے۔ یہ پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ انسان میں قوت برداشت نہیں ہوگی تو جھگڑا بھی کرسکتا ہے اور کام کو بھی ترک کرسکتا ہے اور قوم میں نت نئے ہنگامے بھی کھڑے کرسکتا ہے اور ایسا آدمی ہدایت امت کے قابل نہیں ہے۔ ہدایت ایک صبر و سکون کا عمل ہے اس میں جذباتیت اور خواہش پرستی کی گنجائش نہیں ہے۔

مِنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

قوموں کو ہلاک کر دیا ہے جن کی قیام گاہوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔ بتحقیق اس میں نشانیاں ہیں۔

لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ

تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟(26) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم بنجر زمینوں کی طرف

اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ 8 فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ

پانی روانہ کرتے ہیں پھر اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے جانور بھی

اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

کھاتے ہیں اور خود بھی ۔تو کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں؟(27)اور یہ لوگ

مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ 9 اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ

کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) یہ فیصلہ کب ہو گا؟(28) کہہ دیجئے:

الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ

فیصلے کے دن کفار کو ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ ہی

وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ

انہیں مہلت دی جائے گی۔(29)ان سے منہ پھیر لیں اور انتظار کریں۔ یقیناً یہ

اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

بھی انتظار کر رہے ہیں۔(30)

عربی حاشیہ

8- اس نکتہ کو بار بار سمجھایا گیا ہے کہ قوموں کو فنا کر دینا اور دوسری قوموں کہ آباد کر دینا ہمارے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے اور اس کی بہترین محسوس مثال چٹیل میدان اور زراعت ہے کہ چٹیل میدان تباہی کا نقشہ کھینچتا ہے اور زراعت دوبارہ آبادی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

9-اس دن سے آخری فیصلے یعنی قیامت کا دن مراد ہے اگرچہ بعض حضرات نے فتح مکہ کا دن مراد لیا ہے۔ لیکن دنیا میں ایمان کا مفید نہ ہونا یا مہلت کا نہ دیا جانا اصولِ عدل سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔

ف: یوم الفتح عذاب استیصال ہے جیسا کہ سورہ شعراء کی آیت نمبر ۱۱۸ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

ایاتھا ۷۳ ۳۳ سُورَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۹۰ رکوعاتھا ۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الۡكٰفِرِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقِيۡنَ ؕ

اے نبی اللہ سے ڈریں اور کفار اور منافقین کی اطاعت نہ کریں۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ۙ‏ ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعۡ مَا يُوۡحٰٓى اِلَيۡكَ مِنۡ

اللہ یقیناً بڑا جاننے والا، حکمت والا ہے۔(1)اور آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ کی طرف

رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرًا ۙ‏ ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلۡ

جو وحی کی جاتی ہے اس کا اتباع کریں۔ اللہ تمہارے اعمال سے یقیناً خوب باخبر ہے۔(2)اور اللہ پر توکل کریں

عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ﴿۳﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ

اور ضامن بننے کے لیے اللہ کافی ہے۔(3)اللہ نے کسی شخص کے پہلو میں

قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوۡنَ

دو (۱) دل نہیں رکھے ہیں اور تمہاری ازواج کو جنہیں تم لوگ ماں کہہ بیٹھتے ہو

مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدۡعِيَآءَكُمۡ اَبۡنَآءَكُمۡ ؕ

تمہاری مائیں نہیں بنایا اور نہ ہی تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے (حقیقی) بیٹے بنایا۔

ذٰلِكُمۡ قَوۡلُـكُمۡ بِاَفۡوَاهِكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوۡلُ الۡحَـقَّ وَهُوَ يَهۡدِى

یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ حق بات کہتا اور سیدھا راستہ

عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ ''یاایھا'' سے خطاب وہاں ہوتا ہے جہاں مطلب عام اور ہر شخص سے متعلق ہوتا ہے اور صرف ''یا'' سے خطاب وہاں ہوتا ہے جہاں مطلب محدود اور صرف مخاطب سے متعلق ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۲ ذوالقلبین جمیل بن معمر کے دعویٰ کی تردید ہے جو پیغمبر کے مقابلہ میں دہرے دل یعنی علوم کا دعویدار تھا۔

1- نبیؐ کے لئے یہ احکام مسئلہ کی سنگینی کی طرف اشارہ کرتے ہیں ورنہ ان سے اطاعت کا مطالبہ بیکار ہے۔ وہ نبی ہیں اور نبی کفار ومشرکین کی اطاعت نہیں کرسکتا ہے۔ وہ تو صرف وحی الٰہی کا پابند ہوتا ہے۔

2- جاہلیت کے زمانے میں یہ دونوں طریقے رائج تھے ایک ظہار برائے طلاق اور دوسرے تبنی۔

ظہار کے معنی یہ تھے کہ اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا جائے کہ تو میرے لئے میری ماں جیسی

اردو حاشیہ

(۱) دنیا کی تمام مکاریوں اور سیاسی چالوں کا واحد جواب یہ آیت کریمہ ہے کہ اللہ نے کسی مرد یا عورت کے پہلو میں دو دل نہیں بنائے ہیں کہ ایک سے مذہب اختیار کرے اور ایک سے مذہب کے خلاف سیاسی اور دنیاداری کے نظریات اپنائے۔ یا ایک دل سے ایک مذہب کو قبول کرے اور دوسرے دل سے دوسرے مذہب کو اختیار کرلے یا ایک دل سے دینداری کا کام انجام دے اور دوسرے دل سے دنیا داری کا کاروبار کرتا رہے۔

یہ قرآن کریم کا واضح فیصلہ ہے کہ انسان دو متضاد خیالات کا حامل نہیں ہوسکتا ہے۔ اسے ایک ہی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

ایک شخص نے امیرالمومنینؑ سے عرض کی کہ میں آپ کو بھی دوست رکھتا ہوں اور معاویہ کو بھی تو آپ نے فرمایا کہ تو کانا ہے یا بالکل اندھا ہو جا یا مکمل طور سے بینائی اختیار کرلے اور پورے طور سے مجھ سے محبت کر کہ میری محبت جز وایمان ہے۔

محبت امامؑ کا دعویٰ کرنے کے بعد احکام امامؑ سے انحراف کرنے والے یا حق امام کے کھا جانے والے درحقیقت اسی کالے پن کا شکار ہیں اور انہیں مکمل بینائی نصیب نہیں ہوتی ہے۔

السَّبِيلَ ﴿٤﴾ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ

دکھاتا ہے۔(4) منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ اللہ کے نزدیک

فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ

یہی قرین انصاف ہے۔ پھر اگر تم ان کے باپوں کو نہیں جانتے تو یہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَٰكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ

اور جو تم سے غلطی سے سرزد ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے البتہ اس بات پر (گناہ ضرور ہے) جسے تمہارے

قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٥﴾ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ

دل جان بوجھ کر انجام دیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحیم ہے۔(5) نبی مومنین کی

بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُو

جانوں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہے اور نبی کی ازواج (۲)

الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ

ان کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رو سے رشتے دار آپس میں

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ

مومنین اور مہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر

مَعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ﴿٦﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا

احسان کرنا چاہو۔ یہ حکم کتاب میں لکھا ہوا ہے۔(6) اور (یاد کرو)

مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ

جب ہم نے انبیاء سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح سے بھی اور ابراہیم،

عربی حاشیہ

ہے اور وہ ہمیشہ کے لئے حرام ہوجائے اور تبنی کے معنی یہ تھے کہ کسی بچے کو اپنی اولاد بنالیا جائے اور وہ واقعی اولاد بن جائے۔ اسلام نے ان دونوں باتوں کو باطل قرار دیدیا ہے۔ اس کے نزدیک ظہار سے عورت حرام ضرور ہوجاتی ہے لیکن کفارہ دینے کے بعد پھر حلال ہوجاتی ہے اور تبنی سے رشتہ محبت ضرور پیدا ہوجاتا ہے لیکن رشتہ نسب و قرابت نہیں پیدا ہوسکتا ہے اور نہ اس کے سہارے محرومیت اور میراث وغیرہ کے مسائل طے ہوسکتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۴ میں ادعائی ماں کے انکار کے بعد ازواج پیغمبر کے ماں ہونے کا اعلان دلیل ہے کہ یہ صرف روحانی رشتہ ہے جسمانی نہیں اور اس رشتہ سے صرف ان سے ازواج حرام ہے ان کی اولاد سے نہیں۔

ف: آیت نمبر ۹ میں کفار کے لشکروں کی کثرت کی طرف بھی اشارہ ہے اور رضا کی غیبی امداد کی طرف بھی کہ اس نے ایک طرف

اردو حاشیہ

(۲) واضح سی بات ہے کہ رسولؐ کا احترام رسالت کے اعتبار سے ہوتا ہے کہ وہ ساری قوم کا حاکم اور صاحب اختیار ہے اور ہر قوم کا فرض ہے کہ خدائے متعال کی عبادت کے ساتھ اس کی اطاعت کرے۔

ازواجِ رسولؐ کا احترام بھی صرف زوجیت کی بنا پر ہے کہ ان سے کسی دوسرے کا عقد کرنا حرام ہے چاہے رسول اکرمؐ زندہ رہیں یا ان کا انتقال ہوجائے۔ اس کے علاوہ باقی معاملات میں ازواجِ رسولؐ کے احکام دیگر تمام عورتوں کے مانند ہیں اور انہیں کوئی خصوصی امتیاز حاصل نہیں ہے۔

وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا

موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے بھی اور ان سب سے ہم نے پختہ

غَلِيْظًا ۙ﴿۷﴾ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ

عہد لیا۔(7) تاکہ سچ کہنے والوں سے ان کی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور کفار کے لیے اس نے دردناک

عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ (ع ۱۸)

عذاب تیار کر رکھا ہے۔(8)اے ایمان والو! اللہ کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تم پر کی

عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا

جب لشکر تم پر (۳) چڑھ آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور تمہیں نظر نہ آنے والے لشکر بھیجے

لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۚ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ

اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے خوب دیکھ رہا تھا۔(9)جب وہ تمہارے

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ

اوپر اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور (مارے دہشت کے) دل (کلیجے)

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾

منہ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ (10)

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَ

اس وقت مومنین خوب آزمائے گئے اور انہیں پوری شدت سے ہلا کر رکھ دیا گیا۔(11)اور

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ (4) مَّا

جب منافقین اور دلوں میں بیماری رکھنے والے کہہ رہے تھے: اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے

عربی حاشیہ

ہواؤں کے ذریعہ کفار کی بساط الٹ دی اور دوسری طرف فرشتوں کے ذریعہ انھیں دہشت زدہ کردیا۔ اب اس کے بعد ان کے سربراہ سے جنگ کا مرحلہ تھا جسے حضرت علیؑ نے سر کرلیا اور اس طرح جنگ احزاب کی فتح کا سہرا تنہا حضرت علیؑ کے سر رہا اور باقی کارروائیاں جنگی نہیں ہیں، راوی اور تمہیدی ہیں۔

3- اولاً تمام انبیاء کا ذکر کیا گیا پھر صاحبانِ شریعت کا تذکرہ کیا گیا اور درمیان میں پیغمبرؐ اسلام کا ذکر آ گیا کہ وہ تمام انبیاء اور صاحبانِ شریعت سے افضل و برتر ہیں۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جب ان صادقین سے ان کے صدق کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اس کا محرک کیا تھا اور تبلیغ دین کس نیت سے کی جارہی تھی.... تو پھر جھوٹوں کا حشر کیا ہوگا اور ان سے کس قدر سخت محاسبہ کیا جائے گا۔

4- یہ وہ افراد ہیں جو عقل اور ایمان کے

اردو حاشیہ

(۳) یہاں سے آیت ۲۷ تک جنگ احزاب کا تذکرہ ہے جسے جنگ خندق بھی کہا جاتا ہے۔

اس جنگ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہودیوں نے مشرکین کو تیار کر کے ایک لشکر جرار تیار کر دیا اور ۱۵ ہزار افراد نے مل کر مدینہ پر حملہ کر دیا۔ ادھر بنی قریظہ جن سے رسولؐ اکرم کا معاہدہ تھا کہ کسی بھی حملہ آور سے مقابلہ کرنے میں آپ کا ساتھ دیں گے اور مشترکہ طور پر دفاع کریں گے۔ انہوں نے عہد کے توڑنے کا اعلان کر دیا اور رسول اکرمؐ نے بہت سمجھایا اور حجت تمام کی لیکن وہ اپنی عہد شکنی پر قائم رہے اور آخر کار مدینہ کا محاصرہ ہو گیا۔ ۲۷ دن تک محاصرہ برقرار رہا اور تیر اندازی کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر عمرو بن عبدود نے حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا اور ادھر رسول اکرمؐ نے مدینہ کی حفاظت کیلئے سلمان فارسی کے مشورہ سے خندق کھودنے کا حکم دیدیا۔ جس کے کھودنے میں ایک پتھر برآمد ہو گیا جس کو رسولؐ اکرم نے خود توڑنا چاہا تو تین مرتبہ چنگاریاں برآمد ہوئیں اور آپ نے فرمایا کہ یہ روشن علامت ہے کہ کسریٰ کے شہر اور قیصر کے قصر اور صنعاء کے محل سب فتح ہو جائیں گے جس کی بناء پر جب ہر طرف سے محاصر ہو گیا تو منافقین اور ضعیف العقیدہ افراد نے رسولؐ کے دھوکہ دینے کا پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ انہوں نے صرف فریب دیا ہے اور کوئی محل فتح ہونے والا ہے۔ یہ تو قدرت کا کرم تھا کہ عمرو مقابلہ پر آیا تو حضرت علیؑ نے ایک ہی دار میں اس کا کام تمام کر دیا اور لشکر کفر نے فرار اختیار کرلیا اور مسلمانوں کی عزت رہ گئی اور سرکارِ دو عالمؐ کی صداقتِ بیان منظر عام پر آ گئی اور اس کا

وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ اِلَّا غُرُورًا ⑫ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ

جو وعدہ کیا تھا وہ فریب کے سوا کچھ نہ تھا۔(12)اور جب ان میں سے

مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ

ایک گروہ کہنے لگا: اے یثرب والو! تمہارے لیے یہاں ٹھہرنے کی گنجائش نہیں ہے پس لوٹ جاؤ

فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا[5] عَوْرَةٌ ۛ

اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے اجازت طلب کر رہا تھا یہ کہتے ہوئے: ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ⑬ وَلَوْ دُخِلَتْ

حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے، وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے۔(13)اور اگر (دشمن) ان پر

عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ[6] لَاٰتَوْهَا وَمَا

شہر کے اطراف سے گھس آتے پھر انہیں اس فتنے کی طرف دعوت دی جاتی تو وہ اس میں پڑ جاتے اور اس میں

تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ⑭ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ

صرف تھوڑی دیر ٹھہرتے۔(14)حالانکہ پہلے یہ لوگ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ

قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ⑮

پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ کے ساتھ ہونے والے عہد کے بارے میں باز پرس ہو گی۔(15)

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ

کہہ دیجیے: اگر تم لوگ موت یا قتل سے فرار چاہتے ہو تو یہ فرار (۴) تمہیں فائدہ نہ دے گا

وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑯ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ

اور (زندگی کی) لذت کم ہی حاصل کر سکو گے۔(16) کہہ دیجیے: اللہ سے تمہیں کون بچا سکتا ہے

عربی حاشیہ

بارے میں اس قدر کمزور ہیں کہ ہر شخص کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور خود اپنی عقل استعمال نہیں کرتے ہیں۔

5-''بیوتنا عورۃ'' یعنی ہمارے گھر کھلے ہوئے ہیں اور غیر محفوظ ہیں اور ان میں دشمن بھی داخل ہوسکتے ہیں اور چور ڈاکو وغیرہ بھی داخل ہوسکتے ہیں۔

6- فتنہ۔ دین سے منحرف ہوجانا اور ارتداد اختیار کرلینا ہے۔

ف: یثرب مدینہ کا نام تھا جس طرح کہ اس کے دیگر ناموں میں طیبہ، طابہ، سکینہ، محبوبہ، مرحومہ اور قاصمہ وغیرہ بھی ہیں ..(مجمع البیان۔)

ف: اس مقام پر معوقین کے پانچ طرح کے صفات کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔ایک اقلیت کے علاوہ کوئی جہاد نہیں کرتا۔

۲۔جان و مال میں ایثار نہیں کرتے۔

اردو حاشیہ

بھرم باقی رہ گیا۔

(۴) اس مقام پر منافقین کے تین طرح کے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو عالم انسانیت کے دائمی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہر دور میں اس طرح کے افراد بہرحال پائے جاتے ہیں۔

۱۔ وہ افراد جو فرار کو وسیلۂ حیات سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ میدانِ جنگ سے بھاگ جائیں گے تو زندہ رہ جائیں گے جب کہ اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔ امیر المومنینؑ کا ارشادِ گرامی ہے کہ تلوار کے ہزار زخم میرے لئے بستر پر مر جانے سے زیادہ آسان ہیں۔

۲۔ وہ افراد جو بزدل ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی بزدل بنا دینا چاہتے ہیں جیسا کہ جنگ خندق کے موقع پر حضرت عمر نے مظاہرہ کیا تھا کہ عمرو بن عبدود کے فضائل بیان کرنا شروع کر دیئے اور مسلمانوں کے حوصلے پست کر دیئے۔

ظاہر ہے کہ یہ انداز آج بھی باقی ہے اور مسلمان حکام عوام کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے بڑی طاقتوں کی عظمت اور طاقت کے قصیدے پڑھ کر ان کی حوصلہ شکنی کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ وہ چرب زبان افراد جو کام کے وقت غائب ہوجاتے ہیں اور بعد میں ایسی ایسی تقریریں کرتے ہیں جیسے سارا کام انہوں نے انجام دیا ہے۔ جنگ کا

مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ
اگر وہ تمھیں نقصان پہنچانا چاہے؟ یا تم پر رحمت کرنا چاہے (تو کون روک سکتا ہے؟) اور یہ

لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ
لوگ اللہ کے سوا کسی کو نہ ولی پائیں گے اور نہ مددگار۔(17) اللہ

يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ
تم میں سے رکاوٹیں ڈالنے والوں کو خوب جانتا ہے اور ان کو جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں:

هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً
ہماری طرف آؤ اور جو جنگ میں کبھی کبھار ہی شرکت کرتے ہیں۔(18) تم سے

عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ
دریغ رکھتے ہیں چنانچہ جب خوف کا وقت آ جائے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ

تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا
وہ آنکھیں پھیرتے ہوئے ایسے آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں جیسے کسی مرنے والے پر

ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى
غشی طاری ہو رہی ہو۔ پھر جب خوف ٹل جاتا ہے تو وہ مفاد کی حرص میں چرب زبانی کے ساتھ

الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ
تم پر بڑھ چڑھ کر بولیں گے۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے اس لیے اللہ نے ان کے اعمال حبط کر دیے اور یہ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ
اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔(19) یہ خیال کر رہے ہیں کہ

عربی حاشیہ

۳۔خوف کے مراحل میں ہوش وحواس کھو بیٹھتے ہیں۔
۴۔کامیابی کے وقت میں ہر اعزاز کے طلبگار رہتے ہیں۔
۵۔عدم ایمان کی وجہ سے ان کے اعمال بھی بے قیمت ہیں۔
غور کیا جائے تو آج بھی ہر مرحلۂ جہاد زندگی میں ایسے معوقین کی ایک جماعت ہر مقام پر نظر آجائے گی اور یہ کردار ہر میدان میں دکھائی دے جائے گا۔
7- معوقین۔ میدانِ جنگ سے روکنے والے۔
باس۔قتال وجہاد۔
8-اشحہ۔ شحیح کی جمع ہے یعنی بخیل اور جو شخص کبھی راہِ خدا میں جان یا مال کی کوئی قربانی نہ دے۔
9-سلق۔اذیت دینا
السنہ حداد۔ تیز ترزبان۔ زیادہ چرب

اردو حاشیہ

موقع آ جائے گا تو ان پر موت کی سی بے ہوشی طاری ہو جائے گی اور مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آ جائے گا تو سب سے زیادہ حصہ کے طلبگار ہو جائیں گے۔

لَمْ يَذْهَبُوا ۚ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ [10]

ابھی فوجیں گئی نہیں ہیں اور اگروہ پھر حملہ کریں تو یہ آرزو کریں گے کہ کاش! صحرا میں

فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا

دیہاتوں میں جا بسیں اور تمہاری خبریں پوچھتے رہیں۔ اگر وہ تمہارے درمیان ہوتے تو لڑائی میں

قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ

کم ہی حصہ لیتے۔(20) تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [11] لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ

بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے

اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا

اللہ کا ذکر کرتا ہو۔(21) اور جب مومنوں نے لشکر دیکھے تو کہنے لگے: یہ وہی ہے جس کا اللہ

مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَ

اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس واقعے نے

مَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

ان کے ایمان اور تسلیم میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔(22) مومنین میں ایسے لوگ موجود ہیں

رِجَالٌ [12] صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ

جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔ ان میں سے بعض نے اپنی ذمے داری کو

نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِيَجْزِيَ

پورا کیا اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں اور وہ ذرا بھی نہیں بدلے۔(23) تا کہ اللہ

ع ٢ ١٤ ١٨

عربی حاشیہ

زبانی سے کام لینے والے۔

10-بادون۔صحرا نشین اعراب۔ صحراؤں میں رہنے والے عرب۔

11-اسوہ۔الف کے پیش اور زیر دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے اور اس کے معنی ہیں قابلِ اقتداء عمل۔

ف: یہ لفظ مصدری معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے لیکن رسول کے عمل کے اتباع کے لئے تمہیدی طور پر خدا اور آخرت پر ایمان اور یادخدا بے حد ضروری ہے ورنہ اس کے بغیر یہ کردار قابلِ تاسی نہیں دکھائی دے گا اور نہ انسان اس کا اتباع کر سکے گا۔

ف: آیت کریمہ جملہ مخلص مجاہدین اور شہداء کے بارے میں ہے۔ اسی لئے روایات میں جناب حمزہ شہداء، بدر، انس بن نضر وغیرہ کا ذکر بھی ہے اور امام حسینؑ نے عبداللہ بن یقطر کی شہادت پر اور پھر کربلا میں بار بار آیت کی

اردو حاشیہ

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور چاہے تو منافقین کو

اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا

عذاب دے یا ان کی توبہ قبول کرے۔اللہ یقیناً معاف کرنے والا،

رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ

رحیم ہے۔(24)اللہ نے کفار کو اس حال میں پھیر دیا کہ وہ غصے میں

لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ط وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ط

(جل رہے) تھے۔ وہ کوئی فائدہ بھی حاصل نہ کر سکے۔ لڑائی میں مومنین (۵) کے لیے اللہ ہی کافی ہے

وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ

اور اللہ بڑا طاقت والا، غالب آنے والا ہے۔(25)اور اہل کتاب میں سے

ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ

جن لوگوں نے ان (حملہ آوروں) کا ساتھ دیا اللہ نے

وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ

انہیں ان کے قلعوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا کہ تم ان میں سے ایک گروہ کو

وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ

قتل کرنے لگے اور ایک گروہ کو تم نے قیدی بنا لیا۔(26)اور اس نے تمہیں ان کی زمین اور ان کے گھروں اور

وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ط وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

ان کے اموال اور ان کی ان زمینوں کا جن پر تم نے قدم بھی نہیں رکھا وارث بنایا اور اللہ ہر چیز پر

المنزل ۵

عربی حاشیہ

تلاوت کی ہے۔

12- قضیٰ انحبہ۔یعنی اپنی مدت حیات کو پورا کرلیا ہے چاہے وہ موت کے ذریعہ ہو یا قتل کے ذریعہ۔

13- صیاصی۔صیصہ کی جمع ہے یعنی حفاظتی ذرائع اور قلعے وغیرہ اور شائد اسی بنیاد پر ہرن اور گائے کی سنیگ کو بھی صیاصی کہا جاتا ہے کہ ان کے لئے حفاظت کا یہی بہترین ذریعہ ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ کفار کے شکست کھا جانے اور فرار کر جانے کے بعد پیغمبرؐ اسلام نے بنی قریظہ سے کہا کہ اب قلعہ سے نکل آؤ اور اپنی عہدشکنی سے توبہ کر کے اسلام قبول کرلو تو ان لوگوں نے انکار کردیا اور پچیس دن تک مسلمانوں کے محاصرہ میں اسیر رہے یہاں تک کہ عاجز آکر قلعہ سے باہر آئے اور سعد بن معاذ کو حکم بنانے کا مطالبہ کیا۔سعد نے حکم دیا کہ جنگ کرنے والے مرد قتل کردیئے جائیں اور عورتیں اور بچے قیدی بنالئے جائیں اور اموال

اردو حاشیہ

(۵) مستدرک حاکم میں یہ روایت موجود ہے کہ اللہ نے مومنین کو علیؑ کے ذریعہ جنگ سے بچالیا اور علیؑ ہی کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔

(۶) اس مقام پر اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے یہودیوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے وہ ایک طرح کا غیر انسانی برتاؤ ہے اور ایسی شخصیت کے شایانِ شان نہیں ہے۔لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ کہ یہ یہودیوں کی عہدشکنی کی سزا ہے کہ انہوں نے معاہدہ کر کے عین وقت پر دھوکہ دیا اور دھوکہ دینے والا کسی رعایت کا حقدار نہیں ہوتا ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ان لوگوں نے اپنے آپ کو پیغمبر اسلامؐ کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہوتا تو شائد اس طرح کا برتاؤ نہ کیا جاتا لیکن یہ ان کی شقاوت اور بدبختی تھی کہ انہوں نے پیغمبر اسلامؐ کے فیصلہ کو برداشت نہیں کیا اور سعد بن معاذ کو حکم بنا لیا تو ظاہر ہے کہ جو فیصلہ ہوگا وہ ان کا اپنا فیصلہ ہوگا اس کی کوئی ذمہ داری اسلام پر نہ ہوگی۔

تیسری بات یہ ہے کہ سعد کا یہ فیصلہ توریت کی تعلیمات کے عین مطابق تھا جہاں ایسے افراد کیلئے اس سے بھی سخت سزا کا تذکرہ موجود ہے اور یہ صراحت ہے کہ سارے مخالفین کو تہ تیغ کر دیا جائے چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں، بوڑھے ہوں یا بچے اور اس کے بعد بستی کو آگ لگا دی جائے۔ یہ تو سعد کی شرافت نفس

شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ

خوب قدرت رکھتا ہے۔(27)اے نبیؐ! اپنی ازواج سے کہہ دیجیے:

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا

اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی آسائش کی خواہاں ہو تو

فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا

آؤ میں تمہیں کچھ مال دے کر شائستہ طریقے سے رخصت

جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

کر دوں۔(28) لیکن اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ اور منزل آخرت کی خواہاں ہو تو

وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ

تم میں سے جو نیکی کرنے والی ہیں ان کے لیے اللہ نے

مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ

یقیناً اجر عظیم مہیا کر رکھا ہے۔(29)اے نبی کی بیویو!

يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ

تم میں سے جو کوئی صریح بے حیائی کی مرتکب ہو جائے

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

اسے دگنا عذاب دیا جائے گا اور یہ بات اللہ کے لیے

يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

آسان ہے۔(30)

عربی حاشیہ

کو غنیمت قرار دے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس وقت پشیمان ہوئے کہ کاش رحمۃ للعالمین ہی پر اعتماد کیا ہوتا اور سعد کو ثالث نہ بنایا ہوتا۔

ف: ازواج پیغمبرؐ کے عذاب کا زیادہ ہونا علامت ہے کہ صاحبانِ حیثیت کے عذاب میں حیثیت اور اس کا معاشرتی اثر بھی دخیل ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

تھی کہ انہوں نے توریت کی سزا میں تخفیف کر دی جس کے بعد ایسی صورت میں اسلام پر اعتراض کرنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو تشنیہ صحاح ۲۰۔

وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تَعۡمَلۡ صَالِحًا

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل انجام دے گی

نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ ۙ وَ اَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا ﴿۳۱﴾

اسے ہم اس کا دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت کا رزق مہیا کر رکھا ہے۔ (31)

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ [1]

اے نبیؐ کی بیویو! تم دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ رکھتی ہو تو

فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ

نرم لہجے میں باتیں نہ کرنا کہیں وہ شخص لالچ میں نہ پڑ جائے جس کے دل میں بیماری ہے اور

قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿ۚ۳۲﴾ وَ قَرۡنَ فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ وَ

معمول کے مطابق باتیں کیا کرو۔(32)اور اپنے گھروں میں جم کر بیٹھی رہو اور قدیم

لَا تَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاہِلِیَّۃِ الۡاُوۡلٰی وَ اَقِمۡنَ الصَّلٰوۃَ [2]

جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں کرتی نہ پھرو نیز نماز قائم کرو

وَ اٰتِیۡنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیۡدُ

اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اللہ کا ارادہ بس یہی ہے

اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ

ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہل بیت! (۱) آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاکیزہ رکھے

وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ﴿ۚ۳۳﴾ وَ اذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ

جیسے پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔(33)اور اللہ کی ان آیات اور حکمت کو یاد رکھو

عربی حاشیہ

ف: جاہلیت اولیٰ سے مراد پیغمبرؐ کے پہلے کا زمانۂ جاہلیت ہے اور اس میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ نگاہِ قدرت میں ایک اور دور جاہلیت بھی ہے جو بعد میں آنے والا ہے اور اس دور کا خاتمہ بھی ایک محمد کے ذریعہ ہوگا جسے رسول اکرمؐ نے اپنا نام اور کنیت دونوں دے دیا ہے۔

1- واضح رہے کہ ان آیات کا سلسلہ قل لازواجک سے شروع ہوا ہے پھر لفظ ازواج نساء میں تبدیل ہوگیا ہے اور پھر آیت تطہیر میں عنوان اہل البیت ہوگیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ الفاظ کے مفاہیم بھی الگ الگ ہیں اور مصادیق بھی الگ الگ ہیں۔

یہ بھی قابل توجہ بات ہے کہ ازواج پیغمبرؐ کا کل احترام تقویٰ اور اطاعت خدا اور رسول سے مربوط ہے تقویٰ ختم ہوجائے اور گھر سے باہر نکل جائیں تو احترام بھی ختم ہوجاتا ہے۔

2- زمانہ۔ زمانہ رسولؐ اور عورتیں ازواج رسولؐ مگر قدرت نے بناؤ سنگار اور باتوں میں

اردو حاشیہ

(۱) صحیح مسلم ج ۲ ق ۱۱۶۲ طبع ۱۳۴۸ھ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جب رسول اکرمؐ نے زیر کسا، علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کو جمع کرلیا تھا۔

یہی بات صحیح ترمذی اور مسند احمد میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ تفسیر طبری میں تو ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب ام سلمہ نے زیر کسا، آنے کی درخواست کی تو رسولؐ اکرم نے فرمایا کہ تمہارا انجام بخیر ہے لیکن چادر میں تمہاری گنجائش نہیں ہے۔

اس مقام پر بعض مفسرین نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب آیت ازواج کے تذکرہ کے ذیل میں وارد ہوئی ہے تو ان کے خارج کرنے اور دیگر حضرت کے مراد لینے کا جواز کیا ہے؟ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اولاً تو سیاق آیات سند نہیں ہوا کرتا ہے اس لئے کہ قرآن کوئی تصنیف یا تالیف نہیں ہے کہ اس میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جائے۔ اس میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جہاں ایک تذکرہ کے بعد دوسرا تذکرہ شروع ہوجاتا ہے اور پھر بات پلٹ کر وہیں پہنچ جاتی ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ آیت تطہیر کا عنوان اہل البیت ہے جو ازواج اور نساء سے مختلف عنوان ہے۔

اور تیسری بات یہ ہے کہ روایات صریحہ اور صحیحہ کے ہوتے ہوئے سیاق سے استدلال کرنا عقل ومنطق کے خلاف ہے۔

مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴

جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت ہوتی ہے۔اللہ یقیناً بڑا باریک بین، خوب باخبر ہے۔ (34)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

یقیناً مسلم مرد اور مسلم عورتیں، مؤمن مرد اور مومنہ عورتیں،

وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں، راست گو مرد اور راست گو عورتیں،

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

صابر مرد اور صابرہ عورتیں، فروتنی کرنے والے مرد اور فروتن عورتیں،

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّاۗىِٕمِيْنَ وَالصّٰۗىِٕمٰتِ

صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں،

وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ

اپنی عفت کے محافظ مرد اور عفت کی محافظ عورتیں نیز اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد

كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا

اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں وہ ہیں جن کے لیے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم مہیا

عَظِيْمًا ۝۳۵ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى

کر رکھا ہے۔(35) اور کسی مؤمن مرد اور مومنہ عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ

جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دیں تو انہیں اپنے معاملے کا اختیار

عربی حاشیہ

لگاوٹ کو حرام قرار دے دیا تو عام عورتوں کا کیا حشر ہوگا اور انھیں سر بازار بن سنور کر ٹہلنے کی اجازت کس طرح دے دی جائے گی۔

ف: آیت تطہیر کے بارے میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ دوسری آیات سے الگ نازل ہوئی ہو اور بعد میں رسول اکرمؐ نے اس جگہ رکھ دیا ہو یا ساتھ ہی نازل ہوئی ہو اور یہ اشارہ ہو کہ ایسے پاکیزہ کردار افراد کے ساتھ رہ کر تو نیک عمل کرو۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں جو بات رسول اکرمؐ کے دل میں تھی وہ یہ عزم تھا کہ اگر یہ شادی کامیاب نہ ہوئی تو میں اس کی تلافی زینب سے عقد کر کے کر دوں گا لیکن قانون الٰہی کے رواج کے لئے اس قسم کا اقدام بہر حال ضروری تھا۔

3- اس سلسلہ آیات کا تعلق زید بن حارثہ اور زینب بنت جحش کے عقد سے ہے۔ زید رسول اکرمؐ کے غلام تھے جنھیں ان کے باپ کی خواہش کی بنا پر آپ نے آزاد کر دیا تھا لیکن انھوں نے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا

اردو حاشیہ

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

حاصل رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔ (36)

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

اور (اے رسولؐ یاد کریں وہ وقت) جب آپ اس شخص سے جس پر اللہ نے اور آپ نے احسان کیا تھا،

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ [4]

کہہ رہے تھے: اپنی زوجہ کو نہ چھوڑو اور اللہ سے ڈرو اور وہ بات آپ دل میں چھپائے ہوئے تھے

مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ

جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا يَكُوْنَ عَلَى

پھر جب زید نے اس (خاتون) سے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس خاتون کا نکاح آپ سے کر دیا

الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا

تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (سے شادی کرنے) کے بارے میں کوئی حرج نہ رہے جب کہ

مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى

وہ ان سے اپنی حاجت پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا حکم نافذ (۲) ہو کر ہی رہے گا۔ (37) نبیؐ کے لیے

النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِيْنَ

اس (عمل کے انجام دینے) میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کیا ہے۔ جو (انبیاء) پہلے

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾

گزر چکے ہیں ان کے لئے بھی اللہ کی سنت یہی رہی ہے اور اللہ کا حکم حقیقی انداز سے طے شدہ ہوتا ہے۔ (38)

عربی حاشیہ

تھا تو باپ نے اعلان کردیا کہ یہ میرا فرزند نہیں ہے۔ رسول اکرمؐ نے اعلان فرمادیا کہ پھر آج سے یہ میرا فرزند ہے اور اس طرح ابن محمدؐ کے نام سے مشہور ہوگئے۔

زینب آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں اور قرشی سیدانی تھیں جن کو حکم خدا سے آپ نے زید کا پیغام دیا تو ان کے گھر والوں نے انکار کردیا تو آیت نازل ہوئی کہ حکم خدا کے آگے کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے۔

4- اگر یہ کوئی مسئلہ شہوت ہوتا تو خدا اسی وقت بے نقاب کردیتا یا بعد میں یہ اعلان ہوجاتا کہ محمدؐ نے عقد کرلیا جب کہ آیت میں ہے" زوجنا کہا'' ہم نے زینب سے عقد کرادیا جس کے معنی یہ ہیں کہ سارا کام حکم خدا سے ہوا ہے اس میں جنسی خواہشات کا کوئی دخل نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) زید اور زینب کے رشتے میں چند مسائل قابل توجہ ہیں:۔

۱۔ زید ایک غلام تھے اور زینب ایک سیدانی تھیں اور سماج ایسے رشتے کو برداشت کرنے والا نہیں تھا۔

۲۔ زید طبقاتی اعتبار سے پست تھے اور زینب بلند اور یہ بات بھی قابل برداشت نہ تھی۔

۳۔ زید رسول اکرمؐ کے بیٹے کہے جاتے تھے اور بیٹے کی بیوی سے عقد کرنا کسی سماج میں قابل قبول نہیں ہے۔

۴۔ زید نے جنسی تعلقات کے بعد طلاق دی تھی اور ایسی عورت عام انسانوں کیلئے نا قابل قبول ہوجاتی ہے چہ جائیکہ کائنات کے بلند ترین انسان پیغمبرؐ کیلئے۔

۵۔ زید کا طلاق دینا رسول اکرمؐ کیلئے باعث بدنامی تھا کہ ایسا غلط رشتہ کردیا کہ بالآخر طلاق کی نوبت آگئی۔

۶۔ اس طلاق میں یہ بدنامی بھی تھی کہ اپنے عقد کیلئے طلاق دلوادی ہے۔

رب کریم نے ایک ایک لفظ سے ہر اعتراض کا جواب دیا ہے اور یہ واضح کردیا ہے کہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے جاہلیت کے کسی فیصلہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور حکم خدا کے خلاف جو قانون بھی بنایا جاتا ہے وہ جاہلیت کا قانون ہوتا ہے۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

(وہ انبیاء) جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اسی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ

نہیں ڈرتے اور محاسبے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔(39) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں (۳) وہ اللہ کے رسول اور

النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا

خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔(40)اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ

اللہ کو بہت کثرت سے یاد کیا کرو۔(41)اور صبح و شام

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

اسی کی تسبیح کیا کرو۔(42)وہی تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی (دعا کرتے ہیں)

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ

تا کہ تمہیں تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے اور وہ مومنوں کے بارے میں بڑا

رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ

مہربان ہے۔(43) جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کی تحیت سلام ہو گی اور اللہ نے ان کے لیے باعزت

اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

اجر مہیا کر رکھا ہے۔(44)اے نبی! ہم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۷ اور ۳۹ میں کوئی تضاد نہیں ہے اور آیت نمبر ۳۷ کا خوف تبلیغ کے بے اثر ہونے کا خوف تھا نہ کہ مقام تبلیغ میں زحمتوں اور لوگوں کا خوف کہ یہ شان انبیاء کے خلاف ہے۔

ف: یوم لقاء الٰہی وہ دن ہے جب سارے مادی حجابات ہٹ جائیں اور انسان پورے وجود کے ساتھ رب العالمین کی طرف متوجہ ہوجائے۔ آخرت میں یہ شرف انہیں کے لئے ہے جو دنیا میں ذکر کثیر کرتے رہے ہیں کہ اس سے بالاتر کوئی عبادت نہیں ہے اور روایات میں وارد ہوا ہے کہ ہر عمل خیر کی ایک حد ہے لیکن ذکر خدا کی کوئی حد نہیں ہے بشرطیکہ زبان اور دل دونوں سے ہو اور صرف لفظی بازی گری نہ ہو۔

5- واضح رہے کہ صلوات خدا کی طرف سے رحمت کا نازل کرنا ہے اور بندوں کی طرف سے رحمت کا مطالبہ کرنا ہے اور یہ بات تمام صاحبانِ ایمان کے لئے ہے بشرطیکہ صاحبانِ

اردو حاشیہ

(۳) یعنی باعتبار نسب کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن باعتبارِ رسالت ونبوت ساری قوم کے باپ ہیں۔ یہ شرف صرف امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو حاصل تھا کہ انہیں مباہلہ میں فرزند رسولؐ قرار دیا گیا اور اس طرح ابنائنا کا مصداق بن کر گئے۔

وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا

اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔(45)اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ

مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا

بنا کر۔(46)اور مومنین کو یہ بشارت دیجئے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے بڑا

كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ

فضل ہو گا۔(47)اور آپ کافروں اور منافقوں کی باتوں میں نہ آئیں اور ان کی اذیت رسانی پر

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

توجہ نہ دیا کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور ضمانت کے لیے اللہ کافی ہے۔(48)اے مومنو! جب تم

اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ

مومنات سے نکاح کرو اور پھر ہاتھ لگانے سے پہلے انہیں طلاق دے دو

قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ

تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ انہیں عدت میں بٹھاؤ لہٰذا انہیں

تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ [6] وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا

کچھ مال دو اور شائستہ انداز میں انہیں رخصت

جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

کرو۔(49)اے نبی! ہم نے آپ کے لیے آپ کی وہ بیویاں حلال کی ہیں

الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ

جن کے مہر [۴] آپ نے دے دیے ہیں اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ نے (بغیر جنگ کے)

عربی حاشیہ

ایمان ہوں اور اس بنیاد پر محمدؐ کے لئے بطریق اولیٰ ثابت ہے کہ ان کے ایمان وکردار میں کسی طرح کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

6- متعہ بضم میم اور بکسر میم دونوں کے معنی لذت اندوزی کے ہیں اور اصطلاح میں اس عطیہ کو کہا جاتا ہے جو طلاق دینے والا اپنی مطلقہ کو اپنی حیثیت کے مطابق دیا کرتا ہے اور یہ وہاں ضروری ہوتا ہے جہاں مطلقہ کا اور کوئی حق نہ ہو لیکن جہاں مہر کامل یا نصف مہر کا استحصال پیدا ہوجاتا ہے وہاں یہ تحفہ ضروری نہیں ہوتا ہے۔

ف: کہا جاتا ہے کہ آیت نمبر ۵۰ میں ملک یمین میں غنائم میں ماریہ قبطیہ تھیں اور انفال میں صفیہ اور جویریہ جس طرح کہ بنت عمہ زینب بنت جحش اور بلامہر اپنے کو ہبہ کرنے والی میمونہ بنت حارث، زینب بنت خزیمہ، ام شریک بنت جابر اور خولہ بنت حکیم تھیں جن پر عائشہ نے طنز بھی کیا تھا۔ واللہ اعلم۔

اردو حاشیہ

(۴) ان آیات میں رسول اکرمؐ کیلئے حسب ذیل عورتوں کو حلال کر دیا گیا ہے اور ان میں عدد کی کوئی قید نہیں رکھی گئی ہے۔

۱۔ جن عورتوں کا مہر ادا کر دیا جائے یا اس کی ذمہ داری لے لی جائے کہ بالفعل ادائیگی شرط نہیں ہے۔

۲۔ جو عورتیں مال غنیمت میں رسولؐ کے حصہ میں آجائیں کہ اگرچہ آپنے جنگ میں حصہ نہیں لیا لیکن یہ کنیزیں آپ کیلئے حلال ہیں۔

۳۔ بنات عم، بنات عمات، بنات خال، بنات خالات۔

یہ عورتیں اگرچہ عام لوگوں کے ذیل میں بیان ہو چکی ہیں لیکن ہجرت کی بنا پر ان کا حق ہے کہ انہیں مقدم رکھا جائے اور ان کے ہوتے ہوئے دوسری عورتوں سے عقد نہ کیا جائے ان میں شرافت نسب بھی ہے اور شرف ہجرت بھی۔

واضح رہے کہ جناب آمنہ کے کوئی بھائی یا بہن نہ تھا لہٰذا بنات خال وخالہ سے مراد بنوزہرہ ہیں جو اپنے کو اخوال النبی کہا کرتے تھے۔

۴۔ جو عورت بغیر مہر کے اپنے نفس کو نبی کے حوالے کردے کہ یہ صرف نبی کیلئے جائز ہے امت کیلئے بغیر مہر عقد جائز نہیں ہے۔ مہر بہر حال ادا کرنا پڑے گا چاہے اس کا ذکر نکاح کے ذیل میں نہ کیا جائے۔

اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ

آپ کو عطا کی ہیں نیز آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور

بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِىۡ هَاجَرۡنَ مَعَكَ

آپ کے ماموؤں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ

وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِىِّ اِنۡ

ہجرت کی ہے (سب حلال ہیں) اور وہ مومنہ عورت جو اپنے آپ کو نبی کے لیے ھبہ کرے

اَرَادَ النَّبِىُّ اَنۡ يَّسۡتَنۡكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنۡ دُوۡنِ

اور اگر نبی بھی اس سے نکاح کرنا چاہیں، (یہ اجازت) صرف آپ کے لیے ہے

الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ؕ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا فَرَضۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِىۡۤ اَزۡوَاجِهِمۡ

مومنوں کے لیے نہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے مومنوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں کیا

وَمَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُمۡ لِكَيۡلَا يَكُوۡنَ عَلَيۡكَ حَرَجٌ ؕ

(حق مہر) معین کیا ہے (آپ کو یہ رعایت اس لیے حاصل ہے) تا کہ آپ پر کسی قسم کا مضائقہ نہ ہو

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۝۵۰ تُرۡجِىۡ (7) مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ

اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔(50) آپ ان بیویوں میں سے جسے چاہیں علیحدہ رکھیں

وَتُـْٔوِىۡۤ اِلَيۡكَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابۡتَغَيۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ

اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے آپ نے علیحدہ کر دیا ہو اسے آپ پھر اپنے پاس بلانا چاہتے ہوں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكَ ؕ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ تَقَرَّ اَعۡيُنُهُنَّ وَلَا

تو اس میں آپ پر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں

عربی حاشیہ

ف: ارجاء تاخیر کے معنی میں ہے اور ایواء پناہ دینے کے معنی میں ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے خصوصیات میں عورتوں کے درمیان اوقات کی تقسیم کا اختیار بھی شامل تھا جب کہ دوسرے افراد کے لئے مساوات ضروری ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ مصائب سے بھری ہوئی زندگی میں مساوات کا امکان بھی نہیں ہے اور آزادی مل جانے کے بعد مساوات کرنے کا لطف بھی زیادہ ہے۔

7- جس طرح پیغمبرؐ کو متعدد عورتوں سے عقد کرنے کا اختیار ہے اسی طرح ان کے باقی رکھنے اور چھوڑ دینے کا اختیار بھی ہے اور چھوڑ دینے کے بعد دوبارہ واپس لانے کا بھی اختیار ہے اور یہ اختیار سب کے لئے باعثِ تسکین قلب ہے۔

اردو حاشیہ

يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور جو کچھ بھی آپ انہیں دیں وہ سب اس پر راضی ہوں اور جو کچھ

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾ لَا يَحِلُّ

تمہارے دلوں میں ہے اللہ اسے جانتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا، بردبار ہے۔(51)اس کے بعد

لَكَ النِّسَاۗءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ

آپ کے لیے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں اور نہ اس بات کی اجازت ہے کہ ان (۵) بیویوں کو

وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ [8] اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَ

بدل لیں خواہ ان (دوسری) عورتوں کا حسن آپ کو کتنا ہی پسند ہو سوائے ان (کنیز) عورتوں کے

كَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

جو آپ کی ملکیت میں ہوں اور اللہ ہر چیز پر نگران ہے۔(52)اے ایمان والو!

اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ

نبی کے گھروں میں داخل نہ ہونا مگر یہ کہ تمہیں کھانے کیلئے

اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ [9] اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ

اجازت دی جائے اور نہ ہی پکنے (۶) کا انتظار کرو لیکن جب دعوت دے دی جائے

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

تو داخل ہو جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ اور باتوں میں

لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ

لگے بیٹھے نہ رہو۔ یہ بات نبی کو تکلیف پہنچاتی ہے مگر وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں

ع ۶ ۱۲ ۳

عربی حاشیہ

8-یہ لفظ دلیل ہے کہ انسان کو اس عورت پر نگاہ کرنے کا حق ہے جس سے عقد کرنا چاہتا ہے۔

9-ناظرین۔منتظرین کے معنی میں ہے اور ''انا'' بالقصر بھی ہے اور بالمد بھی اور اس کے معنی اگرچہ برتن کے ہیں لیکن مراد کھانا ہے جو برتن میں رکھا جاتا ہے۔

فانتشروا کے معنی واپس ہوجانے کے ہیں اور...... مستانسین لحدیث کا مطلب یہ ہے کہ کھانے کے بعد بیٹھ کر بات چیت نہ شروع کردو۔

ف: آیت نمبر ۵۲ میں بعد کا اشارہ مذکورہ بالاحکم کی طرف ہے کہ تقسیم اوقات کی اس آزادی کے بعد آپ کو دوسری عورتوں سے عقد کرنے کا اختیار نہیں ہے کہ اس طرح ہر قبیلہ دامادی کی خواہش کرے گا اور عقد نہ کرنے پر ناراض ہوگا یا عقد کرنے پر موجودہ بیویوں کو رنج ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۵) رسول ؐ اکرم کو نو بیویوں کی اجازت دینے کے بعد یہ پابندی لگا دی گئی کہ اب نہ ان میں اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ تبدیلی۔ یہ حد آخر ہے جسے مصلحت الٰہیہ نے مباح قرار دیدیا ہے۔ اور یہ پیغمبرؐ کے خصوصیات میں ہے۔

(۶) اصحاب کی عادت تھی کہ پرانے طریقہ کے مطابق گھروں میں گھس جاتے تھے اور انتظار کرتے تھے کہ کھانا پک جائے تو کھائیں اور پھر بیٹھ کر میٹنگ کریں۔ پروردگار نے منع کر دیا کہ یہ بات خلاف ادب ہے اور اس طرح پیغمبرؐ کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ ازراہِ حیا تمہیں نکال بھی نہیں سکتا ہے۔

مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ

لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا (۷) ہو تو

مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ

پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے

لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ

زیادہ بہتر طریقہ ہے۔ تمہیں یہ حق نہیں کہ اللہ کے رسولؐ کو اذیت دو

اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ

اور ان کی ازواج سے (۸) ان کے بعد کبھی بھی نکاح نہ کرو۔ بتحقیق یہ اللہ کے

ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ

نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔(53) تم کسی بات کو خواہ

تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾ لَا جُنَاحَ

چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ تو یقیناً ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(54) رسول کی

عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَ

ازواج پر کوئی مضائقہ نہیں اپنے باپ، اپنے بیٹوں،

لَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا

اپنے بھائیوں، اپنے بھتیجوں ، اپنے بھانجوں ، اپنی مسلم خواتین

نِسَآئِهِنَّ (10) وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ

اور کنیزوں سے (پردہ نہ کرنے میں) اور اللہ کا خوف کریں۔

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۵۳ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کے گھر کی خصوصیت یہ ہے کہ ازواج کے ساتھ گفتگو پردہ کے پیچھے سے کی جائے ورنہ دیگر مقامات پر یہ بات واجب نہیں ہے۔ حجاب پردہ کو کہتے ہیں اور عورت کے پردہ کو اسلام میں ستر کہا گیا ہے حجاب نہیں ہے۔ لفظ حجاب سے معاشرہ میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔

10- غیر مومن عورتوں سے بھی حتی الامکان حجاب ضروری ہے کہ وہ اپنے گھر والوں سے مومن عورتوں کے حسن وجمال کا تذکرہ کریں گی اور سماج میں فساد کے پھیل جانے کا خطرہ پیدا ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۷) سوال من باب المثال ذکر کیا گیا ہے۔ اصل مقصد یہ ہے کہ عورتوں اور مردوں میں اس طرح کا خلط ملط نہیں ہونا چاہیے جو باعث فتنہ وفساد ہو اور جب نبی کے گھر میں جائز نہیں ہے تو دوسرے گھروں میں کس طرح جائز ہو جائے گا۔

(۸) یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہے جب طلحہ بن عبداللہ نے کہا کہ میں نبی کے مرنے کے بعد عائشہ سے عقد کروں گا اور آیت نے اسے مایوس کر دیا اور ایسے خیال کو بھی جرم قرار دیدیا۔

اس آیت سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ازواج جب زوجیت میں آئی تھیں تب اس قانون کا اعلان نہیں ہوا تھا لہٰذا اس زوجیت کو زندگی بھر کا ایثار بھی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ

اللہ یقیناً ہر چیز پر گواہ ہے۔(55) اللہ اور اس کے فرشتے

يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا

یقیناً نبیؐ پردرود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود (۹) اور سلام بھیجو

عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ

جیسے سلام بھیجنے کا حق ہے۔(56) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں

وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ [11] فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ

ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت کی ہے اور اس نے ان کے لیے ذلت آمیز

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (57) اور جو لوگ مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو ناکردہ (گناہ) پر

بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا [12] وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

اذیت دیتے ہیں پس انہوں نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا ہے۔ (58)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے نبی! اپنی ازواج اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے: وہ اپنی چادریں (۱۰)

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

تھوڑی نیچی کر لیا کریں۔ یہ امر ان کی شناخت کے لیے (احتیاط کے) قریب تر ہو گا

يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

پھر کوئی انہیں اذیت نہ دے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔ (59)

عربی حاشیہ

11- لعنت کے معنی رحمت سے دور کر دینے کے ہیں۔ اس کا برا بھلا کہنے یا گالیاں دینے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔لعنت کرنے والا صرف یہ چاہتا ہے کہ ملعون اپنے اعمال وکردار کی بنا پر رحمت خدا سے محروم رہے۔جس طرح کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ خدا ان امر بالمعروف کرنے والوں پر بھی لعنت کرتا ہے جو خود عمل نہیں کرتے ہیں۔

12-امیرالمومنینؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ بدترین انسان وہ ہے جو بدظنی کی بنا پر لوگوں پر اعتماد نہ کرے اور اس کی بدعملی کی بنا پر لوگ اس پر اعتماد نہ کریں۔

ف: آیت نمبر ۵۵ میں چچا اور ماموں کا ذکر اس لئے نہیں ہے کہ بھتیجے اور بھانجے کا ذکر کافی ہے اور محرمیت ہمیشہ دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ اسی طرح شوہر کے باپ اور بیٹے کا ذکر نہیں ہے کہ وہ حضرات وقت نزول آیات موجود نہ تھے.....!

اردو حاشیہ

(۹) صلوات خدا کی طرف سے رحمت۔ ملائکہ کی طرف سے توصیف وتزکیہ اور مومنین کی طرف سے دعائے رحمت کے معنی میں ہے۔

مالک کائنات نے رسولؐ پر صلوات بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ اب یہ رسولؐ کی ذمہ داری ہے کہ وہ طریقہ کی تعلیم دیں جیسا کہ صحیح بخاری میں وارد ہوا ہے کہ آپ نے صلوات کا طریقہ تعلیم دیتے ہوئے آل کو بھی شامل فرمایا ہے اور مفسرین نے بھی اس حدیث کا اقرار کیا ہے۔ جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں میں صرف صلی اللہ علیہ وسلم کہنا اور آل کو خارج کر دینا ایک بدترین بدعت ہے جس کا ارشاد پیغمبرؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۱۰) بعض حضرات کا خیال ہے کہ جلباب چادر ہے جو سر سے پیر تک رہتی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ڈوپٹہ ہے جو سر پر رہتا ہے لیکن بہر حال اسے سارے سر اور بدن پر رہنا چاہیے تا کہ منافقین کو عورت کی شرافت کا اندازہ ہو جائے اور ہو پریشان نہ کریں کہ حجاب شرافت کی بہترین نشانی ہے۔

صدر اسلام کی عورتیں پردہ نہیں کرتی تھیں تو لوگ انہیں چھیڑتے تھے اور کنیز کہہ کر مذاق کرتے تھے۔ آیت کریمہ نے حکم حجاب دے کر اس سلسلہ کو بند کر دیا۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ

اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جو مدینہ میں افواہیں پھیلاتے ہیں

مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ

اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان کے خلاف اٹھائیں گے پھر وہ اس شہر میں

لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٦٠﴾ صلے ج مَّلْعُوْنِيْنَ ج اَيْنَمَا

آپ کے جوار میں تھوڑے دن ہی رہ پائیں گے۔(60) یہ لعنت کے سزاوار ہوں گے۔ وہ جہاں پائے جائیں گے

ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ

پکڑے جائیں گے اور بری طرح سے مارے جائیں گے۔(61) جو پہلے گزر چکے ہیں ان کے لیے

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ج وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٦٢﴾

بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے اور اللہ کے دستور میں آپ کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔(62)

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ [13] ط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ط

لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔کہہ دیجئے: اس کا علم

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ

صرف اللہ کے پاس ہے اور تجھے کیا خبر شاید قیامت قریب ہو؟(65) بلاشبہ اللہ نے

لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ لا خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔(64) جس میں وہ

اَبَدًا ج لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ ج يَوْمَ تُقَلَّبُ

ہمیشہ رہیں گے۔ وہ نہ کوئی حامی پائیں گے اور نہ مددگار۔(65) اس دن ان کے چہرے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ٦٦ ، نمبر ٦٧ میں الرسولا اور السبیلا کا الف، الف اطلاق کہاجاتا ہے جو کلمات کی ہم رنگی کے لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے کہ ابتدا کے الف لام کے ساتھ آخر میں تنوین نہیں ہوسکتی ہے۔صوتی اعتبار سے یہ الف اس مقام پر بے حد معنویت کا حامل ہے بشرطیکہ انسان صورت حال کا صحیح تصور ذہن میں رکھ سکے۔

13- ساعہ سے مراد قیامت ہے اور ''مایدریک'' کے لفظی معنی یہ ہیں کہ کس چیز نے آپ کو باخبر اور صاحبِ علم بنادیا ہے۔

اردو حاشیہ

وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا

آگ میں الٹائے پلٹائے جائیں گے۔ وہ کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت اور رسولؐ کی

الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا[14] وَكُبَرَآءَنَا

اطاعت کی ہوتی۔(66)اور وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی تھی

فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

پس انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔(67)ہمارے پروردگار! تو انہیں دگنا عذاب دے

وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور ان پر بڑی لعنت بھیج۔(68)اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہونا

لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ[15] اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ط

جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی تھی پھر اللہ نے ان کے الزام سے انہیں بری ثابت کیا

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ط ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والے تھے۔(69)اے ایمان والو! اللہ سے

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ لا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

ڈرو اور سنجیدہ باتیں کیا کرو۔(70)اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمائے گا

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ

اور تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور جس نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی پس اس نے عظیم

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ

کامیابی حاصل کی۔(71)ہم نے اس امانت [11] کو آسمانوں اور زمین

ع ۸ ۱۰ ۵

عربی حاشیہ

14- یہ سردار اور بزرگ کبھی دنیاوی بزرگی کی بنا پر گمراہ کرتے ہیں اور کبھی مذہبی حیثیت کا غلط استعمال کرتے ہیں اور قوم کو راستہ سے ہٹا دیتے ہیں۔

15- روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے مال تقسیم کیا تو ایک مرد انصاری نے کہہ دیا کہ یہ کام مرضی خدا کے مطابق نہیں ہوا تو آپ کا روئے مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا کہ خدا موسیٰ پر رحمت نازل کرے کہ انھوں نے اس سے زیادہ الزامات برداشت کئے ہیں اور ہر مصیبت پر صبر کیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۰ دلیل ہے کہ زبان کا صحیح استعمال ہی تقویٰ کا کمال ہے اس لئے کہ زبان میں ۳۰ عیب ہوتے ہیں۔ جھوٹ، غیبت، چغل خوری، منافقت، خوشامد، بدزبانی، غنا، بھونڈا مذاق، استہزاء، کشف اسرار، خلف وعد بیجا لعنت، جھگڑا، باطل گفتگو، فضول بکواس، غیرمتعلق بات، محافل لہو کی تعریف، مہمل

اردو حاشیہ

(۱۱) امانت کے مفہوم میں مفسرین کے نزدیک شدید ترین اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کے نزدیک امانت تکلیف اور اطاعت کے معنی میں ہے۔

بعض کے نزدیک امانت کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔

بعض کا خیال ہے کہ امانت انسان کے تمام اعضاء اور قویٰ کا نام ہے۔

بعض امانت سے مراد مالی امانت کو مراد لیتے ہیں۔ لیکن آیات کے سیاق وسباق کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ امانت یہی عہد اطاعت وعبادت ہے جو خدا نے تمام باشعور مخلوقات سے لیا ہے اور جس کیلئے انسان اور جن کو پیدا کیا ہے اور جس کا بارِگراں اس کے علاوہ کوئی نہیں اٹھا سکتا ہے۔ اب یہ انسان کی فطری استعداد وصلاحیت اور شرافت وانسانیت تھی کہ اس نے اس بارگراں کو اٹھا لیا اور نادانی تھی کہ اس کی سنگینی اور اس کے نتائج کا اندازہ نہیں کیا۔ گویا انسان طبعی اعتبار سے شریف اور امین ہے۔ حالات کے اعتبار سے ظالم اور جاہل ہو جاتا ہے اور امانت میں خیانت کرتا ہے یا خیانت کے نتائج سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔

وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ

اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو ان سب نے اسے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے

مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾

ڈر گئے لیکن انسان نے اسے اٹھا لیا۔ انسان یقیناً بڑا ظالم اور نادان ہے۔ (72)

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

تاکہ (نتیجے میں) اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں

وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

اور مشرکہ عورتوں کو عذاب دے اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو معاف کرے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔(73)

ایاتھا ۵۴ ۳۴ سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ ۵۸ رکوعاتھا ٦

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہے

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ [1] ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾

اور آخرت میں بھی ثنائے کامل اسی کے لیے ہے اور وہ بڑا حکمت والا، خوب باخبر ہے۔ (1)

عربی حاشیہ

سوالات، تصنع، تہمت، جھوٹی گواہی، افواہیں، خودستائی، بیجا اصرار، سخت کلامی، ایذارسانی، بیجا مذمت، کفرانِ نعمت، ترویج باطل.....وغیرہ۔

ف: قرآن مجید میں پانچ سوروں کا آغاز حمد سے ہوا ہے تین میں تخلیق کائنات کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ایک میں تنزیل قرآن کا اور سورہ حمد میں ربوبیت کا جو مذکورہ تمام امور کی جامع بلکہ اس سے بھی وسیع تر مفہوم کی حامل ہے اور اسی لئے سورہ حمد جامع کل قرآن ہے۔

1- یہ علامت ہے کہ دنیا سے آخرت تک خدا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جو قابلِ حمد وثنا نہ ہو۔

اردو حاشیہ

یَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے

مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ﴿٢﴾

اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے سب کو اللہ جانتا ہے اور وہی رحیم وغفور ہے۔ (2)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي

اور کفار کہتے ہیں: قیامت ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دیجئے: میرے عالم الغیب رب کی قسم

لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ

وہ تم پر ضرور آ کر رہے گی۔ آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر بھی (کوئی چیز)

فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا

اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ ذرے سے چھوٹی چیز اور نہ اس سے بڑی مگر یہ کہ

أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٣﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا

سب کچھ کتاب مبین میں ثبت ہے۔(3) تا کہ اللہ ایمان لانے والوں

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ

اور نیک عمل انجام دینے والوں کو جزا دے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور رزق

كَرِيمٌ ﴿٤﴾ وَالَّذِينَ سَعَوْ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ

کریم ہے۔(4)اور جنہوں نے ہماری آیات کو مغلوب کرنے کی سعی کی ہے

لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ ﴿٥﴾ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا

ان کے لیے بلا کا دردناک عذاب ہے۔(5)اور جنہیں علم دیا گیا ہے

عربی حاشیہ

2- مخلوقات کی مختلف قسمیں ہیں بعض زمین میں داخل ہوتی ہیں جیسے دانے وغیرہ اور بعض زمین سے نکلتی ہیں جیسے درخت وغیرہ اور خدا دونوں سے باخبر ہے حالانکہ دانہ زمین میں داخل ہونے کے بعد فنا ہوجاتا ہے اور اس کی ماہیت ناقابلِ شناخت ہوجاتی ہے لیکن پروردگار جانتا ہے کہ یہ کس چیز کا دانہ تھا اور اس سے کیا پیدا کرنا ہے اور وہ اس چیز کو پیدا کرتا ہے۔ یہ اس کے اقتدار کا مسئلہ بھی ہے اور علم غیب کا بھی۔

یہی حال آسمان کا ہے کہ بعض چیزیں اُدھر سے نازل ہوتی ہیں جیسے بارش کے قطرات اور بعض اُدھر بلند ہوتی ہیں جیسے بخارات اور خدا ہر دقیق اور بے حقیقت سے بھی باخبر ہے۔

ف: آیت نمبر ۴ میں رزق سے پہلے مغفرت کا ذکر ہے کہ مغفرت کے بغیر رزق کریم کا امکان نہیں ہے۔ پھر آیت نمبر ۵ میں "من رجز الیم" من کے ساتھ آیا ہے جو علامت ہے

اردو حاشیہ

الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ
وہ خوب جانتے ہیں کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے اور

يَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۶ وَ قَالَ
وہ بڑے غالب آنے والے اور قابل ستائش (اللہ) کی راہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔(6)اور کفار

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ
کہتے ہیں: کیا ہم تمہیں ایک ایسے آدمی کا پتہ بتائیں [1] جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے

اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝۷
کہ جب تم مکمل طور پر پارہ پارہ ہوجاؤ گے تو بلاشبہ تم نئی خلقت پاؤ گے؟(7)

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ
اس نے اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اسے جنون لاحق ہے؟ (نہیں) بلکہ (بات یہ ہے کہ)

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۝۸
جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ لوگ عذاب میں اور گہری گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (8)

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ
کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے پر محیط آسمان وزمین کو نہیں دیکھا؟

السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ
اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان سے ان پر

نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاۗءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
ٹکڑے برسا دیں۔ یقیناً اس میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والے

عربی حاشیہ

جزا تمام رزق کریم ہے اور سزا عذاب الیم کا ایک حصہ ہے جو رحمت خدا کا ایک اور اعلان ہے۔

ف: منکرین آخرت کو عذاب اور ضلال میں قرار دیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ اس دنیا میں بھی انکار آخرت ایک عذاب ہے جس کی وجہ سے نہ جزا کا اطمینان پیدا ہوتا ہے اور ظالمین کی سزا کا یقین۔ زندگی ایک بے سمتی کا شکار ہوجاتی ہے اور یہ ضلال بعید بھی ہے اور عذاب شدید بھی نیز یہ کہ قیامت کے ثبوت میں زمین و آسمان کو فوق وتحت کہنے کے بجائے سامنے اور پیچھے قرار دیا گیا ہے جو علامت ہے کہ انسان منظر افق بھی دیکھ لے تو اسے تغیرات زمانہ کے ساتھ انجام زمانہ کا یقین حاصل ہوجائے گا۔

اردو حاشیہ

(۱) حقائق کا استہزاء ہر دور میں رائج رہا ہے اور آج بھی رائج ہے۔

کفار ومشرکین عقیدہ قیامت پر بحث کرنے اور اسلام کے دلائل کا جواب دینے کے بجائے فقط استہزاء اور تمسخر سے کام لیا کرتے تھے کہ کہیں عوام کے دل میں یہ عقیدہ راسخ نہ ہو جائے کہ اس طرح ہماری حیثیت ختم ہو جائے گی اور لوگ ہمارے نظام سے برگشتہ ہو کر الٰہی نظام کی طرف راغب ہو جائیں گے۔

اس مقام پر ایک نئے اندازِ تمسخر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اصلی قیامت کا مذاق اڑانے کے ساتھ پیغمبرؐ اسلام کا بھی مذاق اڑانے لگے اور لوگوں سے تجاہل عارفانہ کے انداز سے یہ کہنے لگے کہ ہمیں ایک ایسے آدمی کا سراغ ملا ہے جو یہ کہتا ہے کہ خاک میں مل جانے اور ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ خدا جانے وہ شخص دیوانہ ہے یا اپنے پروردگار پر افتراء کر رہا ہے تو کیا تم لوگ ایسے انسان پر ایمان لانے کیلئے تیار ہو۔

لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ⑨ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭ

ہر بندے کے لیے نشانی ہے۔(9)اور بتحقیق ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے فضیلت دی۔ (اور ہم نے کہا:)

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ⑩

اے پہاڑو! اس کیساتھ (تسبیح پڑھتے ہوئے) خوش الحانی کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا) اور ہم نے لوہے کو ان کے لیے نرم [۲] کر دیا۔(10)

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ

کہ تم لوگ زرہیں بناؤ اور ان کے حلقوں کو باہم مناسب رکھو اور نیک عمل کرو

اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ⑪ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا

بتحقیق جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے دیکھتا ہوں۔(11) اور سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا۔ صبح کے وقت

شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ

اس کا چلنا ایک ماہ کا راستہ اور شام کے وقت کا چلنا بھی ایک ماہ کا راستہ (ہوتا)۔ اور ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ

الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ

بہا دیا اور جنوں میں سے بعض ایسے تھے جو اپنے رب کی اجازت سے سلیمان کے آگے کام کرتے تھے اور ان میں سے

مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ⑫ يَعْمَلُوْنَ

جو ہمارے حکم سے انحراف کرتا ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا ذائقہ چکھاتے۔(12) سلیمان

لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ

جو چاہتے یہ جنات ان کے لیے بنا دیتے تھے بڑی مقدس عمارات، مجسمے، حوض جیسے

وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ

پیالے اور زمین میں گڑی ہوئی دیگیں۔ اے آل داؤد! شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں

المنزل ۵

عربی حاشیہ

3-ادب کے معنی میں رجوع کرنا۔ تادیب تسبیح کے ساتھ رجوع کرنا۔

سابغات وسوابغ۔ سابغ کی جمع ہے یعنی لباس کامل۔

سرد۔ منظّم کرنا۔

غدو۔ صبح کا سفر

رواح۔ شام کا سفر

قطر۔ تانبا، لوہا یا سیسہ

محاریب۔ محراب کی جمع یعنی عبادت گاہ

جفان۔ جفنہ کی جمع یعنی پیالہ

جواب۔ جابیہ کی جمع یعنی بڑا حوض۔

قدور۔ قدر کی جمع یعنی دیگ راسیات۔ زمین میں گڑی ہوئی۔

منسأۃ۔ بڑا عصا

ف: جناب داؤد کو زرہ بنانے کی تفصیلی تعلیم دلیل ہے کہ ہر صنعت کار کو بہترین مال تیار کرنا چاہیے اور دھوکہ بازی نہیں کرنا چاہیے ..... اور جناب سلیمان کے اختیارات دلیل ہیں کہ نظامِ

اردو حاشیہ

(۲) پروردگار کا یہ مخصوص فضل وکرم جناب داؤدؑ اور جناب سلیمانؑ کے ساتھ رہا کہ جناب داؤدؑ کیلئے لوہے کو نرم کر دیا اور جناب سلیمانؑ کیلئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا کہ اس سے مختلف چیزیں تیار کی جا سکتی تھیں لیکن دونون تذکروں میں یہ بات نمایاں ہے کہ داؤدؑ کو کمال ملا تو اسے روزی کمانے میں صرف کیا اور زرہ سازی کا کام شروع کیا کہ اس میں رزق بھی ہے اور میدانِ جنگ میں افادیت بھی ہے۔

اور جناب سلیمانؑ کو کمال ملا تو جنات کے عبادت خانے بنائے۔ انبیاء کرامؑ کی تصویریں بنائیں، پیالے بنائے، دیگیں تیار کیں جو اس بات کی علامت ہے کہ کچھ کام دینی افادیت کیلئے کیا اور کچھ دنیاوی مصالح کیلئے اور اس طرح یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ اللہ والے اپنے کمالات کو شخصیت سازی کیلئے استعمال نہیں کرتے ہیں بلکہ دین ودنیا کی افادیت کیلئے استعمال کرتے ہیں اور اسی لئے آخر میں آل داؤد سے شکر کا مطالبہ کیا گیا کہ شکر ہی غرور کا بہترین علاج ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں وارد ہوا ہے کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے شکر کامل کا مطالبہ کیا اور انہوں نے معذرت کی کہ یہ کس کے بس کی بات ہے تو ارشاد ہوا کہ نعمت کا خدا کی طرف سے سمجھنا ہی سب سے بڑا شکر ہے جس کے بعد بندگی پیدا ہوتی ہے انانیت نہیں پیدا ہوتی ہے۔

مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ

شکر کرنے والے کم ہیں۔(13) پھر جب ہم نے سلیمانؑ کی موت کا فیصلہ کیا تو

مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ

ان جنات کو سلیمان کی موت کی بات کسی نے نہ بتائی سوائے زمین پر چلنے والی (دیمک) کے

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ

جو ان کے عصا کو کھا رہی تھی۔ پھر جب سلیمان زمین پر گرے تو جنوں پر بات واضح ہو گئی کہ اگر وہ غیب

مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿١٤﴾ ط لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ (4) فِيْ

جانتے ہوتے تو ذلت کے اس عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔(14) بتحقیق (اہل) سبا کے لیے

مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۵ ط كُلُوْا مِنْ

ان کی آبادی میں موجود نشانی دو باغ دائیں اور بائیں تھے۔اپنے رب کے

رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ط بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ

رزق سے کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ ایک پاکیزہ شہر (ہے) اور بڑا بخشنے والا

غَفُوْرٌ ﴿١٥﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ (5) وَ

پروردگار۔(15) پس انہوں نے منہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر طاقتور سیلاب بھیج دیا اور

بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ

ان دو باغوں کے عوض ہم نے انہیں دو ایسے باغات دیے جن میں بدمزہ پھل اور کچھ

وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿١٦﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ط

جھاؤ کے درخت اور تھوڑے سے بیر تھے۔(16) ان کی ناشکری کے سبب ہم نے انہیں یہ سزا دی

عربی حاشیہ

حکومت کے لئے تیز رفتار سواری، صنعت کے لئے خام مواد اور کام کے لئے انتھک کام کرنے والے عمال کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے بغیر نظامِ حکومت کا برقرار رہنا محال ہے۔

ف: سیل عرم کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چوہوں نے باندھ کی دیوار میں سوراخ کر دیا اور جب بارش تیز ہوئی تو باندھ ٹوٹ گیا اور بے نظیر تمدن اور آبادی کا مالک علاقہ لمحوں میں تہس نہس ہو گیا اور قدرت نے ثابت کر دیا کہ ہم سزا دینا چاہیں تو چوہے بھی سلطنتوں کو تباہ کر سکتے ہیں۔

4- سبا۔ عرب کا ایک قبیلہ ہے جس کا نام اس شخص کے نام پر رکھا گیا ہے جس کی نسل سے یہ قبیلہ پیدا ہوا ہے۔

5- عرم۔ باندھ کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ پانی کو روک کر زراعت وغیرہ کے کام میں لایا جاتا ہے۔

اُکُل۔ جو پھل کھائے جاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝١٧ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

اور کیا ایسی سزا ناشکروں کے علاوہ ہم کسی اور کو دیتے ہیں؟(17)اور ہم نے ان کے اور جن بستیوں کو

الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا

ہم نے برکت سے نوازا تھا کے درمیان چند کھلی بستیاں (۳) بسا دیں اور ان میں

السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝١٨ فَقَالُوْا

سفر کی منزلیں متعین کیں۔ ان میں راتوں اور دنوں میں امن کے ساتھ سفر کیا کرو۔(18)پس انہوں نے کہا:

رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

ہمارے پروردگار! ہمارے سفر کی منزلوں کو لمبا کر دے۔ اور انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا

اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

چنانچہ ہم نے بھی انہیں افسانے بنادیا اور انہیں مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ یقیناً اس واقعے میں

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝١٩ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ

ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں ہیں۔(19)اور بتحقیق ابلیس نے ان کے بارے میں

اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢٠

اپنا گمان درست پایا اور انہوں نے اس کی پیروی کی سوائے مومنوں کی ایک جماعت کے۔ (20)

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ

اور ابلیس کو ان پر کوئی بالادستی حاصل نہ تھی مگر ہم یہ جاننا چاہتے تھے کہ آخرت کا

بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ

ماننے والا کون ہے اور ان میں سے کون اس بارے میں شک میں ہے اور آپ کا رب

عربی حاشیہ

خمط۔ اراک کے درخت۔

اس قوم کا مختصر قصہ یہ ہے کہ یہ سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد ہے۔ اس کا نام عبدالشمس تھا اور لوگوں کو گرفتار کرنے کی بنا پر سبا کہا جاتا تھا یعنی سب سے زیادہ خوشحال قبیلہ تھا۔ اس علاقہ میں سیلاب کا زور تھا تو بادشاہ نے اہلِ علم کے مشورہ سے مقام مارب پر باندھ بنوادیا تھا اور اس میں دروازے تھے جن سے حسب ضرورت پانی لیا جاتا تھا۔ امتداد زمانہ سے باندھ ٹوٹ گیا اور بستیاں تباہ ہوگئیں اور قوم مختلف علاقوں میں منتشر ہوگئی۔

ف: قدرت کا انتظام دیکھئے کہ عصائے سلیمان کو دیمک چاٹ گئی اور سبا کے باندھ کو چوہوں نے توڑ دیا۔ اس کے بعد بھی انسان اپنی طاقت پر غرور رکھے اور دیگر مخلوقات کو حقیر سمجھے تو اس دیوانگی کا علاج نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) کیا خوشحال زندگی تھی۔ اپنا علاقہ باغات کا مرکز اور وہاں سے شام تک مسلسل بستیاں اور اس انداز کے ساتھ کہ مسافر کو زادِ سفر کی ضرورت نہ پڑے اور روزانہ ایک بستی میں بسیرا لے سکے لیکن پہلی بدبختی یہ کہ دور دراز بستیوں کا مطالبہ کیا تا کہ صحراؤں میں سفر کا لطف حاصل کریں اور اس کے بعد خدا کی نعمتوں کی مسلسل ناشکری کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سیلاب نے سب تباہ کر دیا اور ناشکری نے فقر و فاقہ میں مبتلا کر دیا جس سے بدتر کوئی سزا نہیں ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ۔

فاقہ اور فقیری سرخ موت ہے۔

☆ فقر قریب ہے کہ کفر میں تبدیل ہو جائے۔

☆ فقر دنیا و آخرت میں رسوائی کا باعث ہے۔

☆ فقر دین کے نقص کی بنیاد ہے کہ انسان عدلِ الٰہی پر اعتراض شروع کر دیتا ہے۔

آج قوم سبا ایک تاریخی افسانہ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے اور یہ ہر احسان فراموش قوم کیلئے مرقع عبرت ہے۔ کہ اب بھی ہوش میں آجائے ورنہ

شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ

ہر چیز پر نگہبان ہے۔(21) کہہ دیجئے: جنہیں تم اللہ کے سوا (معبود) سمجھتے ہو

اللَّهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا

انہیں پکارو۔ وہ ذرہ بھر چیز کے مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں

فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُمْ

اور نہ ہی ان دونوں میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے اس کا

مِّنْ ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ

کوئی مددگار ہے۔(22) اور اللہ کے نزدیک کسی کی شفاعت فائدہ مند نہیں سوائے اس کے

أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ [6] قَالُوا مَاذَا ۙ قَالَ

جسے اللہ نے اجازت دی ہو یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے پریشانی دور ہو گی تو وہ کہیں گے:

رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ

تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہیں گے: حق فرمایا ہے اور وہی برتر، بزرگ ہے۔(23) ان سے پوچھیے:

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۙ وَإِنَّا أَوْ

تمہیں آسمانوں اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ کہہ دیجئے: اللہ۔ تو ہم اور تم میں سے

إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ لَّا تُسْأَلُونَ

کوئی ایک ہدایت پر یا صریح گمراہی میں ہے۔(24) کہہ دیجئے: ہمارے گناہوں کی

عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ

تم سے پرسش نہیں ہو گی اور نہ ہی تمہارے اعمال کے بارے میں ہم سے سوال ہو گا۔(25) کہہ دیجئے: ہمارا رب

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۸ میں کافۃً للناس پیغمبرؐ اسلام کی رسالت کی عمومیت اور اس کے نتیجہ میں آپ کی خاتمیت کا اعلان کر رہی ہے۔

6- مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ قلوبہم کی ضمیر کا مصداق کون ہے...... لیکن ظاہر آیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ جن افراد پر قیامت کا ہول طاری ہوگا جب انھیں قدرے افاقہ ہوگا تو جو لوگ ہول قیامت سے محفوظ ہوں گے ان سے سوال کریں گے کہ تمھارے پروردگار نے ہمارے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے اور وہ جواب دیں گے کہ جو فیصلہ کیا ہے وہ ٹھیک ہی کیا ہے۔

گویا قیامت میں دو فریق ہوں گے ایک ہول قیامت سے محفوظ ہوگا اور ایک اس میں مبتلا ہوگا۔

اردو حاشیہ

تاریخ کسی کے ساتھ مروت کا برتاؤ نہیں کرتی ہے۔

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ط وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾

ہمیں جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان حق پر مبنی فیصلہ فرمائے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا، دانا ہے۔ (26)

قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُمْ بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا ط بَلْ هُوَ اللَّهُ

کہہ دیجئے: مجھے وہ تو دکھاؤ جنہیں تم نے شریک بنا کر اس کے ساتھ ملا رکھا ہے۔ ہرگز نہیں، بلکہ بڑا غالب آنے والا،

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ

حکمت والا صرف اللہ ہے۔(27)اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے فقط بشارت دینے والا

بَشِيرًا وَّنَذِيرًا وَّلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَ

اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔(28)اور

يَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُلْ

یہ کہتے ہیں: اگر تم لوگ سچے ہو (تو بتاؤ قیامت کے) وعدے کا دن کب آنے والا ہے؟(29) کہہ دیجئے:

لَّكُمْ مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا

تم سے ایک دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ

تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ ع وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا

آگے بڑھ سکو گے۔(30)اور کفار کہتے ہیں: ہم اس قرآن پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور نہ

الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ط وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ

(ان کتابوں پر) جو اس سے پہلے ہیں اور کاش آپ ان کا وہ حال دیکھ لیتے جب یہ ظالم

مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ صلے يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضِ الْقَوْلَ ج

اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے اور ایک دوسرے پر الزام عائد کر رہے ہوں گے۔

عربی حاشیہ

7- یہ تبلیغ اور افہام و تفہیم کا حسین ترین انداز ہے کہ براہِ راست گمراہ کو گمراہ کہنے کے بجائے اسے دعوت فکر دی جائے کہ بالآخر دو میں سے ایک گمراہ ضرور ہے تو اب تم سوچو کہ دونوں میں کون گمراہ ہے اور پھر ترتیب کلام سے حقیقت کا اعلان بھی کر دیا ہے کہ پہلے اپنا بھی ذکر کیا ہے اور ہدایت کا بھی اور دوسرے نمبر پر ان کا بھی ذکر کیا ہے اور کھلی ہوئی گمراہی کا بھی۔

مزید نکتہ یہ ہے کہ ہدایت کے ساتھ علیٰ استعمال ہوا ہے اور گمراہی کے لئے فی اور کمال احتیاط یہ ہے کہ اپنے لئے جرم کا لفظ استعمال کیا ہے اور دشمن کے لئے عمل کا لفظ جو اخلاقی دنیا کا شاہکار ہے۔

اردو حاشیہ

يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَآ أَنْتُمْ

(چنانچہ) جو لوگ دبے ہوئے ہوتے تھے وہ بڑا بننے (۴) والوں سے کہیں گے: اگر تم نہ ہوتے

لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوٓا

تو ہم مومن ہوتے۔(31)اور بڑا بننے والے دبے رہنے والوں سے کہیں گے:

أَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ إِذْ جَآءَكُمْ بَلْ

ہدایت تمہارے پاس آ جانے کے بعد کیا ہم نے تمہیں اس سے روکا تھا؟ (نہیں)

كُنْتُمْ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا[8] لِلَّذِينَ

بلکہ تم خود ہی مجرم ہو۔(32) اور کمزور لوگ بڑا بننے والوں سے کہیں گے: بلکہ

اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَآ أَنْ

یہ رات دن کی چالیں تھیں جب تم ہمیں اللہ سے کفر کرنے اور اس کے لیے

نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ أَنْدَادًا ط وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا

ہمسر بنانے کے لیے کہتے تھے۔ جب وہ عذاب کو دیکھ لیں گے

رَأَوُا الْعَذَابَ ط وَجَعَلْنَا الْأَغْلٰلَ فِيٓ أَعْنَاقِ الَّذِينَ

تو دل میں ندامت لیے بیٹھیں گے اور ہم کفار کی گردنوں میں طوق

كَفَرُوا ط هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَآ

ڈالیں گے۔ انہیں انہی حرکتوں کا بدلہ ملے گا جن کے وہ مرتکب ہوئے ہیں۔(33)اور ہم نے

أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَآ لا إِنَّا

کسی بستی کی طرف کسی تنبیہ کرنے والے کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے مراعات یافتہ لوگ کہتے تھے:

عربی حاشیہ

ف: کیا بدبختی ہے کہ قیامت میں بھی اپنی شرمندگی کا اظہار نہیں کرنا چاہتے ہیں جب کہ اس کے مقابلہ میں گلے میں طوق جرم کا اعلان کر رہا ہے۔ اگرچہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اسرار لغات تضاد میں ہے اور اس کے معنی اظہار کے بھی ہیں لیکن اس مقام پر اس معنی کا انطباق قرائن کے پیش نظر تقریباً ناممکن ہے۔

8- مستضعفین اور مستکبرین کے مناظرہ میں بالآخر فتح کمزور طبقہ کی ہوئی کہ ان کی آخری بات کا جواب مستکبرین نہ دے سکے کہ انھوں نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا کہ تمھارا آج یہ کہنا ہے کہ ہم نے راہِ حق سے نہیں روکا تھا اور کل دار دنیا میں صبح وشام نئی نئی تدبیریں نکال کر کفر وشرک پر آمادہ کیا کرتے تھے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہ ہر دور میں بڑے لوگوں کا طرز عمل رہا ہے کہ پہلے جاہل افراد کو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ کر لیتے ہیں اور جب کام بگڑ جاتا ہے تو اپنے کو بالکل بری الذمہ ثابت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور یہ جاہلوں کی جہالت ہوتی ہے کہ اس کے باوجود ان کے پیچھے لگے رہتے ہیں لیکن یہ سب اس دار دنیا تک ہے۔ آخرت کا عذاب سامنے آنے کے بعد یہ سارے فلسفے ختم ہو جائیں گے اور کسی کی ہوشیاری یا بیوقوفی کام نہ آئے گی اور عذاب کی شدت دیکھ کر سب ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے اور جاہلوں کا دعویٰ یہ ہوگا کہ یہ بڑے لوگ نہ ہوتے تو ہم راہِ راست پر آ جاتے۔ ہمیں تو ان بڑے لوگوں نے گمراہ کیا ہے۔ دار دنیا میں اس صورتِ حال کا ایک نقشہ شہادت امام حسینؑ کے بعد دیکھا گیا ہے کہ قتل تک سب عید منا رہے تھے اور قتل کے بعد یزید، ابن زیاد، شمر سب نے ایک دوسرے کو ذمہ دار ٹھہرانا شروع کر دیا اور کوئی اس واقعہ کی ذمہ داری لینے کیلئے تیار نہ تھا جب کہ قیامت میں سب کو اس کی سزا برداشت کرنا پڑے گی۔

بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا

جو پیغام تم لے کر آئے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔(34)اور کہتے تھے: ہم اموال

وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

اور اولاد (۵) میں بڑھ کر ہیں اور ہم پر عذاب نہیں ہو گا۔(35) کہہ دیجئے: میرا رب

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراوان اور تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ

نہیں جانتے۔(36)اور تمہارے اموال و اولاد ایسے نہیں جو تمہیں ہماری قربت میں

عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ

درجہ دلائیں سوائے اس کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔

لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ

پس ان کے اعمال کا دگنا ثواب ہے اور وہ سکون کے ساتھ بالا خانوں میں

اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

ہوں گے۔(37)اور جو لوگ ہماری آیات کو مغلوب کرنے کے لیے سعی کرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

وہ لوگ عذاب میں حاضر کیے جائیں گے۔(38) کہہ دیجئے: میرا رب

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ

اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے فراوانی اور تنگی سے رزق دیتا ہے اور جو کچھ تم

عربی حاشیہ

9- یہی جملہ دو آیت قبل بھی وارد ہوا ہے فرق صرف یہ ہے کہ وہاں عبادہ کا ذکر نہیں ہے اور یہاں یہ ذکر موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی آیت عام تھی اور یہ صرف صاحبانِ ایمان کے بارے میں ہے کہ انھیں سے یہ وعدہ بھی ہے کہ جو راہِ خدا میں خرچ کریں گے خدا اس کا بدلہ دے دے گا اور اس کا خزانہ کسی وقت خالی ہونے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ فرعون نے موسیٰؑ کے مقابلہ میں مشرکین نے نزولِ قرآن کے بارے میں بنی اسرائیل نے طالوت کی سرداری کے ذیل میں قوم نوحؑ نے جناب نوحؑ کے ساتھیوں کے سلسلہ میں اور صنادید قریش نے اصحاب رسولؐ کے بارے میں یہی سوال اٹھایا تھا کہ یہ صاحب مال نہیں ہیں۔ قدرت نے واضح کر دیا کہ مال فتنہ و آزمائش ہے معیار شرف و شرافت نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) انسان نے دنیا میں یہ تجربہ کیا ہے کہ بڑی شخصیتوں سے قربت حاصل کرنے میں کبھی مال کام آتا ہے اور کبھی اولاد۔ لہٰذا اس نے دین و مذہب میں بھی یہی عقیدہ قائم کر لیا کہ یہی مال و اولاد پروردگار سے بھی قرب کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

قرآن حکیم نے اس حقیقت کی وضاحت کر دی کہ خدا کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کیلئے نہ مال کام آنے والا ہے اور نہ اولاد وہاں صرف ایمان اور عمل صالح ہے جو تقرب کا وسیلہ بن سکتا ہے اور جن افراد کو وسیلہ کی حیثیت حاصل ہے انہیں بھی یہ کمال ان کے ایمان اور عمل صالح کی بنیاد پر ہی حاصل ہوا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ صرف ایمان بھی تقرب کا ذریعہ نہیں ہے اس کیلئے ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ضروری ہے اور ایمان و عمل صالح کے بغیر اس کی بارگاہ میں تقرب کا کوئی امکان نہیں ہے۔

أَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِينَ ﴿٣٩﴾

خرچ کرتے ہو اس کی جگہ وہ اور دیتا ہے اور وہ سب سے بہترین رزق دینے والا ہے۔ (39)

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ أَهٰٓؤُلَآءِ

اور جس دن وہ ان سب لوگوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا:

إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا

کیا یہ لوگ تمہاری پرستش کرتے تھے؟(40) وہ کہیں گے: پاک ہے تیری ذات۔

مِنْ دُونِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۚ أَكْثَرُهُمْ [10]

تو ہی ہمارا آقا ہے نہ کہ وہ بلکہ وہ تو جنات کی پرستش کرتے تھے اور ان کی

بِهِمْ مُّؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

اکثریت انہی کو مانتی ہے۔(41) لہٰذا آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نفع

نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۗ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ

اور نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا اور ظالموں سے ہم کہہ دیں گے: اب چکھو

النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾ وَإِذَا تُتْلٰى

اس جہنم کا عذاب جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔(42) اور جب ان پر

عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوا مَا هٰذَآ إِلَّا رَجُلٌ

ہماری واضح آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو کہتے ہیں: یہ شخص تو تمہیں تمہارے

يُّرِيدُ أَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوا

باپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور کہتے ہیں: یہ (قرآن) تو محض ایک

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۹ میں دو باتوں کا اعلان ہے:

۱۔ خدا خیر الرازقین ہے کہ مصلحت دیکھ کر دیتا ہے۔ ہر شے کے عطا کرنے پر قادر ہے۔ عطا کر کے اجرت نہیں مانگتا۔ اکثر اوقات بغیر مانگے عطا کرتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فانی کے بجائے باقی عطا کرتا ہے اور قلیل کے بجائے کثیر۔

۲۔ وہ ہر انفاق کی خانہ پُری کر دینے والا ہے بشرطیکہ انفاق اس کی راہ میں ہو اور اس کے وعدہ پر اعتماد ہو یہ ایک خدائی بیمہ ہے جس سے فائدہ نہ اٹھانا دیوانگی اور بے اعتمادی کے سوا کچھ نہیں۔

10-اس جملہ کا یہ مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ جنات یعنی شیاطین کی عبادت کرتے تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ہم ملائکہ کی عبادت ہمارے کہنے کی بنا پر نہیں کرتے تھے اور نہ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ یہ ہماری عبادت بھی جنات اور شیاطین کے کہنے کی بنا پر

اردو حاشیہ

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

خود ساختہ جھوٹ ہے اور کفار (کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ ان) کے پاس

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ

جب بھی حق آیا تو کہنے لگے: بے شک یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔(43)اور نہ تو

اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا (11) وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ

ہم نے پہلے انہیں کتابیں دی تھیں جنہیں یہ پڑھتے ہوں اور نہ ہی آپ سے پہلے ہم نے ان کی طرف کوئی

قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ ﴿۴۴﴾ؕ وَكَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا

تنبیہ کرنے والا بھیجا ہے۔(44)اور ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی اور جو کچھ

بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ ۫ فَكَیْفَ

ہم نے انہیں دیا تھا یہ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے مگر جب انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی تو (دیکھ لیا)

كَانَ نَكِیْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ

میرا عذاب کتنا سخت تھا۔(45) کہہ دیجئے: میں تمہیں ایک بات (۶) کی نصیحت کرتا ہوں کہ

تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا

تم اللہ کے لیے اٹھ کھڑے ہو ایک ایک اور دو دو کر کے پھر سوچو کہ

بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ

تمہارے ساتھی میں جنون کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ تو تمہیں ایک شدید عذاب سے

یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ

پہلے خبردار کرنے والا ہے۔(46) کہہ دیجئے: اگر میں نے تم سے

عربی حاشیہ

کیا کرتے تھے جس طرح آج بھی بیشمار باطل پرست دوسروں کے کہنے کی بنا پر باطل کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس میں باطل سے زیادہ ان لوگوں کا ہاتھ ہوتا ہے جو باطل پرستی پر آمادہ کرتے ہیں۔

11-مقصد یہ ہے کہ ان کے پاس اس کفروشرک کی کوئی دلیل نہیں ہے نہ انھیں کوئی کتاب دی گئی ہے اور نہ ان کے پاس کوئی پیغمبر آیا تھا کہ اس نے یہ بات بتائی ہو۔ ان کا یہ عقیدہ بالکل بے سند اور بے بنیاد ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۶ حیرت کی بات ہے کہ جو قرآن ۴۶ مقامات پر غور وفکر نہ کرنے والوں کی مذمت کرتا ہے اور سیکڑوں مقامات پر غور وفکر تدبر وتعقل کی دعوت دیتا ہے اور جس اسلام میں ایک ساعت کی فکر ایک شب کی عبادت سے بہتر ہوا سے تقلیدی اوہامی یا رجعت پرست قرار دیا جائے۔

اردو حاشیہ

(۶) پیغمبرؐ اسلام نے اپنے جملہ تعلیمات کو ایک فقرہ میں سمیٹ دیا ہے کہ انسان اس بات کا احساس کر لے کہ ان کی عقل میں کسی قسم کا فتور نہیں ہے اس لئے کہ جس کے ذہن میں نقص اور عقل میں فتور ہوتا ہے اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے۔

ایک ایک اور دو دو کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ پر دو طرح سے غور کیا جا سکتا ہے۔ چاہے تنہائی میں بیٹھ کر میرے تعلیمات اور احکام اور میرے سلوک اور کردار کا جائزہ لو یا آپس میں بیٹھ کر میرے بارے میں بحث ومباحثہ کرو اور دیکھو کہ میرے بیانات میں جنون کا کوئی اثر نہیں ہے اور جب یہ بات واضح ہو جائے تو مجھ پر ایمان لے آؤ۔

یہی بات سرکار دو عالمؐ نے روزِ اوّل کہی تھی جب کوہ صفا پر کھڑے ہو کر واصباما کا نعرہ لگایا اور قوم جمع ہوگئی تو فرمایا کہ اگر میں یہ خبر دوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے کوئی حملہ ہونے والا ہے تو قبول کرو گے یا نہیں؟ لوگوں نے کہا بیشک! فرمایا پھر میں تمہیں عذاب آخرت سے ڈرا رہا ہوں۔ اب میری صداقت کا تقاضہ یہ ہے کہ ایمان لے آؤ۔

ان بیانات سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ جن لوگوں کو پیغمبرؐ کے ذہن پر اعتماد نہیں تھا ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

کوئی صلہ مانگا ہے تو وہ خود تمہارے ہی لیے ہے۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے اور وہ

شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ

ہر چیز پر گواہ ہے۔(47) کہہ دیجیے: میرا رب یقیناً حق کو غالب کرتا ہے اور وہ غیب کی باتوں کا خوب

الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ

جاننے والا ہے۔(48) کہہ دیجیے: حق آ گیا اور باطل نہ تو پہلی بار ایجاد کر سکتا ہے نہ ہی دوبارہ

وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ [12] عَلٰى

پلٹا سکتا ہے۔(49) کہہ دیجیے اگر میں گمراہ ہو گیا ہوں تو اس گمراہی کا نقصان خود مجھے ہی ہے اور اگر میں

نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

ہدایت یافتہ ہوں تو یہ اس وحی کی بنا پر ہے جو میرے رب کی طرف سے مجھ پر ہوتی ہے۔ اللہ یقیناً بڑا سننے والا،

قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ

قریب ہے۔(50) اور کاش! آپ دیکھ لیتے کہ جب یہ پریشان حال ہوں گے تو بچ نہ سکیں گے اور نزدیک ہی سے

مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ

پکڑ لیے جائیں گے۔(51) (اب) وہ کہیں گے: ہم اس پر ایمان لے آئے لیکن اب وہ اتنی دور نکلی ہوئی

مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ

چیز کو کہاں پا سکیں گے؟(52) اور اس سے پہلے بھی وہ کفر کر چکے تھے اور

يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ [13] ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ

انہوں نے بن دیکھے دور ہی دور سے (گمان کے) تیر چلائے تھے۔(53) اور اب ان کے اور

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ حق کے آجانے کے بعد باطل کی بے بسی کے دو مرحلے ہیں:

حق کی وضاحت انکار کے ذریعہ ہوگی تو باطل کے افکار مہمل قرار دیئے جائیں گے جو حشر اشتراکیت کا ہوا ہے۔

اور حق کی آمد اقتدار کے ساتھ ہوگی تو باطل کا اقتدار فنا ہوجائے گا جس کے جزئی نمونے سامنے آچکے ہیں اور مکمل نمونہ سامنے آنے والا ہے۔

12- یہ انتہائی لطیف لہجہ تبلیغ ہے کہ گمراہی کو اپنی حد تک محدود رکھا جائے اور ہدایت کو وحی کا نتیجہ قرار دے دیا جائے کہ اس طرح ذہنوں کو خدا کی طرف موڑنے کا بہترین طریقہ ہاتھ آجاتا ہے۔

13- یہ بھی ایک لطیف انداز بیان ہے کہ کفار پکڑے جائیں گے تو قریب ترین جگہ سے اور ایمان حاصل نہیں کرسکتے دور دراز کی وجہ سے۔ یعنی یہ روز قیامت عذاب سے قریب

اردو حاشیہ

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ

ان کی مطلوبہ اشیاء کے درمیان پردے حائل کر دیے گئے ہیں جیسا کہ پہلے بھی ان کے ہم خیال لوگوں کے ساتھ

كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾

(یہی) کیا گیا تھا۔ یقیناً وہ شبہ انگیز شک میں مبتلا تھے۔(54)

اٰیاتھا ۴۵ ۔ ۳۵ سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ ۴۳ ۔ رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ

ثنائے کامل اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کا ایجاد کرنے والا نیز فرشتوں کو

رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى [1] وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ

پیام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو تین تین اور چار چار پر ہیں۔ وہ جیسے چاہتا ہے۔

مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ

مخلوقات میں اضافہ فرماتا ہے، یقیناً اللہ ہر چیز پر [1] قادر ہے۔(1) لوگوں کے لیے

لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا

جو رحمت (کا دروازہ) اللہ کھولے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد

مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ يٰٓاَيُّهَا

کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(2) اے لوگو!

عربی حاشیہ

تر ہوں گے اور ایمان سے دور تر.... جب دنیا میں ایمان نہ لائے تو قیامت میں ایمان کہاں رکھا ہے۔ قیامت تو ایمان و عمل کے حساب کی منزل ہے ایمان لانے کی جگہ نہیں ہے۔

1- مثنیٰ وثلث و رباع معدول ہے۔ اثنین، ثلاث ثلاث اور اربع اربع سے اور کلام عرب میں اس کے آگے کوئی عدد اس طرح استعمال نہیں ہوتا ہے مثل مخمس ومسدس وغیرہ۔

ف: آیت نمبر ۵۱ مکان قریب اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سزا کا انتظام دور سے نہیں ہوتا بلکہ فرعون اپنے دریا میں قارون اپنی زمین میں، شداد اپنی جنت میں گذشتہ اقوام اپنے علاقوں میں اور آخری دور میں سفیانی اپنے علاقہ ہی میں فنا کے گھاٹ اتارا جائے گا۔

ف: امیرالمومنینؑ کا ارشاد ہے کہ پروردگار نے جناب موسیٰ کو چار نصیحتیں فرمائی تھیں:

۱۔ جب تک گناہوں کی معافی کا یقین نہ ہوجائے دوسروں کے عیوب کو نہیں دیکھنا

اردو حاشیہ

(۱) آیت کریمہ سے دو باتیں واضح ہو جاتی ہیں:۔

۱۔ ملائکہ ایسی مخلوق ہیں جن کے کسی نہ کسی انداز کے جسم بھی ہیں اور ان کے کیفیات بھی جسمانی کیفیات جیسے ہیں وہ بالکل روح مجرد یا نور مجسم جیسے نہیں ہیں۔

۲۔ ملائکہ اپنی پرواز کیلئے پروں کا استعمال کرتے ہیں اور ان کے پر بھی مختلف ہیں کسی کے دو کسی کے تین، کسی کے چار اور پھر بعض کے زیادہ بھی ہیں جن کی تعداد کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔

اب یہ پر کیا ہیں اور ان کی حقیقت کیا ہے اور ان کا انداز پرواز کیا ہے اس کا ذکر قرآن مجید نے نہیں کیا تو بلاسبب بحث کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) رحمت الٰہی کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں مال، علم، صحت، عافیت اور اس طرح کی بے شمار چیزیں شامل ہیں اور ان کی رحمتوں کا احصاء وشمار ناممکن ہے۔ رحمت کو بعض مصادیق کے ساتھ مخصوص کرنا غلط ہے بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے کہ رحمت شامل حال ہو تو کانٹوں پر سونا گہوارے کا کام دیتا ہے اور رحمت سے محرومی ہو جائے تو ریشم پر سونا خارزار پر کروٹ بدلنے کے مترادف ہے۔

النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ
اللہ کے تم پر جو احسانات ہیں انہیں یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو آسمان
اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ
اور زمین سے تمہیں رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں الٹے
فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ
پھرے جا رہے ہو؟(3) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ سے پہلے بھی رسولوں کی
مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ
تکذیب ہوئی ہے اور تمام امور کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔(4)اے لوگو! اللہ کا وعدہ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٞ وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ
یقیناً سچا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اور نہ ہی وہ دغا باز (شیطان) اللہ کے بارے میں
بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ
تمہیں فریب دینے پائے۔(5) شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے پس تم اسے دشمن سمجھو۔ بے شک وہ
اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۶﴾ؕ
اپنے گروہ کو صرف اس لیے دعوت دیتا ہے تا کہ وہ لوگ اہل جہنم میں شامل ہو جائیں۔ (6)
اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے شدید عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۷﴾ ع اَفَمَنْ زُيِّنَ
نیک اعمال کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔(7) بھلا وہ شخص

عربی حاشیہ

چاہیے۔
۲۔جب تک میرے خزانے ختم نہیں ہوتے دوسروں کے رزق کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔
۳۔جب تک میرے ملک کے زوال کا خیال نہیں ہے دوسرے سے امید نہیں لگانی چاہیے۔
۴۔جب تک شیطان کو موت نہ آجائے اس کے مکر سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔
''روحی لہ الفداء''

2- یوں تو زندگانی دنیا کی ہر شے انسان کو دھوکہ دے سکتی ہے اور وہ گمراہ ہوسکتا ہے لیکن شیطان کا خصوصیت سے کام ہی یہی ہے کہ اولاد آدم کو دھوکہ دے کر آدمؑ کا بدلہ لے اسی لئے اس کو غرور اور دھوکہ باز سے تعبیر کیا گیا ہے۔

3- یہ مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے اور اس کی طرف سابق میں اشارہ کیا گیا ہے کہ

اردو حاشیہ

لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ

جس کے لیے اس کا برا عمل (۳) خوشنما بنا دیا گیا ہو اور وہ اسے اچھا سمجھنے لگا ہو (ہدایت یافتہ شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟)

وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ

بے شک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہی میں ڈال دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے لہٰذا ان لوگوں پر افسوس میں

حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾ وَ اللّٰهُ الَّذِيْٓ

آپ کی جان نہ چلی جائے۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں یقیناً اللہ کو اس کا خوب علم ہے۔(8) اور اللہ ہی ہواؤں کو

اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ

بھیجتا ہے تو وہ بادل کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے ایک اجاڑ شہر کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس سے

فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿۹﴾

زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح (قیامت کو) اٹھنا ہو گا۔ (9)

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ

جو شخص عزت کا خواہاں ہے تو (وہ جان لے کہ) عزت ساری اللہ کے لیے ہے،

الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِيْنَ

پاکیزہ کلمات اسی کی طرف اوپر چلے جاتے ہیں اور نیک عمل (۴) اسے بلند کر دیتا ہے اور جو لوگ

يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ

بری مکاریاں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اور ایسے لوگوں کا مکر نابود

هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

ہو جائے گا۔(10) اور اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تمہیں

عربی حاشیہ

اس طرح کے بے ایمان اور بدعمل، صاحبانِ ایمان و کردار کے مثل نہیں ہو سکتے ہیں۔

4- دنیا میں کون ہے جو عزت کا طلبگار نہیں ہے۔ رب کریم نے انسان کو عزت کا صحیح راستہ بتا دیا کہ اصل عزت اللہ کے لئے ہے اس کے بعد سب کی عزت اسی کی وجہ سے ہے لہٰذا جسے صاحبِ عزت بننا ہے وہ خدا سے رابطہ قائم کرے اور اس راستہ سے جس سے اس نے رابطہ قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام حسنؑ نے جنادہ بن ابی سفیان کو نصیحت فرمائی کہ اگر بغیر قبیلہ کے عزت اور بغیر سلطنت کے ہیبت چاہتے ہو تو معصیت کی ذلت سے اطاعت کی عزت کی طرف آجاؤ''۔ واضح رہے کہ عزت وہ استحکام ہے جو شخصیت کو ناقابلِ شکست بنا دیتا ہے اور یہ بات نصرت الٰہی کے بغیر ناممکن ہے ورنہ انسان ازاول شکستہ ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) شیطان کے گمراہ کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ برے اعمال کی دعوت نہیں دیتا ہے کہ انسان کسی وقت بھی متوجہ ہو گیا تو اس کے راستہ سے برگشتہ ہو جائے گا اور اسے دوبارہ محنت کرنا پڑے گی بلکہ وہ پہلے برے عمل کو کسی نہ کسی شکل میں عمل خیر بنا کر پیش کرتا ہے اس کے بعد انسان کو دعوت عمل دیتا ہے کہ اس طرح انسان کو جس قدر بھی عمل خیر کا شوق ہو گا اسی راستہ پر چلتا رہے گا بلکہ تیز تر چلتا رہے گا اور شیطان کو مزید محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

اسی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ عمل سے بڑا ہنر علم ہے اور علم کے بغیر کسی عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ انسان کسی وقت بھی عمل قبیح کو عمل حسن تصور کر سکتا ہے اور اسی بنا پر اسے اختیار کر سکتا ہے اور اس طرح ساری زندگی گمراہی اور تباہی میں گزر جائے گی اور وہ اپنی دانست میں خوش اور خوشحال ہی رہے گا۔

(۴) کلمہ اور کلام کسی قدر پاکیزہ ہو اس کی پاکیزگی کا کمال عمل صالح ہی سے سامنے آتا ہے ورنہ اسے خدا کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل نہ ہو سکے گا۔ گویا کلمہ طیب کا مزاج ہے خدا کی طرف بلند ہونا اور عمل صالح اس کے پر پرواز کا نام ہے جس کے بغیر اتنی طویل بلندی کا طے کرنا ممکن نہیں ہے۔

ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا

جوڑا جوڑا بنا دیا اور کوئی عورت نہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اللہ کے علم کے ساتھ اور نہ

بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا

کسی زیادہ عمر والے کو عمر دی جاتی ہے اور نہ ہی اس کی عمر میں کمی کی جاتی ہے مگر یہ کہ

فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑪ وَمَا يَسْتَوِي

کتاب میں (ثبت) ہے۔ یقیناً یہ سب کچھ اللہ کے لیے آسان ہے۔(11) اور دو سمندر (۵) برابر

الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ (5) فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا

نہیں ہوتے: ایک شیرین، پیاس بجھانے والا، پینے میں خوشگوار اور دوسرا کھارا کڑوا

مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ

اور ہر ایک سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو اور زیورات نکال کر پہنتے ہو اور تم اس میں

حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا

کشتیوں کو دیکھتے ہو جو پانی کو چیرتی چلی جاتی ہیں تا کہ تم اللہ کا

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑫ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

فضل تلاش کرو اور شاید تم شکر گزار بن جاؤ۔(12)وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے

وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ

اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے۔ ان میں سے

يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ

ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ سلطنت اسی کی ہے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۳ میں اجل مسمی اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اجل کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مسمی ہے جو مخلوق کی ذاتی صلاحیت سے وابستہ ہے اور ایک معلق ہے جو حالات سے وابستہ ہے جس طرح کہ ہر مشین کی ایک ذاتی مدت ہوتی ہے اور ایک مدت حالات سے طے ہوتی ہے جہاں استعداد کے باوجود ایکسیڈنٹ ہوجاتا ہے اور زندگی ختم ہوجاتی ہے۔

5-عذب۔ میٹھا

سائغ۔ جو آسانی سے حلق سے اتر جائے۔

ملح اجاج۔ شدید قسم کا کھارا پانی۔

مواخر۔ ماخرہ کی جمع ہے یعنی سینہ سمندر کو چاک کر کے چلنے والی کشتیاں۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ ایمان وکفر کی حسین ترین تعبیر ہے کہ کفر کڑوا پانی ہے اور ایمان خوشگوار آب زلال۔ فوائد دونوں سے حاصل ہوتے ہیں لیکن ایمان ایمان ہے اور کفر کفر دونوں میں یکسانیت کا کوئی امکان نہیں ہے۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ[6] ﴿١٣﴾

اور اس کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے (٦) برابر (کسی چیز) کے مالک نہیں ہیں۔ (13)

إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا

اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے اور اگر سن بھی لیں تو وہ تمہیں

اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا

جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک کا انکار کریں گے اور (خدائے) باخبر کی طرح

يُنَبِّئُكَ[7] مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ

تجھے کوئی خبر نہیں دے سکتا۔(14)اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو

إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ

اور اللہ تو بے نیاز، لائق ستائش ہے۔(15)اگر وہ چاہے تو

وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ

تمہیں نابود کر دے اور نئی خلقت لے آئے۔ (٧) (16) اور ایسا کرنا اللہ کے لیے کچھ

بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ

مشکل تو نہیں۔(17)اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ (٨) نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی

مُثْقَلَةٌ[8] إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ

(گناہوں کے) بھاری بوجھ والا اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے کسی کو پکارے گا تو اس سے کچھ بھی نہیں

ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ

اٹھایا جائے گا خواہ وہ قرابتدار ہی کیوں نہ ہو۔ آپ تو صرف انہیں ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے

عربی حاشیہ

6- قطمیر۔ خرمہ کی گٹھلی کے اوپر کی ہلکی سی جھلی جو لفافہ کا سا کام کرتی ہے۔

7- لاینبئک مثل خبیر۔ یہ عربی زبان میں ایک محاورہ ہوگیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کی بات کو سوائے باخبر شخص کے کوئی نہیں بتا سکتا ہے اور جس نے بتا دیا ہے اس سے زیادہ باخبر اور کوئی نہیں ہے۔ یہ جدید ترین مطالب کے بارے میں ایک طرح کا چیلنج ہوتا ہے کہ اس مطلب تک کسی اور کی رسائی ممکن نہیں ہے۔

8- مثقلہ وہ نفس جس پر گناہوں کا بوجھ لدا ہوا۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۱۳ میں ان بتوں کا ذکر ہے جنھیں خدا کو چھوڑ کر پکارا جاتا ہے۔ اس کا ان اولیاء کرام سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کو پکارنا رب العالمین کو پکارنا ہے اور ان کی حیثیت صرف شفیع اور وسیلہ کی ہے ...... لہٰذا وہابیت کی مہمل تاویل فقط ایک فتنہ ہے اور بس۔!

اردو حاشیہ

(٦) باطل خدا بھی بن جائے تو کس قدر بیکس و بے بس ہوتا ہے اور بندہ حق بندگی بھی کرتا ہے تو کس قدر صاحب اختیار ہوتا ہے۔ اس کا منظر قرآن مجید میں بار بار دیکھا جا سکتا ہے۔

(٧) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان فقیر ہی نہیں سراپا فقر ہے۔ فقیر صاحب زبان ہوتا ہے اور مانگتا ہے اور انسان کی زبان بھی پروردگار کی خیرات ہے لہٰذا وہ سراپا فقر ہے اور یہ فقر باعث فخر ہے۔ اگر اس کا احساس رہ جائے اور شیطانی غرور نہ پیدا ہونے پائے۔

(٨) یہ اسلام کا مستقل قانون ہے جس کی بنا پر وہ تمام روایات بے معنی ہو جاتی ہیں جن میں زندوں کے رونے سے مردوں پر عذاب کی بات کہی گئی ہے کہ پروردگار ایک کے عمل سے دوسرے پر عذاب نہیں کر سکتا۔ یہ بات غیر معقول اور ناقابل تصور ہے۔

وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ

ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو وہ صرف اپنے لیے ہی پاکیزگی اختیار کرتا ہے

وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ لا

اور اللہ ہی کی طرف پلٹنا ہے۔(18) اور نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے۔ (19)

وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ لا وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ ج

اور نہ ہی اندھیرا اور نہ روشنی -(20)اور نہ سایہ اور نہ دھوپ۔ (21)

وَ مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ

اور نہ ہی زندے اور نہ ہی مردے یکساں ہو سکتے ہیں۔ بے شک اللہ

مَنْ يَّشَآءُ ج وَ مَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ

جسے چاہتا ہے سنواتا ہے اور آپ قبروں میں مدفون لوگوں کو تو نہیں سنا سکتے۔(22) آپ تو

اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ

صرف تنبیہ کرنے والے ہیں۔(23)ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور

نَذِيْرًا ؕ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَ

تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی متنبہ کرنے والا نہ آیا۔ (9) (24) اور

اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ج

اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے والوں نے بھی تو

جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ وَ بِالْكِتٰبِ

تکذیب کی ہے۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل اور صحیفے اور روشن کتاب لے کر

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۲ سے بعض نادانوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اولیاء خدا بھی آواز نہیں سنتے ہیں اور ان سے کہنا بے کار ہے حالانکہ آیت کا تعلق کفار سے ہے اور اولیاء خدا یا شہداء خدا کو ایک مخصوص زندگی بہرحال حاصل ہے علاوہ اس کے کہ یہ تذکرہ عام حالات کا ہے۔ خصوصی حالات میں رسول اکرمؐ نے بدر کے کفار مقتولین سے کلام کیا ہے اور اسلام نے مردہ کو تلقین کرنے کا حکم دیا ہے۔

9- یہ ایمان و کفر کی مختلف تعبیریں ہیں جن سے دونوں کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ کافر اندھا ہے اور صاحب ایمان بصیر، کفر تاریکی ہے اور ایمان نور۔ ایمان ایک چھاؤں ہے اور کفر بادسموم۔ صاحبِ ایمان زندہ ہے اور کافر جیتے جی مردہ۔ کفر ایک قبر ہے جس میں کافر زندہ درگور رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) یہ ایک حقیقت ہے کہ پروردگار عالم نے ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ہدایت کا انتظام کیا ہے اور کسی بھی قوم کو لاوارث نہیں چھوڑا ہے۔ کہیں نبی اور رسول کو بھیجا ہے اور کہیں دیگر ذرائع سے کام لیا ہے تا کہ اس کی حجت تمام ہو جائے اور کسی بندہ کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہماری ہدایت کیلئے کوئی انتظام نہیں کیا گیا اور مشرکین عرب کے بارے میں یہ جو کہا گیا ہے کہ رسول کو وہاں بھیجا گیا ہے جہاں کوئی ڈرانے والا نہیں تھا تو اس کا مقصد یہ ہے کہ ان کے درمیان نبی اور رسول نہیں تھا نہ یہ کہ ہدایت کا بھی کوئی انتظام نہیں تھا۔ اُس دور کی مثال بالکل آج کے دور کی تھی کہ آج نہ کوئی نبی ہے نہ رسول لیکن وصی رسول زندہ موجود ہے اور وہ پردہ میں ہے تو اس کے نائب اتمام حجت کا فرض انجام دے رہے ہیں۔

الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ
آئے تھے۔(25) پھر جنہوں نے کفر کیا میں نے انہیں گرفت میں لے لیا پھر (دیکھا) میرا عذاب کیسا

نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
سخت تھا؟(26) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ
پانی برسایا پھر ہم نے اس سے مختلف رنگوں کے پھل نکالے؟

الْجِبَالِ جُدَدٌۢ[10] بِيْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا
اور پہاڑوں میں مختلف رنگوں کی سفید اور سرخ گھاٹیاں پائی جاتی ہیں

وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿٢٧﴾ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ[11] وَ
اور کچھ گہری سیاہ ہیں۔(27)اور اسی طرح انسانوں اور جانوروں اور

الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى
مویشیوں میں بھی مختلف رنگ پائے جاتے ہیں۔اللہ کے بندوں میں سے صرف

اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿٢٨﴾
اہل علم (۱۰) ہی اس سے ڈرتے ہیں۔بے شک اللہ بڑا غالب آنے والا، معاف کرنے والا ہے۔ (28)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ
بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور

اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ
ہم نے جو رزق انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔وہ ایسی تجارت کے ساتھ

عربی حاشیہ

10-جدد۔ جُدہ کی جمع ہے یعنی جادہ اور راستہ۔

غرابیب غربیب کی جمع ہے۔ بہت زیادہ سیاہ

11-دواب تمام زمین پر رینگنے والے جانوروں کو کہا جاتا ہے اور انعام کا اطلاق عام طور سے اونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری پر ہوتا ہے۔

علماء کے بارے میں امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ اُن کے قول وفعل میں مطابقت ہو ورنہ کتابوں کے صندوق کو عالم نہیں کہا جاتا ہے۔

ف: ''تجارت لن تبور'' وہ تجارت ہے جہاں بائع بندہ، خریدار خدا، مال عمل صالح، قیمت جنت اور رضائے الٰہی۔ اس سے بالاتر تجارت کیا ہوسکتی ہے کہ صاحبِ مال خود ہی خریدار ہو اور قیمت بھی ہزاروں گنا دے دے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) یہ صحیح ہے کہ اللہ نے ہر مخلوق کو مختلف انداز کا پیدا کیا ہے۔ وہ زمینی راستے ہوں یا جانور اور پھل یا انسان لیکن ان تمام مخلوقات میں خوف خدا کی صفت صرف اہل علم میں پائی جاتی ہے اور تقویٰ ہی کمال اور شرافت کی ایک بنیا د ہے۔

تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ

امید لگائے ہوئے ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہو گا۔(29) تا کہ اللہ ان کا پورا اجر انہیں دے

يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾ وَ

بلکہ اپنے فضل سے مزید بھی عطا فرمائے ۔یقیناً اللہ بڑا معاف کرنے والا، قدردان ہے۔(30)اور

الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا [12]

ہم نے جو کتاب آپ کی طرف وحی کی ہے وہی برحق ہے۔ یہ ان کتابوں کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے

بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا

پہلے آئی ہیں یقیناً اللہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، ان پر نظر رکھنے والا ہے۔(31) پھر ہم نے اس کتاب کا

الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ

وارث انہیں بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا ہے پس ان میں (۱۱) سے

لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ

کچھ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ اللہ کے اذن سے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ ؕ جَنّٰتُ عَدْنٍ

نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہی تو بڑا فضل ہے۔(32)وہ دائمی جنتیں ہیں

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

جن میں یہ داخل ہوں گے۔ وہاں انہیں سونے کے کنگن اور

لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ

موتی پہنچائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہو گا۔(33)اور وہ کہیں گے ثنائے کامل ہے

عربی حاشیہ

ف: بندوں کی تقسیم میں ظالم کے مقدم کرنے کا ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ کردار کی تدریجی صورتِ حال ہے اور ایک امکان یہ بھی ہے کہ یہ کثرت سے قلت کی طرف سفر ہو اور ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ اس طرح ظالم کو مایوسی اور سابق کو غرور سے محفوظ رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

12- یہ اشارہ ہے کہ اللہ کی طرف سے آنے والوں میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہوتا ہے اور وہ سب ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ قرآنِ حکیم بھی سابق کتابوں اور شریعتوں کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ سب اپنے اپنے وقت میں خدا کی کتاب اور خدا کے قانون کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اب ان کا وقت گزر چکا ہے لیکن ان کے منجانب اللہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۱) واضح رہے کہ منہم کی ضمیر کا تعلق عام بندوں سے ہے منتخب بندوں سے نہیں ہے۔ یعنی اللہ کے بندے تین طرح کے ہیں بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض راہ خدا میں نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ ان تینوں قسموں سے جب خدا انتخاب کرے گا تو آخری قسم کے ہوتے ہوئے دوسری دونوں قسموں کے انتخاب کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے اور پہلی قسم تو یوں بھی قابل انتخاب نہیں ہے۔

اس بنیاد پر بعض مفسرین کا یہ قول کہ کتاب سے مراد گزشتہ کتب ہیں تو وارث کتاب سے مراد انبیاء ومرسلین ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے تو وارث سے مراد امت اسلامیہ ہے انتہائی بے معنی قول ہے اس لئے کہ امت اسلامیہ میں ایسے بے شمار افراد پائے جاتے ہیں جو انسانوں کی نگاہ میں قابل انتخاب نہیں ہیں تو پروردگار کا کیا ذکر ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وارثانِ کتاب وہ معصومین علیہم السلام ہیں جنہیں پروردگار نے علم وفضل اور طہارت وتقویٰ کی بنیاد پر منتخب قرار دیا ہے اور انہیں کو پیغمبر اسلامؐ نے ثقلین کی ایک فرد بنا کر چھوڑا ہے۔

لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ

اس اللہ کے لیے جس نے ہم سے غم کو دور کیا۔ یقیناً ہمارا رب بڑا معاف کرنے والا،

شَكُوْرُۨ ۝۳۴ۙ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

قدردان ہے۔(34) جس نے اپنے فضل سے ہمیں دائمی اقامت کی جگہ میں ٹھہرایا

لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ [13] وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝۳۵ وَالَّذِيْنَ

جہاں ہمیں نہ کوئی مشقت اور نہ تھکاوٹ لاحق ہو گی۔(35) اور جنہوں نے

كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ

کفر اختیار کیا ان کے لیے جہنم کی آتش ہے۔ نہ تو ان کی قضا آئے گی کہ مر جائیں

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ

اور نہ ہی ان کے عذاب جہنم میں تخفیف کی جائے گی۔ ہر کفر کرنے والے کو ہم اسی طرح

كَفُوْرٍ ۝۳۶ۚ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا

سزا دیا کرتے ہیں۔(36) اور وہ جہنم میں چلا کر کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہمیں

نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ

اس جگہ سے نکال۔ ہم نیک عمل کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو ہم (پہلے) کرتے رہے ہیں۔ (جواب ملے گا)

نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ

کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کر سکتا تھا؟ جب کہ

النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝۳۷ۧ اِنَّ اللّٰهَ

تمہارے پاس تنبیہہ کرنے والا بھی آیا تھا۔ اب ذائقہ چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(37) یقیناً اللہ

عربی حاشیہ

13- نصب۔ جسمانی تکان کو کہا جاتا ہے۔ اور لغوب روحانی تھکن کو جو عام طور سے جسمانی تکان سے پیدا ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ پروردگار عالم نے جن چیزوں کو دنیا میں حرام قرار دیا ہے وہ اگر خلاف انسانیت وشرافت نہیں ہیں تو آخرت میں ان کا انتظام بھی کر دیا ہے اور اسی لئے اہلِ جنت کو سونے کے زیورات بھی پہنا دیئے اور حریر کا لباس بھی عطا کر دیا۔

ف: آیت نمبر ۳۷ علامت ہے کہ قیامت کا فیصلہ اعمال پر ہوگا اور مجرمین کا یہ کہنا کہ "گذشتہ اعمال کے علاوہ" علامت ہے کہ جن کو پہلے عمل صالح سمجھے تھے ویسے اعمال نہیں بلکہ واقعی صالح اعمال بجالانے کا ارادہ ہے۔

اردو حاشیہ

عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے اور وہ ان باتوں کو بھی خوب جانتا ہے جو سینوں میں

الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ

(مخفی) ہیں۔(38)اسی نے تمہیں زمین میں جانشین بنایا۔پس جو کفر کرتا ہے اس کے

كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ

کفر کا نقصان اسی کو ہے اور کفار کے لیے ان کا کفر ان کے رب کے نزدیک صرف

عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ

غضب میں اضافہ کرتا ہے اور کفار کے لیے ان کا کفر صرف ان کے خسارے میں اضافے کا

اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

موجب بنتا ہے۔(39) کہہ دیجئے: کیا تم نے اپنے ان شریکوں کو دیکھا ہے جنہیں تم اللہ کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ

چھوڑ کر پکارتے ہو؟ مجھے دکھلاؤ! انہوں (۱۲) نے زمین سے کیا پیدا کیا ہے؟

لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ

یا کیا آسمانوں میں ان کی شرکت ہے؟ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے

عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ

جس کی بنا پر یہ کوئی دلیل رکھتے ہوں؟(نہیں) بلکہ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے کو

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ

محض فریب کی خاطر وعدے دیتے ہیں۔ (40) اللہ آسمانوں اور زمین کو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۱ میں بقائے ارض و سما کا ذکر کرنے کے بعد اپنے حلیم اور غفور ہونے کا ذکر کیا ہے کہ بندوں پر یہ واضح رہے کہ یہ سارا کرشمہ اس کے حلم کا ہے اور آئندہ بھی وہ مغفرت کے لئے تیار ہے۔ انسان کو اپنے کفر سے توبہ کرنا چاہیے۔

14- ایک نسل کا ختم ہوجانا اور دوسری نسل کا اس کی جگہ پر آجانا بھی ایک نعمت پروردگار ہے ورنہ اس نے پہلے نسل کو موت نہ دی ہوتی تو دوسری نسل کے برسرکار آنے کا سوال ہی نہیں تھا مگر افسوس کہ انسان ان احسانات سے یکسر غافل ہے۔

15- ظالمین کی روش بھی کس قدر افسوسناک ہے اور یہ آپس میں بھی کس قدر بے وفا ہوتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کو دھوکہ ہی دینا چاہتا ہے۔ دورِ حاضر میں حکام کی روش کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ظالمین کی جملہ صفتیں انھیں حکام اور سلاطین میں پائی جاتی ہیں

اردو حاشیہ

(۱۲) دنیا میں راحت و آرام اور اقتدار کے احسانات کا ذکر کرنے کے بعد اور کفر کا بدترین انجام سمجھانے کے بعد مالک کائنات نے تفہیم کا ایک نیا رخ اختیار کیا کہ اگر یہ لوگ اب بھی شرکاء کا عقیدہ رکھتے ہیں تو ان سے پوچھو کہ ان کے شریک خدائی ہونے کی کیا دلیل ہے۔

۱۔ انہوں نے زمین میں کسی ذرہ کو پیدا کیا ہے؟

۲۔ ان کا آسمان کی تخلیق میں کوئی حصہ ہے؟

۳۔ خود خدا نے ان پر کوئی کتاب نازل کر کے انہیں اپنا شریک کہہ دیا ہے کہ یہ اس خدائی کی بنا پر شریک الوہیت بن گئے ہیں۔

اور اگر ایسا نہیں ہے تو دعویٰ بے دلیل صاحبانِ عقل کی نظر میں قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ کل کے جاہل بھی اتنی واضح باتوں کو نہیں سمجھتے تھے اور آج کے پڑھے لکھے مسلمان بھی اپنے سربراہان دین وملت کے بارے میں ان حقائق کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ان میں قیادت و امامت کی کونسی صلاحیت پائی جاتی ہے اور کس بنا پر انہیں اپنا حاکم اور خلیفہ تسلیم کرلیا ہے۔

وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ

یقیناً تھامے رکھتا ہے کہ یہ اپنی جگہ چھوڑ نہ جائیں اگر یہ اپنی جگہ چھوڑ جائیں تو اللہ کے بعد

اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا

انہیں کوئی تھامنے والا نہیں ہے۔ یقیناً اللہ بڑا بردبار، بخشنے والا ہے۔(41)اور یہ لوگ

بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ

اللہ کی پکی قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان کے پاس کوئی تنبیہ کرنے والا آتا تو وہ ہر قوم سے بڑھ کر

اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا

ہدایت یافتہ ہو جاتے لیکن جب ایک متنبہ کرنے والا ان کے پاس آیا تو ان کی نفرت میں

زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ

صرف اضافہ ہی ہوا۔(42)یہ زمین میں تکبر اور بری چالوں کا نتیجہ ہے

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ

حالانکہ بری چال کا وبال اس کے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے۔ تو کیا یہ لوگ اس دستور (الٰہی) کے

اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ

منتظر ہیں جو پچھلی قوموں کے ساتھ رہا؟لہٰذا آپ اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی

تَبْدِيْلًا ۚ۬ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ

نہیں پائیں گے اور نہ آپ اللہ کے دستور میں کوئی تغیر پائیں گے۔(43) کیا یہ

يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

لوگ زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا

عربی حاشیہ

مگر حیف کہ انسان پھر بھی دھوکہ کھا رہا ہے اور ان پر اعتماد کر رہا ہے۔

16- یہ پہلی والی آیت کی دلیل ہے کہ ہمارا طریقۂ کار پہچاننا ہے تو زمین میں سیر کر و خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے تکذیب کرنے والوں کو کس طرح فنا کر دیا ہے اور ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رکھا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۳ میں مکر السیئ درحقیقت جنس کی اضافت نوع کی طرف ہے جس طرح کہ علم الفقہ میں جنس علم کی اضافت نوع کی طرف ہے..... ''ینظرون'' بھی ینتظرون کے معنی میں ہے کہ بعض اوقات نظر اور انتظار ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

اردو حاشیہ

الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَكَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ‌ؕ وَمَا

جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ جبکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے۔

كَانَ اللّٰهُ لِيُعۡجِزَهٗ مِنۡ شَىۡءٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَلَا فِى

اللہ کو آسمانوں اور زمین میں کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی۔

الۡاَرۡضِ‌ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيۡمًا قَدِيۡرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوۡ يُؤَاخِذُ

وہ یقیناً بڑا علم رکھنے والا، بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔(44)اور اگر اللہ لوگوں کو

اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوۡا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهۡرِهَا مِنۡ

ان کی حرکات کی پاداش میں اپنی گرفت میں لے لیتا تو وہ روئے زمین پر

دَآبَّةٍ وَّلٰكِنۡ يُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى‌ ۚ فَاِذَا

کسی چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑتا لیکن وہ ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے چنانچہ جب ان کا

جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيۡرًا ﴿۴۵﴾

مقررہ وقت آجائے گا تو اللہ اپنے بندوں پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(45)

آیاتها ۸۳ ۳۶ سُوۡرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ ۴۱ رکوعاتها ۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰسٓ ۚ‏ ﴿۱﴾ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ[1] ۙ‏ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ‏ ﴿۳﴾

یا،یٰسین۔ (1)قسم ہے قرآن حکیم کی۔(2) کہ آپ یقیناً رسولوں میں سے ہیں۔ (3)

عربی حاشیہ

ف: سورۃ یٰسین وہ مبارک سورہ ہے جسے روایات میں قلب قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے اوراس کے تلاوت کرنے والے سے خیر دینا وآخرت کا وعدہ کیا گیا ہے بشرطیکہ تلاوت صرف برائے تلاوت نہ ہو اور انسان اس کے معنی ومفاہیم پر بھی نظر رکھے بلکہ اس عہد الٰہی کو بھی یاد رکھے جو اس کی فطرت سے لیا گیا ہے کہ شیطان کی عبادت نہ کرے گا اور رب العالمین کی عبادت سے انحراف نہ کرے گا۔

1- قرآن ذاتی طور پر حکمت سے بھرا ہوا ہے اور تنزیل کے اعتبار سے خدائے عزیز ورحیم کی تنزیل ہے یعنی اس خدا کی تنزیل ہے جو بے ایمانوں پر غلبہ رکھنے والا اور صاحبِ ایمان پر رحم کرنے والا ہے۔

اردو حاشیہ

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۴ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۵

راہِ راست (۱) پر ہیں۔(4)(یہ قرآن) غالب آنے والے مہربان کا نازل کردہ ہے۔(5)

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶

تاکہ آپ ایک ایسی قوم کو تنبیہ کریں جس کے باپ دادا کو تنبیہ نہیں کی گئی تھی لہٰذا وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔(6)

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۷

بتحقیق ان میں سے اکثر پر اللہ کا فیصلہ حتمی ہو چکا ہے پس اب وہ ایمان نہیں لائیں گے۔(7)

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے ہوئے) ہیں اسی لیے

الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ

وہ سر اٹھائے ہوئے ہیں۔(8)اور ہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کی ہے اور ان کے

بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا

پیچھے بھی دیوار کھڑی کی ہے اور ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے

فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ

لہٰذا وہ کچھ دیکھ نہیں پاتے۔(9) اور ان کے لیے یکساں ہے کہ

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰

آپ انہیں تنبیہ کریں یا نہ کریں وہ (ہر حالت میں) ایمان نہیں لائیں گے۔(10)

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ

آپ تو صرف اسے تنبیہ (۲) کر سکتے ہیں جو اس ذکر کا اتباع کرے اور بن دیکھے رحمٰن کا

عربی حاشیہ

2-غُل۔لوہے کا طوق

اذقان۔ذقن کی جمع ہے یعنی ٹھنڈی۔

مقمح۔وہ شخص جس کے ہاتھ گردن سے ملا کر طوق میں ڈال دیئے جائیں کہ داہنے بائیں نہ مڑ سکے صرف آسمان کی طرف سر اٹھائے رہے۔

3- کفار کو قیامت کے دن آگ کی دیواروں کے درمیان محبوس کر دیا جائے گا اور عذاب اس طرح ان پر مسلط ہو جائے گا کہ انھیں کچھ نظر بھی نہ آسکے گا۔

ف: انسان کی فکر کے دو عالم ہیں عالم آفاق اور عالم انفس اور اس کی معرفت کے دو وسائل ہیں، داخلی فطرت و وجدان اور ظاہری حواس خمسہ.... کفار نے اپنی فکری قوتوں کو اس قدر معطل کر دیا ہے کہ نہ آگے بڑھنے کی گنجائش ہے اور نہ پیچھے ہٹنے کی۔ دونوں طرف دیواریں ہیں اور بیچ میں مسافر یا قیدی۔

اردو حاشیہ

(۱) قرآن کریم نے انبیاء کرام کا تذکرہ کرتے ہوئے اس نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہم نے انہیں صراط مستقیم کی ہدایت دی ہے اور پیغمبرؐ اسلام کے تذکرہ میں اعلان کیا ہے کہ آپ صراطِ مستقیم پر ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جس سیدھے راستہ کی طرف انبیاء کرامؑ کی ہدایت کی گئی ہے وہ وہی راستہ ہے جس پر پیغمبر اسلام کو گامزن بنایا گیا ہے اور یہ تمام انبیاء کے درمیان آپ کا خصوصی امتیاز ہے جس کی طرف مختلف روایات میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(۲) ہدایت کیلئے دو بنیادی شرطیں ہیں:۔

۱۔ انسان ہدایت قبول کرنے کیلئے تیار ہو اور اس کے دل و دماغ میں نصیحت کو سنتے اور قبول کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔

۲۔ اس کے دل میں بغیر دیکھے بھی رحمان کا خوف ہو وہ لفظ رحمان سے اس دھوکہ میں نہ رہے کہ اس کے یہاں عذاب کا گزر نہیں ہے بلکہ رحمت کے ایمان کے ساتھ ساتھ اس کے قہر و غضب سے خوفزدہ رہے تاکہ دل نرم رہے اور نصیحت اثر کر سکے۔

بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾

خوف رکھے۔ ایسے شخص کو مغفرت اور اجر کریم کی بشارت دے دیں۔ (11)

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا

ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ آگے بھیج چکے ہیں اور جو آثار

وَ اٰثَارَهُمْ ۗ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ

پیچھے چھوڑ جاتے ہیں سب کو ہم لکھتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک امام (۳) مبین میں جمع

مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ ع وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ

کر دیا ہے۔(12)اور ان کے لیے بستی والوں کو مثال کے طور پر

الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ۚ اِذْ اَرْسَلْنَآ

پیش کرو جب ان کے پاس پیغمبر آئے۔ (13)جب ہم نے ان کی طرف

اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

دو پیغمبر بھیجے تو انہوں نے دونوں کی تکذیب کی پھر ہم نے تیسرے سے (انہیں) تقویت بخشی

فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا

تو انہوں نے کہا: ہم تو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔(14)بستی والوں نے کہا:

مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ

تم تو صرف ہم جیسے بشر ہو اور خدائے رحمٰن نے کوئی چیز

مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا

نازل نہیں کی ہے، تم تو محض جھوٹ بولتے ہو۔(15)رسولوں نے کہا:

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۵ میں لفظ رحمٰن کا استعمال دلیل ہے کہ کفار کا نظریہ یہ تھا کہ رحمٰن اپنے بندوں کو آزاد رکھتا ہے قانون کی زنجیروں میں پابند نہیں کرتا جس طرح کہ دور حاضر کے بہت سے مومنین کا خیال یہ ہے کہ خدا کے رحمان ورحیم ہونے کے معنی یہ ہیں کہ بندوں کو ہرطرح کی چھوٹ دے دے اور کسی بات پر عذاب نہ کرے۔ درحقیقت یہ دورِ قدیم کے کفار کا ترکہ ہے جو بعض مسلمانوں کے حصہ میں آگیا ہے۔

4- اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ قریہ سے مراد انطاکیہ ہے اور مرسلین سے مراد یوحنا و یولس ہیں جنھیں پہلے بھیجا اور شمعون ہیں جنھیں ان کی تائید اور تقویت کے لئے بھیجا گیا۔

5- قیامت ہے کہ اوہام پرستی اس منزل پر پہنچ گئی کہ انبیاء کرام کے وجود اور ان کی تبلیغ میں بھی بدشگونی نظر آنے لگی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ یہ مرض لگ جاتا ہے تو انسان کو ہر چیز میں بدشگونی نظر آنے لگتی ہے۔ اسی لئے اسلام

اردو حاشیہ

(۳) روایات میں امام مبین سے مراد ائمہ طاہرینؑ کی ذوات مقدسہ کو لیا گیا ہے جنہیں پروردگار عالم نے اپنے علوم کا مخزن اور اپنی مشیت کا محل ومرکز قرار دیا ہے۔

رَبُّنَا يَعۡلَمُ اِنَّاۤ اِلَيۡكُمۡ لَمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا

ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف ہی بھیجے گئے ہیں۔(16)اور ہم پر

عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوۡۤا اِنَّا

تو فقط واضح طور پر پیغام پہنچانا (فرض) ہے اور بس۔ (17)بستی والوں نے کہا:

تَطَيَّرۡنَا بِكُمۡ‌ ۚ لَٮِٕنۡ لَّمۡ تَنۡتَهُوۡا لَنَرۡجُمَنَّكُمۡ

ہم تمہیں اپنے لیے برا شگون سمجھتے ہیں۔اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے

وَ لَيَمَسَّنَّكُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوۡا

اور ہماری طرف سے تمہیں دردناک عذاب ضرور پہنچے گا۔(18)رسولوں نے کہا:

طَآٮِٕرُكُمۡ مَّعَكُمۡ‌ ؕ اَٮِٕنۡ ذُكِّرۡتُمۡ‌ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ

تمہاری بدشگونی خود تمہارے ساتھ ہے۔ کیا یہ اس لیے ہے کہ تمہیں نصیحت کی گئی ہے؟

قَوۡمٌ مُّسۡرِفُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِيۡنَةِ

بلکہ تم حد سے تجاوز کرنے والے ہو۔ (19)شہر کے دور ترین گوشے سے

رَجُلٌ يَّسۡعٰى قَالَ يٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ‏ ﴿۲۰﴾

ایک شخص (۴) دوڑتا ہوا آیا بولا: اے میری قوم! ان رسولوں کی پیروی کرو۔ (20)

اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا يَسۡـئَلُكُمۡ اَجۡرًا وَّ هُمۡ

ان کا اتباع کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ

مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾

راہِ راست پر ہیں۔(21)

عربی حاشیہ

نے بدشگونی کا یکسر خاتمہ کردیاہے اور امام صادقؑ نے یہ بہترین بات فرمائی ہے کہ بدشگونی کی قیمت تو ہم پرستی سے طے ہوتی ہے تم اسے اہمیت دوگے تو اہم ہوجائے گی۔ ہلکا بنادوگے تو ہلکی ہوجائے گی اور کوئی توجہ نہ دوگے تو بالکل بے قیمت اور بے اثر ہوجائے گی۔

ف: آیت نمبر ۲۶ اشارہ ہے کہ ظالموں نے اس مردمومن کوقتل کردیا لیکن قرآن نے قتل کے بجائے دخول جنت کا ذکر کیا تا کہ راہِ خدا میں قربانی کا صحیح مرتبہ واضح ہوجائے کہ یہ قربانی درحقیقت جیتے جی جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے۔

اردوحاشیہ

(۴) مفسرین نے اس شخص کا نام حبیب نجار بتایا ہے۔ اگرچہ کتب سابقہ میں اس بات کا ذکر نہیں ہے لیکن یہ کردار قابل توجہ ہے کہ اس شخص نے جب یہ دیکھا کہ قوم انبیاء کرام کیلئے آمادہ قتل ہے تو ان کی کمک کیلئے نکل پڑا اور نہایت حسین لہجہ میں اپنا ایمان ظاہر کئے بغیر اپنا کام شروع کیا۔ اولاً تو انہیں مرسلین کہہ کر ہمدردی حاصل کرنا چاہی۔ پھر ان کی بلندی کردار کی طرف اشارہ کیا کہ اتنی محنت کے بعد بھی کوئی اجرت نہیں مانگتے ہیں اور ہدایت یافتہ بھی معلوم ہوتے ہیں پھر اصل مسئلہ کی طرف توجہ دی اور بظاہر تو یہ کہا کہ میں اپنے خالق کی عبادت کیونکہ نہ کروں لیکن واقعاً قوم کو متوجہ کرنا تھا اور اسی لئے ''الیہ ترجعون'' کا لفظ استعمال کیا پھر اس کے بعد آخر تک انہیں خدائی احسانات کی طرف متوجہ کرتا رہا:۔

☆ میں تمہارے پرورد گا پر ایمان لایا ہوں۔

☆ میں ان کو کیسے خدا مان لوں کہ خدا کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو وہ بچا بھی نہ سکیں اور سفارش بھی نہ کرسکیں۔

آخر میں جب جنت ہاتھ آ گئی تب بھی دلِ دردمند سے یہی نکلا کہ کاش میری قوم اس اجروثواب سے باخبر ہوتی اور ایمان لے آتی۔

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور میں کیوں نہ اس ذات کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے۔ (22)

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا

کیا میں اس ذات کے علاوہ کسی کو معبود بناؤں؟ جبکہ اگر خدائے رحمٰن ضرر پہنچانے کا ارادہ کر لے تو

تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْٓ اِذًا لَّفِیْ

ان کی شفاعت مجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی اور نہ وہ چھڑا سکتے ہیں۔ (23) تب تو میں صریح گمراہی میں

ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ

مبتلا ہو جاؤں گا۔ (24) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لے آیا ہوں لہٰذا میری بات سن لو۔ (25) اس سے کہہ دیا گیا:

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ

جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اس نے کہا: کاش! میری قوم کو اس بات کا علم ہو جاتا۔ (26) کہ میرے رب نے

رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ

مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں شامل کیا ہے۔ (27) اور اس کے بعد اس کی قوم پر

مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ [1] مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾

ہم نے آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہم کوئی لشکر اتارنے والے تھے۔ (28)

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾

وہ تو محض ایک ہی چیخ تھی پس وہ یکایک بجھ کر رہ گئے۔ (29)

یٰحَسْرَةً عَلَی الْعِبَادِ ۚ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ

ہائے افسوس! ان بندوں پر جن کے پاس جو بھی رسول آیا اس کے ساتھ

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۳ میں منہ اشارہ ہے کہ بعض دانے کھانے کے بجائے دیگر ضروریات زندگی کے لئے ہوتے ہیں۔

اور آیت نمبر ۳۴ میں نخیل اور اعناب کا فرق یہ ہے کہ نخیل درخت کا نام ہے اور اعناب پھل کا جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ خرمہ میں پورا درخت کارآمد ہوتا ہے اور انگور میں صرف پھل۔ مزید یہ کہ چشمہ کے ذکر سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ زمین کو زندگی بارش سے بھی حاصل ہوجاتی ہے لیکن درختوں اور پھلوں کے لئے چشموں کے جاری ہونے کی بہرحال ضرورت ہے۔

آیت نمبر ۳۶ میں عمومی فلسفۂ زوجیت کا اعلان ہے کہ کائنات کی ہر شے میں زوجیت پائی جاتی ہے چاہے وہ نباتات ہو یا نفسِ انسانی یا وہ مخلوقات جن کا لوگوں کو علم بھی نہیں ہے جس طرح کہ دورِ حاضر میں ایٹم کے اندر زوجیت کا انکشاف کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ

انہوں نے تمسخر کیا۔(30) کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا؟

اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا

اب وہ ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(31)اور ان سب کو ہمارے روبرو حاضر

مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ اَحْيَيْنٰهَا

کیا جائے گا۔(32)اور مردہ زمین ان کے لیے ایک نشانی ہے جسے ہم نے زندہ کیا

وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ

اور اس سے غلہ نکالا جسے یہ کھاتے ہیں۔(33)اور ہم نے اس میں کھجوروں

مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾

اور انگوروں کے باغ بنائے اور ہم نے اس میں کچھ چشمے جاری کیے۔ (34)

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

تا کہ وہ اس کے پھلوں سے اور اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائیں۔ تو کیا یہ شکر نہیں کرتے؟(35)

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام جوڑے بنائے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے

وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ

اور خود ان سے اور ان چیزوں سے جنہیں یہ جانتے ہی نہیں۔(36)اور رات بھی ان کے لیے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ

ایک نشانی ہے جس سے ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔(37)اور سورج

عربی حاشیہ

"فتبارک اللہ احسن الخالقین"۔

1- آسمانی لشکر سے مراد ملائکہ ہیں جن کی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ یہ کفار اس قدر بے قیمت ہیں کہ ایک آواز کو برداشت نہیں کر سکتے تو ملائکہ کے بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔

2- یہ تباہی کی تصویر کشی ہے ورنہ پلٹ کر نہ آسکنا تو کفار کے عقیدہ کے مطابق ہے جہاں موت کے بعد کوئی زندگی نہیں ہے۔ یہ اسلام کا عقیدہ نہیں ہے اور شاید اسی لئے روزِ قیامت سب کی حاضری کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

3- یہ لمّا الاّ کی جگہ حرف استثناء کے طور پر استعمال ہوتا ہے لیکن اس کا کوئی قانون معین نہیں ہے بلکہ جہاں جہاں عرب استعمال کرنے میں وہیں وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے اور بس۔

ف: آیت نمبر ۳۰ سے ایسا لگتا ہے کہ رات بھر سورج کو سفید چادر اوڑھا دی جاتی ہے اور پھر شام کو اتار لی جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔

اردو حاشیہ

تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ﴿۳۸﴾

اپنے مقررہ ٹھکانے (۱) کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ بڑے غالب آنے والے دانا کی تقدیر ہے۔ (38)

وَ الۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ ﴿۳۹﴾

اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح لوٹ جاتا ہے۔ (39)

لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ یَّسۡبَحُوۡنَ ﴿۴۰﴾

نہ سورج کی مجال کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ ہی رات دن پر سبقت لے سکتی ہے اور وہ سب ایک ایک مدار میں تیر رہے ہیں۔(40)

وَ اٰیَةٌ لَّهُمۡ اَنَّا حَمَلۡنَا ذُرِّیَّتَهُمۡ فِی الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ﴿۴۱﴾

اور یہ بھی ان کے لیے ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔(41)

وَ خَلَقۡنَا لَهُمۡ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ مَا یَرۡكَبُوۡنَ ﴿۴۲﴾

اور ہم نے ان کے لیے اس کشتی جیسی اور سواریاں بنائیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔(42)

وَ اِنۡ نَّشَاۡ نُغۡرِقۡهُمۡ فَلَا صَرِیۡخَ لَهُمۡ وَ لَا هُمۡ یُنۡقَذُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۴۴﴾

اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھران کے لیے نہ کوئی فریادرس ہوگا اور نہ ہی وہ بچائے جائیں گے۔(43) مگر ہماری طرف سے رحمت ہے اور (جس سے) انہیں ایک وقت تک متاع حیات مل جاتی ہے۔(44)

وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّقُوۡا مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡكُمۡ وَ مَا خَلۡفَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۵﴾

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس (گناہ) سے بچو جو تمہارے سامنے ہے اور اس (عذاب) سے جو تمہارے پیچھے آنے والا ہے شاید تم پر رحم کیا جائے۔(45)

وَ مَا تَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ اٰیَةٍ مِّنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِمۡ اِلَّا

اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے جو بھی نشانی ان کے پاس

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۱ میں ذریت کا ذکر جذبات کو بیدار کرنے کے لئے ہے اور اس لئے کہ ذریت کو بہرحال دریا پار کرنے کے لئے کشتی کی ضرورت ہے چاہے بڑے افراد کسی اور ذریعہ سے راستہ طے کرلیں۔

مالک کائنات نے کشتی کو نشانی قرار دے کہ اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ پانی کے اوپر اس قدر بوجھ کا ٹھہرنا اور پھر بے پناہ حرکت کرنا اور طوفانوں سے مقابلہ کرکے منزل کی طرف سفر کرنا رحمت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

غور کیا جائے تو دنیا کے تمام وسائل حمل ونقل میں بحری جہازوں سے زیادہ افادیت کسی شے کی نہیں ہے۔ کروڑوں بیرل تیل اور سیکڑوں جہازوں اور گاڑیوں کا دوسرے ملکوں کی طرف منتقل ہوجانا بحری جہاز ہی کا کرشمہ ہے اور بس۔!

4- قدیم مفسرین اس مثل سے اونٹ، گھوڑا، خچر اور گدھا مراد لیتے تھے۔ اور دور حاضر کے مفسرین کی نگاہ میں اس کا دائرہ انتہائی

اردو حاشیہ

(۱) علماء فلکیات نے ہر دور میں ان آیات کی نئی نئی تفسیریں کی ہیں اور جس قدر فلکیات کا علم بڑھتا جا رہا ہے آیات کے مفاہیم میں تبدیلی ہوتی جا رہی ہے۔

متقدمین کا خیال تھا کہ آفتاب ایک مرکز پر چکر لگا رہا ہے۔

بعد والوں کے نزدیک دوڑنا اور چکر لگانا دو مختلف کام ہیں اور آفتاب اپنے محور پر چکر لگانے کے علاوہ ۱۲ میل فی سکنڈ کی رفتار سے آگے بھی بڑھ رہا ہے۔ اب یہ کدھر جا رہا ہے اس کا علم پروردگار کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے۔ بیشک کیسا صاحب قدرت واختیار ہے وہ معبود جس نے اتنی طویل وعریض فضائے بسیط کو خلق کر دیا ہے کہ ہزاروں سال سے یہ دوڑ جاری ہے اور فضا کی وسعتوں میں کوئی کمی نہیں پیدا ہوئی ہے۔

واضح رہے کہ آفتاب کی موجودہ حرکت کو پروردگار نے اپنی عزت اور اپنے علم کی علامت قرار دیا ہے۔ اور عزیز علیم کی مقرر کردہ تقدیر سے تعبیر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جس بندے کی دعا سے اس حرکت میں تبدیلی پیدا ہو جائے اسے تقدیر ساز کہا جا سکتا ہے یہ اور بات ہے کہ خدا یہ کام خود اپنی طاقت سے کرتا ہے اور بندہ یہ کام اپنی دعاؤں اور عبادتوں سے انجام دیتا ہے۔ فتدبر

كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۝٤٦ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا

آتی ہے وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔(46)اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو رزق تمہیں

رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ

اللہ نے عنایت کیا ہے اس سے کچھ (راہِ خدا میں) خرچ کرو تو کفار (۲) مومنین سے کہتے ہیں:

مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٤٧

کیا ہم اسے کھلائیں جسے اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا؟ تم تو بس صریح گمراہی میں مبتلا ہو۔(47)

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤٨ مَا

اور وہ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ) یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہو گا۔(48)(درحقیقت) یہ ایک ایسی

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝٤٩

چیخ کے منتظر ہیں جو انہیں اس حالت میں گرفت میں لے گی جب یہ لوگ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔(49)

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٥٠ ع وَ

پھر نہ تو وہ وصیت کر پائیں گے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف واپس جا سکیں گے۔(50)اور

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ

جب صور پھونکا جائے گا تو وہ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف

يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜسكتة

دوڑ پڑیں گے۔(51) کہیں گے: ہائے ہماری شامت! ہماری خوابگاہوں سے ہمیں کس نے اٹھایا؟

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝٥٢ اِنْ كَانَتْ

یہ وہی بات ہے جس کا خدائے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔(52)وہ تو صرف

عربی حاشیہ

وسیع ہے جس میں ہوائی جہاز اور بحری جہاز اور راکٹ وغیرہ سب ہی شامل ہوجاتے ہیں اور یہ سب رحمت پروردگار اور آیات قدرت الٰہیہ کے مرقع ہیں۔

5-مابین ایدیکم سے ان محرمات کی طرف اشارہ ہے جنھیں شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے اور ماخلفکم سے ان کے عذاب اور نتیجہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا پہلا لفظ دنیا کے عذاب کی طرف اشارہ ہے اور دوسرا آخرت کے عذاب کی طرف۔

ف: آیت نمبر ۴۹ کا نقشہ سرکار دوعالمؐ نے یوں کھینچا ہے کہ دو کاندار سودا طے نہیں کر پائیں گے کھانے والے کا لقمہ منھ تک نہیں پہنچے گا۔ حوض بنانے والا جانور کو سیراب نہیں کر پائے گا کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔(نعوذ باللہ)

اردو حاشیہ

(۲) ہر دور میں بے ایمانوں کی یہی روش رہی ہے کہ جب بھی انہیں کوئی نصیحت کی جاتی ہے تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور اپنی دانست میں اس طرح اپنی برتری کا اظہار کرتے ہیں۔

ان سے کہا جاتا ہے کہ فساد نہ کرو تو کہتے ہیں کہ دراصل ہمیں تو مصلح ہیں۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ تو کہتے ہیں کہ ہم بیوقوفوں کی طرح کا ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کا سجدہ کرو تو کہتے ہیں کہ آخر یہ رحمان کس چیز کا نام ہے۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ برائیوں سے پرہیز کرو تو کہتے ہیں کہ کیا تمہاری نماز تمہیں یہی بات سکھاتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کا مذہب چھوڑ دیں اور تمہارے ہم خیال بن جائیں۔ پھر ان سے کہا جاتا ہے کہ عذاب الٰہی سے ڈرو تو کہتے ہیں کہ آخر یہ عذاب کب آنے والا ہے؟ ہم تو آج تک اس کا کوئی اثر نہیں دیکھ رہے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے کہ حقوق شرعیہ ادا کرو اور غریبوں کو ان کا حق دے دو تو کہتے ہیں کہ خدا خود کیوں نہیں دیتا ہے اور جب ان کے پاس ایک خدا موجود ہے تو پھر ہم سے کیوں مانگتے ہیں ظاہر ہے کہ اس ذہنیت کے افراد ہر دور میں رہے ہیں اور آج تک پائے جا رہے ہیں۔ خدا ان صاحبانِ عقل و دانش کے حال پر رحم کرے۔

اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ۝۵۳

ایک چیخ ہو گی پھر سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کیے جائیں گے۔ (53)

فَالۡيَوۡمَ لَا تُظۡلَمُ نَفۡسٌ شَيۡـًٔا وَّلَا تُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كُنۡتُمۡ

اس روز کسی پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور تمہیں بس وہی بدلہ دیا جائے گا جیسا تم عمل

تَعۡمَلُوۡنَ ۝۵۴ اِنَّ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ الۡيَوۡمَ فِىۡ شُغُلٍ فٰكِهُوۡنَ[6] ۝۵۵ ج

کرتے رہے ہو۔(54) آج اہل جنت یقیناً کیف و سرور میں مشغول ہوں گے۔ (55)

هُمۡ وَاَزۡوَاجُهُمۡ فِىۡ ظِلٰلٍ عَلَى الۡاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوۡنَ ۝۵۶

وہ اور ان کی ازواج سایوں میں مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ (56)

لَهُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمۡ مَّا يَدَّعُوۡنَ ۝۵۷ صلے سَلٰمٌ قف قَوۡلًا مِّنۡ

وہاں ان کے لیے میوے اور ان کی مطلوبہ چیزیں موجود ہوں گی۔(57) مہربان رب کی طرف سے

رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ ۝۵۸ وَامۡتَازُوا الۡيَوۡمَ اَيُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۝۵۹ اَلَمۡ

سلام کہا جائے گا۔(58) اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔(59) اے

اَعۡهَدۡ اِلَيۡكُمۡ يٰبَنِىۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّيۡطٰنَ ج اِنَّهٗ لَـكُمۡ

اولاد آدم! کیا ہم نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی پرستش نہ کرنا؟ بے شک وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيۡنٌ ۝۶۰ لا وَّاَنِ اعۡبُدُوۡنِىۡ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيۡمٌ ۝۶۱

کھلا دشمن ہے۔(60) اور یہ کہ میری بندگی [۳] کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔ (61)

وَلَقَدۡ اَضَلَّ مِنۡكُمۡ جِبِلًّا كَثِيۡرًا ط اَفَلَمۡ تَكُوۡنُوۡا تَعۡقِلُوۡنَ ۝۶۲

اور بتحقیق اس نے تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر دیا ہے۔ تو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ (62)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۵۸ علامت ہے کہ سلام ایک ایسا اخلاقی عمل ہے جس کا سلسلہ دنیا سے آخرت تک پھیلا ہوا ہے اور یہ ادب وہاں بھی کام آنے والا ہے۔

آیت نمبر ۶۰ میں عبادت اطاعت کے معنی میں ہے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ جس نے معصیت میں کسی کی بات مان لی گویا اس کی عبادت کی ہے۔

آیت نمبر ۶۱ اور اس کے علاوہ اور متعدد مقامات پر صراط اور راستہ کا ذکر اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان دنیا میں مقیم نہیں ہے بلکہ مسافر ہے اور مسافر کو بہرحال راستہ پر نگاہ رکھنی چاہیے ورنہ کہیں بھی گمراہ اور تباہ ہوسکتا ہے۔

6- فاکھون فکاہت سے نکلا ہے یعنی آرام اور مزے کرنے والے۔ اس کا کوئی تعلق فاکھہ سے نہیں ہے۔

ظلال۔ ظل کی جمع ہے یعنی سایہ۔

اردو حاشیہ

(۳) صراطِ مستقیم دو حدود کے مجموعہ کا نام ہے شیطان کی عبادت نہیں کرنا ہے اور رحمان کی عبادت کرتے رہنا ہے۔ لہٰذا صراطِ مستقیم سے وہ افراد بھی دور ہیں جو دونوں کی عبادت کرتے ہیں اور رندی ہی میں جنت تلاش کر رہے ہیں اور وہ افراد بھی دور ہیں جو دونوں سے الگ رہ کر اپنی دنیا آباد کرنا چاہتے ہیں اور ہر مسئلہ میں غیر جانبداری ہی کو عافیت کا راستہ تصور کرتے ہیں۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا

یہ وہی جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔(63) آج اس جہنم میں جھلس جاؤ اور کفر کے

كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ

بدلے میں جوتم کرتے رہے ہو۔(64) آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیتے ہیں اور ان کے ہاتھ ہم سے بولیں گے

اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ

اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کے بارے میں جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں۔(65)اور اگر

نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى

ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو مٹا دیں پھر یہ راستے کی طرف لپک بھی جائیں تو کہاں سے

یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا

راستہ دیکھ سکیں گے؟(66)اور اگر ہم چاہیں تو انہیں ان ہی کی جگہ پر اس طرح مسخ کر دیں کہ

اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ع وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ

نہ آگے جانے کی استطاعت ہو گی اور نہ پیچھے پلٹ سکیں گے۔(67)اور جسے ہم لمبی زندگی دیتے ہیں اسے

نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ

خلقت میں اوندھا کر دیتے ہیں۔کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے؟(68)اور ہم نے اس (رسول) کوشعر نہیں سکھایا اور

مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶۹﴾ۙ لِّیُنْذِرَ

نہ ہی یہ (۴) اس کے شایان شان ہے۔ یہ تو بس ایک نصیحت (کی کتاب) اور روشن قرآن ہے۔(69) تا کہ جو

مَنْ كَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا

زندہ ہیں انہیں تنبیہ کرے اور کافروں پر حق ثابت ہو جائے۔(70) کیا یہ لوگ

ع ۴ / ۱۷ / ۳

عربی حاشیہ

ارائک۔اریکہ کی جمع ہے یعنی تخت۔

جِبّل۔یعنی خلقت۔

7-اصلوہا۔یعنی اس میں جلو، تپواور اس کی گرمی کو برداشت کرو۔

8-یہ انسان کی بیکسی کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا خیال تھا کہ جس طرح دنیا میں چرب زبانی سے کام چلاتا رہا ہے شاید آخرت میں بھی اس طرح کام چل جائے گا حالانکہ ایسا کچھ نہ ہوگا اور بولنے کی بھی اجازت نہ ہوگی۔ وہاں تو زبان بھی ان جرائم کی گواہی دے گی جن میں اس کوملوث کیا گیا تھا جیسے جھوٹ، تہمت، الزام، غیبت، گالم گلوچ وغیرہ جیسا کہ سورہ نور کی آیت نمبر ۲۴ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۸ زندگی کے سفر کی طرف اشارہ ہے کہ ایک منزل تک جسم وروح ساتھ چلتے ہیں اس کے بعد روح ارتقا کی طرف جاتی ہے اور جسم انحطاط کی طرف۔

اردو حاشیہ

(۴) واضح رہے کہ شعر اگرچہ عام طور سے نظم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں وزن اور قافیہ وغیرہ کی رعایت ہوتی ہے لیکن حکماء کے نزدیک شعر ہیئت کے بجائے اس مادہ کا نام ہے جس میں خیالی اور بے بنیاد مطالب ہوتے ہیں اور شائد کفار نے بھی اسی معنی میں پیغمبر کو شاعر کہا تھا ورنہ قرآن میں نہ ردیف اور قافیہ کی پابندی ہے اور نہ یہ کوئی عیب کی بات ہے۔

مالک کائنات نے بھی واضح کر دیا کہ قرآن کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے اور اسے خیالی اور بے بنیاد نہیں کہا جا سکتا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ اسلام میں نظم کرنے کی کوئی مذمت نہیں ہے بلکہ نظم حقیقی مطالب اور معقول مفاہیم پر مشتمل ہو تو قابل مدح وثنا ہے جیسا کہ سرکارؐ دو عالم نے خود شعراء کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور ائمہ معصومینؑ نے انہیں انعامات سے نوازا ہے۔

أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَآ[9] أَنْعَٰمًا فَهُمْ لَهَا

نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے دست قدرت سے بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لیے مویشی پیدا کیے چنانچہ اب یہ ان کے

مَٰلِكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾

مالک ہیں؟(71) اور ہم نے انہیں ان کے لیے مسخر کر دیا چنانچہ کچھ پر یہ سوار ہوتے ہیں اور کچھ کو کھاتے ہیں۔ (72)

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَٰفِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَ

اور ان میں ان کے لیے دیگر فوائد اور مشروبات ہیں تو کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟(73) اور

اتَّخَذُوا مِن دُونِ ٱللَّهِ ءَالِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا

انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا لیا ہے کہ شاید انہیں مدد مل سکے۔(74) (حالانکہ) وہ

يَسْتَطِيعُونَ[10] نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا

(نہ صرف) ان کی مدد نہیں کر سکتے اور وہ الٹے ان معبودوں کے (تحفظ کے) لیے آمادہ لشکر ہیں۔(75) لہٰذا

يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾

وقف لازم

ان کی باتیں آپ کو رنجیدہ نہ کریں۔ ہم سب باتیں جانتے ہیں جو یہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ (76)

أَوَلَمْ يَرَ ٱلْإِنسَٰنُ أَنَّا خَلَقْنَٰهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ

کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا کیا ہے اتنے میں وہ کھلا جھگڑالو

مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُۥ ۖ قَالَ مَن

بن گیا؟(77) پھر وہ ہمارے لیے مثالیں دینے لگتا ہے اور اپنی خلقت بھول جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے: ان ہڈیوں کو

يُحْيِ ٱلْعِظَٰمَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا ٱلَّذِيٓ أَنشَأَهَآ

خاک ہونے کے بعد کون زندہ کرے گا؟(78) کہہ دیجئے: انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے

عربی حاشیہ

ف: عقیدۂ قیامت پر ابی بن خلف کے اعتراض کے تذکرہ میں آیت نمبر ۷۸ میں ایک لفظ ''نسی خلقہ'' اعتراض کا بیان بھی ہے اور اس کا جواب بھی ہے۔ اس کے بعد اعتراض کے جواب میں سبز درخت سے آگ پیدا کرنے کی طرف اشارہ کر کے چند امور کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ خدا متضاد سے متضاد پیدا کر سکتا ہے۔

۲۔ درختوں کی رگڑ سے آگ پیدا ہو جاتی ہے اور اسی لئے جنگلوں میں آگ لگ جاتی ہے۔

۴۔ سبز درخت سورج کی شعاعوں کو جذب کر لیتے ہیں اور اسی کی واپسی کا نام آگ لگنا ہے۔

9- دعوت شکر کے لئے یہ ایک اور اشارہ ہے کہ سارے جانور ہماری ہی مخلوق ہیں اور ان میں جو بھی خوبیاں دیکھ رہے ہو کہ یہ زندہ رہیں تو دودھ دیں اور ذبح ہو جائیں تو گوشت کھایا جا سکے اور جسم کے فاضل اجزا اون، بال وغیرہ

اردو حاشیہ

اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ۙ﴿۷۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ

انہیں پہلی بار (۵) پیدا کیا تھا اور وہ ہر قسم کی تخلیق کو خوب جانتا ہے۔(79) وہی ہے جس نے تمہارے لیے

مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

سبز درخت سے آگ پیدا کی پھر تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔ (80)

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ

جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے آیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ

يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ

ان جیسوں کو پیدا کرے؟ کیوں نہیں! وہ تو بڑا خالق، دانا ہے۔(81) جب وہ کسی

اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ

چیز کا ارادہ کر لیتا ہے تو بس اس کا امر یہ ہوتا ہے: ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔(82) پس پاک ہے

الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی سلطنت ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔(83)

آیاتها ۱۸۲ ۳۷ سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ ۵۶ رکوعاتها ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ

قسم (۱) ہے قطار میں صف باندھنے والوں کی۔(1) پھر بطور کامل جھڑکی دینے والوں کی۔(2) پھر ذکر کی تلاوت

عربی حاشیہ

بھی بیکار نہ جاسکیں۔ کھال اتاری جائے تو مختلف کاموں میں استعمال کی جائے۔ یہ سب ہماری ہی قدرت کی کاریگری کا نتیجہ ہے تو اب ہماری نعمتوں کا شکریہ کیوں نہیں ادا کرتے ہو۔

10- یہ جملہ دونوں فریق پر صادق آتا ہے کہ نہ بندے خدا کے کام آسکتے ہیں اور نہ خدا ہی بندوں کے کام آسکتے ہیں مگر یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ ایسے بے بس خداؤں کا سپاہی بنا ہوا ان کی حفاظت کر رہا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ کوئی بھی محتاج کسی دوسرے کو بے نیاز نہیں بنا سکتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ مسئلہ معاد فطری امر بھی ہے اور اس کی انسانی اعمال کو بھی ضرورت ہے۔ اس کے لئے برہانِ حکمت بھی قائم ہے اور اس کا لزوم عالمی اختلافات کے خاتمہ کے لئے بھی ہے جو ہر حساس دل کی آرزو اور ہر فطرت سلیم کی تمنا ہے۔

ف: بعض مفسرین کا خیال ہے کہ صافات سے پہلے لفظ رب مستور ہے اور خدا نے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ وہ مخلوقات کی قسم نہیں

اردو حاشیہ

(۵) قیامت کے منکرین کی نگاہ میں ہمیشہ چند اہم ترین شبہات رہے ہیں۔

۱۔ ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو دوبارہ ان میں زندگی کس طرح پیدا ہوگی؟

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ پہلے بھی تو انسان مٹی ہی سے بنایا گیا ہے تو جو پہلی مٹی میں حیات پیدا کر سکتا ہے وہی اس خاک میں بھی زندگی دوڑا سکتا ہے۔

۲۔ دوبارہ پیدا کرنے میں منتشر اجزا کس طرح الگ کئے جائیں گے اور ایک کی مٹی کو دوسرے کی مٹی سے کس طرح جدا کیا جائے گا۔

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ هو بكل خلق عليم وہ اپنی تمام مخلوقات کا بہترین جاننے والا اور پہچاننے والا ہے اور سب کے اعضاء واجزاء کو الگ الگ بھی کر سکتا ہے۔ اس کیلئے کسی کام میں کوئی زحمت نہیں ہے۔

۳۔ مٹی میں اور زندگی میں ایک طرح کا تضاد ہے اور متضاد سے متضاد کس طرح پیدا ہو سکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی ہے جب کہ سبزی اور آگ میں تضاد پایا جاتا ہے تو جو یہ کام انجام دے سکتا ہے اور مردہ زمین سے سبزا اگا سکتا ہے وہ حیات بعد الموت کا کام بھی انجام دے سکتا ہے۔

ذِكْرًا ۙ﴿٣﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کرنے والوں کی۔(3) یقیناً تمہارا معبود ایک ہی ہے۔(4) جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ﴿٥﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

سب کا پروردگار اور مشرقوں کا پروردگار ہے۔ (5) ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی

بِزِيْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۙ﴿٦﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ﴿٧﴾

زینت سے مزین کیا۔(6) اور ہر سرکش شیطان سے بچاؤ کا ذریعہ بھی۔ (7)

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾

کہ وہ عالم بالا کی طرف کان نہ لگا سکیں اور ہر طرف سے ان پر (انگارے) پھینکے جاتے ہیں۔(8)

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿٩﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

دھتکارے جاتے ہیں اور ان پر دائمی عذاب ہے۔(9) مگر ان میں سے جو کسی بات کو اچک لے

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا

تو ایک تیز شعلہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔(10) تو ان سے پوچھ لیجئے کہ کیا ان کا پیدا کرنا مشکل ہے

اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ عَجِبْتَ

یا وہ جنہیں ہم نے خلق کیا ہے؟ ہم نے انہیں لیس دار گارے سے پیدا کیا۔(11) بلکہ آپ کو تعجب ہے اور یہ لوگ

وَيَسْخَرُوْنَ ﴿١٢﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَاِذَا رَاَوْا

تمسخر کرتے ہیں۔(12) اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں مانتے۔(13) اور جب کوئی نشانی

اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوْا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾

دیکھتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔(14) اور کہتے ہیں: یہ تو ایک کھلا جادو ہے۔ (15)

عربی حاشیہ

کھا سکتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ تاویل ''والسماء و مابناھا'' میں مَن نہیں ہے کہ آسمان اور بنانے والے دونوں کا تذکرہ موجود ہے۔

1- مفسرین نے ان الفاظ کے مختلف معانی بیان کئے ہیں۔ بعض کی نظر میں یہ سب ملائکہ کے صفات ہیں اور بعض کے نزدیک یہ انسانوں کے اوصاف ہیں کہ ان میں سے بعض نماز یا جہاد میں صف بستہ رہتے ہیں، بعض نہی عن المنکر کرتے رہتے ہیں اور بعض تلاوت قرآن کرتے رہتے ہیں لیکن مولائے کائنات کے خطبہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سب ملائکہ کے صفات ہیں کہ ان میں سے بعض صف بستہ ہیں اور اپنی جگہ سے ہلتے نہیں ہیں اور بعض تحفظ کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اور بعض پیغام الٰہی لے کر آتے ہیں اور اس کی تلاوت کرتے ہیں۔

2- طلوع آفتاب کی جگہ ہر روز بدلتی رہتی ہے اور اس اعتبار سے مشرق میں کثرت پیدا ہو جاتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قرآن مجید میں مختلف مقامات پر قسم کا استعمال ہوا ہے اور مفسرین نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ قابل قسم مخلوق کی عظمت کا اعلان ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ ملائکہ کی رشتہ داری ثابت کرنے والوں کو تنبیہ ہے کہ وہ ہمارے مامور ہیں قرابتدار نہیں ہیں لیکن بظاہر سب سے واضح بات یہ ہے کہ پروردگار عالم کو جس قسم کے مطلب کی وضاحت کرنا ہوتی ہے اس کی تمہید میں اسی طرح کی قسم استعمال کرتا ہے اور اس سے اس نکتہ کی وضاحت مقصود ہوتی ہے کہ مثلاً ملائکہ تو ہماری عبادت واطاعت کر رہے ہیں اور تم ہماری خالقیت کا بھی انکار کر رہے ہو جب کہ ان کے مقابلہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے اور تمہارے بہکانے والوں کا وہاں گزر بھی نہیں ہے جہاں ملائکہ مستقل طور پر قیام پذیر رہتے ہیں۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَ

کیا جب ہم مرچکیں گے اور خاک اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے؟(16) کیا ہمارے اگلے

اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا

باپ دادا بھی (اٹھائے جائیں گے)؟(17) کہہ دیجئے: ہاں! اور تم ذلیل کر کے (اٹھائے جاؤ گے)۔(18) وہ تو بس

هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا

ایک جھڑکی ہو گی پھر وہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔(19) اور کہیں گے: ہائے ہماری

هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ

شامت! یہ تو یوم جزا ہے۔(20) یہ فیصلے کا وہ دن ہے جس کی تم تکذیب

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا

کرتے تھے۔(21) گھیر لاؤ ظلم کا ارتکاب کرنے والوں کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور انہیں

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ

جن کی یہ پوجا کرتے تھے۔(22) اللہ کو چھوڑ کر پھر انہیں جہنم کے راستے کی طرف

الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا

ہانکو۔(23) انہیں روکو، ان سے پوچھا جائے گا۔(24) تمہیں ہوا کیا ہے کہ تم ایک دوسرے کی

تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

مدد نہیں کرتے؟(25) بلکہ آج تو وہ گردنیں جھکائے (کھڑے) ہیں۔(26) اور وہ ایک دوسرے کی طرف

عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ

رخ کر کے باہم سوال کرتے ہیں۔(27) کہتے ہیں: یقیناً تم ہمارے پاس طاقت سے

عربی حاشیہ

3- پیغمبر کی نگاہ میں ان کا انکار خدا تعجب خیز ہے اور ان کی نگاہ میں پیغمبر کا ایمان ایک مذاق ہے..... فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

ف: مُخلَص اس انسان کو کہا جاتا ہے جو جہاد نفس کی منزلوں سے گزر کر اپنے تمام اعمال واقوال کو خالص اللہ کے لئے بنانا چاہتا ہے اور مخلَص اس انسان کو کہا جاتا ہے جو ان منزلوں سے گزر کر خدا کی بارگاہ سے اپنے اخلاص کی سند لے چکا ہے اور اس کی نگاہ میں سوائے جلوۂ ربوبیت کے کچھ نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد کا اجر بھی سب سے الگ اور بالاتر ہوگا۔

اردو حاشیہ

(۲) روایات میں وارد ہوا ہے کہ عرصہ محشر میں محبت اہلبیتؑ کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ یہی وہ شے ہے جس کے بارے میں دنیا میں رسول اکرمؐ نے بطور اجر رسالت سوال کیا تھا اور ہر انسان کو مسئول اور ذمہ دار قرار دیا تھا۔

الْيَمِيْنِ [4] ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ

آتے تھے۔(28)وہ کہیں گے: بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہ تھے۔(29) ورنہ ہمارا تم پر

لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ

کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خودسرکش لوگ تھے۔(30)پس ہمارے بارے میں

عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ إِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَأَغْوَيْنٰكُمْ إِنَّا

ہمارے رب کی بات ثابت ہوگئی۔اب ہم (عذاب) چکھیں گے۔(31)پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا جب کہ

كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

ہم خود بھی گمراہ تھے۔(32)تو اس دن وہ سب کے سب عذاب میں شریک ہوں گے۔ (33)

إِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ إِنَّهُمْ كَانُوْٓا إِذَا قِيْلَ

ہم مجرموں کے ساتھ یقیناً ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ (34) جب ان سے کہا جاتا تھا:

لَهُمْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ أَئِنَّا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ تکبر کرتے تھے۔(35)اور کہتے تھے: کیا ہم

لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ [5] ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ

ایک دیوانے شاعر کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟(36)(نہیں) بلکہ وہ حق لے کرآئے ہیں اور اس نے

صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْأَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

رسولوں کی تصدیق کی ہے۔(37)بتحقیق تم دردناک عذاب چکھنے والے ہو۔ (38)

وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

اور تمہیں صرف اس کی جزاء ملے گی جو تم کرتے تھے۔(39)سوائے اللہ کے

عربی حاشیہ

4- یمین کے عربی زبان میں مختلف معانی ہیں۔یمین ہاتھ کوبھی کہاجاتا ہے اوریمین یسار کے مقابلہ میں ایک جہت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اوریمین برکت اورقوت کوبھی کہاجاتا ہے۔

عربوں کے نزدیک داہنا رخ فال نیک کے طور پر استعمال ہوتا ہے یعنی گمراہ کرنے والے داہنے رخ سے آتے تھے تاکہ ان کی آمد کو برکت تصور کیاجائے اور لوگ ان کی باتوں کو تسلیم کرلیں۔

5- کس قدر دیوانے تھے یہ دیوانہ کہنے والے کہ بیک وقت دوطرح کے الزامات لگاتے تھے اور اتنا بھی شعور نہیں رکھتے تھے کہ دونوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔شاعر کا ذہن کام کرتا ہے اور وہ مختلف وادیٔ خیال میں چکر لگاتا رہتا ہے اورمجنون کا دماغ کام نہیں کرتا ہے اورشاعر اورمجنون ایک ہی شخص نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَ

مخلص بندوں کے۔(40)ان کے لیے ایک معین رزق ہے۔ (۳) (41) میوے اور وہ احترام

هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾

کے ساتھ ہوں گے۔(42) نعمتوں والی جنت میں۔(43) وہ تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(44)

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ

بہتی شراب کے جام ان میں پھرائے جائیں گے۔(45) جو چمکتی ہو گی، پینے والوں کے لیے

لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ

لذیذ ہو گی۔(46) جس میں نہ سردرد ہوگا اور نہ ہی اس سے ان کی عقل زائل ہو گی۔(47) اور

عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

ان کے پاس نگاہ نیچی رکھنے والی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہوں گی۔(48) گویا کہ وہ محفوظ انڈے ہیں۔(49)

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

پھر وہ آمنے سامنے بیٹھ کر آپس میں باتیں کریں گے۔(50) ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا:

اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾

میرا ایک ہم نشین تھا۔(51) جو (مجھ سے) کہتا تھا: کیا تم (قیامت کی) تصدیق کرنے والوں میں سے ہو؟(52)

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ [6] ﴿۵۳﴾

بھلا جب ہم مر چکیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہمیں جزا ملے گی؟ (53)

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ

ارشاد ہوا: کیا تم دیکھنا چاہتے ہو؟(54) پھر اس نے جھانکا تو اسے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۷ نزف دھیرے دھیرے خون نکلنے یا کنویں سے پانی نکالنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی شراب دنیا دھیرے دھیرے ہوش وحواس کو برباد کر دیتی ہے۔ شراب آخرت ایسی نہیں ہے۔

ف: ان آیات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جہنم اور جنت دونوں کے درمیان رابطہ ہوگا اگرچہ دونوں کے درمیان حجاب کا ذکر بھی ہے اور دونوں کے درمیان فاصلہ بھی ہے جس کی طرف لفظ ندا سے اشارہ کیا گیا ہے لیکن اس کے بعد بھی ممکن ہے کہ اہل جنت کو ایسی بصارت دے دی جائے کہ وہ جہنمی ساتھی کو دیکھ بھی لیں اور اس سے بات بھی کر لیں۔ آیت نمبر ۵۸ وغیرہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اہلِ جنت کی باہمی گفتگو ہے جو فرطِ مسرت کی بنا پر کی جا رہی ہے۔

6- مدین۔ جسے جزا دی جائے۔
مطلع۔ جھانک کر دیکھنے والا۔

اردو حاشیہ

(۳) مجرمین کے درمیان عباد مخلصین کا ذکر استثناء منقطع کے طور پر ہوا ہے اور ان کے بارے میں جن نعمتوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بے مثل و بے نظیر نعمتیں ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

۱۔ انہیں تازہ میوے دیئے جائیں گے۔

۲۔ وہ نعمتوں سے بھرے ہوئے باغات میں رہیں گے۔

۴۔ وہ سب آپس میں آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہونگے۔ اور کوئی تنہائی کی وحشت سے دوچار نہ ہوگا۔

۵۔ ان کے گرد دورِ شراب طہور چل رہا ہوگا۔

۶۔ ان کی شراب صاف شفاف اور لذتوں کی حامل ہوگی۔

۷۔ ان کی شراب میں دردسر کا کوئی تاثر نہ ہوگا اور نہ دیوانگی اور مدہوشی کا نام ونشان ہوگا۔

۸۔ ان کے گرد ایسی حوریں ہوں گی جن کی نگاہیں انکے شوہروں تک محدود ہوں گی اور نامحرموں پر نگاہ کرنے سے آشنا نہ ہوں گی۔

۹۔ ان حوروں میں کشادہ چشمی بھی ہوگی اور محدودیت نظر بھی۔

۱۰۔ ان کے رخساروں کا رنگ و روغن ایسا ہوگا جیسے انڈے چھپا کر رکھے گئے ہوں۔

الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا

وسط جہنم میں دیکھا۔(55) کہا: قسم بخدا قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دے۔(56)اور اگر

نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ

میرے رب کی نعمت نہ ہوتی تو میں بھی حاضر کیے جانے والوں میں ہوتا۔(57) کیا اب ہمیں

بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾

نہیں مرنا؟(58)ہماری پہلی موت کے بعد ہمیں کوئی اور عذاب نہ ہو گا؟(59)

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ

یقیناً یہ عظیم کامیابی ہے۔(60)عمل کرنے والوں کو ایسی ہی کامیابی کے لیے

الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا

عمل کرنا چاہیے۔(61) کیا یہ مہمانی اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟(62)ہم نے

جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ

اسے ظالموں کے لیے ایک آزمائش بنا دیا ہے۔(63)یہ ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے

الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ

نکلتا ہے۔(64)اس کے خوشے شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔(65)پھر وہ

لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ

اس میں سے کھائیں گے اور اس سے پیٹ بھریں گے۔(66)پھر ان کے لیے

لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ

بتحقیق اس پر کھولتا ہوا پانی ملا دیا جائے گا۔(67)پھر ان کا ٹھکانا

عربی حاشیہ

سوآء الجحیم۔ وسط جہنم۔
ان کدت۔ ان مخفف ہوگیا ہے اصل ہے.... انک۔
تردین۔ ہلاک کردینا۔
محضر۔ احضار سے نکلا ہے جو عام طور سے بڑے مقامات پر حاضر کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔
نُزل۔ جو سامان مہمان کے لئے فراہم کیا جاتا ہے۔
زقوم۔ جہنم کے ایک درخت کا نام ہے جس کی نظیر دنیا میں تھوہڑ کا درخت ہے۔
طلع۔ خرمے کے درخت سے نکلنے والا پہلا شگوفہ۔
رؤس الشیاطین۔ بدنما ہونے کی بہترین مثال ہے۔
شوب۔ جس میں کوئی چیز ملا دی جائے۔
حمیم۔ گرما گرم پانی۔
یہرعون۔ تیزی سے دوڑے چلے

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ جنت الفردوس میں اگر مردوں کیلئے پوشیدہ انڈوں جیسی حوریں ہوں گی تو عورتوں کیلئے بکھرے ہوئے موتیوں جیسے غلمان بھی ہوں گے اور اس طرح کوئی صاحب کردار نعمت جنت سے محروم نہ رہے گا چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

(۴) یہ ایک بہترین تمثیل ہے ان دو افراد کی جو دار دنیا میں ایک ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔ ایک مومن ہوتا ہے اور ایک کافر۔ کافر کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ مومن کا مذاق اڑائے اور مومن کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ وہ ان حالات پر صبر کرے۔ قیامت کے دن صورت حال کا نقشہ یہ ہوگا کہ مومن اپنے ساتھی کو تلاش کرے گا تو دور سے جہنم کے درمیان نظر آئے گا تو پکار کر کہے گا کہ ہم تمہاری باتوں میں آجاتے تو تم ہمیں بھی ہلاک کر دیتے اور اب تمہیں اندازہ ہوا کہ ہماری بات بالکل صحیح نکلی لیکن تم نے کل ہماری بات کی قدر نہیں کی اور آج اس انجام کو پہنچ گئے۔ کاش یہ احساس کل ہی ہوگیا ہوتا اور یہ دن دیکھنے میں نہ آتے کہ اب رہنے کیلئے جہنم ہے اور کھانے کیلئے زقوم اور پینے کیلئے خون اور پیپ اور گرم پانی معاذ اللہ۔

اس منظر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صاحب ایمان کی صحبت کافر کے حق میں کسی قدر بھی مفید نہیں ہے جب تک کہ وہ خود اس کے ایمان وکردار میں شریک نہ ہو جائے ورنہ صحبت حسرت بن سکتی ہے عاقبت نہیں بنا سکتی ہے۔

لَاۡ اِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾

بہرصورت جہنم ہو گا۔(68) بلاشبہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا۔ (69)

فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ

پھر وہ ان کے نقش قدم پر دوڑ پڑے۔(70) اور بتحقیق ان سے پہلے اگلوں کی

اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾

اکثریت گمراہ ہو چکی ہے۔(71) اور بتحقیق ہم نے ان میں تنبیہ کرنے والے (رسول) بھیجے تھے۔ (72)

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

پھر دیکھو کہ تنبیہ شدگان کا کیا انجام ہوا۔(73) سوائے اللہ کے مخلص

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾

بندوں کے۔(74) اور بتحقیق نوح نے ہمیں پکارا تو دیکھا کہ ہم کیسے بہترین جواب دینے والے ہیں۔ (75)

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ [7]

اور ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو عظیم مصیبت سے بچایا۔(76) اور ان کی نسل کو ہم نے باقی رہنے

هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

والوں میں رکھا۔(77) اور ہم نے آنے والوں میں ان کے لیے (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(78) تمام عالمین میں

نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾

نوح پر سلام ہو۔(79) ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ (80)

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔(81) پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔ (82)

عربی حاشیہ

جارہے ہیں۔

ف: قلب سلیم وہ دل ودماغ جو ہر عیب سے پاک ہواور جس میں خدا کے علاوہ کوئی نہ ہو۔ جناب ابراہیمؑ کا یہ شرف انھیں تمام انبیاء کرام سے ممتاز بنائے ہوئے ہے اگرچہ ان کا شمار جناب نوحؑ کے شیعوں میں ہے کہ اس سے نوحؑ کی افضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے جس طرح کہ رسول اکرمؐ کا ملت ابراہیمؑ کا اتباع کرنا ابراہیمؑ کو افضل نہیں قرار دیتا ہے۔

7- مفسر طبری کا بیان ہے کہ جناب نوح کی تین اولاد تھی حام، سام اور یافث اور ساری دنیا انھیں تینوں کی اولاد سے ہے۔ عرب اور عجم سام کی اولاد میں ہیں۔ ترک وغیرہ یافث کی اولاد میں ہیں اور سوڈان وغیرہ حام کی اولاد میں سے ہیں اور کتاب مقدس کے قاموس میں یہ بیان درج کیا گیا ہے کہ سام کے معنی اسم کے ہیں اور یہ عبرانی نام ہے۔ یہ نوح کے سب سے بڑے فرزند تھے اور عرب اور یہود انھیں کی نسل

اردو حاشیہ

وَ اِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ ﴿۸۳﴾ اِذۡ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلۡبٍ

اور ابراہیم یقیناً نوح کے پیروکاروں (۵) میں سے تھے۔(83) جب وہ اپنے رب کی بارگاہ میں قلب سلیم

سَلِيۡمٍ ﴿۸۴﴾ اِذۡ قَالَ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖ مَاذَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفۡكًا

لے کر آئے۔(84) جب انہوں نے اپنے باپ (چچا) اور قوم سے کہا: تم کس کی پوجا کرتے ہو؟(85) کیا اللہ کو

اٰلِهَةً دُوۡنَ اللّٰهِ تُرِيۡدُوۡنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۸۷﴾

چھوڑ کر گھڑے ہوئے معبودوں کو چاہتے ہو؟(86) پروردگار عالم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ (87)

فَنَظَرَ نَظۡرَةً فِى النُّجُوۡمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّىۡ سَقِيۡمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوۡا

پھر انہوں نے ستاروں پر ایک نظر ڈالی ۔(88) اور کہا میں تو بیمار (۶) ہوں۔(89) چنانچہ وہ لوگ

عَنۡهُ مُدۡبِرِيۡنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمۡ فَقَالَ اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۹۱﴾

انہیں پیچھے چھوڑ گئے۔(90) پھر وہ ان کے معبودوں میں جا گھسے اور کہنے لگے: تم کھاتے کیوں نہیں ہو؟ (91)

مَا لَكُمۡ لَا تَنۡطِقُوۡنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيۡهِمۡ ضَرۡبًۢا بِالۡيَمِيۡنِ ﴿۹۳﴾

تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم بولتے نہیں ہو؟(92) پھر انہیں پوری طاقت سے مارنا شروع کیا۔ (93)

فَاَقۡبَلُوۡۤا اِلَيۡهِ يَزِفُّوۡنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعۡبُدُوۡنَ مَا تَنۡحِتُوۡنَ ﴿۹۵﴾

تو لوگ دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے۔(94) ابراہیم نے کہا: کیا تم اسے پوجتے ہو جسے تم خود تراشتے ہو؟ (95)

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ وَمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابۡنُوۡا لَهٗ بُنۡيَانًا

حالانکہ خود تمہیں اور جو کچھ تم بناتے ہو سب کو اللہ نے پیدا (۷) کیا ہے۔(96) انہوں نے کہا: اس کے لیے ایک عمارت تیار کرو

فَاَلۡقُوۡهُ فِى الۡجَحِيۡمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوۡا بِهٖ كَيۡدًا فَجَعَلۡنٰهُمُ

پھر اسے آگ کے ڈھیر میں پھینک دو۔(97) پس انہوں نے اس کے خلاف ایک چال چلنے کا ارادہ کیا لیکن

عربی حاشیہ

سے ہیں اور اسی لئے ان کی زبانوں کو سامی زبان کہاجاتا ہے۔ یافث دوسرے بیٹے تھے جس کے معنی ہیں حسن وجمال اور ان کی اولاد ہنداور یورپ میں پھیلی ہوئی ہے۔ حام سب سے چھوٹے بیٹے تھے جس کے معنی ہیں گرم.... اور شاید اسی لئے سوڈانی ان کی اولاد میں شمار کئے جاتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۸۹ میں توریہ کا احتمال بھی ہے اور اس کا استعمال اس وقت بہرحال جائز ہے جب لفظ میں غیرظاہر معنی کا امکان ہو اور توریہ میں کوئی فساد نہ ہو اور مقام مقامِ تبلیغ وبیانِ شریعت نہ ہو۔

ف: بیشک اسحاق کا صالحین میں ہونا ایک شرف ہے لیکن اسماعیل کو غلام حلیم سے تعبیر کیا گیا ہے جو عظیم ترین شرف ہے اس لئے کہ رب العالمین نے قرآن مجید میں اپنے بعد ابراہیمؑ واسماعیلؑ کے علاوہ کسی کو حلیم نہیں کہا ہے اور ان دونوں نے واقعاً کمال حلم کا مظاہرہ کیا

اردو حاشیہ

(۵) لفظ شیعہ نیک کردار افراد کیلئے ایک قرآنی اصطلاح ہے۔ اس لئے جناب ابراہیمؑ کو بھی ان کے اتباع کی بنا پر جناب نوحؑ کے شیعوں میں سے قرار دیا گیا ہے جب کہ بعض مفسرین کے مطابق دونوں کے درمیان ۲۶۴۰ سال کا فاصلہ ہے تو اگر اس طویل فاصلہ کے بعد جناب ابراہیمؑ جناب نوحؑ کے شیعوں میں شمار ہو سکتے ہیں تو اتباع اور پیروی کی بنا پر آج کے مومنین شیعہ علیؑ کیوں نہیں ہو سکتے ہیں جن کے بارے میں خود پیغمبرؐ اسلام نے بشارت دی ہے کہ یا علیؑ تم اور تمہارے شیعہ کامیاب اور کامران ہیں۔

(۶) بعض محدثین اور مفسرین نے اس لفظ سقیم کی بنیاد پر جناب ابراہیمؑ کو جھوٹا قرار دیا ہے حالانکہ یہ خود سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ خدا جس کو صدیق قرار دے وہ جھوٹ نہیں بول سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ جناب ابراہیمؑ مقام تبلیغ میں تھے اور انہوں نے بتوں کی خدائی کا انکار کر دیا تو ستاروں کی خدائی پر غور کیا اور اپنے کو بیمار قرار دیدیا کہ میں ابھی غوروفکر کی منزل میں ہوں جس طرح ایک عام انسان تشکیک کی منزل میں ہوتا ہے۔ تاکہ اس طرح ان لوگوں کو ان کی جہالت کی طرف متوجہ کرسکیں اور اپنے پاس سے ہٹا کر بتوں کا خاتمہ کرسکیں۔

(۷) یعنی یہ پتھر بھی خدا ہی کے پیدا کئے ہوئے ہیں جن سے تم نے اپنے خدا بنائے ہیں نہ یہ کہ خدا ہی نے بت سازی کا کام انجام دیا ہے اور ان پتھروں

اِلَّا الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾

ہم نے انہیں زیر کر دیا۔(98) اور ابراہیم نے کہا: میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا۔(99)

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

پروردگار! مجھے صالحین میں سے (اولاد) عطا کر۔(100) چنانچہ ہم نے انہیں ایک بردبار بیٹے کی بشارت دی۔(101)

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ

پھر جب وہ ان کے ساتھ کام کاج کی عمر کو پہنچا تو کہا: اے بیٹا! میں نے خواب میں دیکھا ہے

اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا

کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس دیکھ لو تمہاری کیا رائے ہے۔ اس نے کہا: اے ابا جان! آپ کو

تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

جو حکم ملا ہے اسے انجام دیں۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ (102)

فَلَمَّآ اَسْلَمَا[8] وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ ۚ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ۙ

پس جب دونوں نے (حکم خدا کو) تسلیم کیا[۸] اور اسے ماتھے کے بل لٹا دیا۔(103) تو ہم نے ندا دی: اے ابراہیم!۔(104)

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

تو نے خواب سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ (105)

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ

یقیناً یہ ایک نمایاں امتحان تھا۔(106) اور ہم نے ایک عظیم قربانی سے اس کا

عَظِيْمٍ[9] ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ ۖ سَلٰمٌ عَلٰٓى

فدیہ دیا۔(107) اور ہم نے آنے والوں میں ان کے لیے (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(108) ابراہیم پر

عربی حاشیہ

ہے اور حکم خدا کی تعمیل میں کوئی تردد نہیں کیا جب کہ حکم خدا خواب کے ذریعہ دیا گیا تھا اور کوئی ظاہری وحی نہیں تھی۔

8- یہ جناب ابراہیمؑ اور جناب اسماعیلؑ کا کمال ایمان تھا کہ باپ نے خواب کو امر الٰہی قرار دیا اور بیٹے نے بھی اسے امر الٰہی قرار دیتے ہوئے عمل کی دعوت دی اور عرض کی کہ حکم الٰہی میں غور و فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ عمل کریں میں انشاء اللہ صبر کروں گا۔ کاش دور حاضر کا مسلمان اسلام کے اس مفہوم سے آشنا ہوتا اور ملت ابراہیمؑ کا اتباع کرتے ہوئے ہر منزل پر سر تسلیم خم کر دیتا۔

9- مفسرین اور محدثین نے اس عظیم مذبوح کے بارے میں طرح طرح کی موشگافیاں کی ہیں اور اس کی عظمت کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ قرار دی ہے کہ وہ ایک دُنبہ تھا جس نے جنت میں ۴۰ سال تک چرنے کا کام انجام دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ پھر اس سے بت تیار کر دیئے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۸) مفسرین میں ایک بحث یہ بھی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے یا حضرت اسحاقؑ یہودیوں نے حضرت اسحاقؑ کے رشتہ کی بنا پر یہ شرف ان کی طرف موڑنا چاہا ہے جب کہ آیات کریمہ میں سارا تذکرہ حضرت اسماعیلؑ کا ہے۔ وہی حضرت ابراہیمؑ کی پہلی اولاد تھے جیسا کہ توریت میں بھی مذکور ہے کہ جناب اسماعیلؑ اس وقت پیدا ہوئے جب جناب ابراہیمؑ کی عمر ۶۸ سال کی تھی اور جناب اسحاقؑ اس وقت پیدا ہوئے جب ان کی عمر ۱۰۰ سال کی تھی۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ اسحاقؑ کی بشارت کا تذکرہ اس قربانی کے تذکرہ کے بعد کیا گیا ہے جس کا مطلب ہی یہ ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے۔ پھر ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ اگر ذبیح حضرت اسحاقؑ ہوتے تو ان کی یادگار شام میں ہوتی اس لئے کہ ان کا اور انکی والدہ سارہ کا مسکن شام میں تھا مکہ میں تو جناب اسماعیلؑ اور جناب ہاجرہ کو لا کر رکھا گیا تھا اور یہ بہترین درایت ہے جس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے حضرت اسحاقؑ نہ تھے۔

اس مقام پر ذبح عظیم کے سمجھنے کیلئے یہ علمی نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ اللہ نے اسماعیلؑ کو بلاء سے بچا لیا تھا اور اسحاقؑ کو کرب سے نجات دیدی تھی اب ذبح عظیم ہونے کیلئے ایسی قربانی کی ضرورت ہے جو دونوں مراحل سے گزر جائے اور دونوں سے بالاتر شرف حاصل کر سکے۔

اِبۡرٰهِيۡمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنۡ

سلام ہو۔(109)ہم نیکوکاروں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔(110)یقیناً وہ ہمارے

عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرۡنٰهُ بِاِسۡحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ

مومن بندوں میں سے تھے۔(111)اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ وہ صالحین میں سے

الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكۡنَا عَلَيۡهِ وَعَلٰٓى اِسۡحٰقَ ؕ وَمِنۡ ذُرِّيَّتِهِمَا

نبی ہوں گے۔(112)اور ہم نے ان پر اور اسحاق پر برکات نازل کیں۔ان دونوں کی اولاد میں نیکی کرنے والا بھی ہے

مُحۡسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ مُبِيۡنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰى مُوۡسٰى

ع ۳ ۳۹ ۷

اور اپنے نفس پر صریح ظلم کرنے والا بھی ہے۔(113)اور بتحقیق موسیٰ اور ہارون پر ہم نے

وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ ج وَنَجَّيۡنٰهُمَا وَقَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۱۵﴾ ج

احسان کیا۔(114)اور ان دونوں کو اور ان دونوں کی قوم کو عظیم مصیبت سے ہم نے نجات دی۔ (115)

وَنَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾ ج وَاٰتَيۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ

اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب آنے والے ہو گئے۔(116)اور ہم نے ان دونوں کو

الۡمُسۡتَبِيۡنَ ﴿۱۱۷﴾ ج وَهَدَيۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ﴿۱۱۸﴾ ج وَ

روشن کتاب دی۔(117)اور ان دونوں کو سیدھا راستہ ہم نے دکھایا۔(118)اور

تَرَكۡنَا عَلَيۡهِمَا فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ لا سَلٰمٌ عَلٰى مُوۡسٰى وَ

ہم نے آنے والوں میں ان دونوں کے لیے (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(119)موسیٰ اور

هٰرُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا

ہارون پر سلام ہو۔(120)ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔(121) یہ دونوں

عربی حاشیہ

کی عظمت میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔

لیکن معصومینؑ کی روایات میں اسلام کی یہ عظیم قربانی شہادت امام حسینؑ کی طرف اشارہ ہے۔

ف: کہا جاتا ہے کہ بعل بیس ہاتھ لمبابُت تھا جس کے چار چہرے تھے اور چار سو خادم شام کی سرحد پر تھا جس نے بعلبک کہا جاتا ہے۔

ف: جناب یونس کے لئے لفظ ابق ان کے ترک اولیٰ کی طرف اشارہ ہے اور کدو کی بیل کا اگا دنیا ان کے سایہ اور حشرات الارض سے نجات دینے کا سامان ہے۔

اردو حاشیہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ؕ

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔(122)اور الیاس بھی یقیناً پیغمبروں میں سے تھے۔ (123)

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ

جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟(124) کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے بہتر خلق

اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ۙ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو؟(125)اللہ ہی تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار ہے۔ (126)

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ۙ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

تو انہوں نے ان کی تکذیب کی پس وہ حاضر کیے جائیں گے۔(127)سوائے اللہ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾ۙ سَلٰمٌ

مخلص بندوں کے۔(128)اور ہم نے آنے والوں میں ان کے لیے (ذکر جمیل) باقی رکھا۔(129) آل یاسین

عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ[10] ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

پر سلام ہو۔(130)ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی جزا دیتے ہیں۔ (131)

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ

بے شک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔(132)اور لوط بھی یقیناً پیغمبروں

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ؕ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ۙ اِلَّا عَجُوْزًا

میں سے تھے۔(133)جب ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو نجات دی۔(134) سوائے ایک بڑھیا کے جو

فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ

پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔(135) پھر ہم نے سب کو ہلاک کر دیا۔(136)اور تم دن کو بھی ان (بستیوں)

عربی حاشیہ

10- بظاہر اس سے مراد حضرت الیاس ہیں جو جناب ہارون کی اولاد میں سے تھے اور بعض مفسرین کے خیال میں ادریس انھیں کا نام ہے۔ لفظ ال یاسین کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ الیاس کا نام ہے اور بعض کا خیال ہے کہ ان کے والد کا نام یسین تھا اور اس لفظ سے مراد آل یٰسین یعنی یٰسین کے فرزند حضرت الیاس ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ یٰسین رسول اکرمؐ کا نام ہے لہٰذا اس سے آل محمدؐ مراد ہیں۔

اردو حاشیہ

عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ۝١٣٧ وَبِالَّيۡلِ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ۝١٣٨ وَاِنَّ يُوۡنُسَ

سے گزرتے رہتے ہو۔(137)اور رات کو بھی، تو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟(138)اور یونس بھی

لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝١٣٩ اِذۡ اَبَقَ اِلَى الۡفُلۡكِ الۡمَشۡحُوۡنِ ۝١٤٠

یقیناً پیغمبروں میں سے تھے۔(139)جب وہ بھری (۹) ہوئی کشتی کی طرف بھاگے۔ (140)

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِيۡنَ ۝١٤١ فَالۡتَقَمَهُ الۡحُوۡتُ

پھر قرعہ ڈالا تو وہ مات کھانے والوں میں سے ہوئے۔(141) پھر مچھلی نے انہیں نگل لیا اور وہ (اپنے آپ کو)

وَهُوَ مُلِيۡمٌ ۝١٤٢ فَلَوۡلَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الۡمُسَبِّحِيۡنَ ۝١٤٣ لَلَبِثَ

ملامت کر رہے تھے۔(142) پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔(143)تو قیامت

فِىۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰى يَوۡمِ يُبۡعَثُوۡنَ ۝١٤٤ فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَ

تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہ جاتے۔(144)اور ہم نے بیمار حالت میں انہیں

هُوَ سَقِيۡمٌ ۝١٤٥ وَاَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ۝١٤٦

چٹیل میدان میں پھینک دیا۔(145)اور ہم نے ان پر کدو کی بیل اگائی۔ (146)

وَاَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ ۝١٤٧ فَاٰمَنُوۡا

اور ہم نے انہیں ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کی طرف بھیجا۔(147) پھر وہ ایمان لے آئے تو

فَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ۝١٤٨ فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَلِرَبِّكَ الۡبَنَاتُ وَ

ہم نے ایک وقت تک انہیں متاعِ حیات سے نوازا۔(148) پس آپ ان سے پوچھیں: کیا تمہارے رب کے لیے تو بیٹیاں ہوں اور

لَهُمُ الۡبَنُوۡنَ ۝١٤٩ اَمۡ خَلَقۡنَا الۡمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمۡ شٰهِدُوۡنَ ۝١٥٠

ان کے لیے بیٹے ہوں؟(149) کیا ہم نے فرشتوں کو مونث بنایا ہے اور وہ دیکھ رہے تھے؟ (150)

عربی حاشیہ

11- عرب سفرِ تجارت میں حجاز سے شام جاتے تھے تو راستہ میں وہ بستی بھی پڑتی تھی جہاں قوم لوط آباد تھی اور ان پر عذاب نازل ہوا تھا۔

12- یونس وہی پیغمبر ہیں جنھیں کبھی ذوالنون اور کبھی صاحبِ الحوت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ نینویٰ کے رہنے والے تھے جو اشوریین کا دارالحکومت تھا اور دریائے دجلہ کے مشرقی کنارہ پر واقع تھا۔

واضح رہے کہ نینویٰ کے نون پر زیر ہے زبر نہیں ہے۔

ف: قوم یونس کا امتیاز یہ ہے کہ اس کا انجام توبہ کی بناء پر بخیر ہوا جب کہ گذشتہ تمام اقوام کا انجام تباہی اور بربادی کی شکل میں ظاہر ہوا۔

اردو حاشیہ

(۹) جناب یونسؑ نے قوم پر آئے ہوئے عذاب کو دیکھ کر عذاب سے گریز اختیار کیا اور ایک کشتی کو دیکھ کر اس میں اجازت لے کر سوار ہو گئے۔ مصلحت خداوندی سے کشتی ڈوبنے لگی تو ان لوگوں نے کہا کہ اس میں کوئی گنہگار ہے اسے نکال دیا جائے۔ اس مسئلہ کی تحقیق کیلئے قرعہ ڈالا گیا۔ قرعہ جناب یونسؑ کے نام نکلا تو وہ خود ہی دریا میں کود گئے اور اپنے نفس کی ملامت کی کہ میں نے قوم کو عذاب میں دیکھ کر گریز اختیار کیا تو اب میرا بھی کوئی ساتھ دینے والا نہیں ہے۔ یہ کہہ کر تسبیح پروردگار اور استغفار شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں نجات مل گئی اور یہ بات واضح ہوگئی کہ تسبیح واستغفار کرنے والوں کو کوئی دریائی طاقت بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کاش بحری بیڑوں کے مالکوں کی خوشامد کرنے والے حکام اس غلامی کے بجائے تسبیح واستغفار کا سہارا لیتے اور پروردگار انہیں ہر مصیبت سے نجات دیدیتا۔

جناب یونسؑ صحرائے بے آب وگیاہ میں پہنچے تو خدا نے سایہ کیلئے کدو کا درخت اگا دیا جو اس بات کی علامت ہے کہ تسبیح واستغفار کا اثر دریاؤں میں بھی ہے اور خشکی میں بھی ہے اسکے اثرات سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ

آگاہ رہو! یہ لوگ اپنی طرف سے گھڑ کر کہتے ہیں:(151) کہ اللہ کی اولاد ہے اور یہ لوگ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ

یقیناً جھوٹے ہیں۔(152) کیا اللہ نے بیٹوں کی جگہ بیٹیوں کو پسند کیا؟(153) تمھیں کیا ہو گیا ہے؟

كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ

تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟(154) کیا تم غور نہیں کرتے؟(155) یا تمہارے پاس کوئی واضح

مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا [13]

دلیل ہے؟(156) پس اپنی کتاب پیش کرو اگر تم سچے ہو۔(157) اور انہوں نے

بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ

اللہ میں اور جنوں میں رشتہ بنا رکھا ہے، حالانکہ جنات کو علم ہے کہ وہ حاضر

لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ

کیے جائیں گے۔(158) اللہ ان کے ہر بیان سے پاک ہے۔(159) سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے

اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ

(جو ایسی بات منسوب نہیں کرتے)۔(160) پس یقیناً تم اور جنہیں تم پوجتے ہو۔(161) تم اللہ کے خلاف

عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا [14]

(کسی کو) بہکا نہیں سکتے۔(162) سوائے اس کے جو جہنم میں جھلسنے والا ہے۔(163) اور (ملائکہ کہتے ہیں)

مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾

ہم میں سے ہر ایک کے لیے مقام مقرر ہے۔(164) اور ہم ہی صف بستہ رہتے ہیں۔ (165)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۷۱، نمبر ۱۷۳ دلیل ہے کہ رب العالمین نے نصرت اور غلبہ کا وعدہ ان افراد سے کیا ہے جو مقام عبدیت پر فائز ہوں اور لشکر خدا میں شامل ہوں ورنہ صرف نام خدا لینے والے اور حزب اللہ میں شامل نہ ہونے والے افراد سے کسی قسم کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔

13- یہ بنی کنانہ اور بنی خزاعہ کے خیال کی تردید ہے کہ ان کا خیال تھا کہ اللہ نے جنات کی شریف زادیوں سے عقد کیا ہے اور اس سے اولاد پیدا ہوئی ہے اور اس اولاد کا نام ملائکہ ہے لہٰذا ملائکہ جنات کی عورتوں سے پید اہونے والی اللہ کی لڑکیوں کا نام ہے۔

14- یہ بظاہر ان ملائکہ کا بیان ہے جن کو خدا کا رشتہ دار ثابت کیا گیا تھا کہ ہم بندگان خدا ہیں اس کے رشتہ دار نہیں ہیں اور یہی ان تمام بندگان خدا کا مسلک ہے جنھیں جاہلوں نے خدا یا خدا کا رشتہ دار ثابت کرنا چاہا ہے۔

اردو حاشیہ

وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ

اور ہم ہی تسبیح کرنے والے ہیں۔(166)اور یہ لوگ کہا تو کرتے تھے:(167)اگر

اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ

ہمارے پاس اگلوں سے کوئی نصیحت آ جاتی۔(168)تو ہم اللہ کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ لَقَدْ

مخلص بندے ہوتے۔(169) لیکن (اب) اس کا انکار کیا لہٰذا عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔(170)اور بتحقیق

سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ

ہمارے بندگان مرسل سے ہمارا یہ وعدہ ہو چکا ہے۔(171)یقیناً وہ مدد (۱۰) کیے

الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ

جانے والے ہیں۔(172)اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب آ کر رہے گا۔(173) لہٰذا آپ

عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾

ایک مدت تک ان سے منہ پھیر لیں۔(174)اور انہیں دیکھتے رہیں کہ عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔(175)

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ

کیا یہ ہمارے عذاب میں عجلت چاہ رہے ہیں۔(176)پس جب یہ (عذاب) ان کے دالان میں اترے گا تو

صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّ

تنبیہ شدگان کی صبح بہت بری ہو گی۔(177)اور آپ ایک مدت تک ان سے منہ پھیر لیں۔(178)اور

اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

دیکھتے رہیں عنقریب یہ خود بھی دیکھ لیں گے۔(179) آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان باتوں سے پاک ہے

عربی حاشیہ

15- خدا محفوظ رکھے واقعاً جس گھر میں عذاب نازل ہوجائے اس کی صبح کیسی ہوگی کوئی تصور نہیں کرسکتا ہے۔ عرب کا دور قدیم سے یہ دستور رہا ہے کہ ملاقات کے بعد پہلا سوال یہ کرتے ہیں کہ آپ کی صبح کیسی ہوئی۔ اب سوچئے کہ ان ظالموں کی صبح کیسی ہوگی۔

ف: آخری آیات میں خدا کی بے نیازی وپاکیزگی اس کی ربوبیت وبلندی، اس کے نیک بندوں پر سلام اور اس کی مکمل حمد کا تذکرہ کیا گیا ہے جو انسانی زندگی کا ایک مکمل نظام اور مرتب دستور العمل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اس مقام پر یہ شبہ نہ ہو کہ جب خدا نے اپنے پیغام کے پہنچانے والے مخلص بندوں سے مدد کا وعدہ کیا ہے تو کبھی کبھی یہ حضرات دنیا والوں سے مغلوب کیوں ہو جاتے ہیں اور ہر محاذ پر غالب اور فاتح کیوں نہیں نظر آتے ہیں۔ اس لئے کہ نصرت کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں کبھی یہ نصرت دلائل کی مضبوطی کے ذریعہ کی جاتی ہے اور کبھی اس کا تعلق حق پر ثبات قدم سے ہوتا ہے کہ شدت مصائب میں بھی ان کے ثبات قدم میں فرق نہیں آتا اور ہر معرکہ کو صبر واستقلال کے ساتھ سر کر لیتے ہیں اور کبھی اس کا تعلق سیاسی قوت اور اقتدار وغلبہ سے ہوتا ہے جو نصرت کی سب سے واضح قسم ہے اور جس کا ہر انسان کو انتظار رہتا ہے حالانکہ اصولی بات یہ ہے کہ اس نصرت کو قدرے دیر میں منظر عام پر آنا چاہیے تا کہ بندگان خدا کے اخلاص کا اظہار اور امتحان ہو جائے ورنہ اگر سامنا ہی نہ کرنا پڑا اور ہر مرحلہ کو نصرت الٰہی ہی نے طے کرا دیا تو ان کے کردار کی عظمت کا اندازہ کس طرح ہوگا اور یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ نصرت رشتہ وقرابت کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایمان وکردار کی بنا پر شامل حال کی گئی ہے۔

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ

جو یہ بیان کرتے ہیں۔(180)اور پیغمبروں پر سلام ہو۔(181)اور ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾

جو عالمین کا پروردگار ہے۔(182)

اٰیاتھا ۸۸ ۳۸ سُورَۃُ ص مَکِّیَّۃٌ ۳۸ رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ

صاد، قسم ہے اس قرآن کی جو نصیحت والا ہے۔(1) مگر جنہوں نے (اس کا) انکار کیا وہ غرور [1] اور مخالفت

وَشِقَاقٍ ﴿٢﴾ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَلَاتَ

میں ہیں۔(2)ان سے پہلے ہم کتنی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پھر (جب ہلاکت کا وقت آیا تو) فریاد کرنے لگے

حِينَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾ وَعَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ

مگر وہ بچنے کا وقت نہیں تھا۔(3)اور انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ خود انہی میں سے

وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٤﴾ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ

کوئی تنبیہ کرنے والا آیا۔اور کفار کہنے لگے: یہ جھوٹا جادوگر ہے۔(4) کیا اس نے بہت سے

إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ

معبودوں کی جگہ صرف ایک معبود بنا لیا؟ یہ تو یقیناً بڑی عجیب چیز ہے۔(5)اور ان میں سے قوم کے سرکردہ

عربی حاشیہ

ف: لات میں لا نفی کے لئے ہے اور ت تانیث یا مبالغہ کے لئے ہے۔ ت کے داخل ہوجانے کے بعد لا کا اسم یا جز بہر حال محذوف ہوجاتا ہے۔!

آیت نمبر ۱۱ میں کفار کی ہزیمت کا ذکر ہے حالانکہ یہ سورہ مکی ہے گویا کہ اس یقین کا ابھی سے اعلان کیا جارہا ہے کہ کفار کا مقدر ہزیمت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

1-اس قسم کا جواب بیان نہیں کیا گیا ہے یعنی خود قرآن کی قسم کہ قرآن برحق ہے اور اسے نصیحتوں والا اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے سارے مطالب عالم انسانیت کے لئے خیرو برکت پر مشتمل ہیں۔ یہ انسان کی بدبختی ہے کہ وہ غرور اور عداوت کا شکار ہوگیا ہے اور ایسے عظیم قرآن پر ایمان نہیں رکھتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) انسانی تباہی کا سب سے بڑا راز اس کا غرور اور تکبر ہوتا ہے جب اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں یا مجھ سے بڑا کوئی دوسرا نہیں ہے تو خواہ مخواہ دوسرے کی بات ماننے سے انکار کرنے لگتا ہے اور اسے اپنی حیثیت اور عظمت کے خلاف سمجھتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ کفر کی انتہائی نادانی، جہالت اور حماقت ہے کہ ایک طرف تو اپنی حیثیت عرفی کی بنا پر قرآن حکیم کے پیغامات اور مرسل اعظمؐ کے ارشادات کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور دوسری طرف اتنا گیا گزرا ہوگیا ہے کہ پرانی ضعیف عورتوں کی باتوں پر ایمان لائے ہوئے ہے اور اس سے سرمو تجاوز نہیں کرنا چاہتا ہے۔

یہی صورت حال دورِ حاضر کے ترقی یافتہ اور ترقی پسند مسلمانوں کی ہے کہ مذہب کے حقائق کے سامنے عزت وغرور کا شکار ہوجاتے ہیں اور سماجی اصول وقواعد کے سامنے بندۂ بے دام رہتے ہیں اور اسے اصولِ زندگی کا درجہ دیدیتے ہیں جب کہ ان کی کوئی عقلی اور منطقی بنیاد نہیں ہوتی ہے۔ ان ھـذا الشـی عجاب۔

مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ

لوگ یہ کہتے ہوئے چل پڑے: چلتے رہو اور اپنے معبودوں پر قائم رہو۔ اس چیز میں یقیناً کوئی

یُّرَادُ ۟ۖۚ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ[2][3] ۖۚ اِنْ هٰذَاۤ

غرض ہے۔(6)ہم نے کبھی یہ بات کسی پچھلے مذہب سے بھی نہیں سنی۔ یہ تو صرف ایک

اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۟ۖۚ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ

من گھڑت (بات) ہے۔(7) کیا ہمارے درمیان اسی پر یہ ذکر نازل کیا گیا؟ درحقیقت یہ لوگ

شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۟ؕ اَمْ عِنْدَهُمْ

میرے ذکر پر شک کر رہے ہیں بلکہ ابھی تو انہوں نے عذاب چکھا ہی نہیں ہے۔(8) کیا ان کے پاس

خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۟ۚ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ

تیرے غالب آنے والے فیاض رب کی رحمت کے خزانے ہیں؟(9)یا آسمانوں اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۫ فَلْیَرْتَقُوْا فِی

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر ان کی حکومت ہے؟ (اگر ایسا ہے) تو (آسمان کے) راستوں پر

الْاَسْبَابِ ۟ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۟

چڑھ دیکھیں۔(10)یہ گروہوں میں سے ایک گروہ ہے جو وہیں شکست کھانے والا ہے۔ (11)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۟ۙ

ان سے پہلے نوح اور عاد کی قوم اور میخوں والے فرعون نے تکذب کی تھی۔ (12)

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۟

اور ثمود اور لوط کی قوم اور ایکہ والے بھی اور یہ ہیں وہ گروہ۔ (13)

عربی حاشیہ

2-اس کاایک مفہوم یہ ہے کہ اپنے خداؤں پر قائم رہنا یہی ایک بات ہے جس کا تقاضا کیاجانا چاہیے۔

3-ملت آخرہ سے مراد عیسائیت ہے کہ یہ اسلام سے پہلے سب سے آخری خدائی مذہب تھا اور کفار کی نگاہ میں اس میں بھی اس قسم کی باتیں نہیں تھیں جیسی باتیں پیغمبرؐ اسلام کی تبلیغ میں پائی جاتی ہیں۔

اردو حاشیہ

اِنۡ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَمَا يَنۡظُرُ

ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میرا عذاب لازم ہو گیا۔(14)اور یہ لوگ

هٰٓؤُلَاۤءِ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنۡ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ

صرف ایک چیخ کے منتظر ہیں جس کے ساتھ کوئی مہلت نہیں ہو گی۔(15)اور

قَالُوۡا رَبَّنَا عَجِّلۡ لَّنَا قِطَّنَا قَبۡلَ يَوۡمِ الۡحِسَابِ ﴿۱۶﴾

وہ (از روئے تمسخر) کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمارا حصہ ہمیں حساب کے دن سے پہلے دے دے۔ (16)

اِصۡبِرۡ عَلٰى مَا يَقُوۡلُوۡنَ وَاذۡكُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذَا الۡاَيۡدِ ۚ

(اے رسول) جو یہ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور (ان سے) ہمارے بندے داؤد کا قصہ بیان کیجئے جو طاقت کے مالک اور

اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرۡنَا الۡجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحۡنَ

(اللہ کی طرف) باربار رجوع کرنے والے تھے۔(17)ہم نے ان کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا تھا۔

بِالۡعَشِىِّ وَالۡاِشۡرَاقِ ۙ﴿۱۸﴾ وَالطَّيۡرَ مَحۡشُوۡرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ

یہ صبح وشام ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔(18)اور پرندوں کو بھی (مسخر کیا۔) یہ سب اکٹھے ہو کر ان کی طرف

اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدۡنَا مُلۡكَهٗ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحِكۡمَةَ وَفَصۡلَ

رجوع کرتے تھے۔(19)اور ہم نے ان کی سلطنت مستحکم کر دی اور انہیں حکمت عطا کی اور فیصلہ کن گفتار (کی صلاحیت)

الۡخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلۡ اَتٰٮكَ نَبَؤُا الۡخَصۡمِ ۘ اِذۡ تَسَوَّرُوا

دے دی۔(20)اور کیا آپ کے پاس مقدمے والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار پھاند کر محراب میں

الۡمِحۡرَابَ ۙ﴿۲۱﴾ اِذۡ دَخَلُوۡا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنۡهُمۡ قَالُوۡا لَا

داخل ہوئے؟(21)جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا: خوف نہ کیجئے۔

عربی حاشیہ

4-دومرتبہ جانور کے دوہنے یا دودھ پینے کے درمیان کے وقفہ کا نام ہے فواق اور رقط ایک حصہ کو کہا جاتا ہے جو قط الشئی یعنی قطع الشئی سے نکلا ہے۔

ف: عجیب بات ہے کہ قوم نوح کے لئے پانی ،قوم عاد کے لئے آندھی ،قوم ثمود کے لئے بجلی اور قوم لوط کے لئے پتھر کا عذاب نازل ہوا اور اس طرح حیات عناصر حیات عناصر عذاب بن گئے۔

ف: اس مقام پر رسول اکرمؐ کو داؤد کی دس صفتیں یاددلائی گئی ہیں:

(۱)صبر (۲)عبدیت (۳)طاقت (۴)رجوع الی اللہ (۵)تسخیر جبال (۶)تسبیح جبال (۷)اجتماع طیور (۸)استحکام ملک (۹) حکمت (۱۰)قوت فیصلہ۔''اللھم ارزقنا''

5-داؤد۔ عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں محبوب۔ یہ بنی اسرائیل کے دوسرے بادشاہ تھے جنھیں توریت میں شادل کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ان سے پہلے بادشاہ

اردو حاشیہ

(۲) اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب داؤدؑ محراب عبادت میں مشغول عبادت تھے کہ اچانک دو شخص دیوار پھاند کر آ گئے جناب داؤدؑ کو سخت تعجب ہوا کہ یہ کون سا طریقہ ہے۔ انہوں نے اطمینان دلایا کہ ہم صرف فیصلہ چاہتے ہیں اور ایک نے اپنی داستانِ غم اس لہجہ میں سنائی کہ جناب داؤدؑ نے اس کی تالیف قلب کے لئے کہہ دیا کہ ایسا ظلم اکثر ہوتا رہتا ہے کہ دولت مند شخص ہر ایک کی دولت کو اپنی دولت میں شامل کر لینا چاہتا ہے لیکن معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ دوسرے شخص سے بھی بیان لے لینا چاہیے تھا اور یہ خیال آتے ہی انہوں نے استغفار شروع کر دیا اور سجدہ میں گر پڑے اور پروردگار نے اس ادا کو پسند فرما کر ان کی خلافت کا اعلان کر دیا کہ ان میں ان تمام باتوں کا احساس پایا جاتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا تھا ورنہ دوسرا فریق خود ہی اعتراض کرتا کہ یہ بیان غلط ہے۔ اس کے اعتراض نہ کرنے سے داؤدؑ نے یہ فیصلہ کر لیا کہ بیان صحیح ہے اور یہ طریقہ بھی غلط نہیں ہے لیکن پھر بھی احتیاط اور رسم قضاوت کے خلاف ہے۔ اسی لئے پروردگار نے کہا کہ اب تم فیصلہ کرو لیکن خواہش کا دخل نہ ہونے پائے ورنہ اس میں انحراف اور گمراہی کا اندیشہ رہتا ہے۔

تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْکُمْ بَیْنَنَا

ہم نزاع کے دو فریق ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے لہٰذا آپ

بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿٢٢﴾ اِنَّ

ہمارے درمیان منصفانہ فیصلہ کیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیجئے۔(22) بالشبہ

هٰذَآ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫

یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ یہ کہتا ہے کہ

فَقَالَ اَکْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

اسے میرے حوالے کرو اور گفتگو میں مجھ پر دباؤ ڈالتا ہے۔(23) داؤد کہنے لگے: تیری دنبی اپنی دنبیوں کے ساتھ

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ [8]

ملانے کا مطالبہ کر کے یقیناً یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شریک ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں سوائے

لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

ان لوگوں کے جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک اعمال بجا لاتے ہیں اور ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہیں۔

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ

پھر داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے انہیں آزمایا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے رب سے معافی مانگی

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاکِعًا وَّ اَنَابَ ﴿٢٤﴾ السجدة فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ

اور جھک گئے اور (اللہ کی طرف) رجوع کیا۔(24) پس ہم نے ان کی اس بات کو معاف کیا

وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٢٥﴾ یٰدَاوٗدُ اِنَّا

اور یقیناً ہمارے نزدیک ان کے لیے تقرب اور بہتر بازگشت ہے۔(25) اے داؤد! ہم نے

عربی حاشیہ

کا نام طالوت تھا جن کی فوج میں رہ کر انھوں نے جہاد کیا تھا۔

6- حکمت قوت علم وعمل کا نام ہے اور یہی وہ چیز ہے جس میں استحکام پایا جاتا ہے۔ فصل الخطاب۔ ہر بات کو محفوظ کر لینے اور اس کو بہترین انداز سے بیان کردینے کا نام ہے، جس میں صحیح فیصلہ بھی شامل ہے۔

7- خصم۔ جو کسی پر کسی حق کا دعویٰ کرے۔ یہ لفظ ایک دو، تین، مذکر، مونث سب کے لئے یکساں طور پر استعمال ہوتا ہے۔

8- عام طور سے اس کے معنی شرکاء کے بیان کئے جاتے ہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ صاحبانِ قوت مراد ہوں جو سب کے مال میں اپنی شرکت کے دعویدار ہوجاتے ہیں۔

اردو حاشیہ

جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ

آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہٰذا لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ کریں

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ

اور خواہش کی پیروی نہ کریں۔وہ آپ کو اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔

الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا

جو اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لیے یوم حساب فراموش کرنے پر

نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَ

یقیناً سخت عذاب ہو گا۔(26) اور ہم نے آسمان اور زمین اور

مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ

جو کچھ ان کے درمیان ہے کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ یہ تو کفار کا گمان ہے۔

لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ۭ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

ایسے کافروں کے لیے آتش جہنم کی تباہی ہے۔(27) کیا ہم ایمان لانے [۳] اور

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ

اعمال صالح بجا لانے والوں کو زمین میں فساد پھیلانے والوں کی طرح قرار دیں یا اہل تقویٰ کو

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ

بدکاروں کی طرح قرار دیں؟(28) یہ ایک ایسی بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تا کہ

لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا

لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں اور صاحبان عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔(29) اور ہم نے داؤد کو

عربی حاشیہ

ف: توریت میں جناب داؤد کے سلسلہ میں اور یاحتی کی زوجہ سے عشق اور اسے قتل کرا کے اس عورت سے عقد کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو انتہائی مہمل بات ہے اور امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ ایسے قاتل پر دہری حد جاری ہوگی بربنائے اسلام اور بربنائے نبوت۔

ف: آیت نمبر ۳۲، نمبر ۳۳ کے بارے میں واضح رہے کہ خیرعرب کے نزدیک گھوڑے کو کہا جاتا ہے اور "عن ذکر ربی" گھوڑوں کی محبت کے سبب کا بیان ہے کہ یہ سب ذکر خدا کی بنا پر ہے۔ اس کے بعد "توارث" کا فاعل بھی یہی گھوڑے ہیں اور ردوھا کا مرجع بھی۔ اس کا سورج کے چھپنے اور نماز کے قضا ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ نماز واجب کا قضا کرنا خلاف نبوت ہے اور نافلہ کے لئے سورج کا پلٹنا خلاف عقل ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) قاضی ابوبکر نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنی ہاشم کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ایمان وتقویٰ والوں سے مراد علی ابن ابی طالبؑ، جعفر، عبیدہ بن الحرث، طفیل بن الحارث، زید بن حارثہ اور ام ایمن وغیرہ ہیں اور مفسدین وفجار سے مراد بنی عبدشمس اور بنی امیہ ہیں۔

لِدَاوٗدَ سُلَیۡمٰنَ[9] ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿ؕ۳۰﴾ اِذۡ عُرِضَ

سلیمان عطا کیا جو بہترین بندے اور (اللہ کی طرف) خوب رجوع کرنے والے تھے۔(30) جب شام کے وقت

عَلَیۡہِ بِالۡعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ[10] الۡجِیَادُ ﴿ۙ۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّیۡۤ اَحۡبَبۡتُ

انہیں سدھائے ہوئے تیز رفتار گھوڑے پیش کیے گئے۔(31) تو انہوں نے کہا: میں نے (گھوڑوں کے ساتھ ایسے)

حُبَّ الۡخَیۡرِ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّیۡ ۚ حَتّٰی تَوَارَتۡ بِالۡحِجَابِ ﴿ٝ۳۲﴾ وقفة

محبت (۴) کی جیسے خیر سے محبت کی جاتی ہے اور اپنے رب کے ذکر سے غافل ہو گیا یہاں تک کہ (سورج) پردے میں چھپ گیا۔(32)

رُدُّوۡہَا عَلَیَّ ؕ فَطَفِقَ مَسۡحًۢا بِالسُّوۡقِ وَ الۡاَعۡنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَ

(بولے:) انہیں میرے پاس واپس لے آؤ۔ پھر ان کی ٹانگوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔(33) اور

لَقَدۡ فَتَنَّا سُلَیۡمٰنَ وَ اَلۡقَیۡنَا عَلٰی کُرۡسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

بتحقیق ہم نے سلیمان کو آزمایا اور ان کے تخت (۵) پر ایک جسد ڈال دیا پھر انہوں نے (اپنے رب کی طرف) رجوع کیا۔(34)

قَالَ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ ہَبۡ لِیۡ مُلۡکًا لَّا یَنۡۢبَغِیۡ لِاَحَدٍ مِّنۡۢ

کہا: میرے رب! مجھے معاف کر دے اور مجھے ایسی بادشاہی عطا کر جو میرے بعد کسی کے

بَعۡدِیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرۡنَا لَہُ الرِّیۡحَ تَجۡرِیۡ

شایان شان نہ ہو۔ یقیناً تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔(35) پھر ہم نے ہوا کو ان کے لیے مسخر کر دیا۔ جدھر وہ جانا چاہتے

بِاَمۡرِہٖ رُخَآءً حَیۡثُ اَصَابَ ﴿ۙ۳۶﴾ وَ الشَّیٰطِیۡنَ کُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

ان کے حکم سے نرمی کے ساتھ اسی طرف چل پڑتی تھی۔(36) اور ہر قسم کے معمار اور غوطہ خور شیاطین کو بھی

غَوَّاصٍ ﴿ۙ۳۷﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مُقَرَّنِیۡنَ فِی الۡاَصۡفَادِ ﴿۳۸﴾ ہٰذَا

(مسخر کیا)۔(37) اور دوسروں کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔(38) یہ ہماری

عربی حاشیہ

9- سلیمان عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں صلح پسند انسان۔ یہ جناب داؤد کے فرزند تھے جن کی قرآن مجید نے تعریف کی ہے اور موجودہ توریت میں سخت مذمت پائی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ انھیں ایک کسبی اور بدکار عورت کا فرزند کہا گیا ہے۔ (معاذ اللہ)

10- صافنات۔ صافنہ کی جمع ہے۔ یعنی وہ اصیل گھوڑے جو تین پیروں پر زور دے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

جیاد۔ جواد کی جمع ہے یعنی تیز رفتار گھوڑے اور انسانوں میں کریم الطبع انسان۔

سوق۔ ساق کی جمع ہے یعنی پنڈلی۔

رخاء۔ نرم رفتار۔

اصفاد۔ زنجیریں اور طوق وغیرہ۔

فامنن۔ یعنی دوسروں کو عطا کر دو۔

امسک۔ اپنے پاس محدود رکھو۔

نصب۔ تعب اور مشقت۔

مغتسل۔ غسل کی جگہ۔

اردو حاشیہ

(۴) تفاسیر میں ان آیات کے بارے میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ جناب سلیمانؑ شام کے وقت اپنے اصطبل کے گھوڑوں کا جائزہ لے رہے تھے یہاں تک کہ شام ہو گئی اور گھوڑے واپس آئے تو انہوں نے جہاد کی تیاری اور اسکے لئے مناسب ہونے کی بنا پر اتنے بڑے بادشاہ ہونے کے باوجود ان کی گردنوں پنڈلیوں کو ملنا شروع کر دیا اور یہ سلیمانؑ کا بہترین عمل خیر تھا جس کے بارے میں مفسرین نے یہ کہا ہے کہ وہ اس قدر محو ہو گئے کہ سورج چھپ گیا اور نماز یا عبادت قضا ہو گئی اور انہوں نے توبہ واستغفار کیا جب کہ ان باتوں کا کوئی ذکر آیت میں نہیں ہے۔

(۵) یہاں بھی مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ سلیمانؑ ہی نڈھال کرسی پر ڈال دیئے گئے اور یہ کسی ترک اولیٰ کا نتیجہ تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ انہوں نے وارثِ تخت وتاج کا انتظام شروع کیا اور جماع میں انشاء اللہ نہیں کہا تو بچہ مردہ پیدا ہوا کہ ہمارے بغیر ایسا ہی وارث پیدا ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم

عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَ اِنَّ لَهٗ

عنایت ہے جسے چاہو دے دو اور جس سے چاہو روک دو۔ اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔(39) اور ان کے لیے

عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٤٠﴾ ع وَ اذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ

ہمارے ہاں یقیناً قرب اور نیک انجام ہے۔(40) اور ہمارے بندے ایوب کا ذکر کیجئے

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ﴿٤١﴾

جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا: شیطان نے مجھے تکلیف اور اذیت دی ہے۔ (41)

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿٤٢﴾

(ہم نے کہا:) اپنا پاؤں ماریں۔ یہ ہے ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کیلئے۔ (42)

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى

ہم نے انہیں اہل وعیال دیے اور ان کے ساتھ اتنے مزید دیے اپنی طرف سے رحمت اور عقل والوں کے لیے

لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿٤٣﴾ وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا (11) فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا

نصیحت کے طور پر۔(43) (ہم نے کہا:) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو تھام لیں اور اسے ماریں اور قسم نہ توڑیں۔

تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿٤٤﴾

تحقیق ہم نے انہیں صابر (٦) پایا۔ وہ بہترین بندے تھے، بے شک وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔(44)

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ

اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو طاقت اور

وَ الْاَبْصَارِ ﴿٤٥﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿٤٦﴾

بصیرت والے تھے۔(45) ہم نے انہیں ایک خاص صفت کی بنا پر مخلص بنایا (وہ) دار (آخرت) کا ذکر ہے۔(46)

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۵ میں سلیمان کی دعا بر بنائے بُخل نہیں تھی بلکہ اپنی حکومت کا ایک امتیاز چاہتے تھے جو پانچ کمالات کی شکل میں ظاہر ہوا۔ (۱) ہواؤں کی تسخیر (۲) کارآمد شیاطین (۳) سرکش شیاطین کی گرفتاری (۴) عطا اور امساک کا اختیار (۵) تقرب الٰہی اور بہترین بازگشت۔ان کے علاوہ دیگر امتیازات سے دوسری حکومت ملک سلیمان سے بہتر بھی ہوسکتی ہے۔

ف: واضح رہے کہ زوجہ ایوب وہ خاتون ہے جو ان تمام مصائب میں شوہر کے ساتھ رہی اور اسی بنا پر قدرت نے قسم پر عمل کرنے میں نرمی کے برتاؤ کی تعلیم دی ورنہ جرمِ ناقابلِ معافی ہوتا تو حیلہ بیکار ہوتا۔

11-ضغث۔لکڑیوں وغیرہ کا ایک مُٹھا۔

حنث۔قسم کے خلاف عمل کرنا۔

ایدی۔قوت۔

اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے

اردو حاشیہ

(٦) صبر ایوبؑ دنیا میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتا ہے اور روایات کی بنا پر انہوں نے واقعاً بہت صبر کیا ہے۔ اموال سب ضائع ہو گئے اولاد سب تلف ہو گئی۔ اپنے جسم میں بھی طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو گئیں لیکن مسلسل صبر کرتے رہے اور کبھی فریاد نہ کی اور شیطان اس طرح ان کے صبر کو آزماتا رہا اور پروردگار بھی اس پر واضح کرتا رہا کہ ہمارے مخلص بندے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زوجہ سے ادنیٰ غلطی ہو گئی اور انہوں نے قسم کھالی کہ میں شفا پانے کے بعد سو لکڑیاں ماروں گا کہ اس نے شیطان سے کیوں بات کی اور اسے میرے صبر کا امتحان کیوں نہیں لینے دیا تو قدرت نے ان کے صبر کی لاج رکھنے کیلئے ایک طریقہ تعلیم کر دیا۔ ورنہ زوجہ نے واقعاً کوئی جرم کیا ہوتا جو حد اور سزا کے قابل ہوتا تو اس طرح کی تدبیریں روانہ ہوتیں۔ بہرحال جناب ایوبؑ نے اپنی قسم پر عمل کیا اور خدا نے بھی ان کی صحت کیلئے چشمہ جاری کر دیا اور ساری نعمتیں مثل اوّل بلکہ اس کے دگنی عطا کر دیں جو اس بات کی علامت ہے کہ خدا راحت و آرام کا انتظام کرتا ہے لیکن امتحان اور آزمائش کے بعد اس کے بغیر وہ کسی طرح کی راحت کا ذمہ دار نہیں ہے۔

وَ اِنَّهُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَيۡنَ الۡاَخۡيَارِ ؕ﴿۴۷﴾ وَ اذۡكُرۡ

اور وہ ہمارے نزدیک یقیناً برگزیدہ نیک افراد میں سے تھے۔(47)اور (اے رسول) اسماعیل

اِسۡمٰعِيۡلَ وَ الۡيَسَعَ وَ ذَا الۡكِفۡلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الۡاَخۡيَارِ ؕ﴿۴۸﴾

اور یسع اور ذوالکفل کو یاد کیجئے۔ یہ سب نیک لوگوں میں سے ہیں۔ (48)

هٰذَا ذِكۡرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلۡمُتَّقِيۡنَ لَحُسۡنَ مَاٰبٍ ۙ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدۡنٍ

یہ ایک نصیحت ہے اور تقویٰ والوں کے لیے یقیناً اچھا ٹھکانا ہے۔(49)وہ دائمی جنتیں ہیں جن کے

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الۡاَبۡوَابُ ۚ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيۡنَ فِيۡهَا يَدۡعُوۡنَ فِيۡهَا

دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے۔(50)ان میں وہ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور بہت سے میوے

بِفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَ عِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ

اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔(51)اور ان کے پاس آنکھیں نیچی رکھنے والی ہم عمر

اَتۡرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوۡعَدُوۡنَ لِيَوۡمِ الۡحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ

بیویاں ہوں گی۔(52)یہ وہ بات ہے جس کا روز حساب کے لیے تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(53)یقیناً

هٰذَا لَرِزۡقُنَا مَا لَهٗ مِنۡ نَّفَادٍ ۚ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِيۡنَ

یہ ہمارا وہ رزق ہے جو ختم ہونے والا نہیں ہے۔(54)یہ تو (اہل تقویٰ کے لیے) ہے اور سرکشوں کے لیے

لَشَرَّ مَاٰبٍ ۙ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصۡلَوۡنَهَا ۚ فَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ

بدترین ٹھکانا ہے۔(55)(یعنی) جہنم جس میں وہ جھلس جائیں گے۔پس وہ بدترین بچھونا ہے۔(56)یہ ہے ان کے لیے۔

فَلۡيَذُوۡقُوۡهُ حَمِيۡمٌ وَّ غَسَّاقٌ ۙ﴿۵۷﴾ وَّ اٰخَرُ مِنۡ شَكۡلِهٖۤ اَزۡوَاجٌ ؕ﴿۵۸﴾

پس وہ کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کا ذائقہ چکھیں۔(57)اور اس قسم کی مزید بہت سی چیزوں کا۔ (58)

عربی حاشیہ

کہ کیا قسم پر عمل کرنے کے لئے اس طرح کے شرعی حیلے صحیح ہیں کہ سو مرتبہ مارنے کے بجائے سو تنکے جمع کر کے ایک مرتبہ مار دیا جائے؟ لیکن اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ یہ ایک مخصوص واقعہ ہے جس کی مصلحت کو پروردگار بہتر جانتا ہے لہٰذا اسے عام قانون کی حیثیت نہیں دی جاسکتی ہے اور نہ اسے دلیل شرعی بنایا جاسکتا ہے۔

12- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ اس جملہ کی اصل یہ ہے ھذ ''ا حمیم وغساق فلیذ وقوہ'' یعنی یہ گرم پانی اور پیپ ہے، لہٰذا یہ ظالم اس کا مزہ چکھیں۔

ف: الیسع ایک بزرگ پیغمبر کا نام ہے اگرچہ بعض مفسرین نے اس یوشع کا نام قرار دیا ہے اور بعض نے یسع فعل پر الف لام داخل کر دیا ہے جس طرح ذوالکفل ایک مستقل پیغمبر تھے جن کا نام بشر یا بشیر یا شرف تھا اور رحمت کے وافر حصہ یا ایتام کی کفالت کی بنا پر ذوالکفل کہا جاتا تھا۔

اردو حاشیہ

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا(13) بِهِمْ ۗ اِنَّهُمْ

یہ ایک جماعت تمہارے ساتھ (جہنم میں) گھسنے والی ہے ان کے لیے کوئی خیر مقدم نہیں ہے۔ یہ یقیناً آگ میں

صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۗ اَنْتُمْ

جھلسنے والے ہیں۔(59)وہ کہیں گے: تمہارے لیے کوئی خیر مقدم نہیں ہے بلکہ تم ہی تو یہ (مصیبت)

قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ

ہمارے لیے لائے ہو۔ پس کیسی بدترین جگہ ہے۔(60)وہ کہیں گے : ہمارے پروردگار! جس نے

لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾ وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا

ہمیں اس انجام سے دوچار کیا سے اسے آگ میں دگنا عذاب دے۔(61)اور وہ کہیں گے: کیا بات ہے

نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ(14) ﴿٦٢﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ

ہمیں وہ لوگ نظر نہیں آتے جنہیں ہم برے افراد میں شمار کرتے تھے؟(62) کیا ہم یونہی ان کا

سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿٦٣﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ

مذاق اڑایا کرتے تھے یا اب (ہماری) آنکھیں انہیں نہیں پاتیں؟(63)بلاشبہ یہ جہنمیوں کے

تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ

باہمی جھگڑے کی اصل بات ہے۔(64) آپ کہہ دیجئے: میں تو صرف تنبیہ کرنے والا ہوں اور کوئی

اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

معبود نہیں سوائے اللہ کے جو واحد، قہار ہے۔(65) وہ آسمان وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا مالک ہے،

وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿٦٧﴾

وہ بڑا غالب آنے والا، بڑا معاف کرنے والا ہے۔(66) کہہ دیجئے: یہ ایک بڑی خبر ہے۔ (67)

ع ۴ / ۲۴ / ۱۳

عربی حاشیہ

ف: شیطان کے بارے میں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان کو تکامل کے لئے پیدا کیا گیا ہے تو شیطان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے اور کیوں باقی رکھا گیا ہے۔ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ شیطان پیدا نہیں کیا گیا ہے بن گیا ہے اور باقی اس لئے رکھا گیا ہے کہ طوفانوں کا مقابلہ ہی انسان کو تکامل کی راہ پر چلاتا ہے ورنہ انسان سستی کا شکار ہوکر فنا ہو جائے۔

13- مرحبا۔ خوشی اور استقبال کے موقع پر استعمال ہوتا ہے اور لا مرحبا اس کے خلاف استعمال ہوتا ہے کہ خدا تمھارا بھلا نہ کرے۔

14- یہ وہی شریف اور کمزور طبقہ کے لوگ ہیں جو صاحبانِ قوت وطاقت کی نگاہ میں ہمیشہ اشرار کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہ اشرار ہیں کہ اللہ کا نام لیتے ہیں اور دنیا میں فساد نہیں پھیلاتے ہیں اور یہ اشراف ہیں کہ غریبوں کا خون چوستے ہیں اور سماج میں عالمی سطح پر فساد پھیلانے کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔

اردو حاشیہ

اَنۡتُمۡ عَنۡهُ مُعۡرِضُوۡنَ ﴿٦٨﴾ مَا كَانَ لِیَ مِنۡ عِلۡمٍۢ بِالۡمَلَاِ[15]

جس سے تم منہ پھیرتے ہو۔(68) مجھے عالم بالا کا علم نہ تھا

الۡاَعۡلٰۤى اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿٦٩﴾ اِنۡ يُّوۡحٰۤى اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا

جب وہ جھگڑتے تھے۔(69) میری طرف وحی محض اس لیے ہوتی ہے کہ میں نمایاں طور پر فقط تنبیہ

نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿٧٠﴾ اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیۡ خَالِقٌۢ بَشَرًا

کرنے والا ہوں۔(70) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں مٹی سے ایک بشر

مِّنۡ طِيۡنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّيۡتُهٗ وَنَفَخۡتُ فِيۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا

بنانے والا ہوں۔(71) پس جب میں اسے درست بنالوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے لیے

لَهٗ سٰجِدِيۡنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الۡمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمۡ اَجۡمَعُوۡنَ ﴿٧٣﴾

سجدے میں گر پڑنا۔(72) چنانچہ تمام کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ (73)

اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ ؕ اِسۡتَكۡبَرَ وَكَانَ مِنَ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ

سوائے ابلیس کے جو اکڑ بیٹھا اور کافروں (۷) میں سے ہو گیا۔ (74) فرمایا:

يٰۤاِبۡلِيۡسُ مَا مَنَعَكَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِمَا خَلَقۡتُ بِيَدَیَّ[16] ؕ

اے ابلیس! جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے اسے سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا؟

اَسۡتَكۡبَرۡتَ اَمۡ كُنۡتَ مِنَ الۡعَالِيۡنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَيۡرٌ

کیا تو نے تکبر کیا ہے یا تو اونچے درجے والوں میں سے ہے؟(75) اس نے کہا: میں اس سے بہتر ہوں۔

مِّنۡهُ ؕ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّخَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِيۡنٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ

مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے بنایا ہے۔(76) فرمایا:

عربی حاشیہ

15-بلند ترین قوم یعنی ملائکہ۔

16-اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے یعنی ان کی تخلیق میں مادی اسباب اور ماں باپ کا دخل نہیں رہا ہے۔ ان کی تخلیق صرف میرے ارادہ، قدرت اور اختیار سے ہوئی ہے اور ان میں میں نے اپنی روح پھونکی ہے (جسے بعض علماء نے حیات سے تعبیر کیا ہے اور بعض نے ضمیر سے جو انسانی زندگی میں سب سے قیمتی جوہر ہے اور جس نے جسم مادی اور روح لطیف میں توازن پیدا کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) بظاہر شیطان نے آخر وقت تک ربوبیت پروردگار سے انکار نہیں کیا تھا اور یہی کہہ رہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو خاک سے بنایا ہے تیری عزت کی قسم میں لوگوں کو گمراہ کروں گا لیکن اس کے باوجود پروردگار نے اسے لفظ کافر سے یاد کیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ نمائندہ پروردگار کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرنا اور اس کی اطاعت سے انکار کر دینا درحقیقت عظمت الٰہی اور ربوبیت پروردگار کا انکار ہے اور اس کے بعد اسلام و ایمان کا کوئی امکان نہیں رہ جاتا ہے۔ اور انکار کرنے والا اسلام و ایمان سے نکل کر کفر اور لعنت کی حدوں میں داخل ہو جاتا ہے۔

بعض افراد نے اس مقام پر یہ شبہ بھی وارد کیا ہے کہ خدا چاہتا تو ابلیس سجدہ کر لیتا اور انکار نہ کر سکتا اور جب اس نے نہیں چاہا تو ابلیس کس طرح سجدہ کرتا۔ حالانکہ یہ ایک کھلا ہوا مغالطہ ہے دنیا میں چاہنے کی دو قسمیں ہوتی ہیں بعض اعمال کو حاکم خود انجام دینا چاہتا ہے ان میں مخالفت ممکن نہیں ہوتی ہے اور بعض اپنی رعایا سے چاہتا ہے ان میں رعایا کو مخالفت اور بغاوت کی چھوٹ دی جاتی ہے تا کہ جبر کا الزام نہ آنے پائے!

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى

پس نکل جا یہاں سے کہ تو یقیناً مردود ہے۔(77)اور یوم جزا تک تجھ پر

يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾

میری لعنت ہے۔(78)اس نے کہا: میرے رب! پس (ان لوگوں کے) اٹھائے جانے کے روز تک مجھے مہلت دے۔(79)

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

فرمایا: تو مہلت ملنے والوں میں سے ہے۔(80) معین وقت کے

الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾

دن تک۔(81) کہنے لگا: مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو بہکا دوں گا۔ (82)

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ وَ الْحَقَّ

ان میں سے سوائے تیرے خالص بندوں کے۔(83)فرمایا: حق تو یہ ہے اور میں حق بات ہی

اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ

کرتا ہوں۔(84) کہ میں تجھ سے اور ان میں سے تیری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو

مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

ضرور پر کر دوں گا۔(85) کہہ دیجئے: میں تم لوگوں سے اس بات کا اجر نہیں مانگتا اور نہ ہی میں

وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ[17] ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾

بناوٹ والوں میں سے ہوں۔(86) یہ تو عالمین کے لیے صرف نصیحت ہے۔ (87)

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾

اور تمہیں اس کا علم ایک مدت کے بعد ہوگا۔(88)

عربی حاشیہ

ف: غرور اور تکبر ایک آگ ہے جو خرمنِ حیات کو جھلس دیتی ہے۔ شیطان کی ٦ ہزار سالہ عبادت ایک غرور میں فنا ہوگئی گویا کہ ایک ٦ ہزار سالہ عمارت تھی جو ایک بم سے زمین پر آرہی اور مکان میں رہنے والا اس کے ملبہ کے اندر دب کررہا گیا۔ "انی یوم الوقت المعلوم"

17- سرکارِ دوعالم کے ارشادات میں متکلف کی حسب ذیل صفتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اپنے سے بالاتر سے جھگڑا کرتا ہے۔ جو نہ مل سکے اس کے پیچھے لگا رہتا ہے۔ جو نہیں جانتا اس کے بارے میں گفتگو کرتا ہے۔ سامنے رہتا ہے تو خوشامد کرتا ہے، پیٹھ پیچھے غیبت کرتا ہے، دوسروں کی مصیبت میں شماتت کرتا ہے۔ اور ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ متکلف ہمیشہ حقائق کے خلاف بولتا ہے اور نفاق سے کام لیتا ہے اس لئے کہ تکلف کے معنی تصنع یعنی اپنی طرف سے بات بنانا ہے جو غلط بیانی کے معنی میں استعمال

اردو حاشیہ

ایاتها ۷۵ ۳۹ سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ۵۹ رکوعاتها ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① اِنَّآ اَنْزَلْنَآ

اس کتاب کا نزول بڑے غالب آنے والے اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔(1) ہم نے آپ کی طرف

اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ②

یہ کتاب برحق نازل کی ہے لہٰذا آپ دین کو اسی کے لیے خالص کر کے صرف اللہ کی عبادت کریں۔ (2)

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ

آگاہ رہو! خالص دین صرف اللہ کے لیے ہے اور جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو

اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ

سرپرست بنایا ہے (ان کا کہنا ہے کہ) ہم انہیں صرف اس لیے پوجتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرب بنا دیں۔

اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا

اللہ ان کے درمیان یقیناً ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ③ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ

اللہ جھوٹے منکر کو یقیناً ہدایت نہیں کرتا۔(3)اگر اللہ کسی کو اپنا بیٹا بنانا چاہتا تو

وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ اللّٰهُ

اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا منتخب کر لیتا۔ وہ پاکیزہ ہے اور وہ اللہ

عربی حاشیہ

ہوتا ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ سارا قرآن وحی پروردگار ہے۔ اس میں ایک لفظ بھی اپنا نہیں ہے اور اس کا فیصلہ روز قیامت ہوگا جب اس کی تمام خبریں منظر عام پر آجائیں گی۔

1- دین خالص کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس میں خدا کے علاوہ کسی کا ذکر نہ ہو اور اس کے علاوہ کسی کو قابل تعظیم واحترام نہ قرار دیا جائے دین خالص کے معنی یہ ہیں کہ بندگی صرف خدا کے لئے رہے اور اس کی مرضی کے بغیر کسی کو وسیلہ بھی نہ بنایا جائے جیسا کہ بت پرستوں نے کیا کہ اپنی طرف سے انھیں وسیلہ بنالیا اور یہ دین خالص کے خلاف بات ہے۔

ف: تنزیل اور انزال کے بارے میں بعض علماء کا خیال ہے کہ تنزیل تدریجی نزول ہے اور انزال دفعی اور بعض کا خیال ہے کہ انزال میں دونوں صورتیں شامل ہیں۔ قرآن مجید نے بعض مقامات پر دونوں لفظ استعمال کئے ہیں جن میں ایک سے شبِ قدر کے نزول کی طرف اشارہ

اردو حاشیہ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝٤ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ

یکتا، غالب ہے۔(4)اسی نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے۔ وہی رات کو

يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ

دن پر لپیٹتا (۱) ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا ہے۔

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ

یہ سب ایک مقررہ وقت تک چلتے رہیں گے۔ آگاہ رہو! وہی بڑا غالب آنے والا، معاف کرنے والا

الْغَفَّارُ ۝٥ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

ہے۔(5) اسی نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا پھر اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے لیے

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ

چوپاؤں میں سے آٹھ جوڑے بنائے۔ وہی تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں میں تین

اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

تاریکیوں (۲) میں ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت دیتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝٦ اِنْ

اسی کی بادشاہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو؟(6)اگر تم

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۟ قف وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ

کفر کرو تو یقیناً اللہ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا

الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لیے پسند کرے گا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا

عربی حاشیہ

ہے اور دوسرے سے ۲۳ سال کے نزول کی طرف۔

ف: ثمانیۃ ازواج گائے، بکری، اونٹ اور گوسفند کے نر اور مادہ ہیں جنھیں آٹھ جوڑے اس لئے کہا گیا ہے کہ عربی میں ایک کو بھی زوج کہا جاتا ہے ۔ حیوانات کے لئے نزول کا لفظ نعمت خدا ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ مقام ومنزلت کے اعتبار سے خدا کی طرف سے نازل ہوئے ہیں۔

2- یہ مراتب خلقت کی طرف واضح اشارہ ہے کہ انسان نطفہ، علقہ اور مضغہ جیسی منزلوں سے گزرنے کے بعد انسانیت کی منزل تک پہنچتا ہے اور یہ سب تین تاریکیوں کے اندر ہوتا ہے۔ شکم کی تاریکی، رحم کی تاریکی اور اس جھلی کی تاریکی جس کے اندر بچہ کی نشوونما ہوتی ہے۔

3- یہ ان مذاہب کی کھلی ہوئی تردید ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ دنیا کا ہر کام خدا کی

اردو حاشیہ

(۱) کھلی ہوئی بات ہے کہ دن اور رات کسی چادر یا پردہ کا نام نہیں ہے کہ اسے لپیٹ دیا جائے اور پھر ایک کے دوسرے پر لپیٹنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ درحقیقت اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ زمین کروی شکل رکھتی ہے اور حرکت بھی کرتی رہتی ہے اور کروی چیز جب حرکت میں آتی ہے تو اس کا خاصہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا جو رخ ایک وقت کسی کے مقابل رہتا ہے دوسرے وقت اس کے بالکل برعکس ہو جاتا ہے۔ یہی حال زمین اور آفتاب کا ہے کہ زمین اپنی گردش کی بنا پر ایک سمت سے ہمیشہ آفتاب کے مقابل رہتی ہے اور دسری سمت سے اس کے خلاف اور اس طرح مقابل سمت کو دن کہا جاتا ہے اور مخالف سمت کو رات اس کے بعد اس حرکت کا قہری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مقابل مخالف ہو جائے اور مخالف مقابل۔ گویا دن کی چادر لپیٹ دی جائے تو رات کی چادر پھیل جائے اور رات کا پردہ سمیٹ دیا جائے تو دن کا نور منتشر ہو جائے۔ آیت کریمہ میں زمین کے گول ہونے اور اس کی گردش کی طرف بھی واضح اشارہ پایا جاتا ہے۔

(۲) حقیقت امر یہ ہے کہ یہ خالق کائنات کا کمال تخلیق ہے ورنہ انسان کا جیسا حسین نقش ایسی تاریکیوں میں ابھار دینا اور وہ بھی قطرۂ آب پر جس کے نقش کو ہمیشہ غیر مستقر اور نقش برآب کہا جاتا ہے۔ صرف پروردگار کا کمال ہے۔ دنیا کا کوئی نقاش تو سوچ بھی نہیں سکتا ہے تخلیق کا کیا سوال ہے۔

أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ

بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہیں اپنے رب کی بارگاہ کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾ وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ

کرتے رہے ہو۔ یقیناً وہ دلوں کا حال خوب جاننے والا ہے۔(7) اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے

ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ

تو اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے

نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا

کوئی نعمت دیتا ہے تو جسے پہلے پکارتا تھا بھول جاتا ہے اور اللہ کے لیے شریک بنانے لگتا ہے تا کہ اس کی

لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ

راہ سے (دوسروں کو) گمراہ کر دے، کہہ دیجئے: اپنے کفر سے تھوڑا سا لطف اندوز ہو جاؤ۔ یقیناً تو

مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾ أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ[4] آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا

جہنمیوں میں سے ہے۔(8) (مشرک بہتر ہے) یا وہ شخص جو رات کی گھڑیوں میں سجدے

وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ

اور قیام کی حالت میں عبادت کرتا ہے، آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب [۳] کی رحمت سے

يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا

اُمید لگائے رکھتا ہے۔ کہہ دیجئے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے یکساں ہو سکتے ہیں؟ بے شک

يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ ع قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا

نصیحت تو صرف عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔(9) کہہ دیجئے: اے میرے مومن بندو!

ع ۱ ۹ ۱۵

عربی حاشیہ

مرضی سے ہوتا ہے۔ خدا نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ وہ کفر سے راضی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود کفر ہو رہا ہے کہ وہ جبر و اکراہ کو اپنی حکمت اور عدالت کے خلاف سمجھتا ہے۔

4- یہ مبتدا ہے جس کی خبر محذوف ہے اور اس کا اندازہ دوسرے جملہ سے ہوتا ہے کہ جس طرح عالم اور جاہل برابر نہیں ہیں اسی طرح عبادت گزار اور سرکش برابر نہیں ہیں۔

ف: آیت نمبر ۹ میں عالم کے مرتبہ کے اعلان سے پہلے عبادت اور نماز شب کا تذکرہ دلیل ہے کہ عالم کو صاحب مغفرت اور عبادت گزار ہونا چاہیے ورنہ بغیر معرفت اس آیت کا تلاوت کرنے والا بھی خوارج میں شامل ہو سکتا ہے جیسا روایت کہل میں وراد ہوا ہے۔ (سفینۃ البحار)

اردو حاشیہ

(۳) صاحبانِ ایمان کا کمال کردار یہ ہے کہ عبادت کرتے ہوئے یہ دہرے جذبات اپنے دل میں ضرور رکھتے ہیں آخرت کے عذاب سے ڈرتے بھی رہتے ہیں اور رحمت خدا کے امیدوار بھی رہتے ہیں اور اسی لئے ایمانی زندگی کو بیم و رجاء کے درمیان کی زندگی کہا جاتا ہے۔ اس جذبہ سے دنیا کا کوئی انسان بے نیاز نہیں ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ بعض افراد میں یہ جذبہ اپنے اعمال اور گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور بعض افراد میں کمال معرفت اور حسن کردار کی بنا پر پیدا ہوتا ہے کہ وہ عصمت کردار کے باوجود مغرور نہیں ہوتے بلکہ اپنے کو ایک بندۂ پروردگار سمجھتے ہیں اور ان میں بندگی کے سارے اوصاف پائے جاتے ہیں۔

اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ

اپنے رب سے ڈرو۔ جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے بھلائی ہے

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ

اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے۔ یقیناً بے شمار ثواب تو صرف صبر کرنے والوں ہی کو

حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ﴿۱۱﴾ۙ

ملے گا۔(10) کہہ دیجئے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں دین کو اس کے لیے خالص کر کے اللہ کی بندگی کروں۔ (11)

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ

اور مجھے یہ حکم بھی ملا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلم بنوں۔(12) کہہ دیجئے: اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں

عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا [5]

تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔(13) کہہ دیجئے: میں اللہ ہی کی بندگی کرتا ہوں اپنے دین کو اس کے لیے

لَّهٗ دِیْنِیْ ﴿۱۴﴾ۙ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ

خالص رکھتے ہوئے۔(14) پس تم اللہ کے علاوہ جس جس کی بندگی کرنا چاہو کرتے رہو۔ کہہ دیجئے:

الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ [6]

گھاٹے میں تو یقیناً وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن خود کو اور اپنے عیال کو گھاٹے میں ڈال دیں۔ خبردار!

الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ

یہی کھلا گھاٹا ہے۔(15) ان کے لیے ان کے اوپر آگ کے سائبان اور ان کے نیچے سے بھی سائبان ہوں گے۔

تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾

یہ وہ بات ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ پس اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو۔ (16)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۸ اسلام میں حریت فکر اور اس کے ساتھ حسن انتخاب کی بہترین دلیل ہے۔ البتہ کسی مواد کے بارے میں کتب ضلال کی طرح زہریلا ہونا ثابت ہوجائے تو اس کی آزادی کو روک دیا جائے گا کہ حریتِ فکر کے معنی تباہی اور بربادی کے نہیں ہیں۔

5- یہ احساس بندگی کا کمال ہے کہ بندہ میں اپنے مراتب اور کمالات کا غرور نہ پیدا ہو اور یہ ذہن نشین رکھے کہ میں بہرحال بندہ ہوں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے اسی مالک کا دیا ہوا ہے۔ وہ نیکی پر عطا بھی کرسکتا ہے اور معصیت پر عذاب بھی کرسکتا ہے۔

6- اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ عذاب کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس کا تذکرہ صرف بندوں کے ڈرانے کے لئے ہوتا ہے۔ خدا معاذ اللہ غلط بیانی سے کام نہیں لے سکتا ہے۔ اس کا واضح سا مفہوم یہ ہے کہ عذاب ایک حقیقت ہے اور اس کا تذکرہ اور بار بار تذکرہ

اردو حاشیہ

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى

اور جن لوگوں نے طاغوت کی بندگی سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کیا ان کے لیے خوشخبری ہے۔

اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ

پس آپ میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجئے۔(17) جو بات کو سنا کرتے ہیں اور اس میں سے

فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ

بہتر [۴] کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے

هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ

اور یہی صاحبان عقل ہیں۔(18) بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم لازم ہو گیا ہو کیا آپ اسے

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ

بچا سکتے ہیں جو آگ میں گر چکا ہو؟(19) لیکن جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے

غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ

بالاخانے ہیں جن کے اوپر (مزید) بالاخانے بنے ہوئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔(20) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ

مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ

اللہ آسمان [۵] سے پانی نازل کرتا ہے پھر چشمے بنا کر اسے زمین میں جاری کرتا ہے پھر اس سے

زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

رنگ برنگی فصلیں اگاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہیں تو تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئی ہیں

عربی حاشیہ

صرف تمھیں اس سے محفوظ رکھنے کے لئے کیاجاتا ہے ورنہ وہ اس تنبیہ کے بغیر بھی سزادینے کا حق رکھتا ہے۔

اور یہ تصور کہ بندۂ ضعیف پرعذاب کرنا ارحم الراحمین کوزیب نہیں دیتا ہے تو اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ خدائے قہار کی معصیت اور نافرمانی کرنا بندہ ضعیف کو بھی زیب نہیں دیتا ہے۔ وہ کس قوت اور طاقت کے بھروسے پر اتنی بڑی جرأت کرتا ہے اور جب بندہ نافرمانی کرسکتا ہے تو وہ عذاب بھی کرسکتا ہے۔

ف: اسلامی روایات میں قساوتِ قلب کے اسباب ہیں ترک ذکر خدا اور کثرت معاصی کو خصوصیت کے ساتھ شمار کیا گیا ہے لہٰذا ہر انسان کوان دونوں باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

قرآن مجید احسن الحدیث بھی ہے اور کتاب متشابہ بھی اور مثانی بھی۔ یعنی اس کی آیتیں ہمرنگ اور مکرر ہونے کے باوجود احسن الحدیث ہیں اور ان سے کسی طرح کا ملال نہیں

اردو حاشیہ

(۴) انسان کا کمال کردار یہ ہے کہ باتوں پرتوجہ دے اور پھر یہ فیصلہ کرے کہ کون سی بات اچھی ہے اور اسی بات کا اتباع کرے۔ نہ ایسا اندھا ہو جائے کہ ہر بات کے پیچھے چل پڑے اور نہ ایسا بہرہ بن جائے کہ اپنے خیالات کے آگے کسی کی بات نہ سنے۔ اور جب اس میں یہ کمال پیدا ہو جائے گا کہ باتوں کو سنے گا اور جو سب سے بہتر بات ہوگی اس کا اتباع کرے گا تو خود بخود بندہ مسلمان ومومن ہو جائے گا اس لئے کہ خدائے متعال سے بہتر کسی کی بات اور کسی کا کلام نہیں ہے اور انسان کا کل کمال یہی ہے کہ اس کے احکام اور ارشادات پرعمل کرے اور اس سے سرمو تجاوز وانحراف نہ کرے۔

(۵) رب العالمین نے بار بار پانی کی نعمت کا ذکر کیا ہے کہ پانی اصل وجود انسان ہے اور پانی ہی سے ذی حیات کی حیات وابستہ ہے اور پانی کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ سب سے زیادہ وافر اور فراواں ہونے کے باوجود سب سے زیادہ فوائد اور اثرات رکھتا ہے۔ تو انسان جب ایسی ارزاں نعمت کا شکریہ نہیں ادا کرسکتا ہے تو باقی نعمتوں کا کیا شکریہ ادا کرے گا جو اس کی نگاہ میں بھی قدر و قیمت اور عظمت واہمیت رکھتی ہیں۔

حُطَامًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ع اَفَمَنْ

پھر وہ اسے بھوسہ بنادیتا ہے؟ عقل والوں کے لیے یقیناً اس میں نصیحت ہے۔(21) کیا وہ شخص

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَیْلٌ [7]

جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا(٦) ہو اور جسے اپنے رب کی طرف سے روشنی ملی ہو (سخت دل والوں کی طرح ہوسکتا ہے؟)

لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾

پس تباہی ہے ان لوگوں کے لیے جن کے دل ذکر خدا سے سخت ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔(22)

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖۗ تَقْشَعِرُّ

اللہ نے ایسی کتاب کی شکل میں بہترین کلام نازل فرمایا ہے جس کی آیات باہم مشابہ

مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ

اور مکرر ہیں اور جس سے اپنے رب سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کی جلدیں

وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ

اور دل نرم ہو کر ذکر خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے

مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾ اَفَمَنْ [8]

ہدایت دیتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔(23) کیا وہ شخص جو قیامت کے

یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ

دن برے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے منہ کو سپر بناتا ہے (وہ امن پانے والے کی طرح ہوسکتا ہے؟) اور ظالموں سے

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہا جائے گا: چکھو اس کا ذائقہ جو تم کماتے تھے۔(24) ان سے پہلوں نے تکذیب کی تو ان پر

عربی حاشیہ

پیدا ہوتا ہے۔

7- شرح صدر۔ بات کو قبول کرنے کی صلاحیت کا نام ہے گویا اس بات کی طرف سے دل میں کشادگی پائی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف قساوتِ قلب ہے جس کا دل ذکر خدا اور اسلام کے لئے نرم ہوتا ہی نہیں ہے۔

احسن الحدیث۔ قرآن کا نام ہے۔

متشابہ۔ جس کی آیات فصاحت و بلاغت اور اسلوب میں ایک جیسی ہیں۔

مثانی۔ جس میں دو دو طرح کی باتیں پائی جاتی ہیں جیسے امر و نہی، حلال و حرام، وعدہ و وعید وغیرہ یا جس میں ایک ایک بات بار بار دہرائی گئی ہے۔

8- ان تمام آیات میں خبر محذوف ہے اور اس سے مراد اس کی مخالف قسم ہے کہ یہ قسم اس قسم جیسی نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا مرتبہ اس سے کہیں زیادہ بالاتر ہے۔

اردو حاشیہ

(٦) حافظ محمد بن احمد کلبی نے کتاب التسہیل میں روایت کی ہے کہ کشادہ صدر لوگوں سے مراد علیؑ بن ابی طالب اور حمزہ ہیں اور سنگدل افراد سے مراد ابولہب اور اس کی اولاد ہے۔

فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ

ایسی جگہ سے عذاب آیا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔(25) پھر اللہ نے

الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ

انہیں دنیاوی زندگی ہی میں رسوائی کا ذائقہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا

اے کاش! وہ جان لیتے۔(26) اور بتحقیق ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے

الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ ۚ قُرْاٰنًا

ہر طرح کی مثالیں دی ہیں شاید وہ نصیحت حاصل کریں۔(27) ایسا قرآن

عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ

جو عربی ہے، جس میں کوئی عیب نہیں ہے تا کہ یہ تقویٰ اختیار کریں۔(28) اللہ ایک شخص (غلام)

مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا

کی مثال بیان فرماتا ہے جس (کی ملکیت) میں کئی بدخو (مالکان) شریک ہیں اور ایک (دوسرا)

لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

مرد (غلام) ہے جس کا صرف ایک ہی آقا ہے۔ کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ الحمدللہ، بلکہ ان میں سے اکثر

يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۡ ثُمَّ اِنَّكُمْ

نہیں جانتے۔(29) (اے رسول!) یقیناً آپ کو بھی انتقال کرنا ہے اور انہیں بھی یقیناً مرنا ہے۔(30) پھر قیامت

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع

کے دن تم سب اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔(31)

عربی حاشیہ

کیا قیامت کی بات ہے کہ انسانی جسم میں چہرہ جس کے بچانے کے لئے انسان سارے بدن کو سپر بنا دیتا ہے قیامت کے دن اس کو سپر بنانا پڑے گا جس کے بعد بچاؤ کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) عربی زبان دنیا کی وسیع ترین زبان ہے اور قرآن حکیم اس زبان کا معجزہ ہے۔ ایسی زبان اور ایسے بیان کو سننے کے بعد بھی انسان کے دل پر اثر نہ ہو اور اس میں تقویٰ الٰہی نہ پیدا ہو تو اس سے زیادہ بدبختی کیا ہو سکتی ہے۔

واضح رہے کہ اصلی قرآن عربی ہے اور عربی رہے گا اور قرآن کے احکام عربی قرآن ہی پر بار ہوں گے۔ اس کے بعد کوئی انسان اس کے مطالب کو دوسری زبانوں میں منتقل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے لیکن اس کے احکام قرآن مجید کے نہ ہوں گے۔ یہ خصوصیت صرف نام خدا کی ہے کہ وہ کسی زبان میں بھی نقل کیا جائے طہارت کے بغیر اس کا مس کرنا حرام ہے۔

(۸) توحید اور شرک کی یہ بہترین مثال ہے کہ توحید پرست ایک خدا کا بندہ ہوتا ہے اور شرک اپنے سر مختلف قسم کی غلامی کا بوجھ لاد لیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ توحید کے تقاضوں پر عمل ممکن ہے لیکن شرک کے تقاضوں پر عمل کا امکان نہیں ہے۔ اس میں زندگی متضاد راستوں پر چلنے لگتی ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ

پس اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب سچائی (۱)

اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ

اس کے پاس آئی تو اسے جھٹلا دیا؟ کیا کفار کے لیے جہنم میں ٹھکانا نہیں ہے؟(32)اور جو شخص

جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ اہل تقویٰ ہیں۔ (33)

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾

ان کے لیے جو کچھ وہ چاہیں ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ نیکی کرنے والوں کی یہی جزا ہے۔ (34)

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ

تا کہ اللہ ان کے بدترین اعمال کو مٹا دے اور جو بہترین اعمال انہوں نے

اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ

انجام دیے ہیں انہیں ان کا اجر عطا کرے۔(35) کیا اللہ

اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ[2] مِنْ دُوْنِهٖ ؕ

اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ اور یہ لوگ آپ کو اس کے علاوہ دوسروں سے ڈراتے ہیں جب کہ

وَمَنْ يُّضْلِلِ[3] اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ

اللہ جسے گمراہ کر دے اسے راہ دکھانے والا کوئی نہیں ہے۔(36)اور جس کی

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي

اللہ راہنمائی کرے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ کیا اللہ بڑا غالب آنے والا، انتقام لینے والا

عربی حاشیہ

ف: صداقت کا لانا اور اس کی تصدیق کرنا دوافراد کا کام بھی ہوسکتا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ ایک ہی فرد کے قولی اور عملی حالات کی طرف اشارہ ہو۔ نیز لھم مایشاؤن کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اپنے درجہ سے بالاتر کی خواہش کریں گے اس لئے کہ یہ اہلِ جنت کی شان کے قطعاً خلاف ہے۔

1- یوں تو جھوٹ کی بے شمار قسمیں ہیں لیکن سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ انسان اللہ کے خلاف جھوٹ بولے اور اس کی طرف کسی بے بنیاد بات کی نسبت دے دے اور اس سے بڑا جرم یہ ہے کہ بے بنیاد بات کہہ کر خدا کا حوالہ دے کہ خدا بہتر جانتا ہے کہ یہ بات صحیح ہے۔

2- کافروں اور جاہلوں میں ہمیشہ یہ رسم رہی ہے کہ اللہ والوں کو ان طاقتوں سے ڈراتے رہے ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں رہی ہے۔ کفار مکہ نے بھی پیغمبرؐ اسلام کو ڈرایا کہ یہ بت آپ کو شدید نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱) اس صداقت کا مصداق کلام پاک بھی ہے اور ذات پیغمبرؐ بھی کہ دونوں ہی کے بیانات تمام تر حق وصداقت پر مبنی ہیں اور کسی کے بیان میں ادنیٰ غلطی کا شائبہ نہیں ہے لیکن بعد کی آیت نے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ صدق سے مراد قرآن مجید ہے اور صدق کے لانے والے سے مراد ذات پیغمبر اسلامؐ ہے جو صداقت کی علمبردار ہے اور اس شان کی صداقت مآب ہستی ہے کہ کفار ومشرکین نے بھی اسے صادق وامین تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد تصدیق کرنے والے سے مراد مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی ذات گرامی ہے کہ تمام تصدیق کرنے والوں میں آپ کی ہستی سب سے اولیٰ اور سب سے واضح اور نمایاں ہستی ہے جیسا کہ دعوت ذوالعشیر ہ سے زندگی کے آخری لمحات تک ظاہر ہوتا رہا ہے اور ہر مقام پر قدرت نے بھی تصدیق رسالت کیلئے انہیں کو پیش کیا ہے چاہے کفار ومشرکین کے انکار رسالت کے مقابلہ میں ہو یا عیسائیوں کے انکار صداقت کے مقابلہ میں جیسا کہ مباہلہ کی آیت سے بھی واضح ہو گیا ہے کہ اہلبیتؑ طاہرین مجسمۂ حق وصداقت ہیں جن میں کاذبین پر لعنت کرنے کی طاقت ہے اور جن کی لعنت دشمن کے اقرار کے مطابق ایک دنیا کو فنا کرسکتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مقام تبلیغ میں اس طاقت کا استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔

انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

نہیں ہے؟(37)اور اگر آپ ان سے پوچھیں: آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟

وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ کہہ دیجئے: اللہ کے سوا جنہیں تم پکارتے ہو ان کے بارے میں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ

تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ معبود اس کی اس تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟

كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ

یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں؟ کہہ دیجئے:

رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسا رکھنے والے اسی پر بھروسا رکھتے ہیں۔(38)

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ

کہہ دیجئے: اے قوم! تم اپنی جگہ عمل کیے جاؤ۔ میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ پس عنقریب تمہیں

تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ

معلوم ہو جائے گا۔(39) کہ کس پر وہ عذاب آئے گا جو اسے رسوا کرے گا اور کس پر دائمی عذاب

عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ

نازل ہونے والا ہے۔(40) ہم نے آپ پر یہ کتاب انسانوں کے لیے

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ

برحق نازل کی ہے لہٰذا جو ہدایت حاصل کرتا ہے وہ اپنے لیے حاصل کرتا ہے

عربی حاشیہ

آیت شریفہ نے اسی جاہلانہ فکر کا جواب دیا ہے کہ ان بیچاروں کی حیثیت کیا ہے کہ کسی کو نقصان پہنچاسکیں۔ یہ خود اپنے نفع اور نقصان پر قدرت رکھنے والے نہیں ہیں۔

3- یہ اضلال بھی دیگر مقامات کی طرح گمراہی میں چھوڑ دینے کے معنی میں ہے ورنہ وہ کسی کو گمراہ نہیں کرتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ ہدایت کا تشریعی حصہ سب کے لئے عدم ہے اور اس کا تکوینی اور ایصالی حصہ بعض خوبیوں کے ساتھ مشروط ہے جس طرح کہ اس طرح کی عدم ہدایت بھی بدکرداروں کے ساتھ مشروط ہے۔

ف: نیند انسانی زندگی کا ایک عالم اسرار ہے جس سے حسب ذیل باتوں کی وضاحت ہوتی ہے:

(۱) انسان جسم وروح کا مجموعہ ہے (۲) نیند میں جسم وروح کا ارتباط کمزور ہوجاتا ہے۔ (۳) بیداری ایک جدید زندگی ہے۔

اردو حاشیہ

فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾

اور جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اور آپ ان کے ذمے دار نہیں ہیں۔ (41)

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ

موت کے وقت اللہ روحوں کو قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا اس کی روح نیند میں

فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ

قبض کر لیتا ہے پھر وہ جس کی موت کا فیصلہ کر چکا ہوتا ہے اسے روک رکھتا ہے اور

يُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

دوسری کو ایک وقت تک کے لیے چھوڑ دیتا (۲) ہے۔ فکر کرنے والوں کے لیے

لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ

یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔(42) کیا انہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو شفیع بنا لیا ہے؟ کہہ دیجئے:

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ

خواہ وہ کسی چیز کا اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی کچھ سمجھتے ہوں (تب بھی شفیع بنیں گے؟)۔(43) کہہ دیجئے:

لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

ساری شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

پھر تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(44)اور جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ

آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل متنفر ہو جاتے ہیں اور جب اللہ کے سوا

المنزل ۶

عربی حاشیہ

(۴) نیند موت کا نمونہ ہے اور موت نیند کی تکمیل۔ (۵) انسان کی ہر زندگی مالک کے کرم کا نتیجہ ہے۔

4- اس آیت شریفہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انسان تنہا جسم کا نام نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ایک مادی جزء اور بھی ہے۔ اب یہ جزء کیا ہے اس کی حقیقت کا علم کسی کو نہیں ہے۔ اتنا ضرور معلوم ہے کہ اس کا ایک حصہ موت کے وقت الگ ہوجاتا ہے اور ایک نیند کے وقت اور دونوں کا فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ نفس کی جدائی کے وقت سانس کی آمدوشد باقی رہتی ہے صرف شعور معطل ہوجاتا ہے اور روح کے نکل جانے کے بعد نفس کی آمدوشد بھی بند ہوجاتی ہے اور انسان واقعاً مردہ ہوجاتا ہے اور اسی فرق کو واضح کرنے کے لئے علماء نے نیند میں جدا ہونے والے جزء کو نفس کہا ہے اور موت میں قطع تعلق کرنے والے جزء کو روح سے تعبیر کیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) مالک کائنات نے تخلیق کائنات میں یہ عجیب مصلحت رکھی ہے کہ انسان کو دو اجزا سے مرکب کر دیا ہے۔ ایک کو مادی بنایا ہے اور ایک کو غیر مادی اور پھر حیات کا فلسفہ یہ قرار دیا ہے کہ مادی کی حیات کا دارومدار غیر مادی پر رکھا ہے اور غیر مادی کی زندگی کا دارومدار مادی پر نہیں رکھا ہے۔ گویا یہ ایک اشارہ ہے کہ انسانیت کا دارومدار روحانیت اور معنویت پر ہے۔ مادیت کی کوئی ہستی اور حقیقت نہیں ہے اور یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ پروردگار نے غائب کی زندگی کو حاضر سے وابستہ نہیں کیا ہے بلکہ حاضر کی زندگی کو غائب سے وابستہ کیا ہے کہ جب تک جسم حاضر کا رشتہ روح غائب سے برقرار رہے گا انسان زندہ رہے گا اور جب غیب سے رشتہ ٹوٹ جائے گا تو موت واقع ہوجائے گی اور یہ ایک اشارہ ہے کہ جس طرح انسان کی حیات روح غائب سے وابستہ ہے اسی طرح ایمان کی زندگی بھی ایمان بالغیب سے وابستہ ہے اور اس کے بغیر ایمان زندہ رہنے والا اور ایمان کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔ صاحبانِ عقل کو تخلیق کے ان نکات اور مصالح پر غور کرنا چاہیے اور ایمان بالغیب کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہیے۔

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ

اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔(45) کہہ دیجئے: اے اللہ!

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ

آسمانوں اور زمین کے خالق، پوشیدہ اور ظاہری باتوں کے جاننے والے! تو ہی اپنے

تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔ (46)

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب (دولت) موجود ہو جو زمین میں ہے اور اتنی مزید بھی ہو تو

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

قیامت کے دن برے عذاب سے بچنے کے لیے وہ اسے فدیہ دینے کے لیے آمادہ ہو جائیں گے

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور اللہ کی طرف سے وہ امر ان پر ظاہر ہو کر رہے گا۔جس کا انہوں نے خیال بھی نہیں کیا تھا۔(47)

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

اور ان کی بری کمائی بھی ان پر ظاہر ہو جائے گی اور جس بات کی وہ ہنسی اڑاتے تھے

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ؗ

وہ انہیں گھیر لے گی۔(48)جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے۔

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ

پھرجب ہم اپنی طرف سے اسے نعمت سے نوازتے ہیں تو کہتا ہے: یہ تو مجھے صرف علم کی بناء پر ملی ہے۔

عربی حاشیہ

5-اس جملہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ شفاعت ایک حقیقت ہے لیکن اس کا اختیار پروردگار کے ہاتھوں میں ہے۔ وہ جس کو یہ اختیار دے دیتا ہے وہی اس حق کو استعمال کرسکتا ہے اس کے علاوہ دوسرے کو ایسا اختیار ہرگز نہیں ہے اور نہ وہ کسی کی شفاعت کرسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۳ نے گنہگاروں کی تنبیہہ اور تسکین کا کس قدر سامان فراہم کیا ہے۔ ۱۔خطاب کا آغاز عبادی سے ہوا ہے۔ ۲۔ظلم وجرم کے بجائے اسراف کا ذکر ہے۔ ۳۔علی انفسہم نتائج سے باخبر کرنا ہے۔ ۴۔لاتقنطوا نوید مسرت ہے۔ ۵۔رحمت اللہ بشارت کامل ہے۔ ۶۔وعدۂ مغفرت تسکین قلب ہے۔ ۷۔جمیعاً کمالِ رحمت ہے۔ ۸۔غفوررحیم تکمیل بیان رحمت ہے۔

اردو حاشیہ

بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ [6] وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا

نہیں بلکہ یہ ایک آزمائش ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(49) ان سے پہلے بھی

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾

یہی کہا کرتے تھے تو جو کچھ وہ کرتے تھے ان کے کسی کام نہ آیا۔ (50)

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ

پس ان پر ان کے برے اعمال کے وبال پڑ گئے اور ان میں سے جنہوں نے ظلم کیا ہے

هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ

عنقریب ان پر بھی ان کے برے اعمال کے وبال پڑنے والے ہیں اور وہ (اللہ کو)

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

عاجز نہیں کر سکتے۔(51) کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ جس کے لیے چاہتا ہے

يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ ع

رزق کشادہ اور تنگ کر دیتا ہے؟ ایمان لانے والوں کے لیے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔ (52)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی

مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ

رحمت سے مایوس (۳) نہ ہونا۔ یقیناً اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔ وہ یقیناً

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا

بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔(53) اور اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اس کے

ع ۵ ۱۱ ۲

عربی حاشیہ

6- حقیقت امر یہ ہے کہ انسان کے حق میں اکثر نعمتیں فتنہ یعنی آزمائش کا درجہ رکھتی ہیں اور انسان اس خوش فہمی میں مبتلا رہتا ہے کہ یہ میری بارگاہِ احدیت میں محبوبیت کا نتیجہ ہے یا یہ میرے زورِ علم کا اثر ہے اور یہ بھول جاتا ہے کہ علم حقائق کا تابع ہوتا ہے حقائق کا موجد نہیں ہوتا ہے۔ پروردگار نعمت عطا نہ کرنا چاہے تو کوئی علم کائنات میں ایک ذرّہ کو بھی ایجاد نہیں کرسکتا ہے۔ علم موجودات کے انکشاف کا نام ہے معدومات کی ایجاد کا نام نہیں ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں ایجاد قدرت کا کام ہے علم کا کام نہیں ہے اور قدرت تمام تر مشیت الٰہی کے ہاتھوں میں ہے۔

7-جنب اللہ خدا کے حق اور اس کی اطاعت کا نام ہے اور ہر وہ شے جو کمال تقرب کی بنا پر اس کی بارگاہ تک پہنچ جائے اسے جنب اللہ کہا جاسکتا ہے اور اسی بنا پر حضرت علیؑ کا ایک لقب جنب اللہ بھی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) رحمت خدا سے مایوسی ایک عظیم جرم اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ انسان یہ تصور کر لے کہ کوئی گناہ ایسا بھی ہوسکتا ہے جو رحمت خدا سے بالاتر ہو اور جس کے معاف کرنے پر خدا بھی قادر نہ ہو، جو بہرحال ایک غیر منطقی تصور ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ انسان اس طرح رحمت خدا کا مذاق اڑانے لگے اور اسے گناہ کرنے کا بہترین بہانہ بنالے کہ یہ بھی ایک دوسرا جرم عظیم ہے اسلام کی نگاہ میں رحمت خدا سے مایوس ہونا بھی ایک جرم ہے اور عذاب خدا کی طرف سے لاپرواہ ہو جانا بھی ایک جرم ہے۔

اسلام اس توازنِ حیات کا قائل ہے جہاں ذہن میں عذاب الٰہی کا احساس بھی رہے تا کہ جرم سرزد نہ ہونے پائے اور رحمت خدا کا خیال بھی رہے کہ اگر جرم سرزد ہو جائے تو رحمت خدا سے مایوس نہ ہو کہ توبہ کا خیال بھی نہ پیدا ہو ورنہ رحمت کا احساس ذہن سے نکل گیا اور یہ طے کرلیا کہ جہنم میں بہرحال جانا ہی ہے تو جرائم کی تعداد میں اور اضافہ ہو جائے گا اور گناہ کی مقدار بڑھتی ہی جائے گی۔ اسی اضافہ گناہ کو روکنے لئے اتنا وسیع اعلان مغفرت کر دیا گیا ہے ورنہ مغفرت بہرحال اسی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہے گا معاف کر دے گا اور جس کو چاہے گا جہنم میں ڈال دے گا۔ اس پر معاف کر دینے کا کوئی لزوم اور جبر نہیں ہے۔

لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ

فرمانبردار بن جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آ جائے۔ پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔(54)اور

اتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ

جو بہترین (کتاب) تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے اس کی

اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

پیروی کرو قبل اس کے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ (55)

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ [7]

کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص یہ کہے: افسوس ہے اس کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے حق میں کی

وَ اِنْ[8] كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ

اور میں تو مذاق اڑانے والوں میں سے تھا۔(56) یا وہ کہے: اگر اللہ

هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ

میری ہدایت کرتا تو میں متقین میں سے ہو جاتا۔(57)یا عذاب دیکھ کر یہ کہے:

تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

اگر مجھے واپس (دنیا میں) جانے کا موقع ملتا تو میں نیکی کرنے والوں میں سے ہو جاتا۔ (58)

بَلٰى[9] قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ

(جواب ملے گا) کیوں نہیں! میری آیات تجھ تک پہنچیں مگر تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو

مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا

کافروں میں سے تھا۔(59)اور جنہوں نے اللہ کی نسبت جھوٹ [۴] بولا قیامت کے دن

عربی حاشیہ

8-اس کی اصل ہے انی کنت یعنی ان شرطیہ نہیں ہے بلکہ انّ کے مخفف ہوگیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۵۴ میں مغفرت کے شرائط کا تذکرہ ہے اور یہ سورہ مکی ہے لہٰذا اس کا وحشی قاتل حمزہؑ کے بارے میں نزول ممکن نہیں ہے فاعتبروا یااولی الابصار۔

ف: روایات میں کذب علی اللہ کے دومصداق بیان ہوئے ہیں:۔

ا۔انسان واقعاً امام نہ ہو اور امامت کا دعویٰ کرے چاہے علوی اور فاطمی ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ امام کی طرف ایسی بات منسوب کرے جوانھوں نے نہ کہی ہو اس لئے کہ امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ ہم اہلبیتؑ دوسروں کے اقوال نقل نہیں کرتے ہیں ہمیشہ خدا اور رسولؐ کے اقوال نقل کرتے ہیں ہمارے خلاف جھوٹ خدا اور رسولؐ کے خلاف جھوٹ ہے۔

9- یہ لفظ عام طور سے انکار کے لئے

اردو حاشیہ

(۴) بہتان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ یہ اعمال اور احکام میں بھی ہوسکتا ہے اور عقائد ونظریات میں بھی جیسا کہ امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جس نے اپنی طرف سے امامت کا ادعا کیا وہ اس آیت کا مصداق ہو گیا۔ راوی نے عرض کی چاہے وہ سید علوی ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا بیشک۔ اس نے کہا کہ چاہے سید فاطمی ہی کیوں نہ ہو فرمایا کہ بیشک! اللہ کے خلاف بہتان باندھنے کے بعد کسی حسب ونسب کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔

عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

آپ ان کے چہرے سیاہ دیکھیں گے۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم

لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۶۰ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ

میں نہیں ہے؟(60)اور اہل تقویٰ کو ان کی کامیابی کے سبب اللہ نجات دے گا۔

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۱ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ

انہیں نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔(61)اللہ ہر چیز کا

شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۶۲ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

خالق ہے اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔(62)آسمانوں اور زمین کی کنجیاں

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اسی کی ملکیت ہیں اور جنہوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہی نقصان

الْخٰسِرُوْنَ ۝۶۳ ع قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا

اٹھانے والے ہیں۔(63) کہہ دیجئے: اے نادانو! کیا تم مجھے کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی

الْجٰهِلُوْنَ[10] ۝۶۴ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ

بندگی کروں؟(64)اور بتحقیق آپ کی طرف اور آپ سے پہلے انبیاء کی طرف یہی

قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ

وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک (۵) کیا تو تمہارا عمل ضرور حبط ہو جائے گا اور تم ضرور نقصان اٹھانے والوں

مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۶۵ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ

میں سے ہو جاؤ گے۔(65) بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور شکر گزاروں

عربی حاشیہ

استعمال ہوتا ہے یعنی ایسا کچھ نہیں ہے اور واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ انسان کو جو عمل کرنا ہے وہ اسی دنیا میں کرنا ہے اس کے بعد حساب و کتاب اور جزا وسزا ہے عمل کا کوئی امکان نہیں ہے۔

10-اتنا واضح خطاب اس بات کی دلیل ہے کہ نگاہِ قدرت میں غیر خدا کی پرستش کی دعوت دینے والے بالکل جاہل ہیں وہ کتنی ہی بڑی ڈگری اور سند کے حامل کیوں نہ ہوں۔ علم سندوں اور ڈگریوں سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ علم انکشافِ حقائق کا نام ہے اور جس پر یہ حقیقت بھی واضح نہ ہوسکے کہ خدا کے علاوہ کوئی قابلِ عبادت نہیں ہے اس سے بڑا جاہل کون ہوسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۶۵، ۶۶ دلیل ہے کہ اعمال کی قبولیت میں ایمان کی شرط ہے اور مشرک کے اعمال برباد کردیئے جانے کے قابل ہیں اور یہی سرمایہ حیات کا سب سے بڑا خسارہ ہے کہ

اردو حاشیہ

(۵) ظاہر ہے کہ انبیاء کرام میں ادنیٰ گناہ کا امکان نہیں ہوتا ہے چہ جائیکہ کفر وشرک کا گناہ۔ لیکن قدرت نے اس لہجہ میں گفتگو کی ہے تا کہ بات کی سنگینی کا اندازہ ہو جائے اور سامعین کو معلوم ہو جائے کہ شرک کے بعد نبوت ورسالت کام نہیں آسکتی ہے تو مال ودولت کا کیا ذکر ہے جس طرح کہ قدرت نے مقام غدیرخم میں کہا تھا کہ اگر اس امر کی تبلیغ نہیں کی تو گویا رسالت کی تبلیغ نہیں کی ہے۔ تا کہ ولایت علیؑ کی عظمت واہمیت کا مکمل اظہار ہو جائے اور کوئی بات پردۂ راز میں نہ رہ جائے۔

مسلمان محسوس کریں کہ ولایت کا اعلان نہ کرنے پر رسالت نامکمل رہ جاتی ہے تو اس کا اقرار نہ کرنے پر ایمان بھی نامکمل ہی رہ جائے گا۔

الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ

میں سے ہو جاؤ۔(66)اور ان لوگوں نے اللہ کی قدر شناسی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے

جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ

اور قیامت کے دن پوری زمین اس کے قبضہ قدرت میں ہو گی اور آسمان اس کے

بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَنُفِخَ [11]

دست قدرت میں لپٹے ہوں گے۔ وہ پاک اور بالاتر ہے اس شرک سے جو یہ کرتے ہیں۔(67) اور (جب)

فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا

صور پھونکا جائے گا تو جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے

مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾

مگر جنہیں اللہ چاہے۔ پھر دوبارہ پھونکا جائے گا تو اتنے میں وہ سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔ (68)

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ [12] وَجِايْٓءَ

اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک جائے گی اور (اعمال کی) کتاب رکھ دی جائے گی

بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا

اور پیغمبروں اور گواہوں کو حاضر کیا جائے گا اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں

يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ

کیا جائے گا۔(69)اور ہر شخص نے جو عمل کیا ہے اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ ان کے

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾ ع وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ

اعمال سے خوب واقف ہے۔(70)اور کفار گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے (۶) جائیں گے۔ یہاں تک کہ

عربی حاشیہ

مشرکین نے عظمت خدا کا احساس نہیں کیا ہے جب کہ مومنین کو اس مقدار میں ادراک حاصل ہے۔ ایک لطیف بات یہ ہے کہ انسانیت کے مرض کا نام ہے شرک اور دوا کا نام ہے شکر۔

ف: کہاجاتا ہے کہ صور کی آواز کس طرح پہنچے گی جب کہ آواز کی رفتار صرف ۲۴۰ میٹر فی سیکنڈ ہے اور اس کے مقابلہ میں روشنی کی رفتار تین لاکھ کلومیٹر فی سیکنڈ ہے لیکن پیغمبرؐ اسلام کی ایک حدیث میں صور کو نور کی سینگ سے تعبیر کیا گیا ہے جو مسئلہ کا بہترین حل ہے۔ (علم الیقین ۸۹۲؛)

11- قرآن مجید میں صور پھونکنے کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا گیا ہے اور اس کے اثرات بھی الگ الگ بیان کئے گئے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ پہلے صور پر سب دہشت زدہ ہوجائیں گے جیسا کہ سورہ نمل میں وارد ہوا ہے پھر دوسرے صور پر سب مرجائیں گے جیسا کہ اس آیت میں بھی اشارہ کیا گیا ہے اور تیسرے صور

اردو حاشیہ

(۶) اس مقام پر اہل جنت اور اہل جہنم دونوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جس میں بعض باتیں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں اور بعض الگ الگ ہیں۔

مشترک باتوں میں لفظ سیق ہے جو دونوں کے بارے میں استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ اہل جہنم از خود جائیں گے اور نہ اہل جنت بلکہ دونوں ہی لے جائے جائیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ اہل جہنم دہشت کی بنا پر نہ جائیں گے اور اہل جنت تواضع اور انکساری کی بنا پر کہ گویا اس قابل نہیں ہیں صرف رحمت پروردگار ہے جو لئے جا رہی ہے۔

اسی طرح لفظ زمراً بھی مشترک ہے جو علامت ہے کہ دونوں طرف لوگ گروہ درگروہ جائیں گے اور انفرادی طور پر فیصلہ نہ ہوگا اور یہ لازمہ ہے "یوم ندعوا کل اناس باماامھم" کا کہ ہر امام کے ساتھ اس کے تمام اتباع کرنے والے ہوں گے اور وہ ایک جماعت ہی کی شکل میں ہوں گے متفرقات کی شکل میں نہ ہوں گے۔

غیر مشترک باتوں میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ دروازے کھلنے کا ذکر دونوں مقامات پر ہے لیکن جنت کے بارے میں داو ہے اور جہنم کے بارے میں نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہنم کے دروازے کھلے ہوئے مجرمین کا انتظار کر رہے ہیں اور جنت کے دروازے متقین کیلئے احترام کے ساتھ کھولے جائیں گے

زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ

جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور جہنم کے کارندے

لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ

ان سے کہیں گے: کیا تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تمہارے رب کی آیات

عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

تمہیں سناتے اور اس دن کے پیش آنے کے بارے میں تمہیں متنبہ کرتے تھے؟

هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى

وہ کہیں گے: کیوں نہیں! لیکن (اب) کفار کے حق میں عذاب لازم

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

ہو چکا ہے۔(71) کہا جائے گا: جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جس میں تمہیں

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا

ہمیشہ رہنا ہے۔ پس تکبر کرنے والوں کا کتنا برا ٹھکانا ہے۔(72) اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ہیں

رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ

انہیں گروہ درگروہ جنت کی طرف چلایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے

اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ

دروازے کھول دیے جائیں گے اور جنت کے منتظمین ان سے کہیں گے: تم پر سلام ہو۔ تم بہت خوب رہے،

فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

اب ہمیشہ کے لیے اس میں داخل ہو جاؤ۔(73) اور وہ کہیں گے: ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے

عربی حاشیہ

پر سب زندہ ہو جائیں گے۔ اب یہ بات محل بحث ہے کہ الا من شاء اللہ سے کون مراد ہے۔ بعض حضرات نے جبریل امین کو مراد لیا ہے اور بعض نے اسرافیل کو اور بعض نے تو خود خدا ہی کو مراد لے لیا ہے۔ خدا ان پر رحم کرے۔

12- بعض علماء کا خیال ہے کہ نامہ اعمال خود انسان کا نفس اور اس کی روح ہے کہ انسان جو عمل بھی انجام دیتا ہے اس کا ایک اثر اس کی روح پر بھی مرتب ہوتا ہے اور یہ بات ایک کتابت کی حیثیت رکھتی ہے جس کے مجموعہ کو کتاب اور صحیفہ اعمال سے تعبیر کیا جاتا ہے .... واللہ اعلم۔

ف: آیت نمبر ۷۳ میں ہنکانے کا ذکر اس لئے بھی ہوسکتا ہے کہ اہلِ جنت مہمانوں کی طرح آہستہ چل رہے ہوں گے تو فرشتے مشتاق میزبانوں کی طرح تیزی سے کھینچ کر لے جائیں گے۔

اردو حاشیہ

اور اس طرح ان کا استقبال کیا جائے گا کہ گویا انہیں کی خاطر دروازے کھول دیئے گئے ہیں۔

صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ وَاَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَنَّةِ

جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں اس سرزمین کا وارث بنایا کہ جنت میں

حَيۡثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَى الۡمَلٰٓئِكَةَ

ہم جہاں چاہیں جگہ بنا سکیں پس عمل کرنے والوں کا اجر کتنا اچھا ہے۔(74) اور آپ فرشتوں کو عرش کے گرد

حَآفِّيۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ يُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ۚ وَ

حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کرتے ہوئے دیکھیں گے اور لوگوں کے درمیان

قُضِيَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَقِيۡلَ الۡحَمۡدُ [13] لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۵﴾ ع

برحق فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا: ثنائے کامل رب العالمین کیلئے ہے۔(75)

ع ۸ ۵ ۵

ایاتہا ۸۵ — ۴۰ سُوۡرَةُ الۡمُؤۡمِنِ مَكِّيَّةٌ ۶۰ — رکوعاتہا ۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ ۚ تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ﴿۲﴾ ۙ

حا، میم۔(1) اس کتاب کی تنزیل بڑے غالب آنے والے، دانا اللہ کی طرف سے ہے۔ (2)

غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَقَابِلِ التَّوۡبِ شَدِيۡدِ الۡعِقَابِ [1] ۙ ذِي

جو گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، شدید عذاب دینے والا اور بڑے فضل والا ہے۔

الطَّوۡلِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيٓ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔(3) اللہ کی آیات کے

عربی حاشیہ

ف: آخری آیات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہلِ جنت کا تحفہ اسلام ہے اور ان کا اجتماعی نعرہ الحمد للہ رب العالمین ہے۔ کاش اہل دنیا کو بھی طرزِ عمل کی توفیق حاصل ہوجاتی۔

13- حمد الٰہی کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ جہاں خلقت زمین وآسمان کا تذکرہ کرتا ہے وہاں بھی الحمد للہ کہا جاتا ہے اور جہاں اہلِ جنت کے آخری انجام کا تذکرہ ہوتا ہے وہاں بھی سب کی زبان پر الحمد للہ ہی ہوتا ہے۔ گویا اس کائنات کی ابتدا بھی حمد خدا ہے اور اس کی انتہا بھی حمد خدا ہی پر ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

1- انسانی زندگی کے لئے ان تمام مطالب پر نظر رکھنا بے حد ضروری ہے کہ خدا توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے تو توبہ نہ کرنے والوں کو سخت سزا دینے والا بھی ہے۔ سزا کے بعد پھر فضل وکرم کا اعلان کمالِ رحمت کی دلیل ہے جس کا تذکرہ حاملین عرش کی زبان پر بھی رہا کرتا ہے۔

اردو حاشیہ

اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي

بارے میں صرف کفار ہی جھگڑتے ہیں لہٰذا ان کا شہروں میں چلنا پھرنا آپ کو دھوکے میں

الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ

نہ رکھے۔(4)ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد کے گروہوں نے بھی (انبیاء کی)

بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ

تکذیب کی ہے اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کا عزم کیا (۱) اور باطل ذرائع سے

وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۣ قف

جھگڑتے رہے تا کہ حق کو زائل کر دیں تو میں نے انہیں اپنی گرفت میں لیا پس (دیکھ لو)

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

میرا عذاب کیسا تھا۔(5)اور اسی طرح کفار کے بارے میں آپ کے پروردگار کا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ

یہ فیصلہ ثابت ہے کہ وہ اہل دوزخ ہیں۔(6)جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں

الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ

اور جو اس کے اردگرد ہیں سب اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور اس پر ایمان لائے ہیں

بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور علم

رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ

ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے پس ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستے کی پیروی کی ہے

المنزل ۶

عربی حاشیہ

2-عرش سے مرادیوں تو اقتدار واختیار ہوتا ہے لیکن اس مقام پر کوئی ایسی مرکزی منزل مراد ہے جس کی نسبت پروردگار کی طرف ہے جس طرح زمین پر کعبہ یا مساجد کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔

ف: قرآن مجید کے سات سوروں کا آغاز حٰم سے ہوا ہے اور انھیں حوامیم کہا جاتا ہے۔ روایات میں ان سوروں کو تاج قرآن، لُبِ قرآن اور ریحانِ قرآن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ زیرنظر سورہ کو سورۂ مومن بھی کہا جاتا ہے۔

ف: اولیاء اللہ کی دعا کا آغاز ہمیشہ لفظ رب سے ہوتا ہے کہ عبدومعبود کے درمیان یہی حسین ترین رشتہ اور رابطہ ہے۔

اہلِ عرش نے اہلِ ایمان کو چار طرح کی دعائیں دی ہیں جن میں ہر ایک اپنے مقام پر ایک مخصوص اہمیت کی حامل ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) حق و باطل کا معرکہ روز اوّل سے جاری ہے اور قوم نوحؑ سے لے کر مشرکین عرب تک سب کا ایک ہی منشاء رہا ہے کہ داعی الٰہی کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس طرح اپنی من مانی کرنے کا بہترین موقع ہاتھ آ جائے گا۔ ان سب کا خیال یہ تھا کہ باطل کا ذریعہ بھی حق کو فنا کر دینے کیلئے کافی ہوتا ہے حالانکہ ایسا بالکل نہیں ہے اور حق میں باطل کو فنا کرنے کی طاقت موجود ہے کہ حق ایک دوام وثبات رکھتا ہے اور باطل تو خود ہی فنا ہونے والا ہے وہ کسی کو کیا فنا کر سکے گا۔

باطل کا سب سے بڑا حربہ یہ ہوتا ہے کہ وہ زمین پر ہر طرف گردش کرتا رہتا ہے اور اس طرح اہل دنیا کو مرعوب کرتا رہتا ہے اور اپنے اقتدار اعلیٰ کا مظاہر کرتا رہتا ہے جو ہر دور میں نوآبادیاتی نظام کی شکل میں ظاہر ہوا ہے اور اس طرح دنیا کو اپنے قبضہ میں رکھا گیا ہے لیکن پروردگار عالم نے واضح کر دیا ہے کہ ان حرکتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ تمام باتیں کام آنے والی نہیں ہیں۔ دور حاضر میں بھی یہ گردش زمین سے آگے بڑھ کر بحری بیڑوں کی شکل میں سامنے آ چکی ہے لیکن اہل ایمان اس سے بھی دھوکہ کھانے والے نہیں ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ خدا جب چاہے گا فرعون کو اسی نیل میں غرق کر دیگا جس میں وہ موسیٰ علیہ السلام کو غرق کرنا چاہتا تھا۔

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝۷ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ

اور انہیں عذاب جہنم سے بچالے۔(7) ہمارے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں

عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ[3] مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادا، ان کی ازواج اور ان کی

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۸

اولاد میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی۔ تو یقیناً بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (8)

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ

اور انہیں برائیوں سے بچا اور جسے تو نے اس روز برائیوں سے بچا لیا اس پر

رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

تو نے رحم فرمایا اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔(9) جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے

كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ

بلاشبہ انہیں پکار کر کہا جائے گا: (آج) جتنا تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو اللہ اس سے زیادہ تم سے

اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰ قَالُوْا

اس وقت بیزار تھا جب تمہیں ایمان کی طرف دعوت دی جاتی تھی اور تم کفر کرتے تھے۔(10) وہ

رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ[4] فَاعْتَرَفْنَا

کہیں گے: ہمارے پروردگار! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت اور دو مرتبہ زندگی دی ہے۔

بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱ ذٰلِكُمْ

اب ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ تو کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے؟(11) ایسا اس لیے ہوا

عربی حاشیہ

3- یہ علامت ہے کہ جنت کا فیصلہ صلاح وحسن عمل کی بنیاد پر ہوگا رشتہ اور قرابت کی بنیاد پر نہ ہوگا۔

4- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ پہلی موت سے مراد شکم مادر میں حیات آنے سے پہلے کی موت ہے اور دوسری موت سے مراد زندگی کے جانے کے بعد کی موت ہے اور اسی طرح پہلی حیات وارد دنیا کی حیات ہے اور دوسری سے مراد قیامت کی حیات ہے۔

اردو حاشیہ

بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ یُّشْرَكْ

کہ جب خدائے واحد کی طرف دعوت دی جاتی تھی تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا تو

بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِیْ

تم مان لیتے تھے۔ پس (آج) فیصلہ برتر، بزرگ اللہ کے پاس ہے۔(12)وہی ہے جو تمہیں

یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا

اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور آسمان سے تمہارے لیے رزق نازل فرماتا ہے اور نصیحت تو صرف وہی

یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ

حاصل کرتا ہے جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔(13)پس دین کو صرف اسی کے لیے خالص کر کے

لَهُ الدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ [5]

اللہ ہی کو پکارو اگرچہ کفار [۲] کو برا لگے۔(14)وہ بلند درجات کا مالک [۳]

ذُو الْعَرْشِ ۚ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ

اور صاحب عرش ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے روح نازل فرماتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ یَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ۬

تا کہ وہ ملاقات کے دن کے بارے میں متنبہ کرے۔(15)اس دن وہ سب (قبروں سے) نکل پڑیں گے۔

لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْهُمْ شَیْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ؕ

اللہ سے ان کی کوئی چیز پوشیدہ نہ رہے گی۔ (اس روز پوچھا جائے گا) آج کس کی بادشاہت ہے؟

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا

(جواب ملے گا) خدائے واحد، قہار کی۔(16) آج ہر شخص کو اس کے

عربی حاشیہ

5- رب العالمین اپنی ذات کے اعتبار سے بھی تمام درجات سے بلند تر ہے اور دوسروں کے اعتبار سے بھی ان کے درجات کو بلند کرنے والا ہے۔ انسان جس قدر بھی اس کی معرفت سے قریب تر ہوتا جائے گا اس کا درجہ بلند تر ہوتا جائے گا.....اس مقام پر روح سے مراد وحی پروردگار ہے جو واقعاً روح حیات وکائنات ہے اور اسی کی بدولت ساری کائنات عقل وشعور میں زندگی پائی جارہی ہے ورنہ انسان اپنی موت آپ مرجاتا اور فنا کے گھاٹ اتر جاتا۔

ف: آیت نمبر ۱۱ کے بارے میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ برزخ اور محشر کی حیات ہے اور دنیا اور برزخ کی موت ہے اس لئے کہ شکم مادر میں موت تو تھی لیکن اماتہ کا مصداق نہیں تھی لہٰذا اس کا مراد لینا خلاف ظاہر ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) عبادت کا سب سے بڑا اخلاص یہی ہے کہ انسان کو اس بات کی فکر نہ ہو کہ اس کی عبادت لوگوں کو اچھی لگتی ہے یا بری ورنہ جہاں لوگوں کی پسند وناپسند کا خیال ذہن میں آ گیا وہاں اخلاص عمل مجروح ہو جائے گا اور جس قدر یہ خیال راسخ ہوتا جائے گا اخلاص عمل تباہ وبرباد ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ بعض علماء اعلام نے اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انسان ریاکاری کے خوف سے اگر لوگوں کا خیال ذہن میں رکھ کر عمل کو چھپا کر بھی انجام دے گا کہ لوگوں کو معلوم نہ ہونے پائے یا وہ طعن وطنز نہ کرنے پائیں تو یہ بھی ریاکاری ہی کی ایک قسم ہے کہ اس میں بھی انسان کے ذہن پر انسان ہی مسلط ہے اور خدا کا اخلاص نہیں ہے ورنہ وہ رب العالمین کا مخلص بندہ ہوتا تو بندوں کے خیال سے بے نیاز ہو کر عمل کرتا اور خدا مجمع عام میں حکم دیتا تو مجمع عام میں عمل انجام دیتا اور وہ تنہائی میں عمل کرنے کا حکم دیتا تو گوشۂ گمنامی میں چلا جاتا۔ اس کے کسی عمل کا محرک بندوں کا خیال یا ان کی تعریف وتنقیص نہ ہوتی بلکہ ہر عمل کا محرک صرف پروردگار کی اطاعت کا جذبہ ہوتا۔ چاہے دنیا اسے پسند کرے یا یک سر ناپسندیدہ قرار دے دے۔

(۳) بیشک وہ خدا رفیع الدرجات ہے اور جس کو جس قدر بلندی چاہے عطا کر دیتا ہے وہ کسی میں صلاحیت دیکھتا ہے تو عرش اعظم تک بلا لیتا ہے اور کسی میں قابلیت دیکھتا ہے تو صاحب معراج کے کاندھوں پر بلند کر دیتا ہے۔

كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾

عمل کا بدلہ دیا جائے گا۔ آج ظلم نہیں ہو گا۔ اللہ یقیناً جلد حساب لینے والا ہے۔ (17)

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ (6) إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ

انہیں قریب الوقوع دن کے بارے میں متنبہ کیجئے جب دکھ بھرے دل حلق تک آ رہے ہوں گے۔

كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ (7) يُطَاعُ ﴿١٨﴾

ظالموں کے لیے نہ کوئی دوست ہو گا اور نہ ہی کوئی ایسا سفارشی جس کی بات سنی جائے۔ (18)

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ

اللہ نگاہوں کی خیانت (۴) اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے سے واقف ہے۔(19)اور اللہ

يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا

برحق فیصلہ کرتا ہے اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ

يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾ ع

کرنے کے (اہل) نہیں ہیں۔ یقیناً اللہ ہی خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (20)

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا یہ لوگ زمین پر چلے پھرے نہیں ہیں تا کہ وہ ان لوگوں کا انجام دیکھ لیتے جو ان سے پہلے

الَّذِينَ كَانُوا مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ

گزر چکے ہیں؟ وہ طاقت اور زمین پر اپنے آثار چھوڑنے میں ان سے

قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۖ وَ

کہیں زیادہ زبردست تھے۔ پس اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے انہیں گرفت میں لیا اور

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ کے بارے میں مناسب ترین بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں عام طور سے آیات معجزات کو کہا گیا ہے اور سلطان اس محکم دلیل کو کہا گیا ہے جو بات کو بالکل واضح طریقہ سے ثابت کردے۔ اسی لئے جناب سلیمان نے ہدہد سے سلطانِ مبین کا مطالبہ کیا تھا۔

6- آزفہ بہت جلد آنے والے کو کہا جاتا ہے اور چونکہ قیامت بہت جلد آنے والی ہے اس لئے اسے آزفہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ ایک تنبیہ ہے کہ انسان اسے دور سمجھ کر ایمان اور کردار سے غافل نہ ہوجائے اور یوں بھی آنے والا ہر لمحہ اور ہر لحظہ قریب سے قریب تر ہی ہوتا جاتا ہے اور اس کے آنے کا فاصلہ کم ہی ہوتا جاتا ہے۔

7- یہ لفظ علامت ہے کہ اسلام میں اور کفر میں فرق یہ ہے کہ کفر کی سفارش کرنے والے مسموع الکلمہ نہیں ہیں اور اسلام کے شفاعت کرنے والے نمائندگانِ پروردگار ہیں

اردو حاشیہ

(۴) انسان اپنے جرائم کی پردہ پوشی کیلئے دو ہی محفوظ راستے اختیار کرتا ہے یا تو بات کو دل کے اندر محفوظ رکھتا ہے کہ کسی کو معلوم نہ ہونے پائے یا آنکھوں کی خیانت سے کام لیتا ہے جس کی گرفت انتہائی مشکل ہوتی ہے کن انکھیوں سے نامحرم کو دیکھنا دوسروں کی توہین کرنا۔ شریفوں کا مذاق اڑانا۔ صاحبانِ ایمان کو ذلیل کرنے کیلئے لوگوں کو متوجہ کرنا یہ سارے کام زبان کے بجائے آنکھوں سے لئے جاتے ہیں اور انسان یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح اس کی گرفت نہ ہو سکے گی۔
پروردگار عالم نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اسکے علم سے نہ آنکھوں کی خیانت بچ سکتی ہے اور نہ دلوں کے راز وہ ہر شے کا جاننے والا ہے اور صاحبانِ ایمان کو مسلسل اس نکتہ پر نگاہ رکھنی چاہیے۔

مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ

انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔(21)یہ اس لیے کہ ان کے پیغمبر واضح دلائل لے کر

تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ

ان کے پاس آتے تھے لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر اللہ نے انہیں گرفت میں لیا۔

اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى

اللہ یقیناً بڑا طاقتور، عذاب دینے میں سخت ہے۔(22)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو

بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ ۙ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ (8) وَ

اپنی نشانیوں اور واضح دلائل کے ساتھ بھیجا۔ (23) فرعون (۵) اور ہامان اور

قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

قارون کی طرف تو ان لوگوں نے کہا: یہ تو بہت جھوٹا جادو گر ہے۔(24)پس جب انہوں نے

بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ہماری طرف سے ان لوگوں کو حق پہنچایا تو کہنے لگے: جو اس کے ساتھ ایمان لے آئیں

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا

ان کے بیٹوں کو قتل کر دو اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دو (مگر) کافروں کی چال اکارت ہی

فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى

جاتی ہے۔(25) اور فرعون نے کہا: مجھے چھوڑو کہ میں موسیٰ کو

وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ

قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے۔ مجھے ڈر ہے کہ

عربی حاشیہ

لہٰذا ان کی بات ضرور سنی جائے گی۔

8- ہامان فرعون کے وزیر کا نام تھا اور قارون اس دور کا سب سے بڑا دولت مند انسان تھا اور بعض لوگوں کے خیال میں یہ فرعون کا وزیر مالیات تھا بہرحال عذاب الٰہی کے سامنے نہ وزارت کام آنے والی ہے اور نہ حکومت۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ فرعون تمکنت اور سلطنت کا مجسمہ تھا اور ہامان باطل منصوبہ بندی کا نمونہ ..... قارون اپنے دور کا سب سے بڑا سرمایہ دار تھا اور گمراہی میں اس طرح کے تین کردار کلیدی رول ادا کرتے ہیں۔

ف: مومن آل فرعون کا کردار گواہ ہے کہ تقیہ وہ بہترین حربہ ہے جس سے انسان اپنی طاقت کو مجتمع کر کے مستقبل کے مقابلہ کی تیاری کرتا ہے جو خود سرکار دو عالمؐ کا ابتدا میں خفیہ تبلیغ کا راز تھا کہ اس طرح مستقبل کے اعلان کی تیاری کر رہے تھے۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ عجیب بات ہے کہ قدرت نے جناب موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں ساری قوم کو چھوڑ کر صرف تین افراد کا ذکر کیا ہے کہ ہر موسیٰ کے مقابلہ میں گمراہی اور فساد کی بنیاد ایسے ہی افراد ہوا کرتے ہیں اور یہ بھی عجیب و غریب بات ہے کہ ان تین افراد کی حیثیت بھی یہ تھی کہ ایک حاکم تھا اور دوسرا اس کا وزیر اور تیسرا اپنے دور کا غنی اور مالدار اور حاکم نے اپنی ہر شرارت میں وزیر کا سہارا لیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔
رب العالمین امت اسلامیہ کو اس وقت سے محفوظ رکھے جب تاریخ اپنے آپ کو دہرانے لگے اور فرعونیت دوبارہ منظر عام پر آ جائے۔

اَنۡ يُّظۡهِرَ فِى الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوۡسٰۤى اِنِّىۡ

یہ تمہارا دین بدل ڈالے گا یا زمین میں فساد برپا کرے گا۔(26)اور موسیٰ نے کہا: میں اپنے

عُذۡتُ بِرَبِّىۡ وَرَبِّكُمۡ مِّنۡ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤۡمِنُ بِيَوۡمِ

اور تمہارے رب کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے سے جو یوم حساب پر ایمان

الۡحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ ۖ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ

نہیں لاتا۔(27)اور آل فرعون میں سے ایک مومن جو اپنا ایمان (۲) چھپائے ہوئے تھا کہنے لگا:

يَكۡتُمُ اِيۡمَانَهٗۤ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ يَّقُوۡلَ رَبِّىَ اللّٰهُ

کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ اور تمہارے رب کی طرف سے

وَقَدۡ جَآءَكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ وَاِنۡ يَّكُ كَاذِبًا

تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آیا ہے؟ اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ خود اس کے خلاف

فَعَلَيۡهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنۡ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبۡكُمۡ بَعۡضُ

جائے گا اور اگر یہ سچا ہے تو جس (عذاب) کا یہ تم سے وعدہ کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو

الَّذِىۡ يَعِدُكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِىۡ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ

تم پر واقع ہو ہی جائے گا۔ اللہ یقیناً تجاوز کرنے والے اور جھوٹے کو ہدایت

كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ يٰقَوۡمِ لَكُمُ الۡمُلۡكُ الۡيَوۡمَ ظٰهِرِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ

نہیں دیتا۔(28)اے قوم! آج تمہاری بادشاہت ہے اور ملک میں تم غالب ہو۔

فَمَنۡ يَّنۡصُرُنَا مِنۡۢ بَاۡسِ اللّٰهِ اِنۡ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرۡعَوۡنُ

پس اگر ہم پر اللہ کا عذاب آ گیا تو ہماری کون مدد کرے گا؟ فرعون نے کہا: میں تمہیں

عربی حاشیہ

9- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ یہ مرد مومن فرعون کا چچا زاد بھائی۔ ولی عہد اور فوجی حاکم تھا اور اسی کو موسیٰ کے ساتھ نجات حاصل ہوئی تھی جس کا مطلب یہ ہے کہ رشتہ داری اور قرابت داری نہ گمراہی کی علامت ہے اور نہ ہدایت کی۔ بدترین انسان کا رشتہ دار بہترین ہوسکتا ہے اور بہترین انسان کا رشتہ دار بدترین ہوسکتا ہے۔ تاریخ میں دونوں کی بیشمار مثالیں موجود ہیں۔

10-مرد مومن کی خفیہ تبلیغ کا انداز بھی قابل دید ہے کہ پہلے یہ کہا گیا کہ موسیٰ اپنا خدا اللہ کو مانتے ہیں تو تمھارا کیا نقصان ہوتا ہے اور اس کے بعد موقع پا کر اسی خدا کو سب کا رب کہہ دیا اور ان کے دلائل کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

پھر یہ دیکھا کہ دلائل اہلِ عقل وانصاف پر اثر کرتے ہیں تو عذاب کا خوف دلایا کہ اس سے کمزور نفس والے بھی متاثر ہوجاتے ہیں اور پھر ملک دنیا کی بے ثباتی کی طرف متوجہ کیا کہ

اردو حاشیہ

(۲) یہ آیت کریمہ پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ نمائندہ پروردگار کے تحفظ کیلئے اپنے ایمان کو مخفی رکھنا اور اس کا اظہار نہ کرنا جسے زبانِ شریعت میں تقیہ کہا جاتا ہے ایک قابل تعریف عمل ہے جو انسان کو مالک کائنات کی نظر میں قابل تعریف وتوصیف بنا دیتا ہے۔

اب بعض مسلمانوں کا تقیہ پر اعتراض کرنا اور اسے حق کی پردہ پوشی کا نام دے کر اس کے خلاف طرح طرح کی آوازیں اٹھانا ایک انتہائی حیرت انگیز عمل ہے جو سراسر صراحت قرآن کے خلاف ہے۔

کسی چیز کے حق وصدق ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کا اعلان کیا جائے اور اسے بہرصورت منظر عام پر لایا جائے کہ اس کی پردہ پوشی اور اس کا مخفی رکھنا حرام اور جرم ہو جائے۔ حق کا مطلب صرف یہ ہے کہ اسے حق تسلیم کیا جائے اور جہاں اس کے اظہار کی ضرورت ہو وہاں اس کی پردہ پوشی نہ کی جائے جس طرح کفار ومشرکین کو پیغمبرؐ اسلام کے بارے میں تمام حقائق کا علم تھا اور وہ ان کی پردہ پوشی کرتے تھے تا کہ دنیا پر یہ حقائق عام نہ ہوسکیں۔ ورنہ سب حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے اور ہمارے آبائی دین ومذہب کا کوئی نام ونشان نہ رہ جائے گا۔

تقیہ کرنے والے انسان کو ''رجل مومن'' سے تعبیر کرنا اس امر کی علامت ہے کہ تقیہ نہ خلاف ایمان ہے اور نہ خلاف مردانگی اسے نہ کفر کہا جا سکتا ہے اور نہ بزدلی اس کی عظمت وضرورت سے وہ سب باخبر ہیں جنہیں حق واہل حق کے تحفظ کا خیال ہے اور وہ اس راہ میں جذبات واحساسات کی قربانی دینا جانتے ہیں۔

مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ

صرف وہی رائے دوں گا جسے میں صائب سمجھتا ہوں اور میں اسی راستے کی طرف تمہاری راہنمائی کرتا ہوں

الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

جو درست ہے۔(29)اور جو شخص ایمان لایا تھا کہنے لگا: اے میری قوم! مجھے خوف ہے کہ

عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ

تم پر کہیں وہ دن نہ آئے جیسا (پہلی) امتوں پر آیا تھا۔(30)جیسے قوم نوح

نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ

اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والی امتوں پر آیا تھا اور اللہ تو بندوں پر

يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

ظلم کرنا نہیں چاہتا۔(31)اور اے میری قوم! مجھے تمہارے بارے میں پکار کے دن

يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

(قیامت) کا خوف ہے۔(32) جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے تمہیں اللہ (کے عذاب)

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ وَ

سے بچانے والا کوئی نہ ہو گا۔ اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔(33)اور

لَقَدْ جَآءَكُمْ [11] يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ

بتحقیق اس سے پہلے یوسف واضح دلائل کے ساتھ تمہارے پاس آئے مگر تمہیں اس چیز میں

فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ

شک ہی رہا جو وہ تمہارے پاس لائے تھے یہاں تک کہ جب ان کا انتقال ہوا تو تم کہنے لگے:

عربی حاشیہ

یہ اقتدار رہنے والا نہیں ہے اور رہ بھی جائے تو اس میں عذاب سے بچانے کی صلاحیت نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۶ دلیل ہے کہ مومن آل فرعون اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوا اور اس نے موسیٰ کے قتل کے پروگرام کو ملتوی کرا دیا۔

اب فرعون نے ایک نیا سیاسی فتنہ شروع کیا کہ لوگوں کے ذہنوں کو تعمیرات میں الجھا دیا جائے اور اس طرح لوگ فی الحال خدائے موسیٰ پر ایمان نہ لا سکیں۔

11- یہ ایک حقیقت ہے کہ جنابِ یوسف اس قوم کی طرف نہیں آئے تھے بلکہ ان کے آباؤ اجداد کی طرف آرہے تھے لیکن کردار کی وحدت کی بنا پر دونوں کو ایک ہی گروہ قرار دے دیا گیا ہے۔

لفظ یوسف کے معنی عبرانی زبان میں زیادتی کے ہیں۔ ان کی والدہ نے ان کا یہ نام اس لئے رکھا تھا کہ ایک اور فرزند پیدا ہو۔

اردو حاشیہ

يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ
ان کے بعد اللہ کوئی پیغمبر مبعوث نہیں کرے گا۔ اس طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے جو تجاوز کرنے والے،

هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ
شک کرنے والے ہوتے ہیں۔(34) جو اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں بغیر اس دلیل کے

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ
جو اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہو (ان کی) یہ بات اللہ اور ایمان لانے والوں کے نزدیک

اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ [12] ﴿۳۵﴾
نہایت ناپسندیدہ ہے، اسی طرح ہر متکبر ، سرکش کے دل پر اللہ مہر لگا دیتا ہے۔ (35)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾
اور فرعون نے کہا: اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بناؤ۔ شاید میں راستوں تک رسائی حاصل کرلوں۔ (36)

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ
آسمانوں کے راستوں تک پھر میں موسیٰ کے خدا کو دیکھ لوں اور میرا گمان یہ ہے

كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ
کہ موسیٰ جھوٹا ہے۔ اس طرح فرعون کے لیے اس کی بدعملی کو خوش نما بنا دیا گیا اور وہ

السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِيْۤ
راہِ راست سے روک دیا گیا اور فرعون کی چال تو صرف گھاٹے میں ہے۔(37) اور جو شخص

اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ يٰقَوْمِ
ایمان لایا تھا بولا: اے قوم! میرا اتباع کرو۔ میں تمہیں صحیح راستہ دکھاتا ہوں۔(38) اے قوم!

عربی حاشیہ

جناب یوسف کا انتقال ۱۱۰ برس کی عمر میں ہوا ہے۔

12- جبار شکستہ اشیاء کو جوڑنے والے اور اصلاح کرنے والے کو بھی کہا جاتا ہے اور ظالم اور سرکش کو بھی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ رب العالمین کے بارے میں یہ لفظ پہلے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور ظالموں کے بارے میں دوسرے معنی ہیں۔

اردو حاشیہ

(۷) فرعون کی حرکت کا قطعاً یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ خدائے موسیٰ علیہ السلام کا سراغ لگانا چاہتا تھا۔ اسے سب معلوم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا ایک خدا ہے جو خود فرعون کا بھی خدا ہے اور اسے محل کی چھت سے نہیں دیکھا جا سکتا ہے لیکن وہ قوم کے سادہ لوح افراد کو دھوکہ میں رکھنا چاہتا تھا اور اپنی حکومت کی بقا اور اس کے دوام کا خواہش مند تھا ورنہ اسے اتنا شعور تو ہوتا کہ جو سیڑھی لگائے بغیر موسیٰ علیہ السلام کے خدا کا پتہ نہ لگا سکے اس نے خود خدائی کا دعویٰ کس بنیاد پر کیا ہے اور کیا ایسے جاہل اور عاجز کو بھی خدا بننے کا کوئی حق حاصل ہے۔

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ
یہ دنیاوی زندگی تو صرف تھوڑی دیر کی لذت ہے اور آخرت یقیناً دائمی قیام گاہ

الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ
ہے۔(39) جو برائی کا ارتکاب کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ ملے گا

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ [13]
اور جو نیکی کرے گا وہ مرد ہو یا عورت اگر وہ صاحب ایمان بھی ہو تو

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ
ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جس میں انہیں بے شمار رزق

حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَ يٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ
ملے گا۔(40) اور اے میرے قوم! آخر مجھے ہوا کیا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے

تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ
آتش کی طرف بلاتے ہو؟(41) تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کے ساتھ کفر کروں اور

اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۫ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ
اسے اللہ کا شریک قرار دوں جس کا مجھے علم ہی نہیں ہے اور میں تمہیں بڑے غالب آنے والے،

اِلَى الْعَزِيْزِ [14] الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ
بخشنے والے اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔(42) حقیقت یہ ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے دعوت دیتے ہو

لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ
اس کی نہ دنیا میں کوئی دعوت ہے اور نہ آخرت میں اور ہماری بازگشت

عربی حاشیہ

13- یہ لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ جنت کے لئے ایمان بہرحال ضروری ہے صرف عمل صالح کافی نہیں ہے جس طرح کہ صرف ایمان بھی کافی نہیں ہے اور اس کے ساتھ عمل صالح ضروری ہے۔ مثلہا کی تعبیر دنیا اور آخرت کی ہم رنگی کی علامت ہے اور بے حساب کا لفظ اشارہ ہے کہ حساب وکتاب رکھنا اس کا کام ہے جسے مال کے ختم ہوجانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ رب العالمین کا خزانہ فنا ہونے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۵ میں اعلان کیا گیا ہے کہ خدا نے مومن آل فرعون کو ان کے مکر سے بچالیا حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسے قتل کردیا گیا تھا۔

امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ خدا نے اسے انحراف اور گمراہی سے بچالیا ورنہ شہادت تو ایک شرف ہے۔ (نورالثقلین)

14- کیا مناسب لہجۂ تبلیغ ہے کہ خدا عزیز بھی ہے اور غفار بھی۔ اس کی بات نہ مانو

اردو حاشیہ

(۸) اس سلسلہ میں مفکرین اسلام میں یہ بحثیں پائی جاتی ہیں کہ نجات کیلئے ایمان کافی ہے یا عمل؟ بعض افراد نے ایمان کو کافی قرار دیا ہے اور قوم کو عمل سے بے نیاز بنادیا ہے اور بعض نے عمل کو کافی قرار دیا ہے اور کفار ومشرکین کو بھی جنت میں داخل کردیا ہے۔ آیت کریمہ نے دونوں کی تردید کردی ہے کہ نجات اور جنت کیلئے ایمان اور عمل دونوں ہی ضروری ہیں۔ کافر کو اس کی نیکیوں کا بدلہ ضرور دیا جائے گا لیکن اسے جنت میں داخلہ نہیں دیا جاسکتا اور اسی لئے دنیا کو کافر کی جنت قرار دیدیا گیا ہے تاکہ آخرت کی جزا کا سوال ہی نہ رہ جائے اور اسی طرح مومن کو اس کی بدعملی کی سزا ضرور دی جائے گی۔ چاہے ایمان کے زیر اثر بعد میں جنت میں داخلہ کیوں نہ مل جائے۔ ایمان اور عمل کا بہترین فیصلہ یہ ہے کہ ایمان جنت میں داخلہ کا ذریعہ ہے اور عمل جہنم سے بچنے کا وسیلہ ہے۔

مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾

یقیناً اللہ کی طرف ہے اور حد سے تجاوز کرنے والے تو یقیناً جہنمی ہیں۔ (43)

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى

جو بات (آج) میں تم سے کہہ رہا ہوں (کل) تم اسے ضرور یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ [9] اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ

بے شک اللہ بندوں پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(44) پس اللہ نے اس (مومن) کو

مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ ج

ان کی بری چالوں سے بچایا اور آل فرعون کو برے عذاب نے گھیر لیا۔ (45)

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ

وہ لوگ صبح و شام آتش جہنم کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور جس دن

السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

قیامت برپا ہو گی (تو حکم ہو گا) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔ (46)

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ

اور جب وہ جہنم میں جھگڑیں گے تو کمزور درجے کے لوگ

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ

بڑا بننے والوں سے کہیں گے: ہم تو تمہارے تابع تھے۔ تو کیا تم ہم سے

عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

آتش کا کچھ حصہ دور کر سکتے ہیں؟(47) بڑا بننے والے کہیں گے:

عربی حاشیہ

گے تو بچ کے نہیں جا سکتے ہو اور مان لو گے تو جہنم میں نہیں جا سکتے ہو۔

15- ہر مرد مومن کا ایمانی نعرہ اور اس کے اعمال کی روح اور اس کا جوہر ہے کہ مومن اپنے تمام معاملات کو پروردگار کے حوالے کر دے اس کے حکم کے مطابق عمل کرتا رہے اور انجام سے بالکل بے نیاز ہو جائے۔ حکم الٰہی پر عمل کرنے کے بعد انجام کی ذمہ داری پروردگار پر ہوتی ہے اور اس صورت میں انسان فائدہ اور نقصان دونوں صورتوں میں پرسکون اور مطمئن رہتا ہے۔

16- شاید اصل جہنم سے زیادہ سخت تر عذاب یہ ہے کہ قیامت تک روزانہ جہنم کے سامنے لاکر یہ بتایا جائے کہ بالآخر ایک دن تمھیں اسی میں رہنا ہے۔ یہ روحانی تکلیف مادی تکلیف سے زیادہ سخت تر اور وحشت ناک ہے۔ (اللہ ہر مرد مومن کو اس سے محفوظ رکھے)

اردو حاشیہ

(۹) صاحب تفسیر کاشف نے ابن العربی سے نقل کیا ہے کہ ''افوض'' فاض الاناء سے نکلا ہے جس کے معنی چھلک جانے کے ہیں یعنی مرد مومن کا نعرہ یہ ہے کہ جس قدر بھی مصائب میرے امکان کے اندر ہیں میں ان کا تحمل کرتا ہوں اور جب مصائب کا پیمانہ چھلک جاتا ہے تو اس اضافہ کو پروردگار کے حوالے کر دیتا ہوں تا کہ وہ اس میں تخفیف کر کے میرے لئے قابل تحمل بنا دے۔

اس تحقیق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تفویض امر اور توکل کے معنی کاہلی اور بے صبری کے نہیں ہیں بلکہ مرد مومن کی شان ہی یہ ہے کہ وہ ہر وقت مصائب کا استقبال کرنے کے لئے تیار رہے تا کہ اس کے صبر کے جوہر کھل سکیں اور وہ روزِ قیامت مقام صابرین کا حقدار ہو سکے۔ اس کے بعد اسے مسلسل یہ خطرہ بھی رہتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مصائب کا سلسلہ اس قدر دراز ہو جائے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے اور عاقبت برباد ہو جائے۔ اس لئے اس وقت سے بچنے کیلئے تفویض کا سہارا لیتا ہے اور اپنے معاملات کو پروردگار کے حوالے کر دیتا ہے کہ وہ سہارا دے کر اس برے وقت سے بچا لے جیسا کہ اس نے فرعون کے مقابلہ میں موسیٰ علیہ السلام اور مومن آل فرعون کو سہارا دیا تھا اور اس کے شر سے بچا لیا تھا۔

إِنَّا كُلٌّ فِيهَا ۙ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَ

ہم سب آتش میں ہیں۔ اللہ تو بندوں کے درمیان یقیناً فیصلہ کر چکا ہے۔ (48) اور

قَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ

جو لوگ آتش جہنم میں ہوں گے وہ جہنم کے کارندوں سے کہیں گے: اپنے پروردگار سے درخواست کرو

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ

کہ ہم سے ایک دن کے لیے عذاب میں تخفیف کرے۔(49) وہ کہیں گے: کیا تمہارے

تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا

پیغمبر واضح دلائل لے کر تمہارے پاس نہیں آئے تھے؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں۔

فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿۵۰﴾ ع إِنَّا

(ع ۱۳/۵/۱۰)

تو وہ کہیں گے: پس درخواست کرتے رہو۔ اور کفار کی درخواست بے نتیجہ ہی رہے گی۔(50) ہم اپنے

لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

رسولوں اور ایمان لانے والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد [۱۰] کرتے رہیں گے اور اس روز بھی

وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ [17] ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ

جب گواہ کھڑے ہوں گے۔(51) اس روز ظالموں کو ان کی معذرت فائدہ نہیں دے گی

مَعْذِرَتُهُمْ ۖ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَ

اور ان پر لعنت پڑے گی اور ان کے لیے بدترین ٹھکانا ہو گا۔(52) اور

لَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ [18] وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

بتحقیق ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو ہم نے اس کتاب [۱۱] کا

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۵ میں مستکبرین سے التماس نہیں ہے بلکہ ان کی عاجزی کا اعلان ہے کاش یہ مرید اس حقیقت کو دنیا ہی میں سمجھ لیتے تو یہ انجام کیوں ہوتا۔

ف: آیت نمبر ۵۲ میں یہ تذکرہ ہے کہ معذرت کا فائدہ نہ ہوگا اور سورۂ مرسلات میں یہ تذکرہ ہے کہ انھیں معذرت کی اجازت ہی نہ دی جائے گی۔ ان دونوں آیات میں ظاہری اختلاف کا حل یہ ہے کہ یا تو اجازت نہ دینے کا مقصد بے فائدہ ہونا ہے یا یہ مختلف مراحل میں ہوگا کہ بعض مراحل میں بولنے کی اجازت نہ ہوگی اور بعض مراحل میں بولیں گے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

17- قیامت کے دن سارے گواہ گواہی کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے چاہے وہ انبیاء ومرسلین ہوں یا ملائکہ وصالحین یا خود انسان کے اعضاء وجوارح ہوں جو اس کے خلاف گواہی دینے والے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۱۰) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار اپنے مخلص بندوں کی مدد کرتا ہے اور انہیں تنہا اور لاوارث نہیں چھوڑتا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ مرد مومن بلاؤں اور مصیبتوں سے دوچار نہیں ہوتا ہے۔ بلائیں صبر کے جوہر ظاہر کرنے کیلئے ضروری ہیں اور مصائب کمال کردار کیلئے لازمی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ نصرت خدا مشروط ہے کہ بندہ پہلے دین خدا کی مدد کرے اور دین خدا کی مدد یقیناً مصائب کی طلبگار ہے۔ اس کے بعد خدا کبھی ظاہری اقتدار عطا کرتا ہے اور کبھی دائمی عزت کہ اس کی قبر مرجع خلائق بن جاتی ہے اور دشمن کا نام ونشان تک نہیں رہ جاتا ہے۔

(۱۱) صاحب تفسیر کاشف نے کافی تحقیق کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ موجودہ توریت وہ کتاب نہیں ہے جس کا بنی اسرائیل کو وارث بنایا گیا تھا اور اس کا ایک بڑا ثبوت یہ ہے کہ موجودہ توریت کے شارحین نے کتاب ''قاموس الکتاب المقدس'' میں یہ نقل کیا ہے کہ اسرائیل کے معنی عبرانی زبان میں بندۂ خدا کے نہیں ہیں بلکہ خدا سے لڑنے والے اور مقابلہ کرنے والے کے ہیں اور چونکہ حضرت یعقوبؑ نے توریت کے بیان کے مطابق رات بھر خدا سے جنگ کی تھی لہٰذا ان کا نام اسرائیل ہوگیا تھا اور آج بھی ہر یہودی کا فرض ہے کہ خدا بھی اس کی خواہش کے سامنے آجائے تو رات بھر اس سے جنگ کرتا رہے۔ انّا للّٰہ......!

الْكِتٰبَ ۙ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ

وارث بنایا۔(53) جو صاحبان عقل کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی۔(54) پس آپ صبر کریں۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ [19] وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ

یقیناً اللہ کا وعدہ برحق ہے اور اپنے گناہوں کے لیے استغفار کریں اور صبح وشام

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ

اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کریں۔(55) بے شک جو لوگ اللہ کی آیات کے

فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ

بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو ان کے دلوں میں

اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ

بڑائی کے سوا کچھ نہیں۔ وہ اس (بڑائی) تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ لہٰذا آپ اللہ کی پناہ مانگیں۔ وہ یقیناً

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ

خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(56) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے

مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

خلق کرنے سے زیادہ بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (57)

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ۵ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ

اور نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے نیز نہ ہی ایمان دار اور عمل صالح بجا

عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

لانے والے اور بدکار۔ تم لوگ بہت کم نصیحت قبول کرتے ہو۔(58)

عربی حاشیہ

18- ہدایت سے مراد بظاہر وہ معجزات ہیں جن کے ذریعہ منصب الٰہی کا اثبات کیا جاتا ہے۔

19- استغفار خود ایک مستقل عبادت ہے اور اپنے کوکوتاہی کرنے والا تصور کرنا ہی کمال کردار کی دلیل ہے لہٰذا استغفار کو دلیل گناہ نہیں بنایا جاسکتا اور گناہ کا بھی واقعی ہونا شرط نہیں ہے۔ بارگاہِ رب العزت میں ہر شخص کو اپنے کو مقصر اور کوتاہی کرنے والا تصور کرنا چاہیے تاکہ کسی طرف سے غرور کو راستہ نہ مل سکے۔ عشی زوال سے غروب تک کا وقت ہے اور ابکار صبح سے چاشت تک کا وقت ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۵ انسان کی زندگی میں کامیابی کا مکمل منصوبہ ہے کہ انسان پہلے مصائب کے مقابلہ میں ضبط نفس سے کام لے اس کے بعد اپنی کوتاہیوں کا تصور کرکے استغفار کرے اور آخرکار صبح وشام خدا کی پاکیزگی کا ذکر کرے تاکہ اپنی پاکیزگی کا احساس پیدا ہو۔

اردو حاشیہ

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
قیامت یقیناً آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ اَسْتَجِبْ
ایمان نہیں لاتے۔(59)اور تمہار اپروردگار فرماتا ہے: مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعائیں

لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ
قبول کروں گا۔ جو لوگ ازراہ تکبر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں یقیناً وہ ذلیل ہو کر عنقریب

جَهَنَّمَ دٰخِرِينَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ
جہنم میں داخل ہوں گے۔(60)اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ

لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُو فَضْلٍ
تم اس میں آرام کرو اور دن کو روشن بنایا۔ اللہ یقیناً لوگوں پر

عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ
بڑا فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔(61)یہی اللہ

اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى
تمہارا رب ہے جو ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر تم کہاں

تُؤْفَكُونَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا بِاٰيٰتِ
بھٹک رہے ہو؟(62)اسی طرح وہ لوگ بھی بھٹکتے رہے جو اللہ کی آیات کا

اللّٰهِ يَجْحَدُونَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
انکار کرتے تھے۔(63)اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو

عربی حاشیہ

ف: ساعت وقت کے ایک مختصر عرصہ کا نام ہے لیکن قرآن مجید نے بار بار قیامت اور اس کے مقدمات کو ساعت سے تعبیر کیا ہے تا کہ اس وقت کے اختصار اور اس کی فوریت کی طرف توجہ پیدا ہو سکے۔

20- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ لفظ ادعو عبادت کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر یہ لفظ عبادت ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہاں تو دوسرے جملہ میں لفظ عبادت صراحتاً موجود ہے اور اس صورت میں استجب لکم کے معنی اجر و ثواب دینے کے ہوں گے کہ عبادت جب قبول ہوتی ہے تو اس کے معنی ہی یہ ہوتے ہیں کہ انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے لیکن اس مقام پر اس کے برعکس بھی کہا جا سکتا ہے کہ دعا اور استجابت اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوئی ہے اور بعد کا جملہ علامت ہے کہ دعا خود بھی ایک عبادت ہے جس کے لئے اخلاص نیت

اردو حاشیہ

قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ
جائے قرار اور آسمان کو عمارت بنایا او اسی نے تمہاری صورت بنائی

وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ
تو بہترین صورت (۱۲) بنائی اور تمہیں پاکیزہ رزق دیا۔ یہی تمہارا رب ہے۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ
پس بابرکت ہے وہ اللہ جو عالمین کا رب ہے۔(64)وہی زندہ ہے جس کے سوا

اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
کوئی معبود نہیں لہٰذا تم دین کو اس کے لیے خالص کر کے اسی کو پکارو۔ ثنائے کامل ہے اس اللہ کے لیے

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ
جو عالمین کا پروردگار ہے۔(65) کہہ دیجئے: مجھے اس بات سے روک دیا گیا ہے کہ میں

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ
ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے

رَّبِّيْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ
واضح دلائل آ چکے ہیں اور مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں رب العالمین کا تابع فرمان رہوں۔(66) وہی تو ہے

الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ
جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر لوتھڑے سے پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر نکالتا ہے

ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا
پھر (تمہاری نشوونما کرتا ہے) تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ پھر (تمہیں مزید زندگی دیتا ہے)

عربی حاشیہ

ضروری ہے اور اس سے استکبار کرنا انسان کے لئے جہنم اور ذلت دونوں کا سبب ہے کہ دعا نہ کرنے والا اپنے اوپر اعتماد کرتا ہے اور رب العالمین کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے جب کہ حکم اسلام یہی ہے کہ عمل کرتے جاؤ اور کامیابی یا قبولیت کے لئے دعا بھی کرتے جاؤ یہ دونوں ایک دوسرے کا تتمہ ہیں اور کوئی کسی کا بدل نہیں ہے۔

روایات میں دعا کو تلاوت قرآن اور سنتی نماز سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے کہ دعا دلیلِ معرفت اور اعتراف عاجزی ہے اور اس کا مقصد خلد پر مکمل اعتماد اور اعتبار ہے۔

ف: اس مقام پر تخلیق کے سات مراحل کا ذکر ہے۔ تین میں مادیت کا تذکرہ ہے تین میں انجام کا ذکر ہے اور سارے مراحل کے بعد پھر ثم کے بجائے واؤ کا ذکر ہے جو علامت ہے کہ انتہائے حیات بڑھاپے پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی ممکن ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۲) انسان ایک نظر فقط اپنے سراپا پر کر لے تو معرفت خدا اور ایمان وایقان کیلئے کسی اور دلیل کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ ایک بالشت کے پیدا ہوئے بچہ کے جسم کے اندر کونسا ضرورت کا سامان ہے جو نہیں رکھا گیا ہے اور کون سی چیز ہے جو کسی نامناسب مقام پر رکھ دی گئی ہے۔ کسی بھی عضو بدن کو کم کر دیا جائے یا اسے اس کی جگہ سے ہٹا کر دیکھا جائے تو اندازہ ہوگا کہ انسان موجودہ صورت میں کس قدر حسین ہے اور اس صورت کے بدل جانے کے بعد کسی قدر قبیح المنظر اور مکروہ و بے مصرف ہو جائے گا۔

یہ تو اس کی ظاہری صورت کا حال ہے۔ اس کے بعد معنویات پر نگاہ کی جائے تو انسان کے ہوش وحواس سلامت نہیں رہ جاتے ہیں۔ ایک انتہائی مختصر سے دماغ میں اس قدر صلاحیت اور ایک انتہائی مختصر سے دل میں اس قدر جذبات واحساسات اور ایک انتہائی مختصر سے وجود میں اس قدر تخلیق اور تصرف کی استعداد وقابلیت کہ ماشاء اللہ پھر اس کے بعد انسان کو دو قسموں میں تقسیم کر کے ہر ایک کے وجود میں دوسرے کے وجود کی کمی کے پورا کرنے کی صلاحیت رکھ دی گئی اور ہر ایک کو دوسرے کا مکمل قرار دیدیا گیا۔ یہ کمال قدرت وصنعت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔ فتبارک اللہ احسن الخالقین......!

شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلًا

تا کہ تم بڑھاپے کو پہنچ پاؤ اور تم میں سے کوئی تو پہلے ہی مر جاتا ہے اور (بعض کو مہلت ملتی ہے) تا کہ تم اپنے مقررہ وقت کو

مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ

پہنچ جاؤ اور تا کہ تم عقل سے کام لو۔(67)وہی تو ہے جو زندگی دیتا ہے اور وہی موت بھی دیتا ہے

فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ

پھر جب وہ کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس سے صرف یہ کہتا ہے: ہو جا! پس وہ ہو جاتا ہے۔(68) کیا آپ نے

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾

ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات کے بارے میں جھگڑتے ہیں؟ یہ لوگ کہاں پھرے جاتے ہیں؟ (69)

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ

جنہوں نے اس کتاب کی اور جو کچھ ہم نے پیغمبروں کو دے کر بھیجا ہے اس کی تکذیب کی ہے انہیں

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾ إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ

عنقریب معلوم ہو جائے گا۔(70)جب طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں (۱۳) ہوں گی، گھسیٹے

يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾

جا رہے ہوں گے۔(71) کھولتے پانی کی طرف، پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ (72)

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ

پھر ان سے پوچھا جائے گا: کہاں ہیں وہ جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے۔(73)اللہ کو چھوڑ کر؟

قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ

وہ کہیں گے: وہ تو ہم سے ناپید ہو گئے بلکہ ہم تو پہلے کسی چیز کو پکارتے ہی نہیں تھے۔

عربی حاشیہ

21- انسانی زندگانی میں مختلف تحولات اور انقلابات کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو ایک خاص مدت تک زندہ رہنا ہے اس سے پہلے اسے موت نہیں آسکتی ہے جس کے بارے میں مولائے کائنات کا ارشاد گرامی ہے کہ انسان کے لئے اس کی موت سے بڑا محافظ کوئی نہیں ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان عقل استعمال کرے کہ اس قدر تغیرات کسی اندھے مادہ کی کاریگری سے نہیں ہو سکتے ہیں اور اس کی پشت میں ایک کارساز ذہن ضرور ہے جو اس پورے نظام کو چلا رہا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۳) پروردگار کے کرم نے ایک ذرۂ بے مقدار کو کتنے مراحل سے گزار کر انسان بنایا ہے اور پھر دنیا میں کتنی منزلوں سے گزار کر مرحلۂ موت تک پہنچایا ہے لیکن انسان کی بدبختی یہی ہے کہ اس کے بعد بھی ایمان لانے کو تیار نہیں ہے اور اس کی نعمتوں کا انکار ہی کرتا رہتا ہے تو اب اس کیلئے عذاب کے بھی مرحلے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کل مٹی، نطفہ، علقہ، طفل، جوان، شیخ کی منزلوں سے گزر کر موت تک پہنچا ہے تو آج پہلے گلے میں طوق ڈالا جائے گا پھر زنجیروں میں جکڑا جائے گا، پھر کھولتے پانی میں کھینچا جائے گا پھر جہنم میں جھونکا جائے گا پھر یہ سوال ہوگا کہ وہ شرکاء کہاں ہیں جنہیں خدا کا شریک بنایا تھا یعنی جس طرح تخلیق کے مرحلہ میں مادیات سے ماوراء ایک عقلی اور روحانی نعمت تھی جس نے مادہ کو انسان بنا دیا تھا اسی طرح عذاب کے مرحلہ میں بھی ایک روحانی عذاب ہے اور وہ یہ سوال ہے کہ جن کے بھروسے پر خدا کو چھوڑا تھا وہ تمہیں چھوڑ کر کہاں چلے گئے۔ اے کاش انسان اب بھی اپنی عقل استعمال کر لیتا اور ایسے انسانوں کا اتباع کرنے سے گریز کرتا جن کے چھوڑ کر بھاگ جانے کا اندیشہ ہو۔ اور جب پیغمبر اسلام کو چھوڑ کر چلے گئے تو دوسروں کا ساتھ دینے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۴ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ

اسی طرح کفار کو اللہ گمراہ کر دیتا ہے۔(74) یہ (انجام) اس لیے ہو اکہ تم زمین میں

فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝۷۵

حق کے برخلاف (باطل پر) خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے کہ تم اترایا کرتے تھے۔ (75)

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ

جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ جس میں تم ہمیشہ رہو گے۔

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۶ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ

تکبر والوں کا کتنا بڑا ٹھکانا ہے۔(76) پس آپ صبر کریں۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اب انہیں ہم نے

فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ (22)

جو وعدہ (عذاب) دیا ہے اس میں سے کچھ حصہ ہم آپ کو (زندگی ہی میں) دکھا دیں یا آپ کو دنیا سے اٹھا لیں

فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝۷۷ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ

بہرحال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے۔(77) اور بتحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ہیں۔

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ

ان میں سے بعض کے حالات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اوربعض کے حالات آپ سے

عَلَيْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ

بیان نہیں کیے اور کسی پیغمبر کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی آیت پیش کرے۔

اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ

پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا گیا اور اس طرح اہل باطل خسارے

عربی حاشیہ

22- صاحبانِ ایمان کے لئے صبر کا بہترین نسخہ یہ ہے کہ ان کے سامنے کفار پر عذاب نازل ہوگیا تو خیر ورنہ اگر وہ دنیا سے چلے بھی گئے اور کفار یونہی اکڑے رہے تو بھی انھیں اپنا دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے ایک نہ ایک دن کفار کو اللہ کی بارگاہ میں پلٹ کر جانا ہے اور وہاں بہرحال عذاب نازل ہوگا جنھیں صاحبان ایمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور انھیں اندازہ ہوجائے گا کہ خدا اپنے وعدہ کو پورا کرتا ہے۔ ''خالق کے یہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے''۔

ف: بحارالانوار میں مختلف روایات اس مضمون کی ہیں کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ ۲۴ ہزار ہے، رسول ۳۱۳ ہیں اور اولوالعزم پیغمبر پانچ ہیں لیکن انس بن مالک نے صرف ۸ ہزار انبیاء کا ذکر کیا ہے اور شاید یہ بڑے انبیاء تھے جس طرح کہ ۲۶ انبیاء کے نام قرآن میں تھے اور اشموئیل، ارسیا، یوشع، خضر، اسباط وغیرہ کی طرف صرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ

میں پڑ گئے۔(78)اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے بنائے تا کہ

لِتَرْكَبُوْا [23] مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَكُمْ فِيْهَا

تم ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کا گوشت کھاؤ۔(79)اور تمہارے لیے

مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ

ان میں منفعت ہے اور تا کہ تمہارے دلوں میں (کہیں جانے کی) حاجت ہو تو ان پر (سوار ہو کر) پہنچ جاؤ

عَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ

نیز ان پر اور کشتیوں پر تم سوا رکیے جاتے ہو۔(80)اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے پس تم اس کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟(81) کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ انہیں ان لوگوں کا

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ط

انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ تعداد میں ان سے کہیں زیادہ تھے

كَانُوْٓا اَكْثَرَ [24] مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ

نیز طاقت اور زمین میں (اپنے) آثار چھوڑنے میں بھی ان سے زیادہ تھے۔

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ

(اس کے باوجود) جو کچھ انہوں نے کیا وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آیا۔(82) پھر جب ان کے پیغمبر

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ

واضح دلائل کے ساتھ ان کے پاس آئے تو وہ اس علم [14] پر نازاں تھے جو ان کے پاس تھا۔

عربی حاشیہ

23- حیوانات کا وجود انسانی زندگی کی ضرورت بھی ہے اور انسان کے لئے نعمت بھی۔ انسان انھیں پر سوار ہوتا ہے اور انھیں کو کھانے میں استعمال کرتا ہے۔ اس کے بعد ان سے فائدے بھی حاصل کرتا ہے اور ان کے ذریعہ اپنا سامان بھی منتقل کرتا ہے اور اس کے بعد دریائی سفر کے لئے کشتیوں کو بھی ایجاد کر دیا گیا ہے۔

اور لطیف بات یہ ہے کہ ابتدا میں ''لترکبوا'' کہا گیا ہے اور آخر میں تحملون'' کی لفظ استعمال ہوئی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں اور کشتیوں پر سوار ہونا بھی تمھارا اپنا کام نہیں ہے یہ بھی ہمارا ہی کرم ہے ورنہ جانوروں کو سرکش بنا دیتے اور کشتی کو غرق کر دیتے تو تم سوار ہونے کے قابل بھی نہ ہوتے۔

24-انسان کی تباہی میں یہ تین قسم کے غرور بہت زیادہ دخل رکھتے ہیں۔ کثرت، قوت اور آثار۔ قرآن مجید نے تینوں کے نتائج سے آگاہ کر کے واضح کر دیا ہے کہ ایمان و کردار کے

اردو حاشیہ

(۱۴) یہ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے کہ علم انسان کو دعوت عمل اور دعوت بندگی دینے کے بجائے اسے سرکشی اور بغاوت پر آمادہ کرے اور انسان اپنے علم کے دعویٰ پر کافر و منکر ہو جائے جب کہ قارون کے واقعہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے اللہ کی نعمتوں کو یاد دلایا گیا تو اس نے صاف کہہ دیا کہ اس میں احسان خداوندی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ سب میرے علم کا نتیجہ ہیں اور دور حاضر میں کتنے ہی افراد ایسے ہیں جو اپنے علم کا مصرف بغاوت اور سرکشی ہی کو قرار دیتے ہیں اور اللہ کی جملہ نعمتوں کو یہ کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یہ سب ہماری حکمت عملی اور علمی ترقی کا نتیجہ ہے اس میں کسی کے فضل و کرم کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ایران کے معزول شاہ محمد رضا کو اس کے فرزند کی ولادت پر مبارکباد دی گئی کہ خدا نے آپ کو فرزند نرینہ اور جانشین عطا کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ اس میں خدا کا کیا دخل ہے۔ یہ میرا اپنا کارنامہ ہے۔ قارون و فرعون سے لے کر شاہان وقت تک یہی فکر رائج رہی ہے اور آج تک اسی کا سلسلہ جاری ہے اور سب کا انجام بھی ایک ہی جیسا ہے۔

بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸۳ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا

پھر انہیں اس چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔(83) پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ

دیکھ لیا تو کہنے لگے: ہم خدائے واحد پر ایمان لاتے ہیں اور جسے ہم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے اس کا

مُشْرِكِيْنَ ۝۸۴ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا

انکار کرتے ہیں۔(84) لیکن ہمارا عذاب دیکھ لینے کے بعد ان کا ایمان

بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ

ان کے لیے فائدہ مند نہیں رہا۔ یہ اللہ کی سنت ہے جو اس کے بندوں میں چلی آ رہی ہے

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۵ ع

اوراس طرح کفار خسارے میں پڑ گئے۔(85)

اٰیاتھا ۵۴ ۔ ۴۱ سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۱ ۔ رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ۝۱ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ (1)

حا، میم۔(1) خدائے رحمٰن ورحیم کی نازل کردہ (کتاب) ہے۔(2) ایسی کتاب جس کی آیات کھول کر

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ ۙ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ

بیان کی گئی ہیں، ایک عربی (زبان کا) قرآن علم رکھنے والوں کے لیے۔(3) بشارت دیتا ہے اور تنبیہ بھی کرتا ہے

عربی حاشیہ

علاوہ کوئی شے کام آنے والی نہیں ہے اور تینوں کا انجام تباہی و بربادی اور جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۷ میں زکوٰۃ نہ دینے والے کو مشرکین میں شمار کرنا شاید اس لئے ہے کہ زکوٰۃ سے مراد مالی انفاق ہے اور مالی انفاق سے انکار حب خدا کے مقابلہ میں حب مال کی طرف اشارہ ہے جو ایک طرح کا شرک ہے۔ اس کے علاوہ روایات میں منع زکوٰۃ کو تقریباً کفر قرار دیا گیا ہے۔

1- قرآن مجید کی آیات تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں اور عقائد، اعمال، حلال، حرام، مواعظ، نصائح، عبرت، فضیلت، سب کو الگ الگ واضح انداز سے بیان کردیا گیا ہے۔

اسے عربی زبان میں اس لئے نازل کیا گیا ہے کہ اس کا محل نزول عرب کا علاقہ تھا اور عربی زبان دنیا کی جامع ترین زبان ہے

اردو حاشیہ

فَاَعۡرَضَ اَكۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِیۡۤ

لیکن ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا ہے پس وہ سنتے نہیں ہیں۔(4) اور وہ کہتے ہیں: جس چیز کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے

اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ وَفِیۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّمِنۡۢ بَيۡنِنَا وَ

اس کے لیے ہمارے دل غلاف میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بھاری پن (بہراپن) ہے اور ہمارے درمیان اور

بَيۡنِكَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ﴿۵﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ

تمہارے درمیان پردہ حائل ہے۔ پس تم اپنا کام کرو۔ ہم اپنا کام کرتے ہیں۔(5) کہہ دیجئے: میں بھی تم جیسا[1] آدمی ہوں۔

مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِيۡمُوۡۤا

میری طرف وحی ہوتی ہے کہ ایک اللہ ہی تمہارا معبود ہے لہٰذا تم اسی کی طرف سیدھے رہو

اِلَيۡهِ وَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ﴿۶﴾ الَّذِيۡنَ لَا

اور اسی سے مغفرت مانگو اور تباہی ہے ان مشرکین کے لیے۔(6) جو زکوٰۃ[2]

يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ﴿۷﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

نہیں دیتے اور جو آخرت کا انکار کرتے ہیں۔(7) لیکن جو لوگ

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۸﴾ ع قُلۡ

ایمان لائے اور اعمال صالح بجا لائے یقیناً ان کے لیے نہ ختم ہونے والا ثواب ہے۔(8) کہہ دیجئے:

اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ يَوۡمَيۡنِ

کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو اور اس کے لیے مدمقابل قرار دیتے ہو جس نے

وَتَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۚ﴿۹﴾ وَجَعَلَ

زمین کو دو دن میں پیدا کیا؟ وہی تو عالمین کا پروردگار ہے۔(9) اور اسی نے

عربی حاشیہ

ورنہ اس کا پیغام ساری دنیا کے لئے عام ہے اور اس میں عرب و عجم کی تخصیص نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یہ بشریت کا اعلان اس بیان کا جواب ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان حجابات حائل ہیں۔ سرکار دو عالمؐ نے اعلان فرما دیا کہ میں خود بھی تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں اور میری طرف آنے والی وحی توحید، استقامت اور استغفار کا پیغام ہے اور ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان حجاب بن سکے بلکہ یہ سارے حجابات کو اٹھانے والی چیزیں ہیں لہٰذا اس قسم کا عذر قطعاً قابل سماعت نہیں ہے۔

(۲) اس زکوٰۃ سے مراد راہِ خدا میں مال خرچ کرنا ہے ورنہ یہ سورۃ مکی ہے اور حکم زکوٰۃ مدینہ میں نازل ہوا ہے اور پھر مشرکین سے زکوٰۃ کی کیا توقع کی جا سکتی ہے جب کہ ان سے اسلام اور ایمان کی توقع نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ اس قدر خبیث ہیں کہ دل میں کفر و شرک رکھتے ہیں اور عملی اعتبار سے بخیل اور حب مال کے مارے ہوئے ہیں کہ غرباء اور فقراء پر بھی مال تقسیم نہیں کر سکتے ہیں۔

فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِيْهَا وَ قَدَّرَ فِيْهَآ

زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکات رکھ دیں (۳) اور اس میں

اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝۱۰ ثُمَّ

چار دنوں میں حاجت مندوں کی ضرورت کے برابر سامان خوراک مقرر کیا۔(10) پھر

اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ

وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اس وقت دھواں تھا پھر آسمان اور زمین سے کہا: دونوں آجاؤ

ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝۱۱ فَقَضٰىهُنَّ

خواہ خوشی سے یا کراہت سے۔ ان دونوں نے کہا: ہم بخوشی آ گئے۔(11) پھر انہیں دو دنوں میں

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَ اَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ

سات آسمان بنا دیے اور ہر آسمان میں اس کا حکم پہنچا دیا اور ہم نے آسمان دنیا کو

وَ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ

چراغوں سے آراستہ کیا اور محفوظ بھی بنایا۔ یہ سب بڑے غالب آنے والے،

الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۱۲ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ

دانا کی تقدیر سازی ہے۔(12) اگر یہ منہ پھیر لیں تو کہہ دیجئے: میں نے تمہیں ایسی بجلی سے

صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۝۱۳ ؕ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ

ڈرایا ہے جیسی بجلی قوم عاد و ثمود پر آئی تھی۔(13) جب ان کے پاس پیغمبر آ گئے تھے

مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

ان کے سامنے اور پیچھے سے کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو

عربی حاشیہ

2- مفسرین کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یہ چار دن ان دودنوں کے علاوہ ہیں جن کا ذکر پہلے کیا گیا ہے یا کل ملا کر چار دن ہوتے ہیں لیکن اس حقیقت کے بیان سے سب عاجز ہیں کہ یہ چار دن کیا ہیں اور ان میں کس طرح زمین خلق ہوئی ہے اور کس طرح رزق مقدر کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بہرحال واضح کر دیا گیا ہے کہ رزق خدا تمام طلبگاروں کے لئے ہے اور کسی ایک فرد یا طبقہ کا قبضہ کر لینا دوسرے کے حق میں صریحی ظلم کے مترادف ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں واضح اعلان ہے کہ آسمان اصل میں کچھ گیس ہیں جن کے ذریعہ ان کا وجود عمل میں آیا ہے اور یہ بات دور حاضر کی آخری تحقیق کے عین مطابق ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ کے ذیل میں امیرالمومنینؑ کا یہ ارشاد یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ مغرور افراد بالآخر قبر کے مہمان ہوگئے۔ مٹی ان کا کفن بن گئی اور ہڈیاں ہمسایہ اس سے زیادہ انسان کی

اردو حاشیہ

(۳) زمین میں برکت اور سامان معیشت کے مقدر کر دینے کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسانی آبادی کسی قدر کیوں نہ بڑھ جائے زمین کی برکتوں میں کمی نہیں واقع ہوسکتی ہے اور نہ خدا کا حساب غلط ہوسکتا ہے۔ دنیا میں فقر وفاقہ کی بنیاد ظالمین کا تسلط اور مستکبرین کا فساد ہے جس کو نئی نسل کے سر ڈالا جا رہا ہے ورنہ پروردگار عالم نے زمین کو بہت بابرکت قرار دیا ہے اور اس کے خیرات میں کوئی بخل نہیں رکھا ہے۔

یہ ایک سرمایہ دارانہ حربہ ہے جو نئی نسل کے خلاف استعمال ہوتا ہے اور اپنے سارے احتکار اور استحصال کا رخ اسی کی طرف موڑ دیا جاتا ہے اور اپنے مظالم کی طرف سے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک دی جاتی ہے۔

قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ

تو وہ کہنے لگے: اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے نازل (۴) کرتا پس جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو

بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

ہم اسے نہیں مانتے۔(14) مگر عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہا: ہم سے

الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ

بڑھ کر طاقتور کون ہے؟ کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ جس اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے

خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے؟ (اسطرح) وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔ (15)

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ

تو ہم نے منحوس ایام میں ان پر طوفانی ہوا چلا دی تا کہ ہم دنیاوی زندگی ہی میں

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

انہیں رسوائی کا عذاب چکھا دیں اور آخرت کا عذاب تو زیادہ رسوا کن ہے اور ان کی

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى

مدد بھی نہیں کی جائے گی۔(16) اور (ادھر) ثمود کو تو ہم نے راہ راست دکھا دی تھی

عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا

مگر انہوں نے ہدایت کی جگہ اندھا رہنے کو پسند کیا تو انہیں ان کے اعمال کے سبب ذلت آمیز عذاب (۵) کی

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

بجلی نے گرفت میں لے لیا۔(17) اور ہم نے انہیں بچا لیا جو ایمان لے آئے تھے اور تقویٰ اختیار کرتے تھے۔ (18)

عربی حاشیہ

بے بسی اور کیا ہو سکتی ہے۔

3- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ سات آسمان سے مراد آسمان کے سات طبقات ہیں جس کا ساتوں ستاروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ستاروں کی دنیا اور ہے اور فضاؤں کی دنیا اور ہے۔ اس کے بعد مزید معاملات خدا اور راسخون فی العلم کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

4- یہ مرسلین کی مساعی جمیلہ کی طرف اشارہ ہے کہ انھوں نے ہر طرح پیغام الٰہی کے پہنچانے اور قوم کو سمجھانے کی کوشش کی جس طرح کہ شیطان نے سامنے اور پیچھے ہر طرف سے آکر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے ورنہ مرسلین سب خدا کی طرف سے آئے ہیں ان کے مختلف سمتوں سے آنے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

5- ایام نحسات وہ مخصوص زمانہ ہے جس زمانے میں اس قوم پر عذاب نازل ہوا تھا اور وہ اس قوم کے حق میں نحوست کا دور تھا ورنہ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ دن ہمیشہ ہمیشہ

اردو حاشیہ

(۴) انسان انکار حقائق کیلئے کتنے بہانے تلاش کرتا ہے اور کس کس طرح جان بچانا چاہتا ہے ورنہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جن لوگوں نے اپنے جیسے انسان کو دیکھ کر پیغام خدا کا انکار کر دیا تھا اور اس پر ایمان نہیں لائے تھے جب کہ ابتدا سے اس کے کردار کا جائزہ لے رہے تھے اور اس کی امانت وصداقت کا تجربہ کر رہے تھے تو وہ اگر ملائکہ کو بھی دیکھتے تو کس طرح ایمان لے آتے جب کہ ان کے بارے میں یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کس طرح کی مخلوق ہیں اور ان پر اعتبار بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

(۵) یہ طے شدہ بات ہے کہ جن لوگوں نے ہدایت کے مقابلہ میں گمراہی کو پسند کیا اور راہِ حق سے اعراض کیا انہیں ایک نہ ایک دن دار دنیا میں بھی ذلت اور رسوائی سے دو چار ہونا پڑے گا۔ بات صرف آخرت کے عذاب کی نہیں ہے۔ پروردگار دنیا میں بھی ایسے مرقع پیش کرنا چاہتا ہے جس سے عقلمند کی آنکھ کھل جائے۔ فرعون وقارون سے لے کر شاہ ایران، نکسن، کارٹر، خروشچیف تک سب اس حقیقت کی زندہ دلیل ہیں۔ اگر انسان نگاہِ عبرت سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور تاریخ کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کی استعداد کا مالک ہو۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور جس دن اللہ کے دشمن جہنم کی طرف چلائے جائیں گے تو انہیں روک لیا جائے گا۔ (19)

حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ

یہاں تک کہ جب سب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں

وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ

ان کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔(20) تو وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے:

لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا[6] اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ

تم نے ہمارے خلاف گواہی (۶) کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی: اسی اللہ نے ہمیں گویائی عطا کی جس نے

كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

ہر چیز کو گویائی دی ہے اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا اور تم اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔ (21)

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ

اور تم (گناہ کے وقت) اپنے کان کی گواہی سے اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتے تھے

وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا

اور نہ اپنی آنکھوں اور نہ اپنی کھالوں کی (گواہی سے) بلکہ تمہارا گمان یہ تھا کہ اللہ کو تمہارے

يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ

بہت سے اعمال کی خبر نہیں ہے۔(22)اور یہ تمہارا گمان تھا۔ جو گمان تم اپنے

ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

پروردگار کے بارے میں رکھتے تھے اسی نے تمہیں ہلاک کر دیا اور تم خسارہ اٹھانے والوں میں ہو گئے۔ (23)

عربی حاشیہ

کے لئے نحس ہوگئے اور ان کی نحوست زائل ہونے والی نہیں ہے جیسا کہ سیاق آیت سے بھی بالکل واضح ہے کہ یہ ایام انھیں کے حق میں نحس تھے۔ ایسا نہیں ہے کہ خدانے عذاب نازل کرنے کے لئے نحس دنوں کا انتخاب کیاورنہ ایک ہفتہ عذاب رہ جانے کے معنی یہ ہیں کہ ہفتہ کے ساتوں دن نحس ہوگئے اور ایک قوم کی بدکرداری نے ساری دنیا کو سعادت سے محروم کردیا۔

ف: آیات وروایات میں سات قسم کے گواہوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے:

۱۔مالک کائنات ۲۔انبیاء کرام، ۳۔عضائے بدن، ۴۔جِلد ، ۵۔فرشتے، ۶۔زمین، ۔زمانہ۔

ان میں سب سے حیرت انگیز جلد کی گواہی ہے۔ اسی لئے گنہگاروں نے جلد سے سوال کیا کہ تم نے کیوں گواہی دے دی۔

6- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اعضاء

اردو حاشیہ

(۶) آیت کریمہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کفار بدنفسی کی اس منزل پر ہیں کہ انہوں نے نہ مبلغین کی گواہی قبول کی نہ ملائکہ کی۔ نہ نامۂ اعمال پر بھروسہ کیا اور نہ بیان پروردگار پر اور سب پر جانبداری کا الزام لگا دیا اور اپنی بربادی کا گواہ طلب کر لیا تو پروردگار نے اعضاء وجوارح کو گواہ بنا دیا جس کا انہیں تصور بھی نہیں تھا تو سارا غصہ انہیں پر اتار دیا اور یہ بھول گئے کہ یہ اعضاء فقط گواہ ہی نہیں ہیں بلکہ انسان کے خلاف مدعی بھی ہیں کہ اس نے ان حسین ترین آنکھوں کو نامحرموں پر نگاہ کرنے میں صرف کیا ہے اور حساس ترین کانوں کو گانوں کی نذر کر دیا ہے اور لطیف ترین جلد کو لمس وکنار اور بدکاری وعیاشی کا نشانہ بنا دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت انسان کا کیا عالم ہوگا جب وہی پتے ہوا دینے لگیں گے جن پر زندگی بھر تکیہ کر رہا تھا اور جن کے سہارے سارے گناہ انجام دے رہا تھا۔

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا

پس اگر وہ صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا آتش ہے اور اگر وہ معذرت کریں تو ان کا عذر

هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا[7] لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا

قبول نہیں کیا جائے گا۔(24)اور ہم نے ان کے ساتھ ایسے ہم نشین لگا دیے تھے

لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ

جو انہیں ان کے اگلے اور پچھلے اعمال کو خوشنما بنا کر دکھاتے تھے

الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ

اور ان پر بھی وہی عذاب لازم ہو گیا جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کی

وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ

امتوں پر لازم ہو چکا تھا۔ وہ یقیناً خسارے میں تھے۔(25)اور جو لوگ کافر ہو گئے ہیں

كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ

وہ کہتے ہیں : اس قرآن کو نہ سنا کرو (۷) اور شور مچا دیا کرو تا کہ تم غالب

تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ

آ جاؤ۔(26)پس ہم کفار کو ضرور بالضرور سخت عذاب چکھائیں گے

وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ

اور انہیں ان کے برے اعمال کی بدترین سزا ضرور دیں گے۔(27)یہی آتش

جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ

دشمنان خدا کی سزا ہے۔ اس میں ان کے لیے ہمیشہ کا گھر ہے۔

ع ۳ / ۱۷

عربی حاشیہ

وجوارح کی گواہی کے معنی یہ ہیں کہ ان پر اعمال کے آثار ظاہر ہو جائیں گے ورنہ ان کے بولنے کا کوئی سوال نہیں ہے اور یہ بات انتہائی عجیب و غریب ہے ورنہ جو خدا ایک گوشت کے ٹکڑے میں قوت گویائی پیدا کرسکتا ہے وہ دوسرے اعضاء میں کیوں نہیں پیدا کرسکتا ہے۔ یہ بات بہرحال دریافت طلب ہے۔

7- کسی بھی حکومت یا سماج کی طرف سے مجرمین کو ڈھیل دے دی جاتی ہے تو وہ فی الفور آپس میں ایک جماعت تشکیل دے لیتے ہیں اور اسے حکومت کی ڈھیل کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے حالانکہ یہ ان کی بدنفسی کا اثر ہے ورنہ شریف آدمی کبھی ذلیل آدمی کا ہم نشین نہیں بنتا ہے اور حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ انسانوں کو آزادی دے تا کہ مجرمین کو سزا دینے کا جواز پیدا ہوسکے ورنہ سزا بھی ایک جرم کی حیثیت اختیار کرلے گی اور نظام عدل مجروح ہو جائے گا۔

اردو حاشیہ

(۷) یہ بہت پرانا سیاسی حربہ ہے جو اہل باطل آج تک استعمال کر رہے ہیں کہ عوام کو اہل حق کی باتیں نہ سننے دو ورنہ ان کی بات اثر انداز ہو جائے گی اور اتنا ہنگامہ کرو کہ بات ہوا میں اڑ جائے اور اپنی پارٹی کمزور نہ ہونے پائے۔

جَزَآءً بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

یہ اس بات کی سزا ہے کہ وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔(28) اور کفار کہیں گے:

كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

اے ہمارے پروردگار! جنوں اور انسانوں دونوں میں سے شیاطین ہمیں دکھا دے

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا تا کہ ہم انہیں پاؤں تلے روند ڈالیں تا کہ وہ خوار ہوں۔ (29)

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (8) تَتَنَزَّلُ

بتحقیق جو کہتے ہیں: ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر ثابت قدم رہتے ہیں ان پر

عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں) نہ خوف کرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی

بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

خوشی مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔(30)ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ

تمہارے ساتھی ہیں اور یہاں تمہارے لیے تمہاری من پسند چیزیں موجود ہیں اور جو چیز تم طلب کرو گے

لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع وَمَنْ

ع ۱۸

وہ تمہارے لیے اس میں موجود ہوگی۔(31)اس ذات کی طرف سے ضیافت کے طور پر جو بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔(32)

اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ

اور اس شخص کی بات سے زیادہ کس کی بات (۸) اچھی ہوسکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۶ بیدینوں کا مستقل کردار ہے۔کل شور مچا کر قرآن سے روکتے تھے۔آج افسانوں اور ناولوں میں الجھا کر، کھیل تماشے میں مبتلا کر کے، مختلف فلمیں دکھلا کر اور آخر میں بیہودہ بحثیں چھیڑ کر اور بے مقصد سیاسی مسائل کھڑے کر کے قرآن مجید سننے سے روکا جارہا ہے۔

ف: اس مقام پر اہل استقامت کو سات قسم کی بشارتیں دی گئی ہیں اور یہ صرف لفظی بشارتیں نہیں ہیں بلکہ واقعی ہیں اور ان کا نزول زندگانی دنیا میں بھی ہے اور وقت انتقال بھی بلکہ بعض مفسرین کے نزدیک قبر اور حشر میں بھی ہے۔

8-یہ ایک واضح دلیل ہے کہ فقط ''ربنا اللہ'' کا اعلان کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عملی طور پر استقامت بھی ضروری ہے اور استقامت کے بعد پھر انسان تنہا اور لاوارث نہیں رہ جاتا ہے بلکہ ملائکہ اس کے ساتھی بن جاتے ہیں اور پروردگار اس کا ولی اور سرپرست ہوجاتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) قرآن مجید کی اس ایک آیت میں زندگی کی تمام خوبیوں کو یکجا کر دیا گیا ہے اور اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ انسان کے کردار کا کمال نہ تنہا قول سے ظاہر ہوتا ہے اور نہ تنہا عمل سے اور عمل کا کمال بھی نہ تنہا انفرادیت سے حاصل ہوتا ہے اور نہ تنہا اجتماعیت سے بلکہ کردار کا کمال یہ ہے کہ خیر کے تمام شعبے اکٹھا ہو جائیں اور انسان ہر شعبۂ حیات میں صاحب خیر کہا جائے جیسا کہ آیت کریمہ کے تین لفظوں سے واضح کیا گیا ہے کہ انسان اسلام کا اعلان کرے یہ زبان اور قول کا کمال ہے پھر عمل صالح کرے کہ یہ اعضاء وجوارح اور کردار کا کمال ہے اور آخر میں اللہ کی طرف دعوت دے کہ یہ اجتماعیت کا کمال ہے تنہا انفرادی اعمال انسان کے کامل کردار کا ذریعہ نہیں بن سکتے ہیں جب تک کہ اجتماعی اور سماجی حالات پر نگاہ نہ رکھی جائے اور بندگان خدا کو خدا کی طرف دعوت نہ دی جائے۔ اسلام میں اپنی اپنی قبر اور اپنے اپنے اعمال کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ ہر شخص پر دوسروں کی ہدایت کرنے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے اور ہر شخص سے اس کے سماج اور معاشرہ کے بارے میں سوال کئے جانے کا اعلان کرتا ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان سے انفرادی کردار کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا اور اجتماعی حالات کے بارے میں بھی۔ سماج بگڑ گیا تو انسان بہرحال جواب دہ ہوگا کہ اس فساد میں اس کی خاموشی اور گوشہ نشینی کا کتنا حصہ ہے کہ عام طور پر سماج میں تباہی مصلحین کے سکوت

إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝٣٣ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا

اور کہا: میں مسلمانوں میں سے ہوں۔(33)اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتیں۔ آپ (بدی کو)

السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَ

بہترین طریقہ سے دفع کریں تو آپ دیکھ لیں گے کہ آپ کے ساتھ جس کی عداوت تھی

بَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝٣٤ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ

وہ گویا نہایت قریبی دوست بن گیا ہے۔(34)اور یہ (خصلت) صرف صبر کرنے والوں کو ملتی ہے

صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ [9] ۝٣٥ وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ

اور یہ صفت صرف انہیں ملتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں۔(35)اور اگر آپ شیطان کی

مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝٣٦

طرف سے کوئی وسوسہ محسوس کریں تو اللہ کی پناہ مانگیں۔ وہ یقیناً خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔ (36)

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا

اور رات اور دن اور سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔تم نہ تو سورج کو سجدہ کرو

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِنْ كُنْتُمْ

اور نہ ہی چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے، اگر تم صرف اللہ کی

إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ [10] ۝٣٧ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ

بندگی کرتے ہو۔(37)پس اگر یہ لوگ تکبر کرتے ہیں تو جو (فرشتے) آپ کے پروردگار

يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ۩ ۝٣٨ وَ

کے پاس ہیں وہ رات اور دن اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں ہیں۔(38) اور

السجدة ۱۱

عربی حاشیہ

9-اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ برائی کا جواب نیکی سے دینا ہرانسان کے بس کا کام نہیں ہے۔ اس کے لئے قوت برداشت بھی ضروری ہے اور توفیق الٰہی بھی درکار ہے اور توفیق الٰہی سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے جس کی بنا پر انسان کو خوش قسمت کہا جا سکے۔

10- اس مقام پر تلاوت کرنے والے اور سننے والے کا فرض ہے کہ سجدہ کرے تا کہ اس کا شمار بھی مقربین بارگاہ الٰہی میں ہو سکے جن کی شان یہ ہے کہ تسبیح پروردگار سے کبھی خستہ حال نہیں ہیں۔ یہ مقام قرآن مجید کے ان چار مقامات میں سے ہے جن پر سجدہ واجب ہوتا ہے اور اس سجدہ میں صرف قابل سجدہ شے پر پیشانی رکھ دینا کافی ہے کسی خاص ذکر کی تلاوت ضروری نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۴انسانی زندگی کا مکمل منصوبہ ہے جس پر عمل کر کے انسان تمام خوبیوں اور بلندیوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ حیات

اردو حاشیہ

اور بے محل تقدس ہی سے پیدا ہوتی ہے اور وہی بدکردار افراد کو کھلی چھوٹ دے دیتے ہیں کہ وہ سماج میں تباہی اور بربادی پیدا کر سکیں۔

مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ زمین کو جمود کی حالت میں دیکھتے ہیں اور جب ہم اس پر پانی برسائیں

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ

تو وہ یکایک جنبش میں آتی ہے اور پھلنے پھولنے لگتی ہے۔ تو جس نے زمین کو زندہ کیا وہی یقیناً مردوں کو

اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ

زندہ کرنے والا ہے۔ وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔(39) جو لوگ ہماری آیات کا انکار کرتے ہیں

اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى[11] فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ

وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیا وہ شخص جو جہنم میں ڈالا جائے بہتر ہے یا وہ جو

مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

قیامت کے دن امن کے ساتھ حاضر ہوگا؟ تم جو چاہو کرتے رہو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے یقیناً خوب دیکھنے

بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ

والا ہے۔(40) یقیناً جو لوگ اس ذکر کا انکار کرتے ہیں جب وہ ان کے پاس آ جائے حالانکہ یہ

لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ ۙ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا

معزز کتاب ہے۔(41) باطل نہ اس کے سامنے سے آ سکتا ہے اور نہ پیچھے سے

مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا

یہ حکمت والے اور لائق ستائش کی نازل کردہ ہے۔ [۹] (42) آپ سے وہی کچھ

مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ[12]

کہا جا رہا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا ہے ۔آپ کا رب یقیناً مغفرت والا اور

عربی حاشیہ

معصومینؑ اسی منصوبہ کی تجسیم ہے۔

ف: آیت نمبر ۴۲ میں باطل مبطل کے معنی میں ہے اور اسی لئے وجود میں آنے کا ذکر نہیں ہے بلکہ قرآن کے پاس آنے کا ذکر ہے کہ باطل وجود میں آ بھی جائے تو قرآن کے پاس آ کر اسے باطل نہیں کر سکتا۔ اس کی حفاظت کی ضمانت اس کے نازل کرنے والے نے لے لی ہے۔

11- اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ اہل کفر و شرک اس قدر دیوانے ہو گئے ہیں کہ اتنے واضح سے سوال کا جواب بھی نہیں سمجھ رہے ہیں اور جہنم کی طرف بھاگے چلے جا رہے ہیں۔

12- اس مقام پر دو متضاد صفات کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ انسان کو یہ ہوش آ جائے کہ صاحبِ عقل کو نہ تنہا مغفرت پر نگاہ رکھنی چاہیے کہ گناہوں کی جرأت پیدا ہو جائے نہ تنہا عذاب پر نظر رکھنی چاہیے کہ مایوسی کی صفت پیدا ہو جائے اور ایک گناہ کے بعد تمام اعمالِ خیر سے کنارہ کش ہو جائے کہ اب تو جہنم میں جانا ہی ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے اپنی کتاب کو مختلف جہات سے محفوظ بنا دیا ہے۔ اس کے الفاظ کو فصاحت و بلاغت کے ذریعہ محفوظ بنایا ہے کہ کوئی لفظ فصاحت و بلاغت کے خلاف قریب نہ آ سکے اور اس کے معانی کو حقائق و معارف کے ذریعہ محفوظ بنایا ہے کہ کسی طرح کی غلط بیانی کا شبہ نہ پیدا ہو سکے۔ پھر اس کے مجموعہ کو بھی ہر طرف سے تحریف و ترمیم سے محفوظ بنا دیا ہے کہ نہ ایک لفظ کا اضافہ ہو سکے اور نہ کسی طرح کی کمی ہو سکے اور جب بھی کوئی فرد یا جماعت اس میں کسی طرح کی تحریف اور ترمیم کرنا چاہے تو اسے رسوائی کا سامنا کرنا پڑے اور قرآن اپنی عظمت کا خود تحفظ کرے جیسا کہ ماضی قریب میں صاحب تفسیر کاشف کے بیان کے مطابق اسرائیل نے اپنے ریڈیو سے قرآن نشر کرنا شروع کیا تھا اور اس میں یہودیوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات میں تحریف شروع کر دی تھی اور بعض سادہ لوح ملا اور ضمیر فروش مسلمان حکام بھی اسرائیل کے ہمنوا بن گئے تھے کہ وہ اپنے ریڈیو سے قرآن نشر کر رہا ہے اور چند ہی دنوں میں سارا راز فاش ہو گیا اور قرآن حکیم کی عظمت و قداست محفوظ رہ گئی اور تحریف کرنے والوں کو رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا اور نہ قوت الٰہی کارفرمانہ ہوتی تو مسلمان اس تحریف کو بھی کمالِ فصاحت و بلاغت قرار دیدیتے اور قرآن کا مفہوم تہ و بالا ہو جاتا۔

وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ۝٤٣ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا

دردناک عذاب دینے والا ہے۔(43)اور اگر ہم اس قرآن کو عجمی زبان میں قرار دیتے

لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ

تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیات کو کھول کر بیان کیوں نہیں کیا گیا؟ عجمی (کتاب) کہاں اور عربی (نبی) کہاں؟

لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ

کہہ دیجئے: یہ کتاب ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے

اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ

ان کے کانوں میں بھاری پن (بہرا پن) ہے اور وہ ان کے لیے اندھاپن ہے۔ وہ ایسے ہیں جیسے انہیں دور سے

مَّكَانٍ بَعِيْدٍ[13] ۝٤٤ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

پکارا جاتا ہو۔(44)اور بتحقیق ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں بھی اختلاف کیا گیا

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ

اور اگر آپ کے رب کی بات پہلے طے نہ ہوئی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ اس (قرآن)

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝٤٥ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

کے بارے میں شبہ پیدا کرنے والے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔(45)جو نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے لیے

فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ

ہی کرتا ہے اور جو برا کام کرتا ہے خود اپنے ہی خلاف کرتا ہے اور آپ کا پروردگار تو بندوں پر قطعاً ظلم

لِّلْعَبِيْدِ ۝٤٦

کرنے والا نہیں ہے۔(46)

عربی حاشیہ

13- بعض مفسرین کے قول کی بنا پر یہ اس صیحہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو قیامت کے دن بلند ہوگا اور اسے بہرحال سننا پڑے گا چاہے قرآن کے سننے کے وقت بہرے ہی کیوں نہ ہو جائیں۔

ف: آیت نمبر ۴۶ کا آخری جملہ عقیدۂ اختیار کی واضح ترین دلیل ہے ورنہ جبر ایک کھلا ہوا ظلم ہے۔ اور اسی لئے امام رضاؑ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جبر کا قائل ہو اس کا ذبیحہ مت کھاؤ۔ اس کی گواہی قبول مت کرو۔ اس کے پیچھے نماز مت پڑھو اور اسے مالِ زکوٰۃ مت دو کہ وہ حقیقی مسلمان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ

قیامت کا علم اللہ کی طرف پلٹا دیا جاتا ہے۔ اس کے علم کے بغیر نہ کوئی پھل اپنے شگوفوں سے

اَکۡمَامِهَا وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ

نکلتا ہے اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ جنتی ہے اور جس دن وہ انہیں پکارے گا:

وَ یَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا

کہاں ہیں میرے شریک؟ تو وہ کہیں گے: ہم آپ سے اظہار کر چکے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی گواہی دینے والا

مِنۡ شَهِیۡدٍ ﴿ۚ۴۷﴾ وَ ضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ

نہیں ہے۔(47)اور جنہیں وہ پہلے پکارتے تھے وہ ان سے ناپید ہو جائیں گے اور وہ سمجھ جائیں گے

وَ ظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾ لَا یَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ

کہ ان کے لیے کوئی خلاصی نہیں ہے۔(48)انسان آسودگی مانگ مانگ کر تو تھکتا نہیں

الۡخَیۡرِ [1] ۫ وَ اِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَـُٔوۡسٌ قَنُوۡطٌ ﴿۴۹﴾ وَ لَئِنۡ اَذَقۡنٰهُ

لیکن جب کوئی آفت آ جاتی ہے تو مایوس ہوتا ہے اور آس توڑ بیٹھتا ہے۔(49)اور اگر تکلیف

رَحۡمَةً مِّنَّا مِنۡۢ بَعۡدِ ضَرَّآءَ مَسَّتۡهُ لَیَقُوۡلَنَّ هٰذَا

پہنچنے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کی لذت چکھائیں تو ضرور کہتا ہے: یہ تو میرا حق تھا

لِیۡ ۙ وَ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّ لَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰی رَبِّیۡۤ

اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت آنے والی ہے اور اگر میں اپنے رب کی طرف پلٹایا بھی گیا تو میرے لیے

اِنَّ لِیۡ عِنۡدَهٗ لَلۡحُسۡنٰی ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِمَا

اللہ کے ہاں یقیناً بھلائی ہے۔ (حالانکہ) کفار کو ان کے اعمال کے بارے میں ہم ضرور بتائیں گے کہ

عربی حاشیہ

ف: حمل اور وضع حمل کے وقت اور اس کی صنف کا اندازہ تو کوئی شخص بھی کرسکتا ہے لیکن وقت حمل، کیفیت حمل، حمل کا علم پروردگار کے علاوہ نہ کسی انسان کو ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ خدا ہی کسی کو علم دیدے تو اور بات ہے۔

1- ساعت یعنی قیامت۔

اکمام۔کم کی جمع ہے (بکسر کاف) یعنی پھل کے ظاہر ہونے سے پہلے والا غلاف جسے بور کہا جاتا ہے۔

2- اہل دنیا کی نگاہ میں خیر یہی مالِ دنیا صحت، عافیت اور جاہ ومرتبہ وغیرہ ہے جس کے بارے میں دعا کرتے رہتے ہیں ورنہ خیر حقیقی یعنی ایمان و کردار کی دعا کرتے تو کبھی مایوسی کا شکار نہ ہوتے اس لئے کہ مایوسی ایمان اور عقیدہ کے خلاف ہے۔

اردو حاشیہ

عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

وہ کیا کچھ کرتے رہے ہیں اور انہیں بدترین عذاب چکھائیں گے۔(50)اور جب ہم انسان کو

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا اور اکڑ جاتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے

فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

تو وہ لمبی دعائیں کرنے لگتا ہے۔(51) کہہ دیجئے: یہ تو خیال کرو کہ اگر (یہ قرآن) اللہ کی طرف سے ہو،

اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ

پھر تم اس سے انکار کرو تو اس شخص سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہو گا جو اس (کی مخالفت) میں دور تک

بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

نکل گیا ہو؟(52)ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی ذات میں

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ

بھی یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یقیناً وہی (اللہ) حق ہے۔کیا تمہارے لیے تمہارا رب کافی نہیں ہے

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ

جو یقیناً ہر چیز پر خوب شاہد ہے؟(53) آگاہ رہو! بے شک یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کے بارے میں

رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾ ع

شک میں ہیں۔آگاہ رہو! یقیناً وہ ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔[1] (54)

عربی حاشیہ

3-انسانی فطرت کی کتنی صحیح ترجمانی کی گئی ہے کہ ذرا راحت و آرام اور مال ومتاع ہاتھ آیا تو یوں پہلو بدلتا ہے جیسے کبھی ہاتھ پھیلایا ہی نہیں تھا اور جیسے ہی غرض پڑی فوراً دست دعا بلند کر دیتا ہے۔ اسلام ایسے ایمان و عقیدہ کو ہرگز پسند نہیں کرتا ہے۔

وہ چاہتا ہے کہ ساری نعمتیں مل جائیں تو بھی انسان دعا کرتا رہے اور ہر طرح کی مصیبت نازل ہو جائے تو بھی مایوسی اور اضطراب کا شکار نہ ہو۔ ہر حال میں راضی برضائے الٰہی رہے اور مکمل طور سے اپنے کو اپنے پروردگار کی مرضی کے حوالے کر دے۔

ف: آیت نمبر ۵۳ میں بعض حضرات کا خیال ہے کہ پہلا حصہ برہانِ نظم ہے جہاں مخلوقات کے ذریعہ خالق کی معرفت ہوتی ہے اور دوسرا حصہ برہانِ صدیقین ہے جہاں ذات سے ذات کو پہچانا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

اردو حاشیہ

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کائنات ارض وسما اور یہ وجود انسانی دونوں قدرت خدا کی دو کھلی ہوئی کتابیں ہیں جن کا لفظ لفظ اس کے وجود اور اس کی عظمت وجلالت کی گواہی دے رہا ہے۔ انسان کائنات کے ایک ذرہ پر بھی نگاہ کرے تو اسے اندازہ ہو جائے گا کہ خالق حکیم کے بغیر اس کی تخلیق ممکن نہیں ہے اور اپنے وجود کی ایک سانس پر بھی غور کرے تو اس بات کا یقین کر لے گا کہ کوئی کارساز ذہن ہے جو اس وجود کو چلا رہا ہے اور اسے باقی رکھے ہوئے ہے ورنہ اس عمارت کا بھروسہ ہی کیا ہے جو ہوا پر قائم ہو اور جو ایک ایک سانس سے ہل جائے۔ یہ رب کائنات کا کرم ہے کہ ایسی عمارت کو سیکڑوں سال اسی شان سے باقی رکھتا ہے۔ اسلام کا عقیدہ توحید اگرچہ ایک غیبی عقیدہ ہے لیکن اس کے دلائل اور شواہد ہرگز غیبی نہیں ہیں بلکہ سرتاسر بالکل واضح اور محسوس ہیں جن کے بعد انسان کو غیب کو غیب کہہ کر نظر انداز کر دینے کا کوئی حق نہیں پہنچتا ہے۔

امیر المومنینؑ نے انسانی وجود کے بارے میں کتنا حسین جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ یہ ایک ایسا مخلوق ہے جو گوشت سے بولتا ہے، ہڈی سے سنتا ہے اور چربی سے دیکھتا ہے کیا ایسے اعضاء یعنی گوشت واستخوان کے ٹکڑوں میں ایسی صلاحیت کا پیدا کر دینا خالقیت اور مالکیت کی محکم ترین دلیل نہیں ہے۔ اور اگر انسان خود اپنے وجود کی طرف سے بھی غافل ہے تو خدا کی طرف کس طرح متوجہ ہو گا۔

اٰیاتھا ۵۳ | ۴۲ سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مَكِّيَّةٌ ۶۲ | رکوعاتھا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

حٰمٓ ۚ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ

حا، میم۔(1) عین، سین، قاف۔(2)اسی طرح آپ کی طرف اور آپ سے پہلوں کی طرف بڑا

مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ [4]

غالب آنے والا، حکمت والا اللہ وحی کرتا ہے۔(3) جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ

وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

زمین میں ہے سب اسی کی ملکیت ہے اور وہ عالی مرتبہ عظیم ہے۔(4) قریب ہے کہ

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

آسمان ان کے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی ثناء کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ [5] لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ

اور اہل زمین کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ آگاہ رہو! اللہ ہی بڑا بخشنے والا، رحم

الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ

کرنے والا ہے۔(5)اور جنھوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو سرپرست بنایاہے اللہ ہی

عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

ان (کے عمال) پر نگہبان ہے اور آپ ان کے ذمے دار نہیں ہیں۔ [1] (6) اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف

عربی حاشیہ

ف: بعض مفسرین کے نزدیک یہ حروف رحمان، مجید، علیم، قدوس اور قاہر کی طرف اشارہ ہیں اور ہر صفت کا ایک حرف لے لیا گیا ہے تا کہ اس کی طرف اشارہ ہوجائے۔

4- یہ سماوات وہ آسمانی اجرام ہیں جو تہ بہ تہ رکھے گئے ہیں اور جن کے بارے میں یہ اندیشہ ہے کہ غیر خدا کی خدائی کا ذکر سن لیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں اور پھٹ کر گر پڑیں۔ یہ تو فقط انسان ہے جو اتنی سنگین بات اپنی زبان سے نکالتا ہے اور اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

5- یہیں سے ائمہ کرام اور انبیاء طاہرین کے استغفار کا راز کھلتا ہے کہ جب ملائکہ کو اہلِ زمین کا اتنا خیال ہے کہ ان کے حق میں برابر استغفار کرتے رہتے ہیں تو اہلِ زمین جن کی امت اور رعیت میں ہیں وہ ان کے حق میں کس طرح استغفار نہ کریں گے۔

اردو حاشیہ

(۱) پیغمبرؐ کے نگراں اور ذمہ دار نہ ہونے کے معنی صرف یہ ہیں کہ انسان کو اس کے ارادہ واختیار پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وہ جس راستہ کو چاہے اختیار کرسکتا ہے ورنہ یہ بات طے شدہ ہے کہ وہ جس راستہ کو بھی اختیار کرے گا اس کے احکام کی مکمل پابندی کرنا پڑے گی اور اس وقت پیغمبر ذمہ دار ہو گا کہ کلمہ اسلام پڑھنے والوں کو احکام اسلام کی پابندی پر آمادہ کرے اور انہیں آزاد نہ رہنے دے۔ لا اکراہ فی الدین اور شرعی حدود کے درمیان مطابقت کا راستہ یہی ہے کہ اغیار کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ وہ عقل کو استعمال کر کے راستہ کا تعین کریں اور ماننے والوں کو پابندی احکام پر مجبور کیا جائے کہ وہ دائرۂ عمل سے باہر نہ ہونے پائیں۔ اغیار کی یہ آزادی بھی مطلق نہیں ہے بلکہ انہیں بھی اسی حد تک آزادی دی جاسکتی ہے کہ عقل کا استعمال کر کے صحیح راستہ کا تعین کرلیں ورنہ عقل کو برباد کر کے خواہشات کے اتباع میں اپنے کو تباہ کرنے لگیں تو ہر دردمند انسان کا فرض ہے کہ اس آزادی پر پابندی عائد کرے اور انسان کو تباہی اور بربادی سے بچائے۔

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ [6] أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ

عربی قرآن بھیجا ہے تا کہ آپ مکہ اور اس کے گردو پیش میں رہنے والوں کو تنبیہ کریں اور اجتماع (قیامت) کے دن کے

يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي

بارے میں بھی (تنبیہ کریں) جس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ (اس روز) ایک گروہ کو جنت جانا ہے اور دوسرے گروہ کو

السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَ

جہنم جانا ہے۔(7)اور اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت بنا دیتا

لَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُم

لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت (۲) میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لیے

مِّن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٨﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ ۖ

نہ کوئی سرپرست ہے اور نہ مددگار۔(8) کیا انہوں نے اللہ کے علاوہ سرپرست بنا لیے ہیں؟

فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

پس سرپرست تو صرف اللہ ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہی ہر چیز پر

قَدِيرٌ ﴿٩﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ۚ

قادر ہے۔(9)اور تم جس بات میں اختلاف کرتے ہواس کا فیصلہ اللہ کی طرف سے ہو گا۔

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١٠﴾

وہی اللہ میرا پروردگار ہے۔ اسی پر میں نے بھروسا کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (10)

فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ

وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی نے خود تمہاری جنس سے تمہارے لیے ازواج بنائے

عربی حاشیہ

6- یہ ابتدائے وحی کی طرف اشارہ ہے کہ کام مکہ اور اس کے اطراف سے شروع ہوگا ورنہ اس کے بعد تو اس پیغام کو آفاقی اور عالمی ہونا ہے اس کا مکہ یا مدینہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ویسے ہر کام میں آغاز کار کا اصول ہے کہ کام کو گھر سے شروع کیا جائے اور پھر دھیرے دھیرے کام کو آگے بڑھایا جائے تا کہ زمین ہموار ہوتی رہے اور لوگ تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ام القریٰ مکہ کا نام اس لئے ہے کہ روایات کی بنا پر ابتدائے خلقت میں سب سے پہلے یہ حصہ زمین پانی سے برآمد ہوا ہے لہٰذا اس کے بعد ساری دنیا ام القریٰ اور اس کے اطراف کی مصداق ہے نہ کہ مکہ اور اس کے اطراف ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) بیشک خدا جبری طور پر ہدائت دے سکتا ہے لیکن اس طرح انسان انسان نہیں رہ جاتا ہے بلکہ جمادات اور نباتات میں شامل ہو جاتا ہے اس لئے کہ انسان کی انسانیت اس کے ارادہ واختیار سے وابستہ ہے اس کے بغیر کوئی انسانیت نہیں ہے۔

انسانیت کے تحفظ اور احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر جبر نہ کیا جائے اور اسے اپنے ارادہ واختیار سے حق قبول کرنے کی دعوت دی جائے اور وہ بھی اسی شان سے حق کو قبول کرے اور اس کے تقاضوں پر عمل کرے۔

اَزۡوَاجًا وَّمِنَ الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا ۚ یَذۡرَؤُکُمۡ فِیۡہِ ؕ لَیۡسَ

اور چوپایوں کے بھی جوڑے بنائے۔ اس طرح سے وہ تمہاری افزائش کرتا ہے۔ اس جیسی

کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ ۚ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۱۱﴾ لَہٗ مَقَالِیۡدُ السَّمٰوٰتِ

کوئی چیز نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(11) آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کی ملکیت ہیں۔

وَ الۡاَرۡضِ ۚ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّہٗ بِکُلِّ

وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق میں کشادگی اور تنگی دیتا ہے۔ وہ یقیناً ہر چیز کا خوب علم

شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ لَکُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوۡحًا

رکھنے والا ہے۔(12) اس نے تمہارے لیے دین کا وہی دستور معین کیا (۳) جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا

وَّ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ وَ مَا وَصَّیۡنَا بِہٖۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ

اور جس کی ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور

مُوۡسٰی وَ عِیۡسٰۤی اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوۡا فِیۡہِ ؕ

عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

کَبُرَ عَلَی الۡمُشۡرِکِیۡنَ مَا تَدۡعُوۡہُمۡ اِلَیۡہِ ؕ اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ

مشرکین کو وہ بات ناگوار گزری ہے جس کی طرف آپ انہیں دعوت دیتے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے

مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یُّنِیۡبُ ﴿۱۳﴾ وَ مَا

اپنا برگزیدہ بنا لیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اسی کو اپنی طرف راستہ دکھاتا ہے۔(13) اور یہ لوگ

تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَہُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا

ان کے پاس علم آنے کے بعد صرف آپس کی سرکشی کی وجہ سے تفرقے کا

عربی حاشیہ

ف: ''لیس کمثلہ شیٔ'' معرفت کا سب سے پہلا زینہ ہے اور ساری گمراہی تشبیہ ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ جب خدائی معاملات کو مخلوقات پر قیاس کر کے غور کیا جاتا ہے۔

7- انسانی آبادی کا سارا پھیلاؤ اسی جوڑے کے قرار دینے کا نتیجہ ہے ورنہ اگر سب کو ایک جیسا بنا دیا ہوتا تو انسانی آبادی فنا ہو گئی ہوتی۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یکسانیت میں بقائے کائنات نہیں ہے بلکہ تنوع اور رنگارنگی میں بقائے کائنات کا راز مضمر ہے۔ ''لیس کمثلہ شیٔ'' اشارہ ہے کہ اس کا کوئی جوڑا نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی نسل ہے۔ وہ بے مثل ہے اور باقی سب کا کوئی نہ کوئی ہمسر ضرور ہے۔

8- یہ حسین ترین اشارہ ہے کہ اصطفاء اور انتخاب اس کی مشیت سے وابستہ ہے اور ہدایت حاصل کرنا انسان کے اپنے امکان کی بات ہے جو اس کی طرف رجوع کرے گا اسے ہدایت حاصل ہو جائے گی لیکن وہ انتخاب بھی

اردو حاشیہ

(۳) دین اس آخری منزل کا نام ہے جس تک ہر انسان کو پہنچنا چاہئے اور یہ ان بنیادی اصولوں کا نام ہے جن پر سزا و جزا کا فیصلہ رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اس منزل تک پہنچنے کیلئے مختلف راستے مقرر کئے گئے ہیں جنہیں شریعت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جن کی مجموعی تعداد پانچ ہے۔ شریعت نوحؑ، شریعت ابراہیمؑ، شریعت موسیٰ علیہ السلام، شریعت عیسیٰؑ اور شریعت حضرت محمد مصطفیٰؐ۔

ان قوانین کے باہمی اختلاف کا فلسفہ یہ ہے کہ حالات زمانہ کے تغیر اور ارتقاء کے ساتھ جزئی طور پر قوانین کی تبدیلی ناگزیر ہے ورنہ قانون جامد اور بیجان ہو کر رہ جائے گا اور مختلف ادوار حیات میں کارآمد نہ رہ سکے گا۔

جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ شریعت ایک گھاٹ کا نام ہے جو دریا کے جزر و مد اور اتار چڑھاؤ کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ ورنہ دین کے بنیادی اصولوں میں نہ توحید میں کوئی فرق آسکتا ہے اور نہ قیامت میں۔ صرف نبوت ہے جس کی تعداد میں دور آدمؑ سے مسلسل اضافہ ہوتا چلا آرہا تھا اور اسی اضافہ کی بنیاد پر حالات زمانہ کے تحت جزئی قوانین میں تغیر و تبدل ہوتا رہا ہے۔ دورِ نوحؑ کی شریعت اور تھی دورِ مرسلِ اعظمؐ کا قانون اور ہے۔ مقصد کے اعتبار سے سب متحد ہیں لیکن طریقۂ کار کے اعتبار سے اختلاف و تغیر ناگزیر ہے۔

بَيْنَهُمْ ۗ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ

شکار ہوئے اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک مقررہ وقت تک کے لیے بات طے

مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ

نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور جو لوگ ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے

بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ

وہ اس کے بارے میں شبہ انگیز شک میں ہیں۔(14) لہٰذا آپ اس کے لیے دعوت دیں

كَمَا أُمِرْتَ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا

اور جیسے آپ کو حکم ملا ہے ثابت قدم رہیں اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور کہہ دیجیے: اللہ نے

أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ

جو کتاب نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں۔

اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا

اللہ ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں۔

حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ

ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی بحث نہیں۔اللہ ہی ہمیں (ایک جگہ) جمع کرے گا اور بازگشت بھی اسی کی

الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا

طرف ہے۔(15)اور جو لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ

اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ

اسے مان لیا گیا ہے ۔ ان کے پروردگار کے نزدیک ان کی دلیل باطل ہے اور ان پر غضب ہے

عربی حاشیہ

کر لے اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

9- یہ ایک ایسا سخت قانون ہے جس کے سامنے اولیاء خدا لرزتے رہے ہیں۔ حکم خدا پر عمل کرنا اور پابند شریعت ہوجانا آسان ہے لیکن اس طرح استقامت سے کام لینا جس طرح خدا نے حکم دیا ہے اور ساری زندگی اس جادہ پر گزار دینا کوئی معمولی کام نہیں ہے۔

10- یعنی دین اسلام قبول کرلیا گیا اور لوگ اسلام میں داخل ہوگئے اور اس کے بعد کبھی کٹ حجتی میں لگے ہوئے ہیں تو ان کے دلائل کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور ان کا انجام بہت برا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں پانچ احکام کا تذکرہ کیا گیا ہے جو بالترتیب انسانی ارتقاء کے مراتب کی حیثیت رکھتے ہیں اور آخر میں مخالفین کو دعوت صلح دیتے ہوئے آخری انجام کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

اب یہ ایک مصلحت الٰہی ہے کہ اس نے چار شریعتوں کو وصیت ونصیحت سے تعبیر کیا ہے اور ایک کو وحی قرار دیا ہے جس سے انبیاء کے فرق مراتب پر بھی روشنی پڑتی ہے اور شریعت پیغمبرؐ اسلام کی عمومیت اور شمولیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

(۴) بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہود ونصاریٰ مسلمانوں کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا کرتے تھے کہ ہمارا مذہب تم سے قدیم تر ہے اور تمہارے مذہب سے پہلے کا ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے دوسرے مذہب کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اس کا زمانہ کے اعتبار سے مقدم ہونا ہی اس کی عظمت کی بہترین دلیل ہے۔

آیت شریفہ نے اس دلیل کو لغو اور مہمل قرار دیا ہے کہ اولاً تو مذہب کی افضلیت اور برتری کا معیار اس کے قواعد وقوانین کا دوام اور استحکام ہوتا ہے۔ اس کا زمانے کے تقدم اور تاخر سے کوئی تعلق نہیں ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح عیسائیوں کو مسلمانوں سے یہ کہنے کا حق ہے کہ ہمارے مذہب کے آجانے کے بعد دوسرے مذہب کی کوئی ضرورت نہیں ہے اسی طرح یہودیوں کو عیسائیوں سے یہ کہنے کا حق ہے کہ ہمارے مذہب کے ہوتے ہوئے تمہارے مذہب کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو جو جواب عیسائی یہودیوں کو دیں گے وہی جواب مسلمانوں کی طرف سے ان کیلئے بھی ہوگا۔

غَضَبٌ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

اور ان کے لیے سخت ترین عذاب ہے۔(16)اللہ وہی جس نے برحق کتاب

الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

اور میزان نازل کیا۔ اور آپ کو کیا معلوم شاید قیامت نزدیک

قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ

آ گئی ہو۔(17) جو لوگ اس (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے بارے میں جلدی مچا رہے ہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ

اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت یقیناً برحق ہے۔

اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿۱۸﴾

آگاہ رہو! جو قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ وہ یقیناً گمراہی میں دور نکل گئے ہیں۔ (18)

اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ

اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہی بڑا طاقت والا، بڑا غالب

الْعَزِيْزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ

آنے والا ہے۔(19) جو شخص آخرت کی کھیتی کا خواہاں ہو ہم اس کی

فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

کھیتی میں اضافہ کرتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی کا خواہاں ہو ہم اسے دنیا میں سے

مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ لَهُمْ

دے دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہو گا۔(20) کیا ان کے

عربی حاشیہ

ف: بیشک کتاب خدا حق بھی ہے اور میزان بھی کہ جملہ حقائق دنیا کو اس کے معیار پر تولا جاسکتا ہے۔

میزان اگرچہ ترازو کو کہا جاتا ہے لیکن اس کا اصل مفہوم معیار ہی ہے جس سے باتوں کی حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

11-یہ خطاب حقیقی نہیں ہے منکرین قیامت کو سمجھانے کے لئے کہا گیا ہے کہ پیغمبر سے قیامت کے بارے میں کیوں سوال کرتے ہو وہ کیا جانیں یہ تو ہمارا کام ہے ہم سے دریافت کرو اور ہم بتا رہے ہیں کہ شاید بہت قریب ہے لہٰذا ہوش میں آجاؤ اور انکار کی روش چھوڑ کر سراپا تسلیم ہوجاؤ اور لغو و لاطائل دلائل پر اعتماد نہ کرو۔

اردو حاشیہ

شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ

پاس ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے دین کا ایسا دستور فراہم کیا ہے جس کی اللہ نے

اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ

اجازت نہیں دی؟ اور اگر فیصلہ کن وعدہ نہ ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور

الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ

ظالموں کے لیے یقیناً دردناک عذاب ہے۔(21) آپ ظالموں کو

مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ

اپنے اعمال کے سبب ڈرتے ہوئے دیکھیں گے اور وہ ان پر واقع ہونے والا ہے اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ

لوگ ایمان لے آئے ہیں اور نیک اعمال بجا لائے ہیں وہ جنت کے گلستانوں میں

مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ

ہوں گے۔ ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس جو وہ چاہیں گے موجود ہو گا۔ یہی بڑا

الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

فضل ہے۔(22) یہ وہ بات ہے جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو خوش خبری دیتا ہے جو ایمان لاتے ہیں

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ

اور اعمال صالح بجا لاتے ہیں۔ کہہ دیجئے: میں اس (تبلیغ رسالت) پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے

فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً [13] نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ

قریب ترین رشتہ داروں کی محبت کے اور جو کوئی نیکی کمائے ہم اس کے لیے اس نیکی میں اچھا اضافہ کرتے ہیں۔

عربی حاشیہ

12-دیندار انسان بھی کام تو دارِ دنیا ہی میں کرتا ہے لیکن دیندار اور بیدین میں فرق صرف نیت ہی کی ہوتی ہے۔ آخرت کی نیت کا فائدہ یہ ہے کہ دنیا بھی سلامت رہتی ہے اور آخرت بھی حاصل ہوجاتی ہے اور دنیا کی مقصدیت کا نقصان یہ ہے کہ آخرت سے یکسر محروم ہوجاتا ہے۔ اور دنیا کا بھی کچھ ہی حصہ حاصل ہوتا ہے کل دنیا حاصل نہیں ہوسکتی۔

اسی لئے قرآن مجید نے آخرت کے ساتھ اضافہ کا ذکر کیا ہے اور دنیا حاصل ہونے کی تردید نہیں کی ہے لیکن دنیا کے ارادہ کے ساتھ آخرت کی تردید بھی کردی ہے اور عطا میں صرف منہا کا ذکر کیا ہے۔

13- اس نیکی سے جو بھی مراد ہو اس کا محبت اہلبیتؑ کے مطالبہ کے بعد ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ محبت اہلبیتؑ کے بعد جو نیکی بھی کی جاتی ہے خدائے کریم اس میں اضافہ کردیتا ہے اور محبت کے بغیر جو نیکی انجام دی

اردو حاشیہ

(۵) کس قدر عظیم شرف اور مرتبہ ہے کہ پروردگار انسان سے ہر اس بات کا وعدہ کرے جس کا وہ خواہشمند ہے جب کہ انسانی خواہشات کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا فقط ضرورت کی تکمیل کیلئے ہے خواہشات کی تسکین کیلئے آخرت کو مقرر کیا گیا ہے اور اس سے پہلے اس امر کا کوئی امکان نہیں ہے۔ واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ انسانی زندگی کے دو مرحلے ہیں۔ ایک مرحلہ ضروریات کا ہے اور ایک مرحلہ خواہشات کا پروردگار عالم نے ضروریات کی تکمیل کا سامان دنیا میں رکھا ہے اور خواہشات کی تسکین کا سامان آخرت میں اور یہی وجہ ہے کہ جن چیزوں کو دنیا میں ممنوع قرار دیدیا گیا ہے آخرت میں ان کا بھی انتظام کر دیا گیا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ جسے حرام کیا تھا وہ شراب رِجس تھی اور جس کا انتظام کیا ہے وہ شراب طہور ہے۔

(۶) صاحب کشاف، صاحب البحر المحیط، صاحب روح البیان اور صاحب تفسیر کبیر سب نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ آیت مبارکہ کے نزول کے بعد اصحاب نے پیغمبر اکرمؐ سے یہ سوال کیا تھا کہ ان قرابتداروں سے کون حضرات مراد ہیں تو آپ نے فرمایا تھا کہ علیؑ فاطمہؑ اور حسنؑ حسینؑ۔

نظام الدین نیشاپوری نے غرائب القرآن میں یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ علیؑ فاطمہؑ اور دونوں کے دونوں فرزند۔

بعض مفسرین نے اس استثناء کو منقطع قرار دے کر اس مطالبہ کو اجر رسالت سے الگ کرنا چاہا ہے حالانکہ استثناء کی اصل ہی یہ ہے کہ اسے متصل ہونا چاہیے

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، قدردان ہے۔(23) کیا یہ لوگ کہتے ہیں (رسول نے) اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے؟

كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ

پس اگر اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے اور اللہ باطل کو نابود کر دیتا ہے اور اپنے فرامین کے ذریعے

الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

حق کو پائیداری بخشتا ہے۔ وہ سینوں کی (پوشیدہ) باتوں سے یقیناً خوب واقف ہے۔ (24)

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ

اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف کرتا ہے

السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کا علم رکھتا ہے۔(25)اور ایمان لانے والوں اور اعمال صالح

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ

بجا لانے والوں کی دعا قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دیتا ہے اور کفار کے لیے

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ

سخت ترین عذاب ہے۔(26)اور اگر اللہ اپنے بندوں کے لیے رزق میں فراوانی پیدا کر دیتا تو

لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ

وہ زمین میں سرکش ہو جاتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہ ایک مقدار سے نازل کرتا ہے۔ وہ اپنے بندوں سے

بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ

یقیناً خوب باخبر، نگاہ رکھنے والا ہے۔(27)اور وہی ہے جو ناامید ہو جانے کے بعد

عربی حاشیہ

جاتی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

14- ظاہر ہے کہ نبوت و رسالت کا دعویٰ تو کبھی بھی ہوسکتا ہے اور کوئی شخص بھی کرسکتا ہے لیکن قرآن جیسی کتاب کا پیش کر دینا کسی بشر کے بس کا کام نہیں ہے تو انہیں سوچنا چاہئے کہ اگر یہ اپنی طرف سے پیش کرنا چاہتے اور ہمارا نام استعمال کرتے تو ہم کس طرح برداشت کرتے۔ اس کا پیش کرنا خود ہماری تائید کی دلیل ہے اور ہماری تائید اس کی صحبت اور حقانیت کی علامت ہے بشرطیکہ انسان ہماری عدالت پر ایمان رکھتا ہو۔

پیغمبرؐ اسلام کے لئے اپنے نام سے قرآن پیش کرنا آسان تھا کہ عرب میں فصاحت وبلاغت کا زور تھا اور اس طرح اپنی حیثیت مسلم ہوجاتی لیکن ایک عیسیٰ ذات کے نام سے پیش کرنا اور اپنی حیثیت کو اس کی راہ میں فنا کر دینا ایک انتہائی دیانت داری کی دلیل ہے۔

اردو حاشیہ

جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل نہ آ جائے اور اسی کی بنیاد پر مودۃ القربیٰ تبلیغ رسالت کی اجرت ہے اور الگ سے کوئی مطالبہ نہیں ہے۔

بعض مفسرین نے اس روایت میں بھی تشکیک کی ہے کہ یہ سورہ مکّی ہے اور حسنینؑ کی ولادت مدینہ میں ہوئی ہے لہٰذا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ سورہ کے مکی ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ تمام آیات مکی ہوں جیسا کہ خود اس سورہ کے بارے میں بھی مفسرین نے تصریح کی ہے۔

(۷) انسان کس قدر خبیث النفس ہو جاتا ہے کہ ذرا وسعت ملی اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا اور پروردگار کس قدر کریم ہے کہ رزق پر پابندی عائد کر کے اسے دائرہ اطاعت کے اندر رکھنا چاہتا ہے اور اس کی عاقبت کی تباہی کو پسند نہیں کرتا ہے۔

بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَيَنۡشُرُ رَحۡمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الۡوَلِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۸﴾

مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلا دیتا ہے اور وہی کارساز، قابل ستائش ہے۔ (28)

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَثَّ فِيۡهِمَا

اور آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور وہ جاندار جو اس نے ان دونوں میں پھیلا رکھے ہیں

مِنۡ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمۡعِهِمۡ اِذَا يَشَآءُ قَدِيۡرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَاۤ

اس کی نشانیوں میں سے ہیں اور وہ جب چاہے انہیں جمع کرنے پر خوب قادر ہے۔(29)اور تم پر

اَصَابَكُمۡ مِّنۡ مُّصِيۡبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتۡ اَيۡدِيۡكُمۡ وَيَعۡفُوۡا

جو مصیبت آتی ہے وہ خود تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آتی ہے اور وہ بہت سی باتوں سے درگزر

عَنۡ كَثِيۡرٍ ؕ ﴿۳۰﴾ وَمَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ ۖۚ وَمَا

بھی کرتا ہے۔(30)اور تم زمین میں اللہ کو عاجز تو نہیں کر سکتے۔

لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنۡ اٰيٰتِهِ

اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار۔(31) اور سمندر میں

الۡجَوَارِ فِى الۡبَحۡرِ كَالۡاَعۡلَامِ [15] ؕ ﴿۳۲﴾ اِنۡ يَّشَاۡ يُسۡكِنِ الرِّيۡحَ

پہاڑوں جیسے جہاز اس کی نشانیوں میں سے ہیں۔(32)اگر اللہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے

فَيَظۡلَلۡنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ

تو یہ سطح سمندر پر کھڑے رہ جائیں۔ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے یقیناً اس میں

صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ ۙ ﴿۳۳﴾ اَوۡ يُوۡبِقۡهُنَّ بِمَا كَسَبُوۡا وَيَعۡفُ عَنۡ

نشانیاں ہیں۔(33)یا انہیں ان کے اعمال کے سبب تباہ کر دے اور وہ بہت سے لوگوں سے درگزر

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۳ کے علاوہ بھی قرآن مجید میں قربیٰ کا لفظ پندرہ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور اس کے معنی قرابتداروں ہی کے ہیں لہٰذا اس مقام پر تقرب مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ نیز یہ کہ آیت ۲۳ تا ۲۶ مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اور مکی نہیں ہیں۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں شوریٰ کی افادیت موضوعات اور تشخیص کے بارے میں ہے۔حکم خدا شوریٰ سے طے نہیں ہوتا ہے اور اسی لئے آیت میں ''امرھم'' کہا گیا ہے نہ کہ امر الٰہی۔

15- اعلام۔علم کی جمع ہے یعنی پہاڑ۔ بیشک انسان کو اپنی صنعت پر ناز نہیں کرنا چاہیئے اور اسے یہ سوچنا چاہیے کہ اس نے جہاز بنا بھی لئے ہیں تو ہوائیں تو پروردگار ہی کے اختیار میں ہیں یا ہوائی جہاز اڑا بھی لیا ہے تو پٹرول تو خدا ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اگر وہ تمام چشمے فنا کر دے تو ان جہازوں کی کیا حقیقت رہ جائے گی۔ یہی بات بندگان خدا نے ہمیشہ بڑی طاقتوں کو ہوش

اردو حاشیہ

(۸) انسان یہ خیال کرتا ہے کہ بلائیں ازغیب نازل ہوتی ہیں اور ان میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سب کا انسان سے قریب یا دور کا کوئی نہ کوئی رابطہ ضرور ہوتا ہے۔کبھی براہِ راست اس کی سزا یا تنبیہ کے طور پر نازل ہوتی ہیں اور کبھی اس کے کسی عمل کا اثر ہوتی ہیں جو بعید المدت زہر کی طرح کام

کرتی ہیں۔

كَثِيْرٍ ﴿٣٤﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ
کرتا ہے۔(34) تا کہ ہماری آیات میں جھگڑنے والوں کو علم ہو جائے کہ ان کے لیے

مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ
جائے پناہ نہیں ہے۔(35) پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیاوی زندگی کا سامان ہے

الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہترین اور زیادہ پائیدار ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے اور

عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ
اپنے پروردگار پر بھروسا کرتے ہیں۔(36) اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی

الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ [16] وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾
باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب انہیں غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں۔ [9] (37)

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ
اور جو اپنے پروردگار کو لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنے معاملات باہمی مشاورت سے

شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ
انجام دیتے ہیں اور ہم نے جو رزق انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔(38) اور جب

اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ
ان پر زیادتی سے ظلم کیا جاتا ہے تو وہ اس کا بدلہ لیتے ہیں۔(39) اور برائی کا بدلہ

سَيِّئَةٌ [17] مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ
اسی طرح کی برائی سے لینا (جائز) ہے۔ پھر کوئی درگزر کرے اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔

عربی حاشیہ

میں لانے کے لئے کہی ہے کہ قدرت کے خزانوں پر اپنی بغاوت اور سرکشی کی بنیاد نہ رکھو کہ وہ ہر فرعون کو اس کے ملک کے دریا میں غرق کرنا جانتا ہے۔

16- کبائر بڑے گناہ ہیں اور فواحش وہ گناہ ہیں جو بے حیائی کی حد تک پہنچے ہوئے ہوں جیسا کہ دورِ حاضر کے مغرب زدہ اعمال وافعال کی صورت میں برابر دیکھا جارہا ہے۔

17- برائی کا بدلہ برائی ہے یہ ایک محاورہ ہے ورنہ برائی کا بدلہ ہمیشہ اچھائی ہوتا ہے برائی نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے برائی کہہ سکتے ہیں واضح رہے کہ معافی وہاں مناسب ہوتی ہے جہاں اس میں اصلاح کا پہلو پیدا ہوسکے ورنہ اصلاح کا امکان نہ ہو تو انتقام انتہائی ضروری کام ہے تاکہ برائیوں کا سدباب ہوسکے اور ظالموں کے حوصلے بلند نہ ہوسکیں۔

اردو حاشیہ

(۹) اللہ نے اپنی بارگارہ کے ذخائر خیرات وبرکات ان بندوں کیلئے محفوظ کر رکھے ہیں جن میں حسب ذیل صفات وکمالات پائے جاتے ہوں:-

۱۔ صاحبانِ ایمان ہوں۔
۲۔ خدا پر بھروسہ کرتے ہوں اور بڑی طاقتوں پر تکیہ نہ کرتے ہوں۔
۳۔ گناہوں اور بے حیائی کے اعمال سے پرہیز کرتے ہوں۔
۴۔ غصہ آجائے تو معاف کر سکتے ہوں۔
۵۔ اللہ کے احکام وتعلیمات کو قبول کرتے ہوں۔
۶۔ نماز قائم کرنے والے ہوں۔
۷۔ اپنے معاملات کو مشورہ سے طے کریں۔ خدائی معاملات میں دخل اندازی کیلئے شوریٰ کو استعمال نہ کریں۔
۸۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے والے ہوں اور بخیل نہ ہوں۔
۹۔ ان پر ظلم کیا جائے تو اس کا ضروری بدلہ لینے والے ہوں اور سکوت اختیار کر کے ظالم کی حوصلہ افزائی نہ کرتے ہیں۔ البتہ سکوت میں اصلاح کی صورت

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ

اللہ یقیناً ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔(40)اور جو اس کے ظلم (سہنے) کے بعد بدلہ لیں

فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ؕ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ

پس ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ (۱۰) (41) پس ملامت تو

عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ

ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق

بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ

زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔(42)البتہ جس نے

صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ

ع ۴ ۱۴ ۵

صبر کیا اور درگزر کیا تو یہ یقیناً ہمت کے کاموں میں سے ہے۔(43)اور جسے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا

اللہ گمراہ کر دے تو اس کے بعد اس کے لیے کوئی کارساز نہیں ہے اور آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ

رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَ

جب وہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے:کیا واپس جانے کا کوئی راستہ ہے؟(44)اور

تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ

آپ دیکھیں گے کہ جب وہ جہنم کے سامنے لائے جائیں گے تو ذلت کی وجہ سے جھکے ہوئے نظریں چرا کر

مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ

دیکھ رہے ہوں گے اور (اس وقت) ایمان لانے والے کہیں گے: خسارہ اٹھانے والے یقیناً وہ ہیں

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۲ میں ایک خیال یہ ہے کہ ظلم ظلم ہے اور بغی تکبر اور غرور اور دوسرا خیال یہ ہے کہ ظلم عوام کے مقابلہ میں ہے اور بغاوت اسلامی حکومت کے مقابلہ میں۔

ف: آیت نمبر ۳۷ میں نکیر یا انکار کے معنی میں ہے یا دفاع کرنے والے کے معنی میں اور آیت نمبر ۲۸ علامت ہے کہ دنیا کی نعمت آخرت کے مقابلہ میں صرف چکھنے کے برابر ہے اور بس۔

اردو حاشیہ

ممکن ہو تو سکوت بھی کرنا جانتے ہوں اور اس قدر قوتِ برداشت کے مالک ہوں۔

(۱۰) یہ ایک قانون عام ہے کہ مظلوم کو انتقام لینے کا حق ہے اور انتقام میں کوئی عیب نہیں ہوتا ہے۔

اہل دنیا میں ہمیشہ یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ ظالم کو ظلم پر آمادہ کرتے ہیں اور جب مظلوم انتقام لینا چاہتا ہے تو اسے منع کر دیتے ہیں۔ اسلام نے بالکل اس کے خلاف قانون بنایا ہے کہ روکنا ہے تو ظالم کو روکو کہ اس نے ظلم کی بنیاد رکھی ہے ورنہ مظلوم کو انتقام لینے کا حق دو بلکہ ممکن ہو تو اس کا ساتھ دو تا کہ ظلم کا قلع قمع ہو جائے اور ظالمین سر اٹھانے کے قابل نہ رہ جائیں۔ ظالم کے ظلم پر بے محل سکوت اور اس کے ظلم سے رضامندی درحقیقت ظلم میں شرکت کے مترادف ہے اور اسی لئے مظالم کو سننے کے بعد راضی رہ جانے والوں کو قابل لعنت قرار دیا گیا ہے۔

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا۔ آگاہ رہو! ظالم لوگ یقیناً دائمی

فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ
عذاب میں رہیں گے۔(45)اور اللہ کے سوا ان کے ایسے سرپرست نہ ہوں گے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ ؕ
جو ان کی مدد کریں اور جسے اللہ گمراہ کر دے پس اس کے لئے کوئی راہ نہیں ہے۔ (46)

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ
اپنے پروردگار کو لبیک کہو اس سے پہلے کہ اللہ کی جانب سے وہ دن آ جائے جس کے ٹلنے کا

اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾
کوئی امکان نہیں۔ اس دن تمہارے لیے نہ کوئی پناہ گاہ ہو گی اور نہ ہی انکار کی کوئی گنجائش ہو گی۔ (47)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ
پھر اگر یہ منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر تو نہیں بھیجا آپ کے ذمے تو صرف

اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا[18] رَحْمَةً فَرِحَ
پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے

بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ
اور اگر ان کے اپنے بھیجے ہوئے اعمال کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس وقت یہ انسان یقیناً

الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ
ناشکرا ہو جاتا ہے۔(48) آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے۔ وہ جو

عربی حاشیہ

18- پروردگار عالم نے رحمت کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے اور برائی اور بلا کو انسان کے کردار کا نتیجہ قرار دیا ہے لیکن انسان کی بدبختی یہ ہے کہ وہ رحمت کو پا کر مغرور ہو جاتا ہے کہ جیسے یہ اس کے اپنے کمال کردار اور برکات کا نتیجہ ہے اور بُرائی کو دیکھ کر کفر اختیار کرنے لگتا ہے کہ گویا خدا نے اس پر کوئی ظلم کیا ہے اور اس کے استحقاق کے بغیر اس پر یہ مصیبت نازل کر دی ہے۔

اردو حاشیہ

مَا يَشَآءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ

چاہتا ہے خلق فرماتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے نرینہ اولاد

الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ

عطا کرتا ہے۔(49)یا (جسے چاہے) بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ

بانجھ بنا دیتا ہے۔ وہ یقیناً بڑا جاننے والا، قدرت والا ہے۔(50)اور کسی بشر میں یہ صلاحیت نہیں کہ

يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ

اللہ (۱۱) اس سے بات کرے ماسوائے وحی کے یا پردے کے پیچھے سے یہ کہ کوئی پیام رساں بھیجے

رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۚ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَكَذٰلِكَ

پس وہ اس کے حکم سے جو چاہے وحی کرے۔ بے شک وہ بلند مرتبہ، حکمت والا ہے۔(51) اور اسی طرح

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا

ہم نے اپنے امر میں سے ایک روح آپ کی طرف وحی کی ہے۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے

الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ

اور نہ ہی ایمان کو (جانتے تھے) لیکن ہم نے اسے روشنی بنا دیا جس سے ہم اپنے بندوں میں سے

نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾

جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور آپ تو یقیناً سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کر رہے ہیں۔ (52)

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ

اس اللہ کے راستے کی طرف جو آسمانوں اور زمین کی سب چیزوں کا مالک ہے۔ آگاہ رہو!

عربی حاشیہ

19-واضح رہے کہ پروردگار نے بیٹی اور بیٹے دونوں کو اپنی تخلیق کا شاہکار قرار دیا ہے اور انسان کے حق میں دونوں کو اپنے ہبہ اور عطیہ سے تعبیر کیا ہے تاکہ انسان دونوں کی عظمت اور حیثیت کا احساس کرے اور کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ایک کو تحفہ سمجھ کر اس کا استقبال کرے اور دوسرے کو بلا سمجھ کر اسے رد کر دے یا یہ تصور قائم کر لے کہ ایک میں تخلیق کا کمال پایا جاتا ہے اور دوسرے میں اس کا نقص ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ جاہلیت زدہ تصورات ہیں جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتے ہیں اور ہر مسلمان کو ایسے جاہلانہ خیالات سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ف: امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ وحی کی سات قسمیں ہیں: وحی رسالت، وحی الہامؑ، وحیٔ اشارہ، وحی تقدیر، وحی امر، وحی کذب، وحی خبر۔ (۱۔نساء ۱۶۳) (۲۔نحل ۶۸) (۳۔مریم ۱۱)(۴۔سجدہ ۱۲) (۵۔مائدہ ۱۱۱) (۶۔انعام ۱۱۲) (۷۔انبیاء ۷۳) (بحار الانوار)

اردو حاشیہ

(۱۱) یہ مالک کائنات کی قدرت کے چار مرقع ہیں کہ کسی کو بیٹی دیتا ہے اور کسی کو بیٹا عطا کرتا ہے کسی کو دونوں سے نوازتا ہے اور کسی کو بانجھ بنا دیتا ہے اور یہ سب اپنی مخصوص مصلحت کے تحت کرتا ہے۔ نہ بانجھ بنا دینا اس کی قوت تخلیق کا نقص ہے اور نہ بیٹا پیدا کر دینا اس کے کمال تخلیق کی علامت ہے بلکہ لطیف ترین بات یہ ہے کہ اس نے بیٹی اور بیٹے دونوں کو ہبہ سے تعبیر کرنے کے بعد بیٹی کا ذکر پہلے کیا ہے اور بیٹے کا ذکر بعد میں۔ گویا کہ بیٹی کو ذکر کے اعتبار سے تقدم کا شرف حاصل ہے اور عملی اعتبار سے بھی اس نے اپنے محبوب ترین بندہ کو بیٹی ہی سے نوازا ہے اور اس کی نسل کو آج تک اسی بیٹی کے ذریعہ قائم و دائم رکھا ہے جو بیٹی کی عظمت و اہمیت کی بہترین دلیل ہے۔

بیٹی دار دنیا میں مختلف وجوہ سے زحمت اور مشقت کا باعث بنتی ہے لیکن اجر و ثواب کے اعتبار سے اس کی اہمیت یہ ہے کہ پروردگار اجر و ثواب بھی زحمت ہی پر عطا کرتا ہے راحت و آسائش پر نہیں۔

(۱۲) اللہ اور اس کے نمائندوں کے درمیان تین طرح کے روابط ہوتے ہیں:۔

۱۔ اشارہ مخفی جسے وحی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

أَلَآ إِلَى ٱللَّهِ تَصِيرُ ٱلْأُمُورُ ۝٥٣

تمام معاملات اللہ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔(53)

ایاتھا ۸۹ ۔ ۴۳ سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ ۶۳ ۔ رکوعاتھا ۷

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حمٓ ۝١ وَٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُبِينِ ۝٢ إِنَّا جَعَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا

حا، میم۔(1)اس روشن کتاب کی قسم۔(2)ہم نے اس (قرآن) کو عربی قرآن بنایا ہے

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝٣ وَإِنَّهُۥ فِىٓ أُمِّ ٱلْكِتَٰبِ [1] لَدَيْنَا لَعَلِىٌّ

تا کہ تم سمجھ لو۔(3)اور بلاشبہ یہ مرکزی کتاب (لوح محفوظ) میں ہمارے پاس برتر،

حَكِيمٌ ۝٤ أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ ٱلذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا

پر حکمت ہے۔(4) کیا ہم اس ذکر (قرآن) کو محض اس لیے تم سے پھیر دیں کہ تم حد سے گزرے ہوئے

مُّسْرِفِينَ [2] ۝٥ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِىٍّ فِى ٱلْأَوَّلِينَ ۝٦

لوگ ہو؟(5)اور پہلے لوگوں میں ہم نے بہت سے نبی بھیجے ہیں۔ (6)

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِىٍّ إِلَّا كَانُوا۟ بِهِۦ يَسْتَهْزِءُونَ ۝٧

ور کوئی نبی ان کے پاس نہیں آتا تھا مگر یہ کہ یہ لوگ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ (7)

فَأَهْلَكْنَآ أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ ٱلْأَوَّلِينَ ۝٨

پس ہم نے ان سے زیادہ طاقتوروں کو ہلاک کر دیا اور پچھلی قوموں کی سنت نافذ ہو گئی۔ (8)

عربی حاشیہ

ف: یہ ایک بحث ہے کہ بعثت سے پہلے رسول اکرمؐ کا دین کیا تھا بعض حضرات نے دین مسیحؑ قرار دیا ہے اور بعض نے دین ابراہیمؑ لیکن امیر المومنینؑ کے ارشاد سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا اپنا دین اور نظام تھا جس پر عمل پیرا تھے اور روح القدس ابتدا سے آپ کے ساتھ رہ کر ان تعلیمات کا القاء کیا کرتا تھا۔ گویا نبوت بعثت سے پہلے سے تھی اور رسالت کا آغاز بعثت سے ہوا ہے۔

20- قرآن یقیناً ایک روح ہے جس سے ہر انسان کی زندگی وابستہ ہے اور اس کے بغیر انسانیت ایک جسد بے روح کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ وہ اصل حیات کے اعتبار سے روح ہے اور ہدایت وارشاد کے اعتبار سے نور ہے جس کے بغیر انسان منزلِ مقصود تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

1- ام الکتاب قرآن کی اصل اور بنیاد کا نام ہے جسے لوح محفوظ یا علم خدا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

2- جس کو کسی سے ہمدردی ہوتی ہے وہ

اردو حاشیہ

۲۔ کسی شے میں کلام کا ایجاد کر دینا جو پس پردہ سے بات کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔

۳۔ کسی فرشتے کے ذریعہ پیغام پہنچا دینا۔ فرشتہ صرف واسطۂ ابلاغ ہوتا ہے اور استاد یا معلم نہیں ہوتا ہے جو انسانیت کی اشرفیت اور افضلیت کی بہترین دلیل ہے کہ فرشتہ اس کی خد مت میں الٰہی پیغام لے کر آتا ہے اور خود پیغام کا حامل یا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔

(۱) یہ بات تو ناممکن ہے کہ جس کو نبی اور رسول بنایا جائے وہ اتنا ناقص انسان ہو کہ وحی الٰہی سے پہلے نہ کتاب کے مفہوم سے آشنا ہو اور نہ ایمان کے معانی سے باخبر ہو اس لئے مفسرین نے اس نکتہ کی طرف خصوصی اشارہ کیا ہے کہ یہ اس حقیقت کا اظہار کہ کتاب اور ایمان یعنی احکام شریعت انسانی فکر سے بالاتر چیزیں ہیں جنہیں دنیا کا کوئی انسان بہ اعتبار انسانیت نہیں دریافت کر سکتا ہے۔ یہ پروردگار کا مخصوص کرم ہے کہ وہ انسان کو ان حقائق سے آشنا کر دے اور جب چاہے تب نا آشنا بنا دے۔ اس کا کوئی وقت اور زمانہ بھی معین نہیں ہے۔ یہ اس کی مصلحت سے متعلق کام ہے اور مصلحت کے تقاضوں کو وہ خود بہتر جانتا ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر ان سے پوچھا جائے: آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو وہ یہ ضرور کہیں گے: بڑے

خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿۹﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

غالب آنے والے، علیم نے انہیں پیدا کیا ہے۔(9) جس نے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ بنایا

مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰﴾

اور اس میں تمہارے لیے راستے بنائے تا کہ تم راہ پا سکو۔ (10)

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً

اور جس نے آسمان سے پانی ایک مقدار میں نازل کیا جس سے ہم نے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔

مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا

تم بھی اسی طرح نکالے جاؤ گے۔(11) اور جس نے تمام اقسام کے جوڑے پیدا کیے

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا

اور تمہارے لیے کشتیاں اور جانور آمادہ کیے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔(12) تا کہ تم

عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ

اس کی پشت پر بیٹھو پھر جب تم اس پر درست بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کی

وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ

نعمت یاد کرو اور کہو: پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لیے مسخر کیا ورنہ ہم اسے قابو میں

مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ

نہیں لا سکتے تھے۔(13)اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔(14)اور ان لوگوں نے

عربی حاشیہ

اس کی نالائقی کو دیکھ کر کنارہ کش نہیں ہوتا ہے بلکہ ہدایت کی فکر کرتا رہتا ہے۔ محبت قطع تعلق کا نام نہیں ہے بلکہ اصلاح حال کی تدبیر کا نام ہے اور جسے جس سے محبت ہوتی ہے وہ اس کے حالات کی اصلاح کی فکر میں رہتا ہے۔ محبت دنیاوی بنیادوں پر ہوتی ہے تو دنیا کی اصلاح کی فکر ہوتی ہے اور محبت آخرت اور معنویت کی بنیاد پر ہوتی ہے تو عقیدہ و عمل کی اصلاح کی فکر ہوتی ہے۔

ف: سورۂ زخرف کی ابتدا میں قرآن کے عربی فصیح ہونے کے لئے قرآن ہی کی قسم کھائی گئی ہے جو اس بات کی بھی دلیل ہے کہ قرآن خود اپنی عظمت کا گواہ ہے اور اس امر کا بھی اشارہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی قسم کھانے کے قابل نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۰ جیسی متعدد آیات ہیں جن میں کفار و مشرکین نے اپنے مہمل عقائد و خیالات کا ذمہ دار پروردگار کو قرار دیا ہے اور

اردو حاشیہ

(۲) انسان کیلئے یہ بات انتہائی افسوس ناک ہے کہ وجود خدا کا مسئلہ اس کی فطرت کی گہرائیوں میں محفوظ ہے اور وہ کسی وقت بھی اس سے انحراف نہیں کر سکتا ہے اور فطرت اسلام پر پیدا ہونے کے معنی یہی ہیں کہ جو اسلام کی بنیادی تعلیم ہے یعنی توحید پروردگار وہ ہر انسان کی فطرت میں محفوظ ہے کہ اگر اس سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو بے خیالی میں اور نادانستہ طور پر بھی وہی کہے گا جو دین اسلام یاد دلانا چاہتا ہے لیکن اس کے باوجود جب اسے حالات اور مصالح یاد آ جاتے ہیں تو ایسی بنیادی تعلیم سے بھی انحراف کر لیتا ہے اور ایسے فطری حقائق کا بھی انکار کر دیتا ہے جس طرح کہ بعض مومنین یہ جانتے ہیں کہ محبت اہلبیت بدعملی اور بدکرداری کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی ہے لیکن بعض بدکرداروں کو خوش کرنے کیلئے اس بات کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں کہ محبت کا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے تو ایک جو کل بنی عباس اور بنو اُمیہ کے نمک خواروں کا طریقہ کار تھا۔ وہ کردار کو مذہب سے الگ کر کے اپنے حکام کی خوشامد کا حق ادا کیا کرتے تھے۔ بلکہ ان لوگوں کی مجبوری تھی کہ ان کے حکام بدکردار اور بدسرشت تھے لیکن صاحبانِ ایمان کیلئے اس بے عملی کی ترویج کا کیا جواز ہے جب کہ اہلبیت علیہم السلام سراپا کردار اور مجسم عمل صالح کی حیثیت رکھتے تھے اور پروردگار نے انہیں ہر رجس اور ہر برائی سے پاک و پاکیزہ رکھا تھا۔

مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ع اَمِ

اللہ کے بندوں میں سے (کچھ کو) اللہ کا جزء (اولاد) بنا دیا۔ یہ انسان یقیناً کھلا ناشکرا ہے۔(15) کیا

اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا

اللہ نے اپنی مخلوقات میں سے (اپنے لیے) بیٹیاں بنالیں اور تمہیں بیٹے چن کر دیے؟(16) حالانکہ جب ان میں سے

بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ

کسی ایک کو بھی اس (بیٹی کی ولادت) کا مژدہ سنایا جاتا ہے جو اس نے خدائے رحمٰن کی طرف منسوب کی تھی تو اندر ہی اندر

مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي

غصے سے پیچ وتاب کھا کر اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے۔(17) کیا وہ جو زیور (ناز ونعم) میں پلتی ہے اور جھگڑے میں (اپنا)

الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ

مدعا واضح نہیں کر سکتی (اللہ کے حصے میں ہے؟)۔(18) اور انہوں نے فرشتوں کو جو اللہ کے بندے ہیں

هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ

عورتیں قرار دے دیا۔ کیا انہوں نے ان کو خلق ہوتے ہوئے دیکھا تھا؟ عنقریب ان کی گواہی لکھی جائے گی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْــَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَاۗءَ الرَّحْمٰنُ مَا

اور ان سے پوچھا جائے گا۔(19) اور وہ کہتے ہیں: اگر خدائے رحمٰن چاہتا تو ہم ان کی

عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ۭ

پوجا نہ کرتے۔ انہیں اس کا کچھ علم نہیں۔ یہ تو صرف اندازے لگاتے ہیں۔ (20)

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾

کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی دستاویز دی ہے جس سے اب یہ تمسک کرتے ہیں؟ (21)

عربی حاشیہ

افسوس کی بات یہ ہے کہ ان آیات کے ہوتے ہوئے یہی عقیدہ جبری مسلمانوں نے اسلام لانے کے بعد بھی اختیار کرلیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

3- کشتی اور جانور کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے ورنہ رحمت پروردگار تمام سواریوں کے شامل حال ہے۔ وہ رحمت نہ ہوتی تو نہ ہوائی جہاز کام آسکتے نہ راکٹ، نہ بحری بیڑے کام آسکتے نہ جہاز۔ وہ پانی کو جامد کردیتا تو کشتیاں بیکار ہوجاتیں اور ہواؤں کو ناہموار چلادیتا تو جہاز بیکار ہوکر رہ جاتے۔ انسان کو ہرسواری پر سوار ہوتے وقت اس بات کا اقرار کرنا چاہیے کہ یہ سب رحمت پروردگار کا نتیجہ ہے ورنہ اس کے امکان میں کچھ نہیں تھا۔

"وانا الیٰ ربنا لمنقلبون" کا اضافہ اس امر کی علامت ہے کہ انسان کو کسی وقت بھی موت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔ وہ سواری پر بھی آسکتی ہے اور کشتی میں بھی۔ جہاز پر بھی

اردو حاشیہ

(۳) انسان کی جہالتوں میں سے ایک جہالت یہ بھی ہے کہ وہ بندگی اور رشتہ داری کے فرق کو محسوس نہیں کرتا ہے اور اسے یہ بھی اندازہ نہیں ہوتا ہے کہ بندگی کا مزاج اور ہوتا ہے اور رشتہ داری کا مزاج اور۔

کفار اور مشرکین اسی جہالت میں مبتلا تھے کہ مسلسل بندگی پروردگار کرنے والے ملائکہ کو بھی خدا کی اولاد قرار دیتے تھے اور عیسائیوں کے حصہ میں بھی یہی جہالت آئی ہے کہ "انی عبداللہ" کہنے والے انسان کو ابن اللہ کا درجہ دے رہے ہیں۔

مشرکین نے مزید ستم ظریفی یہ کی تھی کہ ملائکہ کو لڑکی قرار دیدیا تھا اور یہ طے کردیا تھا کہ لڑکا رحمت وبرکت کی علامت ہے تو اسے ہمارے حصہ میں آنا چاہیے اور لڑکی نحوست ومصیبت ہے تو اُسے پروردگار کے حصہ میں جانا چاہئے اور ان ظالموں نے یہ بھی سوچنے کی زحمت نہیں کی کہ جب خالق وہی ہے تو وہ اپنے لئے اعلیٰ مخلوق پیدا کرے گا یا دوسروں کیلئے۔ اسے اولاد بنانا ہی ہوگا تو بہترین قسم کی اولاد اپنے لئے بنائے گا۔ وہ ایسی مخلوق کو اپنی اولاد کیوں قرار دے گا جو زیورات کے درمیان پالی جاتی ہو اور اس قدر جذباتی ہو کہ اختلافات میں صحیح طور پر دلیل بھی نہ پیش کرسکتی ہو۔

روزِ قیامت ان مشرکین سے ان دونوں باتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ خدا کی اولاد کے عقیدہ کے بارے میں بھی اور ملائکہ کے لڑکی ہونے کے خیال کے بارے میں بھی اور انہیں ان دونوں باتوں کے بارے میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اس لئے کہ میدانِ حشر دنیا کا میدان نہیں ہے جہاں ہر طرح کی

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى

(نہیں) بلکہ یہ کہتے ہیں: ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک رسم پر پایا اور ہم انہی کے

اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

نقش قدم پر چل رہے ہیں۔(22)اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی کی طرف

فِىْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ

کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے عیش پرستوں نے کہا: ہم نے

اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ

اپنے باپ دادا کو ایک رسم پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔(23) (ان کے نبی نے) کہا:

اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا

خواہ میں اس سے بہتر ہدایت لے کر آؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟ وہ کہنے لگے:

اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ

جو کچھ دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔(24)چنانچہ ہم نے ان سے انتقام لیا اور دیکھ لو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ

تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔(25)اور جب ابراہیم نے

لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِىْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا

اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم سے کہا: جنہیں تم پوجتے ہو ان سے میں یقیناً بیزار ہوں۔(26) سوائے اپنے رب کے

الَّذِىْ فَطَرَنِىْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً

جس نے مجھے پیدا کیا۔ یقیناً وہی مجھے سیدھا راستہ دکھائے گا۔(27)اور اللہ نے اس (توحید پرستی) کو ابراہیم کی نسل میں

عربی حاشیہ

آ سکتی ہے اور راکٹ میں بھی۔ اس کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ہر آن آمادہ رہنا انسانیت کی شرافت اور فرزند آدم کی لیاقت و ہوش مندی کا تقاضا ہے۔

سواری اس امر کی بہترین یاددہانی ہے کہ جو خدا سواریوں کے ذریعہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے وہ موت کے ذریعہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف بھی منتقل کرسکتا ہے۔ اسی لئے ائمہ معصومینؑ نے تاکید کی ہے کہ سفر کرتے وقت اور منزل پر پہنچنے کے بعد ہر مقام پر یادِ خدا اور شکر خدا ضروری ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۸ میں ضمیر کا مرجع امامت وہدایت کا منصب بھی ہوسکتا ہے جس کی طرف اشارہ سیہدین میں موجود ہے اور یہ لازمۂ کلمۂ توحید بھی ہے۔

4- لفظ براء مصدر ہے جو مذکر، مونث، واحد، تثنیہ، جمع سب کے لئے یکساں طور پر استعمال ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

عیاری اور مکاری چل جائے اور انسان زورِ بیان یا مکروزور سے ہر قسم کے عقیدہ کی تبلیغ کرنے لگے۔

فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ

کلمہ باقیہ قرار دیا تا کہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع کریں۔ (۳) (28) (ان کافروں کو فوری ہلاک نہیں کیا) بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو

حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ

متاع حیات دی یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور واشگاف بیان کرنے والا رسول آ گیا۔(29) اور جب حق ان کے پاس آیا

الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا

تو کہنے لگے: یہ تو جادو ہے اور ہم اسے نہیں مانتے۔(30) اور کہتے ہیں: یہ قرآن

نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ[5] عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾

دونوں بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی (۴) پر کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ (31)

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ

کیا آپ کے پروردگار کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں؟ جب کہ دنیاوی زندگی کی معیشت کو

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ

ان کے درمیان ہم نے تقسیم کیا ہے اور ہم ہی نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات میں

لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا[6] ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ

فوقیت دی ہے تا کہ ایک دوسرے سے کام لے اور آپ کے پروردگار کی رحمت اس چیز سے بہتر ہے جسے

مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً

یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔(32) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ (کافر) لوگ سب ایک ہی جماعت (میں مجتمع)

لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ

ہو جائیں گے تو ہم خدائے رحمٰن کے منکروں کے گھروں کی چھتوں اور سیڑھیوں کو جن پر

عربی حاشیہ

5-دونوں قریوں سے مراد مکہ اور طائف ہے اور یہاں ایک لفظ محذوف ہے یعنی دو میں سے ایک قریہ سے ورنہ کوئی شخص دونوں قریوں کا تو بہرحال نہیں ہوسکتا ہے۔

6-لفظ سخر یا تسخیر سے نکلا ہے یعنی ایک دوسرے کو مسخر کرکے اس سے کام لے سکیں ورنہ اگر سب برابر کی حیثیت کے مالک ہوگئے تو دنیا کا سارا کاروبار معطل ہوجائے گا اور کوئی کسی کا کام نہیں کرے گا جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے کہ بقائے کائنات کا راز تفاوت اور اونچ نیچ میں مضمر ہے ورنہ سب ایک طبقہ کے ہوجائیں گے تو دنیا فنا ہوجائے گی۔ طبقات کا ہونا بہرحال ضروری ہے۔ یہ اور بات ہے کہ طبقات کاروبار چلانے کا ذریعہ ہوتے ہیں شرف وکرامت کی دلیل نہیں ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ایمان اور عمل اور تقویٰ ہی ذریعہ ہے جس کے بغیر کوئی انسان صاحبِ کرامت اور محترم نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ کوشش بارآور ہوئی اور خدا نے ان کی نسل میں ایسے افراد قرار دیدئے جو کلمہ توحید کے حامل تھے جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ حضرت علیؑ شکم مادر میں تھے اور فاطمہ بنت اسد بتوں کو سجدہ کرنا چاہتی تھی تو وہ روک دیتے تھے اور اسی بنا پر انہیں ''کرم اللہ وجہہ'' کہا جاتا ہے۔

اس روایت میں اتنی بات تو بہرحال واضح ہے کہ حضرت علیؑ شکم مادر ہی سے رہنمائی کا فرض انجام دے رہے تھے اور انہوں نے کسی دور میں بھی بت پرستی کو برداشت نہیں کیا۔ صرف حیرت کی بات یہ ہے کہ امت اسلامیہ نے ایسے موحد کے ہوتے ہوئے ان افراد کو امت کی قیادت کیلئے کس طرح منتخب کرلیا جو مدتوں بت پرستی کرتے رہے تھے اب رہ گئی جناب فاطمہ بنت اسد کی بت پرستی کی روایت تو یہ سراسر خلاف تحقیق ہے۔

(۴) کفار کا مطالبہ تھا کہ قرآن کو مکہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی پر نازل ہونا چاہیے تھا کہ یہ صاحبان مال ودولت افراد ہیں۔ رب کریم نے واضح کردیا کہ منصب الٰہی کے بارے میں کسی کو دخل دینے کا حق نہیں ہے اور اس کا کوئی تعلق دنیا کی دولت وحشمت سے نہیں ہے۔

دولت کے اعتبار سے تو ہم کفار کو بھی صاحبان ایمان سے کہیں زیادہ بہتر بنا سکتے تھے لیکن زیادہ اس لئے نہیں دیا کہ بالکل گمراہ نہ ہوجائیں ورنہ اس کا

وَ مَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا

وہ چڑھتے ہیں چاندی سے۔(33)اور ان کے گھروں کے دروازوں اور ان تختوں کو جن پر

عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ زُخْرُفًا وَ اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

وہ تکیہ لگاتے ہیں۔(34)(چاندی) اور سونے سے بنا دیتے اور یہ سب دنیاوی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾

متاع حیات ہے اور آخرت آپ کے پروردگار کے ہاں اہل تقویٰ کے لیے ہے۔(35)

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ

اور جو بھی رحمن کے ذکر سے پہلو تہی کرتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں تو وہی اس کا ساتھی

قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ

ہو جاتا ہے۔(36)اور وہ (شیاطین) انہیں راہ حق سے روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ

اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ

وہ راہ راست پر ہیں۔(37)جب یہ شخص ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا: اے کاش! میرے درمیان اور

بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَ لَنْ

تیرے درمیان دو مشرقوں کا فاصلہ ہوتا۔ تو بہت برا ساتھی ہے۔(38)اور جب

يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾

تم ظلم کر چکے تو آج (۵) (ندامت) تمہیں فائدہ نہیں دے گی۔ عذاب میں یقیناً تم سب شریک ہو۔ (39)

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ [8] اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ مَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ

کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا اندھے کو یا اسے جو واضح گمراہی میں ہے راستہ

عربی حاشیہ

دوسرے لفظوں میں یہ طبقات درجات اور یہ تسخیر عام انسانی صلاحیت کے تفاوت کا نتیجہ ہے۔ یہ کوئی مخصوص قسم کا طبقہ نہیں ہے اور صلاحیت کے اختلاف سے درجات کا پیدا ہوجانا اور پھر اس کے مطابق ایک دوسرے سے کام لینا یہی عین حکمت وعدالت ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۸ میں بعدالمشرقین محاورہ ہے جو مشرق ومغرب دونوں کو شامل ہے اور آیت نمبر ۳۹ علامت ہے کہ ظالموں کو اتنا سکون بھی نصیب نہ ہوگا جتنا دنیا میں مصیبت زدہ انسان کو اپنے ساتھی کو دیکھ کر نصیب ہوجاتا ہے۔

7- سرر اور اسرّہ دونوں سریر کی جمع ہیں جس کے معنی تخت کے ہیں اور زخرف عام زینت کو کہا جاتا ہے لیکن عام طور پر اس سے سونے کی زینت مراد ہوتی ہے۔

8- ظاہر ہے کہ یہ لوگ واقعاً اندھے یا بہرے نہیں تھے بلکہ انھوں نے طے کرلیا تھا کہ نہ کلام حق کو سنیں گے اور نہ آیات حق کو دیکھیں

اردو حاشیہ

عظمت وکرامت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

واضح رہے کہ دولت پرستی اور انانیت کا رجحان ہر دور میں رہا ہے فرق صرف یہ ہے کہ کل یہ رجحان کفار قریش میں تھا اور آج مسلمانوں تک سرایت کر گیا ہے اور بیشمار مسلمان ہیں جو دولت کو عظمت کا معیار بنائے ہوئے ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ خدا ورسول کام کرنے سے پہلے ان سے مشورہ کرلیں اور خدا اور رسول وامام تک رسائی نہ ہو تو کم سے کم مجتہد سے یہ معاملہ کرلیں کہ ان سے مشورہ لئے بغیر فتویٰ نہ دیا کریں۔ درحقیقت یہ وہی دور جاہلیت کا ایک حصہ ہے جو بعض علاقوں میں باقی رہ گیا ہے۔

(۵) بعض لوگوں کا خیال تھا کہ باطل کے پیرومرید جب جہنم میں اکٹھا ہو جائیں گے تو مریدوں کا عذاب کم کر دیا جائے گا کہ ان بیچاروں کو گمراہ کیا گیا تھا۔ ان کا اپنا کوئی قصور نہیں تھا۔ قرآن مجید نے اس بات کی وضاحت کر دی کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا اور عذاب کے اشتراک سے تخفیف کا فائدہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ مریدوں نے خود بھی اپنے اوپر ظلم کیا ہے ورنہ ان باطل نواز افراد کی باتیں نہ سنتے اور تحقیق کے بغیر ان کے خرافات کو قبول نہ کرتے جب کہ انبیاء کرام حقائق کو واضح کرنے کیلئے نظر کے سامنے موجود تھے۔

مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾

دکھا سکتے ہیں؟(40) پس اگر ہم (۶) آپ کو اٹھا بھی لیں تو بھی یقیناً ہم ان سے انتقام لینے والے ہیں۔ (41)

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾

یا (آپ کی زندگی میں) آپ کو وہ (عذاب) دکھا دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ یقیناً ہم ان پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ (42)

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾

پس آپ کی طرف جو وحی کی گئی ہے اس سے تمسک کریں۔ آپ یقیناً سیدھے راستے پر ہیں۔ (43)

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾

اور یہ (قرآن) آپ کے اور آپ کی قوم کے لیے ایک نصیحت ہے اور عنقریب تم سب سے سوال کیا جائے گا۔ (44)

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا

اور جو پیغمبر (۷) ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہیں ان سے پوچھ لیجئے: کیا ہم نے

مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ع ۱۰

خدائے رحمٰن کے علاوہ معبود بنائے تھے کہ ان کی بندگی کی جائے؟(45) اور ہم نے

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ [9] اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ

موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا۔ پس موسیٰ نے کہا: میں رب العالمین کا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾

رسول ہوں۔(46) پس جب وہ ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے تو وہ ان نشانیوں پر ہنسنے لگے۔ (47)

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ

اور جو نشانی ہم انہیں دکھاتے تھے وہ پہلی سے بڑی ہوتی اور ہم نے

عربی حاشیہ

گے اور اسی لئے ان کی ہدایت ممکن نہ ہوسکی جس طرح کہ ضلال مبین میں رہنے والوں سے مراد بھی وہ افراد ہیں جنھوں نے جان بوجھ کر ضلالت کا فیصلہ کرلیا ہے ورنہ پیغمبر تو انھیں کی ہدایت کے لئے آئے تھے جو ضلال مبین میں مبتلا تھے۔

9- آیات سے مراد وہ معجزات ہیں جو پروردگار عالم نے جناب موسیٰ کو ان کے منصب کے اثبات کے لئے عطا فرمائے تھے۔

اور مضحکہ وہ سیرت ہے جو دشمنان حق وصداقت میں ہمیشہ جاری وساری رہی ہے کہ ان کے پاس حق کے دلائل کا جواب نہیں ہوتا ہے تو مضحکہ اور تمسخر و استہزاء کا سہارا لیتے ہیں اور اسی لئے مسخرے انسان کی سخت مذمت کی گئی ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) بعض لوگوں نے سرکار دوعالمؐ پر طنز کیا کہ لوگ آپ کو اس قدر ستاتے ہیں اور خدا کوئی عذاب نازل نہیں کرتا تو پروردگار نے اس کا جواب دیدیا کہ آپ بالکل مطمئن رہیں ہم آپ کے سامنے بھی عذاب کر سکتے ہیں اور آپ کے بعد بھی عذاب نازل کر سکتے ہیں۔ ہمارے اقتدار واختیار میں کوئی کمی نہیں ہے۔ عذاب بہر حال نازل ہونے والا ہے چاہے آپ دنیا میں رہیں یا دنیا سے رخصت ہوجائیں۔

(۷) روایات میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے معراج کی شب انبیاء سابقین سے سوال کیا کہ آپ حضرات کی بعثت کی بنیاد کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی توحید۔ آپ کی رسالت اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت تفسیر نیشاپوری ۳ (۳۲۹) طبع تہران۔

ان روایات کے اعتبار کا ایک ذریعہ یہ ہے کہ پیغمبرؐ اسلام کو یہ حکم دینا کہ اپنے پہلے والے رسولوں سے دریافت کرو، اس بات کی علامت ہے کہ کسی مقام پر ان تمام حضرات کا اجتماع ضرور ہوا ورنہ عام حالات میں اس اجتماع کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے کہ سرکارؐ دو عالم تمام انبیاء کے جانے کے بعد دنیا میں تشریف لائے تھے۔

بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ

انہیں عذاب میں پکڑ لیا کہ شاید وہ باز آ جائیں۔(48)اور (عذاب دیکھ کر) کہنے لگے: اے جادو گر!

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿۴۹﴾

تیرے پروردگار نے تیرے نزدیک تجھ سے جو عہد کر رکھا ہے اس کے مطابق ہمارے لیے دعا کر، ہم یقیناً ہدایت یافتہ ہو جائیں گے۔(49)

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿۵۰﴾ وَنَادَىٰ

پھر جب ہم نے عذاب کو ان سے دور کر دیا تو وہ عہد شکنی کرنے لگے۔(50)اور فرعون نے

فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ

اپنی قوم سے پکار کر کہا: اے میری قوم! کیا مصر [۸] کی سلطنت میرے لیے نہیں ہے۔

وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۵۱﴾ أَمْ

اور یہ نہریں جو میرے (محلات کے) نیچے بہ رہی ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟(51) کیا میں

أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿۵۲﴾

اس شخص سے بہتر نہیں ہوں جو بے توقیر ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا؟ (52)

فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ

تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے یا فرشتے اس کے ساتھ یکے بعد دیگرے

الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ

کیوں نہیں آئے؟(53)چونکہ اس نے اپنی قوم کو خفیف (العقل) پایا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی۔

كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

وہ یقیناً فاسق لوگ تھے۔(54)پس جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۴۵ میں یہ احتمال بھی ہے کہ واقعی مخاطب منکرین ہوں اور مقصد گزشتہ انبیاء کی امتوں سے سوال ہو کہ وہ بھی اپنے کو توحید کا منکر نہیں کہتے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۵۱ میں نیل کو انہار سے تعبیر کیا گیا ہے کہ اس سے ۳۶۰ نہریں نکلتی تھیں اور سارے علاقہ کا دارومدار انھیں نہروں پر تھا جو قصر فرعون کے قریب سے گزرتی تھیں۔

10- آیت سے مراد معجزہ ہے جسے مختلف شکلوں میں انبیاء کرام نے پیش کیا ہے اور خدا نے معجزہ وعذاب دونوں کو ذریعہ ہدایت بنادیا تھا لیکن قوم راہِ راست پر نہ آنے والی تھی نہیں آئی۔

11- یہ جناب موسیٰؑ کی زبان کی لکنت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ صاف بات بھی نہیں کر سکتے ہیں اور ایک غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۸) اہل باطل کے پاس مادی اسباب کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور وہ اسی کے ذریعہ اپنے مطالب کو منوانا چاہتے ہیں۔ کفار قریش نے بھی پیغمبر اسلامؐ کی مادی حالت اور غربت پر طنز کیا تھا تو پروردگار نے جناب موسیٰ علیہ السلام کا قصہ دہرا دیا کہ تم سے پہلے فرعون نے بھی یہی بات کہی تھی اور اس کا انجام تمہیں معلوم ہے لہٰذا اب ایسی احمقانہ گفتگو مت کرنا اور غربت و امارت سے بلند ہو کر حقائق اور معارف پر غور کرنا شروع کرو۔

فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾

انتقام لیا پھر ان سب کو غرق کر دیا۔(55) پھر ہم نے انہیں قصہ پارینہ اور بعد (میں آنے) والوں کے لیے نشان عبرت بنا دیا۔(56)

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾

اور جب ابن مریم کی مثال (۸) دی گئی تو آپ کی قوم نے اس پر شور مچایا۔(57)

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ

اور کہنے لگے: کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ انہوں نے عیسیٰ کی مثال صرف برائے بحث بیان کی ہے

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَیْهِ وَ

بلکہ یہ لوگ تو جھگڑالو ہیں۔(58) وہ تو بس ہمارے بندے ہیں جن پر ہم نے انعام کیا اور

جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا

ہم نے انہیں بنی اسرائیل کے لیے نمونہ بنا دیا۔(59) اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں

مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ

تمہاری جگہ فرشتوں کو جانشین بنا دیتے۔(60) اور وہ (عیسیٰ) یقیناً قیامت کی

لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ

علامت ہیں پس تم ان میں ہرگز شک نہ کرو اور میری اتباع کرو، یہی سیدھا

مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَا یَصُدَّنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

راستہ ہے۔(61) اور شیطان کہیں تمہارا راستہ نہ روکے وہ یقیناً تمہارا کھلا

مُّبِیْنٌ ﴿۶۲﴾ وَلَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ

دشمن ہے۔(62) اور عیسیٰ جب واضح دلائل لے کر آئے تو بولے: میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں

عربی حاشیہ

12- کس قدر فرق ہے حق اور باطل کی روش میں کہ حق قوم کی فکری سطح کو بلند کر کے بتوں سے خدا تک پہنچانا چاہتا ہے اور باطل خدا سے گرا کر پتھروں اور مادیات میں الجھانا چاہتا ہے۔ فرعون بھی قوم کو بیوقوف بنا کر خدائی چلانا چاہتا تھا اور موسیٰ مسلسل عقل و شعور اور فکر و نظر کی دعوت دے رہے تھے۔

اور اس کا واضح راز یہ ہوتا ہے کہ جس کی باتوں میں دم نہیں ہوتا ہے وہ قوم کو جاہل رکھنا چاہتا ہے اور جس کی بات عقل و منطق کے مطابق ہوتی ہے وہ قوم کو دانشمند اور دانشور دیکھنا چاہتا ہے تا کہ اس کے پیغام کا مکمل اور صحیح ادراک کیا جا سکے۔

ف: آیت نمبر ۶۰ میں ''من'' بدل کے لئے ہے یعنی خدا تمھارے بدلے زمین میں فرشتے آباد کر سکتا ہے۔ تمھارے وجود کا محتاج نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۹) اس مسئلہ کا پس منظر یہ ہے کہ پیغمبر اسلام نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی **انکم وما تعبدون حصب جھنم** تم اور تمہارے معبود سب جہنم کا ایندھن ہیں تو ابن زبعری نے قوم سے خطاب کر کے کہا کہ دیکھو انہوں نے عیسیٰ بن مریم کو بھی جہنمی بنا دیا ہے اور یہ مثال پیش کر کے شور مچانے لگا تا کہ لوگ پیغمبر اسلام کا جواب نہ سن سکیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا مقصد وضاحت امر نہیں تھا۔ وہ صرف جھگڑا بڑھانا چاہتا تھا اور بات کو مشتبہ بنانا چاہتا تھا کہ اس کا مزاج ہی یہی تھا۔

سرکار دو عالمؐ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بندگی کا اعلان کر کے فرمایا کہ احمق! قرآن کریم نے ماتعبدون کہا ہے اور ما غیر ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے جس سے بت مراد ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ملائکہ مراد نہیں ہیں۔ یہ سب ذوی العقول ہیں اور اس کی بہترین علامت یہ ہے کہ دنیا انہیں خدا قرار دے رہی ہے اور یہ خود پروردگار کی بندگی کر رہے ہیں اور عام مخلوقات سے زیادہ بندگی کر رہے ہیں جو کمال عقل و شعور کی نشانی ہے۔

بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ

اور جن بعض باتوں میں تم اختلاف رکھتے ہو انہیں تمہارے لیے بیان کرنے آیا ہوں۔ پس اللہ سے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۶۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ

ڈرو اور میری اطاعت کرو۔(63) یقیناً اللہ ہی میرا رب ہے اور تمہارا رب ہے

فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ

پس اسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔(64) پھر گروہوں نے

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ

آپس میں اختلاف کیا۔ پس ظالموں کے لیے دردناک دن کے

عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۶۵﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ

عذاب سے تباہی ہے۔(65) کیا یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان پر

تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾ اَلْاَخِلَّاۗءُ يَوْمَىِٕذٍۢ

اچانک آ پڑے اور انہیں خبر بھی نہ ہو؟(66) اس دن دوست بھی ایک دوسرے کے

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ ۧ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ

دشمن (۱۰) ہو جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے۔(67) (پرہیزگاروں سے کہا جائے گا) اے میرے بندو!

عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

آج تمہارے لیے کوئی خوف نہیں ہے اور نہ ہی تم غمگین ہو گے۔(68) (یہ وہی ہوں گے) جو ہماری

بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ ۚ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ

آیات پر ایمان لائے اور وہ مسلمان تھے۔(69) (انہیں حکم ملے گا) تم اور تمہاری ازواج (۱۱)

ع ۶ / ۱۲

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۶۷ اشارہ ہے کہ جس دوستی کی بنیاد غیر تقویٰ پر ہوگی اس کا انجام دیکھ کر ہر شخص اپنے دوست سے دشمنی کا اعلان کردے گا لیکن جس کی بنیاد تقویٰ پر ہے وہ بہرحال باقی رہے گی اور حزن وخوف سے بالاتر رہے گی اس لئے کہ اس کی اساس ایمان اور تسلیم یعنی عقیدہ اور عمل دونوں پر ہے۔

13- بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اس ضمیر کا مرجع قرآن مجید ہے جس نے جناب عیسیٰ کے مسئلہ کا ذکر کیا ہے اور قیامت کے تفصیلات سے لوگوں کو آگاہ کیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ اس کا مرجع خود جناب عیسیٰ ہی ہیں اور وہ خود قیامت کی ایک بہترین دلیل ہیں کہ جو خدا بغیر باپ کے ایسا انسان پیدا کرسکتا ہے وہ مُردوں کو دوبارہ کیوں نہیں زندہ کرسکتا ہے۔

14- لفظ بعض سے اشارہ ہے کہ نبی کی اصل ذمہ داری مسائل دین کے اختلافات کو واضح کرنا ہے ورنہ دنیا کے معاملات میں تو اس

اردو حاشیہ

(۱۰) اس دشمنی کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہاں کوئی جھگڑا شروع ہو جائے گا بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں ہے اور ہر ایک دوسرے سے بھاگ رہا ہوگا کہ کہیں کسی ہمدردی کا مطالبہ نہ کردے۔

ظاہر ہے کہ اہل دنیا جب دنیا میں کسی کے کام نہیں آتے ہیں اور صرف اپنی غرض کے بندے ہوتے ہیں تو آخرت میں کون کس کے کام آئے گا۔ یہ کام تو صرف صاحبانِ تقویٰ کا ہے جنہوں نے زندگی میں بھی حقوق انسانی وایمانی کا لحاظ رکھا ہے اور آخرت میں بھی اپنے ساتھیوں کی بخشش کا خیال رکھیں گے اور موقع ملے گا تو شفاعت اور سفارش بھی کریں گے جیسا کہ روایات میں وارد ہوا ہے۔ دنیا داروں سے اس طرح کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔

(۱۱) شوہر کی طرح زوجہ بھی صاحب کردار ہو تو دونوں کو ایک ساتھ رکھا جائے گا تاکہ حیات دنیا کا سرور اور انس برقرار رہے ورنہ جب نسبی رشتے کام آنے والے نہیں ہیں تو سببی رشتوں کا کیا بھروسہ ہے اور جب وہاں زوجہ نوح جناب نوحؑ کے ساتھ نہیں جاسکتی ہے تو دوسروں کی ازواج کا کیا ذکر ہے۔

اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ
خوشی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔(70)ان کے سامنے سونے کے تھال اور

ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ
جام پھرائے جائیں گے اور اس میں ہر وہ چیز موجود ہو گی جس کی نفس خواہش کرے اور

تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ
جس سے نگاہیں لذت حاصل کریں اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔(71)اور یہ وہ جنت ہے جس کا

الَّتِيْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا
تمہیں وارث [۱۲] بنا دیا گیا ہے ان اعمال کے صلے میں جوتم کرتے رہے ہو۔(72)اس میں تمہارے لیے

فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ
بہت سے میوے ہیں جنہیں تم کھاؤ گے۔(73)جو لوگ مجرم ہیں

فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ
یقیناً وہ ہمیشہ جہنم کے عذاب میں رہیں گے۔(74)ان سے (عذاب میں) تخفیف نہ ہو گی اور وہ

فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ
اس میں مایوس پڑے رہیں گے۔(75)اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ وَ نَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ط
ظالم تھے۔(76)اور وہ پکاریں گے: اے مالک (پہریدار)! تیرا پروردگار ہمیں ختم ہی کر دے تو وہ کہے گا:

قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ
بے شک تمہیں یہیں پڑے رہنا ہے۔(77)بتحقیق ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے لیکن تم میں سے

عربی حاشیہ

قدر اختلافات ہوتے ہیں کہ اس کے تصفیہ کے لئے کسی نبی کی عمر کافی نہیں ہوسکتی ہے۔

یہ اور بات ہے کہ نبی دنیا کے بارے میں بھی فیصلہ کردے گا تو اسے قبول بہرحال کرنا ہوگا اور اس سے انحراف نہیں کیا جاسکتا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ امت اسلامیہ نے دین کے بارے میں بھی غدیر خم میں رسول اکرمؐ کے فیصلہ کا احترام نہ کیا اور دنیاداری میں مصروف ہوگئی۔

ف: آیت نمبر ۷۱ میں اس قدر جامعیت پائی جاتی ہے جس کی تفصیل ناممکن ہے۔ خواہش نفس میں لامسہ، ذائقہ، شامہ اور سامعہ کا حوالہ ہے اور لذتِ نظر میں باصرہ کا ذکر ہے جو سب سے بالاتر لذت ہے۔

ف: آیت نمبر ۷۸ کے بارے میں بعض روایات میں ہے کہ داروغہ جہنم کا یہ مختصر جواب بھی ہزار سال کے بعد ملے گا اور اس عرصہ میں وہ اس بات کے قابل بھی نہ ہوں گے کہ انھیں

اردو حاشیہ

(۱۲) یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ جنت کی وراثت صاحبانِ عمل کا حصہ ہے۔ بے عمل اور بدعمل افراد کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جس کا عمل جس قدر بلند ہوگا اس کی وراثت بھی اسی قدر بلند وبالا اور مستحکم ہو گی یہاں تک کہ عمل ساری دنیا سے بہتر وبرتر ہوگا تو انسان کو جوانانِ جنت کا سردار بنا دیا جائے گا یا اس سے بھی افضل قرار دے دیا جائے گا جیسا کہ سرکار دو عالمؐ نے حضرت حسنینؑ اور مولائے کائنات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَرِهُونَ ﴿٧٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوٓا أَمْرًا فَإِنَّا

اکثر کو حق نا گوار تھا۔(78) کیا انہوں نے کسی بات کا پختہ عزم کر رکھا ہے؟ (اگر ایسا ہے) تو ہم بھی مضبوط ارادہ

مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ

کرنے والے ہیں۔(79) کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور سرگوشیاں نہیں سنتے؟

نَجْوٰىهُمْ ۚ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ

ہاں! اور ہمارے فرستادہ فرشتے ان کے پاس ہی لکھ رہے ہیں۔(80) کہہ دیجئے:

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعٰبِدِينَ ﴿٨١﴾ سُبْحٰنَ

اگر رحمٰن کی کوئی اولاد [۱۳] ہوتی تو میں سب سے پہلے (اس کی) عبادت کرنے والا ہوں۔(81) آسمانوں

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾

اور زمین کا رب، عرش کا رب، پاکیزہ ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کر رہے ہیں۔ (82)

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي

پس انہیں بیہودہ باتوں میں مگن اور کھیل میں مشغول رہنے دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو پائیں جس کا ان سے

يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ إِلٰهٌ وَّفِي الْأَرْضِ

وعدہ کیا گیا ہے۔(83)اور وہی ہے جو آسمان میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے

إِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِي لَهُ

اور وہ بڑا حکمت والا، خوب جاننے والا ہے۔(84)اور بابرکت ہے وہ جس کے لیے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ عِلْمُ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کی بادشاہی ہے اور اسی کے پاس

عربی حاشیہ

جواب دیا جائے اور جواب بھی اتنا سخت ہے کہ اللہ کی پناہ!

15- لایفتر یعنی لایخفف کسی طرح کی تخفیف یا مہلت نہیں ہے۔ ایک مسلسل عذاب ہے جس میں انھیں مبتلا رہنا ہے۔

16- مالک، جہنم کے خازن کا نام ہے جس طرح جنت کے خازن کو رضوان کہا جاتا ہے اور دونوں کے نام کی مناسبت بھی واضح ہے۔

17- کفار کا خیال ہے کہ خدا بھی ان کے اعمال سے باخبر نہیں ہے اور خدا کا بیان ہے کہ ہمارے نمائندے خود تمھارے پاس موجود ہیں اور تمھارے اعمال کو لکھ رہے ہیں لیکن تم نہ انھیں دیکھ سکتے ہو اور نہ اس کی تحریر کو روک سکتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۱۳) مفسرین نے اس آیت کریمہ کے متعدد معانی بیان کئے ہیں اور اس کے دورخ بالکل واضح ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اگر خدا کسی بندہ کو اپنا فرزند بنا سکتا تو میں تو سب سے پہلا عبادت گزار تھا مجھے ہی بناتا اور جب مجھے نہیں بنایا ہے تو پھر کسی کو بنانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے اس لئے کہ اس کے یہاں ولادت کا کوئی امکان نہیں ہے وہ فرزند اختیار ہی کر سکتا ہے اور جب مجھے اس کام کیلئے اختیار نہیں کیا ہے تو کسی دوسرے کے اختیار کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ اگر رحمان کے کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے پہلا عبادت گزار ہوتا کہ وہ بھی خدائی کا ایک جز و ضرور ہوتا کہ بیٹا اپنے باپ ہی کا ایک جز و ہوتا ہے اور جب میں نے کسی غیر خدا کی عبادت نہیں کی ہے تو اندازہ کر لو کہ کوئی فرزند خدا نہیں ہے اور میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں تم اس کا فرزند ثابت کر دو میں عبادت کیلئے تیار ہوں اور آخر میں یہ بھی واضح کر دیا کہ کائنات اس کی مخلوق ہے اور وہ سب کا مالک و مختار ہے۔ اس سے کسی کی قرابتداری نہیں ہے۔ اس سے صرف ایک رشتہ ہے جس کا نام ہے بندگی اور بس۔

بندگی سے ہٹ کر اس سے کوئی رشتہ نہیں ہوسکتا ہے نہ فرزندی اور نہ کوئی قرابتداری۔

السَّاعَةِ ۚ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ

قیامت کا علم ہے اور تم سب اسی کی طرف پلٹائے جاؤ گے۔(85)اور اللہ کے سوا جنہیں یہ لوگ

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

پکارتے ہیں وہ شفاعت کا کچھ اختیار نہیں رکھتے سوائے ان کے جو علم

وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ

رکھتے ہوئے حق کی گواہی دیں۔(86)اور اگر آپ ان سے پوچھیں: انہیں کس نے خلق کیا ہے؟

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَ قِيْلِهٖ[18] يٰرَبِّ اِنَّ

تو یہ ضرور کہیں گے: اللہ نے۔ پھر کہاں الٹے جا رہے ہیں۔(87)اور (اللہ جانتا ہے) رسول کے اس قول کو:

هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ

اے پروردگار! یقیناً یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔(88)پس ان سے درگزر کیجئے اور

سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

سلام کہہ دیجئے کہ عنقریب یہ جان لیں گے۔(89)

اٰیاتها ۵۹ ﴿۴۴ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۶۴﴾ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن و رحیم

حٰمٓ ﴿۱﴾ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ[1] ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ[2]

حا، میم۔(1)اس روشن کتاب کی قسم۔(2)ہم نے اسے ایک بابرکت رات میں

عربی حاشیہ

18- قیل اور قول ایک ہی بات ہے اور اس کا تعلق عندہ علم الساعۃ سے ہے کہ خدا کے پاس قیامت کا بھی علم ہے اور رسول کے اس قول کا بھی علم ہے کہ یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔

ف: مذکورہ آیات میں پہلے سماوات وارض کا ذکر خدا کی ربوبیت کے ساتھ ہوا۔ اس کے بعد اس کی الوہیت کے ساتھ اور آخر میں مالکیت کے ساتھ اور یہ ایک فطری ترتیب ہے کہ جو رب ہوگا وہی معبود ہوگا اور جو معبود ہوگا وہی مالکیت کا حقدار بھی ہوگا۔ اس کے علاوہ مالکیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ف: قرآن مجید کے بیانات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا نزول ایک مرتبہ قلب پیغمبرؐ پر شب قدر میں ہوا ہے اور پھر ۲۳ سال تک مسلسل ہوتا رہا ہے اور اس تدریجی تنزیل کی ابتدا ۲۷ رجب کو ہوئی ہے اسی لئے اسے روز بعثت کہا جاتا ہے ورنہ بعثت کی تاریخ شب قدر ہوتی ۲۷ رجب نہ ہوتی۔

اردو حاشیہ

مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ

نازل کیا ہے۔ یقیناً ہم ہی تنبیہ کرنے والے ہیں۔(3)اس رات میں ہر حکیمانہ امر کی تفصیل

حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾

وضع کی جاتی ہے۔(4) ایسا امر جو ہمارے ہاں سے صادر [۱] ہوتا ہے (کیونکہ) ہمیں رسول بھیجنا مقصود تھا۔(5)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ

آپ کے پروردگار کی طرف سے رحمت کے طور پر۔ وہ یقیناً خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔(6) آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾

اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔(7)

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی زندگی اور موت دیتا ہے۔ وہی تمہارا رب ہے اور تمہارے پہلے

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾ فَارْتَقِبْ يَوْمَ

باپ دادا کا رب ہے۔(8) لیکن یہ لوگ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں۔(9) پس آپ اس دن کا

تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ [3] ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ

انتظار کریں جب آسمان [۲] نمایاں دھواں لے کر آئے گا۔(10) جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ عذاب دردناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى

ہوگا۔(11) (وہ فریاد کریں گے) ہمارے پروردگار! ہم سے یہ عذاب ٹال دے۔ ہم ایمان لاتے ہیں۔(12) ان کے

لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ

لیے نصیحت کہاں سودمند ہے جب کہ ان کے پاس واضح بیان کرنے والا رسول آیا تھا؟(13) پھر

عربی حاشیہ

1- یہ واوٴ قسم کے لئے ہے اور اسی لئے بعض حضرات نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ قرآن اپنی صداقت کے لئے اپنی ہی قسم کھاتا ہے اور اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ حالانکہ واضح سی بات ہے کہ قسم صداقت کے لئے نہیں کھائی گئی ہے بلکہ اس امر کی وضاحت کے لئے ہے کہ اس کا نزول مبارک رات میں ہوا ہے اور اس کا مقصد غضب الٰہی سے ڈرانا ہے اور بس۔

2- سورہ قدر میں لیلۃ القدر کہا گیا ہے اور یہاں لیلۃ مبارکہ کہا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مبارک رات ہی کا نام شب قدر ہے اور شب قدر ہی وہ رات ہے جس کو مبارک کہا گیا ہے کہ اس میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے۔

3- یہ کسی آگ سے نکلنے والا دھواں نہیں ہے بلکہ عذاب الٰہی کی مہیب شکل ہے جہاں دم گھٹنے لگے اور زمین سے آسمان تک دھواں ہی دھواں نظر آئے۔ بعض حضرات کی نظر میں یہ مجازی دھواں ہے جو نگاہوں میں مکہ کے قحط

اردو حاشیہ

(۱) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ امر حکیم سے مراد سال بھر کے مقدرات کا فیصلہ ہے کہ انسان کے رزق اور صحت ومرض، راحت وتکلیف سب کا فیصلہ اسی شب قدر میں ہو جاتا ہے اور یہ رب العالمین اپنے علم کی بنا پر کرتا ہے کہ بندہ ایسے اعمال انجام دینے والا ہے ورنہ سب کا وجود انسانی اعمال کے زیر اثر ہوتا ہے اور خدا بلا سبب کسی کو مبتلائے زحمت وتکالیف نہیں کرتا ہے۔ دوسرے حضرات کی نظر میں امر حکیم احکام الٰہیہ کا نام ہے کہ جب اس رات میں قرآن کا نزول ہوا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام باحکمت امور کی وضاحت اسی رات میں کر دی گئی ہے۔

(۲) مشرکین کے حرکات کی بنا پر پروردگار نے ان پر عذاب نازل کر دیا اور قحط پڑ گیا۔ کھیتیاں خشک ہوگئیں، جانور مرنے لگے اور انسانوں کو فاقوں سے فضاؤں میں دھواں نظر آنے لگا تو پیغمبر اسلامؐ سے التماس کی کہ یہ عذاب برطرف ہو جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ خدا نے عذاب کو ہٹا لیا لیکن حسب عادت منحرف ہو گئے اور ایمان نہ لائے تو قدرت نے پیغمبرؐ کو تسلی دی کہ آپ گھبرائیں نہیں اب جو عذاب آنے والا ہے اس کے واپس ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے اور اس وقت انہیں اپنے حرکات کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ

انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہا: یہ تو تربیت یافتہ دیوانہ ہے۔(14) ہم تھوڑا سا عذاب ہٹا دیتے ہیں۔

قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ

تم یقیناً وہی کچھ کرو گے جو پہلے کیا کرتے تھے۔(15) جس دن ہم بڑی کاری ضرب لگائیں گے ہم (اس دن)

اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ

انتقام لینے والے ہیں۔(16) اور بتحقیق ان سے پہلے ہم نے فرعون کی قوم کو آزمائش میں ڈالا

وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ۙ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ

اور ان کے پاس ایک معزز رسول آیا۔(17) (اس رسول نے کہا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو۔

اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ ۙ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ

میں تمہارے لیے امانتدار رسول ہوں۔(18) اور اللہ کے مقابلے میں برتری دکھانے کی کوشش نہ کرو۔

اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ ۚ وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ

میں تمہارے پاس واضح دلیل لے کر آیا ہوں۔(19) اور میں اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ میں آ گیا ہوں (اس بات سے)

تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا

کہ تم مجھے سنگسار کو۔(20) اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے دور رہو۔(21) پس

رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا

موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ مجرم لوگ ہیں۔(22) (اللہ نے فرمایا) پس میرے بندوں کو لے کر رات کو چل پڑیں۔

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ ۙ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا [4] ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ

یقیناً وہ آپ کا پیچھا کرنے والے ہیں۔(23) اور سمندر کو شگافتہ چھوڑ دیجئے ان کے لشکری یقیناً غرق

عربی حاشیہ

سے پیدا ہوا ہے اور اس کے بعد کا بڑا عذاب بدر میں کفار کا خاتمہ ہے جو قدرے مہلت کے بعد پیش آیا تسکین روایات میں قبل قیامت کے حقیقی دھوئیں کا ذکر واقعی نہیں ہے بلکہ شرطیہ انداز سے ہے کہ اگر اب کبھی مہلت دے دی جائے تو یہ وہی کریں گے جو پہلے کر رہے تھے اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔

ف: آیت نمبر ۱۸ میں ایک خیال یہ ہے کہ عباداللہ مخاطب ہوں اور مراد قوم فرعون ہو جو واقعاً عباداللہ کی مستحق نہیں تھی اور اس طرح دوالی کے معنی احکام کی بجا آوری اور سر تسلیم کا خم کر دنیا ہوگا۔

4- رہو ۔ ساکن۔ ۔فاکہین۔ یعنی راحت وآرام سے مزے اڑانے والے۔

اردو حاشیہ

مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ

ہونے والے ہیں۔(24)وہ کتنے ہی باغات اور چشمے چھوڑ گئے ۔(25)اور کھیتیاں

وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ

اور عمدہ محلات۔(26) اور نعمتیں جن میں وہ مزے لیتے تھے۔(27)اسی طرح (دھرے رہ گئے)

وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ

اور ہم نے دوسروں کو ان چیزوں کا وارث بنا دیا۔(28) پھر نہ آسمان (۳) و زمین نے ان پر گریہ کیا اور

الْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

نہ ہی وہ مہلت ملنے والوں میں سے تھے۔(29)اور بتحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت آمیز

مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا

عذاب سے نجات دی۔(30)(یعنی) فرعون سے، جو حد سے تجاوز کرنے والوں میں

مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى

بہت اونچا چلا گیا تھا۔(31)اور بتحقیق ہم نے انہیں (بنی اسرائیل) جان کر اہل عالم پر

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ 5 وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾

فوقیت بخشی۔(32)اور ہم نے انہیں ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح امتحان تھا۔ (33)

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا

یہ لوگ ضرور کہیں گے۔(34) کہ یہ صرف ہماری پہلی موت ہے پھر ہم

نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

اٹھائے نہیں جائیں گے۔(35) پس اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (دوبارہ زندہ کر کے) پیش کرو۔ (36)

عربی حاشیہ

5- اہل مصر کی بدبختی یہ تھی کہ انھوں نے فرعون کا ساتھ دیا اور آخر میں غرق ہو گئے اور ان کی تمام نعمتیں مختلف قوموں کے حصے میں آگئیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں مصر پر آشوریین، بابلیین ، حبش، فارس، یونان، رومان، عرب، طولان، اخشیدی، فاطمی، ایوبی، ترک، فرانس، انگریز ساری قوموں نے حکومت کی ہے اور آج بھی یہ بدنصیب ملک امریکہ اور اسرائیل کے قبضہ میں ہے اگرچہ بظاہر مسلمان حکومت قائم ہے۔

6- بنی اسرائیل کے عالمین میں منتخب ہونے کے معنی یہ ہرگز نہیں ہیں کہ انھیں ان کے کردار کی بنا پر منتخب کرلیا گیا تھا بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ پروردگار نے انھیں یہ شرف دیا تھا کہ ان کی قوم سے متعدد افراد کو نبوت و رسالت کا شرف دیا تھا اور اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ان بدبختوں نے ان کا بھی انکار کر کے اس نعمت اور فضیلت کو

اردو حاشیہ

(۳) فرعونیوں کی بدبختی یہ تھی کہ جب ان کے عذاب کے دن آ گئے تو انہیں ایک لمحہ کی بھی مہلت نہیں ملی اور دریائے نیل میں غرق کر دیئے گئے اور ان کی ذلت اور رسوائی کی علامت یہ ہے کہ ان کے مٹ جانے پر زمین و آسمان میں کوئی تاثر ظاہر نہیں ہوا جب کہ ان کا خیال یہ تھا کہ ہم مر جائیں گے تو قیامت آ جائے گی اور بات بھی صحیح تھی کہ ''خدا'' کے مر جانے کے بعد کائنات کے باقی رہنے کا کیا سوال پیدا ہوتا تھا۔لیکن قدرت نے واضح کر دیا کہ باطل خدا بھی بن جائے تو اس کے مر جانے پر زمین و آسمان میں کوئی تغیر نہیں پیدا ہوتا۔ ہاں کوئی بندۂ خدا راہِ خدا میں کام آ جائے تو اس کی شہادت پر زمین بھی رو سکتی ہے اور آسمان بھی گریہ کر سکتا ہے جیسا کہ شہادت امام حسینؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ بیت المقدس کی زمین سے جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مار رہا تھا اور یہی حال آسمان کا بھی تھا کہ اس سے خون کی بارش ہو رہی تھی۔

تاریخ میں ایسے بہت سے مواقع نقل کئے گئے ہیں جہاں صاحبانِ ایمان واخلاص کے مرنے پر زمین و آسمان میں تاثرات کا اظہار ہوا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ امام حسینؑ کی قربانی سب سے بالاتر تھی تو اس کا اثر بھی سب سے زیادہ ہوا اور کربلا سے بیت المقدس تک ساری زمین متاثر ہو گئی اور شاید یہ بھی شہادت کی ایک معراج ہے کہ اس کے اثرات مسجد الاقصیٰ تک پہنچ جائیں اور زمین و آسمان میں ایک زلزلہ پیدا ہو جائے۔

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ
کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور ان سے پہلے کے لوگ؟ انہیں ہم نے ہلاک کیا

اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
کیونکہ وہ سب مجرم تھے۔(37)اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے

وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ
درمیان ہے کو کھیل نہیں بنایا۔(38)ہم نے ان دونوں کو برحق پیدا کیا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ
اکثر لوگ نہیں جانتے۔(39)یقیناً فیصلے کا دن ان سب کے لیے طے

اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا
شدہ ہے۔(40)اس دن کوئی قریبی کسی قریبی کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ہی ان کی

هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۙ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ
مدد کی جائے گی۔(41) مگر جس پر اللہ رحم کرے۔ یقیناً وہ بڑا غالب آنے والا، رحم

الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ۙ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾
کرنے والا ہے۔(42)بے شک زقوم کا درخت۔(43) گنہگار کا کھانا ہے۔ (44)

كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ۙ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ
پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہے جو شکموں میں کھولتا ہے۔(45)جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔(46)اسے

فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۖ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ
پکڑلو اور جہنم کے بیچ تک گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ۔(47) پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے

عربی حاشیہ

اپنے لئے عذابِ الیم کا سبب بنالیا اور ان نمائندگانِ پروردگار سے استفادہ نہ کرسکے۔

ف: تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب تھا لیکن یہ تذکرہ اسعداء بوکرب کا ہے جو نیک کردار تھا اور ۵ھ میں غائبانہ طور پر پیغمبر اسلامؐ پر ایمان لے آیا تھا۔ اسی لئے مذمت کا رخ قوم کی طرف ہے۔

ف: لغت عرب میں مولیٰ کے ۲۷ معانی کا ذکر کیا گیا ہے اور قرآن مجید نے اس لفظ کا مطلق طور پر استعمال کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ کسی طرح کا رشتہ دار کام آنے والا نہیں ہے سوائے اس کے جس پر رحمت پروردگار ہو جائے جو محبت آلِ محمدؐ کی حسین ترین تعبیر ہے۔

7- زقوم تھوہڑ کے درخت کو کہا جاتا ہے جس کا مزہ انتہائی خراب ہوتا ہے اور تاثیر بھی گرم ہوتی ہے اور اسی لئے جہنم والوں کی غذا کو شجرہ زقوم سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی گرمی اتنی زیادہ ہوگی کہ پیٹ میں جانے کے بعد بھی گرم پانی کی طرح کھولنے لگے گا۔

اردو حاشیہ

مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِیۡمِ ؕ﴿۴۸﴾ ذُقۡ ۚۙ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ

پانی کا عذاب انڈیل دو۔(48) چکھ (عذاب) بے شک تو بڑی عزت والا،

الۡکَرِیۡمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ ھٰذَا مَا کُنۡتُمۡ بِہٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ

اکرام والا ہے۔(49)یقیناً یہ وہی چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔(50)اہل تقویٰ

الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ ۙ﴿۵۱﴾ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿ۚۙ۵۲﴾

یقیناً (۴) امن کی جگہ میں ہوں گے۔ (51) باغوں اور چشموں میں۔ (52)

یَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿ۚۙ۵۳﴾ کَذٰلِکَ ۟ قف

حریر اور دیبا پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(53)اسی طرح (ہو گا) اور ہم انہیں

وَ زَوَّجۡنٰھُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ؕ﴿۵۴﴾ یَدۡعُوۡنَ فِیۡھَا بِکُلِّ فَاکِھَۃٍ

بڑی آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے۔(54)وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کے میووں کی فرمائش

اٰمِنِیۡنَ ۙ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡھَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَۃَ الۡاُوۡلٰی ۚ

کریں گے۔(55)وہاں وہ پہلی موت کے سوا کسی اور موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے

وَ وَقٰھُمۡ عَذَابَ الۡجَحِیۡمِ ۙ﴿۵۶﴾ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ ذٰلِکَ ھُوَ

اور اللہ انہیں جہنم کے عذاب سے بچا لے گا۔(56)یہ آپ کے پروردگار کے فضل سے ہو گا۔ یہی تو

الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ بِلِسَانِکَ لَعَلَّھُمۡ

بڑی کامیابی ہے۔(57)پس ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا

یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۸﴾ فَارۡتَقِبۡ اِنَّھُمۡ مُّرۡتَقِبُوۡنَ ﴿۵۹﴾ ع

تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔(58)پس اب آپ بھی منتظر رہیں۔یقیناً یہ بھی منتظر ہیں۔(59)

ع ۳ ۱۷ ۱۲

عربی حاشیہ

8- عذاب کے موقع پر یہ تعبیر اس روحانی عذاب کی طرف اشارہ ہے جس سے اہلِ جہنم کو دوچار ہونا پڑے گا جہنم میں فقط مادی عذاب ہی نہیں ہے بلکہ یہ روحانی عذاب بھی ہے کہ فرشتے آواز دیں گے۔ آیئے تشریف لایئے یہ آتش جہنم نوش فرمایئے۔ آپ تو بڑے صاحبِ عزت وجلال اور صاحبِ اکرام واحترام تھے ..... یعنی آپ کا خیال تھا کہ یہی دنیاداری آپ کو عذاب سے بچالے گی۔ اب بتایئے کیا ہونے والا ہے اور کون آپ کا بچانے والا ہے۔ (خدا ہر مرد مومن کو اس صورتِ حال سے محفوظ رکھے)

ف: آیت نمبر ۵۶ میں موت اوّل سے مراد زندگی کے خاتمہ کی موت ہے جسے سب جانتے ہیں ورنہ برزخ کی موت بھی ایک موت ہے جسے عام طور پر لوگ نہیں جانتے لہٰذا نا قابلِ ذکر ہے موت اوّل اگرچہ مومن وکافر دونوں میں مشترک ہے لیکن مومن کے بارے میں اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کے بعد حیات ہی حیات

اردو حاشیہ

(۴) انسان زندگانی دنیا میں چار طرح کی راحتوں کا طلبگار رہتا ہے۔ کھانے کیلئے بہترین غذا مل جائے، پہننے کیلئے بہترین لباس فراہم ہو جائے، رہنے کیلئے عمدہ مکان مل جائے جو محفوظ بھی ہو اور اس میں اسباب آسائش بھی ہوں اور اس کے بعد انتہائی خوبصورت اور خوش اخلاق زوجہ مل جائے تا کہ زندگی کا سکون درہم وبرہم نہ ہونے پائے۔

پروردگار عالم نے انسان کو توجہ دلائی کہ دنیا میں تو ان راحتوں کا فراہم ہونا ناممکن ہے۔ ہر راحت کے ساتھ ایک تکلیف ضرور شامل ہو جاتی ہے۔ غذا میں خراب ہونے کا خطرہ رہتا ہے، لباس میں بوسیدہ ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے مکان میں گر جانے کا خطرہ رہتا ہے زوجہ میں چُھٹ جانے اور ضعیف ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے البتہ جنت کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہیں اور ان میں اس طرح کے خطرات نہیں ہیں صرف فرق یہ ہے کہ ان کا حصول تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

جنت کا مکان محفوظ بھی ہے اور اس میں باغات اور چشموں کا سلسلہ بھی ہے۔

وہاں کا لباس ریشم کا ہے اور دبیز اور ہلکا دونوں طرح کا ہے جو ساتر بھی ہے اور زینت بھی پیدا کرتا ہے۔

وہاں کی زوجہ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور وہاں کی غذا میں ہر طرح کا میوہ ہے جو چاہے سامنے حاضر ہے۔

ایاتها ۳۷ ۴۵ سورۃ الجاثیۃ مکیۃ ۶۵ رکوعاتها ۴

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ① تَنۡزِيۡلُ الۡكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ② اِنَّ

حا، میم۔(1)اس کتاب کا نزول بڑے غالب آنے والے، حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔(2)یقیناً

فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ③ وَفِىۡ خَلۡقِكُمۡ

آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔(3)اور تمہاری خلقت میں

وَمَا يَبُثُّ مِنۡ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يُّوۡقِنُوۡنَ ④ وَاخۡتِلَافِ

اور ان جانوروں میں جنہیں اللہ نے پھیلا رکھا ہے یقین رکھنے والی قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔(4)اور رات

الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ رِّزۡقٍ

اور دن کی آمدورفت میں نیز اس رزق میں جسے اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے پھر اس کی

فَاَحۡيَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَتَصۡرِيۡفِ الرِّيٰحِ

موت کے بعد زمین کو اس سے زندہ کر دیتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں عقل رکھنے والی

اٰيٰتٌ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ⑤ تِلۡكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتۡلُوۡهَا عَلَيۡكَ

قوم کے لیے نشانیاں ہیں۔(5)یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ کو

بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَىِّ حَدِيۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ ⑥

سچائی کے ساتھ سنا رہے ہیں۔ پھر یہ اللہ اور اس کی آیات کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے؟(6)

عربی حاشیہ

ہے جب کہ کفار کے مقدر میں اس کے بعد بھی لطفِ حیات نہیں ہے۔

ف: اس سورۃ کو سورۂ شریعت بھی کہا جاتا ہے جو اس کی آیت نمبر ۱۸ سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس سورہ کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس کا آغاز بھی عزیز حکیم سے ہوا ہے اور اس کا انجام بھی اسی صفت پروردگار پر ہوا ہے۔

1-اختلاف لیل ونہار۔ یعنی ایک کی جگہ پر دوسرے کا آتے رہنا۔

تصریف الریاح۔ یعنی ہواؤں کا مختلف سمتوں میں چلنا۔

افاک۔ بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا۔

اثیم۔ بہت زیادہ گنہگار۔

رجز۔ گندگی کے معنی میں بھی ہے اور انحراف کے معنی میں بھی لیکن اس مقام پر شدید قسم کا عذاب مراد ہے اور عذاب کے ساتھ اس کا تذکرہ صرف تاکید کے لئے کیا گیا ہے۔

2- واضح رہے کہ ان آیات کریمہ میں

اردو حاشیہ

اور ان کے بعد سب سے بالاتر یہ نعمت ہے کہ وہاں موت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے اور فضل پروردگار ہمہ وقت شامل حال رہنے والا ہے اور یہی وہ راحت ہے جس کو عظیم کامیابی کہا جا سکتا ہے۔ اللھم ارزقنا!

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ

تباہی ہے ہر جھوٹے گنہگار کے لئے۔(7) وہ اللہ کی آیات کو جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں سن تو لیتا ہے پھر

يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸

تکبر کے ساتھ ضد کرتا ہے گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں۔سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔(8)

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ

اور جب اسے ہماری آیات میں سے کچھ کا پتہ چلتا ہے تو ان کی ہنسی اڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے ذلیل

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹ ۭ مِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ

کرنے والا عذاب ہے۔(9)ان کے پیچھے جہنم ہے اور جو کچھ ان کا کیا دھرا ہے

مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ

وہ انہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گا اور نہ وہ جنہیں اللہ کے سوا انہوں نے کارساز بنایا تھا

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ ۭ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کے لیے تو بڑا عذاب ۔(10)یہ (قرآن) ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ

آیات کا انکار کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب کی سخت سزا ہو گی۔(11)اللہ ہی ہے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا تا کہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تا کہ

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ ج وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ

تم اس کا فضل تلاش کرو اور شاید تم شکرکرو۔(12)اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو

عربی حاشیہ

آسمان وزمین کی نشانیوں کو صاحبانِ ایمان سے مربوط کیا گیا ہے اور شب و روز کی آمد ورفت اور آسمان سے رزق کی بارش اور ہواؤں کے تغیرات کو صاحبانِ عقل سے وابستہ کیا گیا ہے اور شاید یہ اس لئے ہے کہ پہلی بات بالکل واضح ہے صرف ایمان درکار ہے دوسری بات پر ایمان سب کا ہے لیکن یقین کی ضرورت ہے اور تیسری بات کافی غور طلب ہے لہٰذا اس کا فیصلہ صاحبانِ عقل کے علاوہ کوئی نہیں کرسکتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۰ میں جہنم کو پیچھے بطور محاورہ کہا گیا ہے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جب ان لوگوں نے آخرت سے منہ موڑ لیا ہے تو جہنم پیچھے ہو گیا ہے ورنہ اصل میں تو آگے ہے جس کی طرف یہ لوگ جا رہے ہیں۔

اردو حاشیہ

وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مسخر (۱) کیا۔ غور کرنے والوں کے لیے یقیناً اس میں

يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

نشانیاں ہیں۔(13)ایمان والوں سے کہہ دیجئے: جو لوگ ایام اللہ پر عقیدہ نہیں رکھتے

أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ

ان سے درگزر کریں تا کہ اللہ خود اس قوم کو ان کے کیے کا بدلہ دے۔(14)جو

عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ

نیکی کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے اور جو برائی کا ارتکاب کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہے۔ پھر تم اپنے پروردگار کی

تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ

طرف لوٹائے جاؤ گے۔(15)اور بتحقیق ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور

وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾

نبوت دی اور انہیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں اور انہیں اہل عالم پر فضیلت دی۔ (16)

وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ ۖ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ

اور انہیں امر (دین) کے بارے میں واضح دلائل دیے تو انہوں نے اپنے پاس علم

مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

آ جانے کے بعد آپس کی ضد میں آ کر اختلاف کیا۔ آپ کا پروردگار قیامت کے دن

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾

ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ فرمائے گا جن میں یہ لوگ اختلاف کرتے تھے۔(17)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۶۔۱۷ میں بنی اسرائل کی چھ خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد ان کی نالائقی کا تذکرہ کیا گیا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ دینِ خدا کا انکار علم کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ بغاوت کا نتیجہ ہے ورنہ حجت تمام ہو چکی ہے۔

3- وہ دن جو کسی خاص نعمت یا عذاب کی بنا پر خدا کی طرف منسوب ہو گئے ہیں ورنہ یوں تو سارے دن اللہ ہی کے ہیں۔

4- کتاب سے مراد توریت وانجیل ہے اور حکم، حکومت اور قوتِ فیصلہ ہے اور عالمین پر فضیلت کے معنی یہ ہیں کہ ان کے درمیان ایسے افراد کو پیدا کیا گیا ہے جو صاحبانِ کتاب وحکم و نبوت ہیں ورنہ بنی اسرائیل اپنے ذاتی کردار واخلاق کی بنا پر آدمی بھی کہے جانے کے قابل نہیں ہیں عالمین سے افضل قرار دیئے جانے کا کیا سوال ہے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ یہ افضلیت بنی اسرائیل کا وصفِ اضافی ہے جس طرح کہ سادات کرام کو نسب کا

اردو حاشیہ

(۱) عام طور سے قرآن مجید میں آسمان سے پانی برسانے کا ذکر کیا گیا ہے یا یہ بتایا گیا ہے کہ تمہارا رزق آسمان میں ہے یا ہمارے پاس نعمتوں کے خزانے ہیں اور ہم معین مقدار میں نازل کرتے رہتے ہیں لیکن اس مقام پر دونوں باتوں کو جمع کر دیا گیا ہے اور پانی کے بجائے براہ راست رزق نازل کرنے کا ذکر کیا گیا ہے جب کہ اس سے مراد من وسلویٰ جیسی چیزیں نہیں ہیں کہ اس کے بعد بلا فاصلہ اس رزق کے ذریعہ مردہ زمینوں کو زندہ بنانے کا تذکرہ کیا گیا ہے اور یہ کام من وسلویٰ وغیرہ کا نہیں ہے بلکہ یہ کام پانی اور شعاع آفتاب وغیرہ سے انجام پاتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ پروردگار نے صاحبانِ عقل کو اس نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہی ہے کہ تم فقط صاحب بصارت نہیں ہو کہ تمہیں پانی اور شعاع آفتاب نظر آئے تم صاحب عقل وبصیرت بھی ہو لہٰذا تمہیں اس پانی اور شعاع آفتاب کے پیچھے رزق کا ایک سلسلہ بھی نظر آنا چاہیے اور تمہیں ان ہواؤں کے تغیرات کی تاثیر کا اندازہ بھی ہونا چاہیے اور یہ تصور بھی نہیں کرنا چاہیے کہ پانی وہ برساتا ہے، ہوائیں وہ چلاتا ہے، شعاع آفتاب وہ بھیجتا ہے اور رزق ہم پیدا کرتے ہیں یا ہم فراہم کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں ساری نعمتوں کا خالق ومالک وہی ہے اور وہ ان نعمتوں کو روک دے تو رزق کا سلسلہ ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو جائے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ

پھر ہم نے آپ کو امر (دین) کے ایک آئین [۲] پر قائم کیا۔ لہٰذا آپ اسی پر چلتے رہیں اور

اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ

نادانوں کی خواہشات کے پیچھے نہ چلیں۔(18) بلاشبہ یہ لوگ اللہ کے مقابلے میں آپ کے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ

کچھ بھی کام نہیں آئیں گے اور ظالم تو یقیناً ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّ

اور اللہ پرہیزگاروں کا دوست ہے۔(19) یہ (قرآن) لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور یقین رکھنے

رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا

والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔(20) برائی کا ارتکاب کرنے والے کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ

السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو ایک جیسا بنائیں گے کہ

سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَخَلَقَ

ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو جائے؟ برا فیصلہ ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔(21) اور اللہ نے

اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ

آسمانوں اور زمین کو برحق خلق کیا ہے تا کہ ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ [۳] دیا جائے

بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ

اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(22) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو

ع ۱۰ ۱۸ ۲

عربی حاشیہ

اضافی وصف حاصل ہے۔

اس کے بعد ہر انسان کا فیصلہ اس کے ذاتی اعمال اور کردار کی بنا پر ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ وصف اضافی کا حق نہ ادا کیا جائے تو وہ بھی ایک مصیبت بن جائے اور اس سے مسئولیت میں کچھ اضافہ ہی ہو جائے۔

ف: آیت نمبر ۱۸ دلیل ہے کہ زندگی گزارنے کے دو راستے ہیں۔ شریعت اور خواہشات، شریعت کی بنیاد امر الٰہی ہے اور خواہشات کی بنیاد جہالت اب انسان کو اختیار ہے کہ جہالت کا راستہ اختیار کرے یا شریعت کا۔ تقاضائے بصیرت وہدایت یہی ہے کہ عقل کا راستہ اختیار کرے۔

اردو حاشیہ

(۲) شریعت عربی زبان میں گھاٹ کو کہا جاتا ہے۔ اور اسلام نے الٰہی احکام کے مجموعہ کا نام شریعت رکھا ہے تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ جس طرح دریا میں گھاٹ پیاسوں کی پیاس بجھانے کا ذریعہ اور زندگی دینے کا ایک وسیلہ ہوتا ہے اسی طرح شریعت بھی تشنگانِ معرفت کی تسکین اور عالم انسانیت کی زندگی کیلئے واقعی وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

شریعت کی بنیاد امر الٰہی پر ہوتی ہے۔ اس کا خواہشات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ جو انسان شریعت کا پابند ہوتا ہے وہ عوامی خواہشات کی پرواہ نہیں کرتا ہے اور صرف حکم الٰہی پر عمل کرتا ہے۔ اس مقام پر جاہلوں کی خواہشات کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا گیا ہے کہ پیغمبر یا کوئی بھی پابند شریعت عالموں کی خواہشات کا اتباع کر سکتا ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ عالم دین اس طرح کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہے اور جو اس طرح کا مطالبہ کرے سمجھ لو کہ جاہل دین ہے عالم دین کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

(۳) یہ ان خیالات کی تردید ہے کہ بے دین اپنی دنیاوی زندگی کو دیکھ کر یہ تصور کر لیتے ہیں کہ عالم وجاہل اور دیندار و بے دین سب برابر ہی ہیں بلکہ بعض بے دین دینداروں سے بھی بہتر ہیں۔ تردید کا خلاصہ یہ ہے کہ ابھی آخرت کا حساب باقی ہے اور واقعی فیصلہ وہیں ہونے والا ہے اور آخرت کی ضرورت کی

هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَ
اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے (اپنے) علم کی بنیاد پر اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور

جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا
اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے؟ پس اللہ کے بعد اب اسے کون ہدایت دے گا؟ کیا تم نصیحت حاصل

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ
نہیں کرتے؟(23)اور وہ کہتے ہیں: دنیاوی زندگی تو بس یہی ہے (جس میں) ہم مرتے ہیں

وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ
اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مارتا ہے اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں ہے۔

عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔(24)اور جب ان کے سامنے ہماری آیات

بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ
پوری وضاحت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں تو ان کی حجت صرف یہی ہوتی ہے کہ وہ کہیں : اگر تم سچے ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ
ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر کے) لے آؤ۔(25) کہہ دیجئے: اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مار ڈالتا ہے

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
پھر تمہیں قیامت کے دن جس میں کوئی شبہ نہیں جمع کرے گا لیکن

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
اکثر لوگ نہیں جانتے۔(26) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ کے لیے ہے

المنزل ۶

عربی حاشیہ

ف: خواہش نفس ایک ایسی بلا ہے جو انسان کو بندہ بنا کر چھوڑتی ہے۔ یہی خواہش شیطان کا داخلی مرکز ہے اور یہی خدا سے مقابلہ کی داعی۔ اسی کا نتیجہ گمراہی ہے اور اسی کی عاقبت تباہی۔

5- واضح رہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر گمراہی کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے اور اسی بنا پر بہت سے مسلمانوں نے اپنے کو مجبور محض بنا کر خیر و شر دونوں کا ذمہ دار پروردگار کو قرار دے دیا ہے حالانکہ پروردگار نے ہر مقام پر ایسا قرینہ رکھ دیا ہے جو اس بات کی وضاحت کرتا رہے کہ یہ گمراہی اس کے ذاتی کردار کا نتیجہ ہے اور خدا کی طرف نسبت صرف اس لئے دی گئی ہے کہ اس نے جبراً رکاوٹ نہیں پیدا کی ہے اور انسان کو اس کے حال پر چھوڑ دیا ہے جس طرح کہ اسی آیت کریمہ میں پہلے خواہشات کو خدا بنانے کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ گمراہی اسی کردار کا نتیجہ ہے اور اس کا براہِ راست خدا سے کوئی تعلق نہیں

اردو حاشیہ

سب سے بڑی دلیل بھی یہی ہے کہ دنیا میں فیصلہ نہیں ہوا ہے اور یہاں بے دین اور بدعقیدہ افراد بھی مزے کرتے رہے ہیں لہٰذا ایک آخرت درکار ہے جہاں بیدینوں کو سزا دی جائے اور دیندار نعمات الٰہیہ میں عیش کر سکیں۔

(۴) دنیا میں بہت کم افراد ایسے ہیں جنہوں نے خدا کو خدا سمجھا ہو اور خواہشات کی خدائی کا در پردہ اقرار نہ کیا ہو خواہشات کے بندے حدود مذہب کے باہر بھی پائے جاتے ہیں اور حدودِ مذہب کے اندر بھی بلکہ کبھی کبھی مذہب کے نام پر جان دینے والے بھی دراصل خواہشات ہی کے بندے ہوتے ہیں کہ ان کا جان دینے کا فیصلہ بھی خواہشات کی پیداوار ہوتا ہے اور اس کا حکم خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے گویا کہ یہ خواہشات کو قربان کرنے کے بجائے خواہشاتی قربانی پیش کرتے ہیں اور اس طرح شہادت کے شرف سے محروم رہ جاتے ہیں۔ شریعت کے قوانین دراصل اسی لئے بنائے گئے ہیں کہ انسانی خواہشات پر روک لگائی جائے اور انسان کو ایک ایسا معیار دے دیا جائے کہ اس سے انحراف خواہشات کی خدائی کے مترادف ہو جائے چاہے اس کا نام جو بھی رکھ لیا جائے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ احکام شریعت میں بھی ہیرا پھیری کرتے رہتے ہیں اور اپنی پسند اور ناپسند سے تقلید تک تبدیل کر دیتے ہیں اور پھر دوسرے اعلم کی رائے کا سہارا لے کر اپنے مقصد کو پورا کرلیا کرتے ہیں۔ یہ بھی درحقیقت خواہشات ہی کی خدائی کا ایک نمونہ ہے ورنہ تقلید کا ایک معیار معین ہے اور اس کی تبدیلی کا بھی ایک معیار مقرر ہے جس سے ہٹ کر کوئی چیز حدود اطاعت و عبادت میں داخل

وَ يَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يَوۡمَئِذٍ يَّخۡسَرُ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ وَ

اور جس دن قیامت برپا ہو گی اس روز اہل باطل خسارے میں پڑ جائیں گے۔(27)اور

تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ تُدۡعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلۡيَوۡمَ

آپ ہر امت کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا دیکھیں گے اور ہر ایک امت اپنے نامہ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔ آج

تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ

تمہیں ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم کرتے رہے ہو۔(28)ہماری یہ کتاب تمہارے بارے میں

بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا

سچ سچ بیان کر دے گی۔ جو تم کرتے تھے ہم اسے لکھواتے رہتے تھے۔(29)پھر جو

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ فِىۡ

لوگ ایمان لائے اور اعمال صالح بجا لائے انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں

رَحۡمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ

داخل کرے گا۔ یہی تو نمایاں کامیابی ہے۔(30)اور جنہوں نے کفر کیا

كَفَرُوۡا ۚ اَفَلَمۡ تَكُنۡ اٰيٰتِىۡ تُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ وَ

(ان سے کہا جائے گا) کیا میری آیات تمہیں سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر تم نے تکبر کیا اور

كُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِيۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيۡلَ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ

تم گنہگار قوم تھے۔(31)اور جب کہا جاتا تھا کہ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے

وَّالسَّاعَةُ لَا رَيۡبَ فِيۡهَا قُلۡتُمۡ مَّا نَدۡرِىۡ مَا السَّاعَةُ ۙ

اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے تو تم کہتے تھے: ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔

عربی حاشیہ

ہے کہ خدا ہدایت دینے والا ہے گمراہ کرنے والا نہیں ہے۔

6- کیا بچپنا ہے کہ ہر شے کا مطالبہ اس کی فصل سے پہلے کیا جائے۔ پیغمبر قیامت میں سب کے زندہ ہونے کا ذکر کررہے ہیں اور وہ آج ہی زندہ کرنے کا مطالبہ کررہے ہیں گویا قیامت کے تصور ہی سے نا آشنا ہیں اور اسے صرف ایک زندگی سمجھتے ہیں جس کا حساب و کتاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

نہیں ہوسکتی۔ خدا ہر انسان کو خود اس کے نفس کے شر سے بھی محفوظ رکھے۔

اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَ بَدَا لَهُمْ

ہمیں گمان سا ہوتا ہے لیکن یقین نہیں آتا اور ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں۔(32)اور ان پر

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اپنے اعمال کی برائیاں ظاہر ہو گئیں اور جس چیز کی وہ ہنسی اڑاتے تھے اس نے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ

انہیں گھیر لیا۔ (33)اور کہا جائے گا: آج ہم تمہیں اسی طرح بھلا دیتے ہیں جس طرح تم نے

يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾

اپنے اس دن کے آنے کو بھلا دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور کوئی تمہارا مددگار نہیں ہے۔(34)

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ

یہ اس لیے ہے کہ تم نے اللہ کی آیات کا مذاق بنایا تھا اور دنیاوی زندگی نے تمہیں دھوکے میں

الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَ لَا هُمْ

ڈال رکھا تھا، پس آج کے دن نہ تو یہ اس (جہنم) سے نکالے جائیں گے اور نہ ان کی معذرت

يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ

قبول کی جائے گی۔(35)پس ثنائے کامل اس اللہ کے لیے ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا

الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ

رب ہے عالمین کا رب ہے۔(36)اور آسمانوں اور زمین میں بڑائی صرف اسی کے لیے

وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾ ع

ع ۴ ۱۱ ۲۰

ہے اور وہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(37)

ایاتها ۳۵ ۴٦ سُورَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ٦٦ رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢

حا، میم۔(1)اس کتاب کا نزول بڑے غالب آنے والے، حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔ (2)

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ

ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کو برحق اور ایک معینہ مدت کے لیے پیدا کیا ہے اور

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝٣

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ اس چیز سے منہ موڑے ہوئے ہیں جس کی انہیں تنبیہ کی گئی تھی۔ (3)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا

کہہ دیجئے : کیا تم نے انہیں(کبھی) دیکھا بھی ہے جنہیں اللہ کے سوا تم پکارتے ہو؟

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ

مجھے بھی دکھاؤ انہوں نے زمین کی کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کی شرکت ہے؟

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ

اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی باقی ماندہ علمی (ثبوت) میرے سامنے

صٰدِقِيْنَ ۝٤ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ

پیش کرو۔(4)اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو گا جو اللہ کے سوا

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۳ جسم اعمال کے لئے اور آیت ۳۴ جرم اور سزا میں تناسب کے لئے بہترین دلیل ہے آیت نمبر ۳٦ میں پروردگار کی ربوبیت کا مختلف انداز سے اعلان ''ارباب انواع'' کے تصور کی تردید ہے اور ساری ربوبیت کو ایک ذات پر منحصر کردیا گیا ہے۔

1-نسیان کے معنی یہ نہیں ہیں کہ خدائے تعالیٰ واقعاً بھول جائے گا اس لئے کہ بھولنے والا تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ ہم بھول رہے ہیں ورنہ متوجہ ہوجائے گا۔ درحقیقت یہ ایک محاورہ ہے کہ جس طرح تم نے ہمیں بھلادیا تھا اور نظرانداز کردیا تھا اسی طرح آج ہم بھی تمھارے ساتھ برتاؤ کریں گے تاکہ تمھیں اس طریق کار کی سنگینی کا اندازہ ہوسکے۔

2-استعتاب۔ راضی کرنے کی خواہش اورکوشش یعنی قیامت میں کسی کو یہ موقع بھی نہیں دیاجائے گا کہ وہ خدا کو راضی کرنے کا انتظام کرسکے کہ وہ جزا اور حساب کی منزل ہے اس

اردو حاشیہ

(۱) مذاہب کی تاریخ میں ہر دور میں ایسی ایسی حماقتیں اور جہالتیں ہوتی رہی ہیں کہ لامذہب افراد کو یہ کہنے کا موقع مل گیا ہے کہ مذہب چند بے بنیاد عقائد ونظریات کا مجموعہ ہوا کرتا ہے اور اسی کے زیر اثر دین ودانش کی اصطلاح ایجاد ہوگئی ہے کہ مذہب فقط دین ہے جس کا دانش سے کوئی تعلق نہیں ہے اور دانش کی الگ ایک دنیا ہے۔ اسلام نے انہیں خرافات کی تردید کیلئے مختلف مقامات پر عقل وشعور کے استعمال کرنے کی دعوت دی ہے اور انسان کو متوجہ کیا ہے کہ کسی ایسے عقیدہ کو تسلیم نہ کرے جس کی بنیاد عقل ومنطق پر نہ ہو۔

اس مقام پر بھی بت پرستوں کو اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ بتوں کی خدائی کی بنیاد کس عقل ومنطق پر ہے۔ خدا خالق ومالک کو کہا جاتا ہے تو یہ زمین میں کس شے کے خالق ومالک ہیں یا ان کا آسمانوں میں کیا حصہ ہے۔

پھر اگر ان کالقیت اور مالکیت کا مشاہدہ نہیں بھی کیا ہے تو ان کی خدائی کا ذکر کسی خدائی کتاب ہی میں دکھلا دو یا اس سلسلہ میں کوئی علم وعقل کا بقیہ حصہ ہی لے آؤ جو تمہارے ہاتھ آ گیا ہے اور جس کی بنیاد پر تم نے انہیں خدا مان لیا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے اور عقل ومشاہدہ دونوں ان کی خدائی کے خلاف ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ صاحب عقل انسان ان کو خدا تسلیم کرے۔ صاحب عقل کو بہرحال یہ بھی سوچنا چاہیے کہ اگر یہ قابل عبادت ہیں تو وہ ہاتھ کیوں قابل عبادت نہیں

لَا يَسْتَجِيبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ

ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے بلکہ جو ان کے پکارنے تک سے

غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا

بے خبر ہوں؟(5)اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی

بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ

پرستش سے انکار کریں گے۔(6)اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیات کی

قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ

تلاوت کی جاتی ہے تو جب حق ان کے پاس آ جاتا ہے تو کفار کہتے ہیں: یہ تو صریح

مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا

جادو ہے۔(7) کیا یہ کہتے ہیں: اس نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ کہہ دیجئے: اگر میں نے اسے خود گھڑ لیا ہے تو تم میرے لیے

تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ

اللہ کی طرف سے (بچاؤ کا) کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ تم اس (قرآن) کے بارے میں جو گفت و شنید کرتے ہو اس سے

فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

اللہ خوب باخبر ہے اور میرے درمیان اور تمہارے درمیان اس پر گواہی کے لیے وہی کافی ہے اور وہی بڑا بخشنے والا،

الرَّحِيْمُ ﴿۸﴾ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ

رحم کرنے والا ہے۔(8) کہہ دیجئے: میں رسولوں میں انوکھا (رسول) نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا

مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ

اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں تو

عربی حاشیہ

میں عمل اور توبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

3- ہم کا مرجع بت ہیں اور دعائہم کا مرجع مشرکین ہیں۔ یعنی بتوں کو تو اپنے بندوں کے پکارنے کی بھی خبر نہیں ہے یہ بے چارے خدائی کیا کریں گے۔

ف: آیت نمبر ۴ میں تین طرح کے تقاضے ہیں۔ خلقت کے حوالے سے عقلی دلیل کا مطالبہ ہے اور کتاب کے ذریعہ وحی سماوی کا تقاضا ہے اور اثارۃ من علم کے ذریعہ قدیم عقلاء اور دانشوروں کے افکار کا مطالبہ ہے کہ ان میں کس نے شرک کی دعوت دی تھی اور اس مشرکیت پر کون سی دلیل قائم ہوئی ہے۔

ف: آیت نمبر ۹ کا ایک جملہ پیغمبرؐ اسلام پر ہونے والے جملہ اعتراضات کا جواب ہے کہ اگر گذشتہ انبیاء پر یہ اعتراض نہیں تھے تو میں بھی کوئی نیا رسول نہیں ہوں۔ میرے حالات بھی وہی ہیں جو دیگر انبیاء و مرسلین کے تھے۔

اردو حاشیہ

ہیں جنہوں نے ان کو تراشا اور تیار کیا ہے۔

اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ

صرف واضح طور پر تنبیہ کرنے والا ہوں۔(9) کہہ دیجئے: کیا تم نے سوچا بھی ہے کہ اگر یہ (قرآن)

وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس سے انکار کیا ہو جب کہ بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسی

مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

کتاب پر گواہی دے چکا ہے اور پھر وہ ایمان بھی لا چکا ہو اور تم نے تکبر کیا ہو؟ بے شک اللہ ظالموں کو

الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾ ع وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ

ہدایت نہیں دیتا۔(10) جو لوگ کافر ہو گئے وہ ایمان لانے والوں سے کہتے ہیں: اگر یہ (دین) بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی

خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ

طرف جانے میں ہم سے سبقت نہ کر جاتے اور چونکہ انہوں نے اس (قرآن) سے ہدایت نہ پائی اس لیے وہ کہیں گے:

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿١١﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

یہ تو (وہی) پرانا جھوٹ ہے۔(11) اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت تھی اور یہ (قرآن)

وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ

ایسی کتاب ہے جو عربی زبان میں (کتاب موسیٰ کی) تصدیق کرنے والی ہے تا کہ ظالموں کو تنبیہ کرے

وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٢﴾ ج اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

اور نیکی کرنے والوں کو بشارت دے۔(12) جنہوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٣﴾ ج اُولٰٓئِكَ

پھر استقامت دکھائی۔ ان کے لیے یقیناً نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔(13) یہ لوگ

عربی حاشیہ

۱ روز قیامت باطل کے پیروں اور مریدوں کے تعلقات یوں ختم ہو جائیں گے کہ ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا بھی انکار کرنے لگیں گے۔ حق اور باطل کا ایک نمایاں فرق یہی ہے کہ باطل قیامت کے نام سے بے تعلق ہو جاتا ہے اور حق وہاں بھی شفاعت اور سفارش کا وعدہ کرتا ہے۔

۲ ''تفیضون فیہ'' یعنی اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہو۔

۳ بدع۔ وہ چیز جس کی کوئی مثال نہ ہو یعنی انوکھے قسم کی چیز اور ''ما ادری'' کا مقصد یہ ہے کہ سب کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی کسی بات کی ذمہ داری نہیں لے سکتا ہے ورنہ نبی کو سب کا انجام معلوم ہے اور انھوں نے سلمان وابوذر جیسے افراد کے لئے جنت کی بشارت تک دی ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ سورہ مبارکہ اگرچہ مکی ہے لیکن اس کی یہ آیت مدنی ہے جس طرح کہ سورۂ شوریٰ مکی ہے اور اس کی آیت مودت مدنی ہے اور یہ کوئی خاص بات نہیں ہے کہ کوئی سورہ مکی ہو اور اسکی کوئی آیت مدینہ میں نازل ہوئی ہو اس لئے کہ یہ تو سرکار دو عالمؐ کا حکم تھا کہ فلاں آیت کو فلاں سورۂ میں اور فلاں مقام پر رکھدو اور اس کی مصلحت خدا و رسول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔

آیت مبارکہ کا تعلق عبداللہ بن سلام سے ہے جو بنی اسرائیل کا بہت بڑا عالم تھا اور اس نے قرآن مجید کی آیات کو سن کر اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ اس کے آیات اور بیانات بالکل توریت سے ملتے جلتے ہیں لہٰذا اسے بھی خدا ہی کی طرف سے ہونا چاہیئے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایک غیر آدمی اس کی فصاحت و بلاغت اور جلالت کا اندازہ کر کے اس پر ایمان لے آئے اور جن کی زبان میں نازل ہوا ہے انہیں اسکے حقائق و معارف کا اندازہ نہ ہو سکے۔

استقامت کے معنی ضدی ہونے اور بات پر اڑے رہنے کے نہیں ہیں جیسا کہ بعض سادہ لوح افراد خیال کرتے ہیں۔ استقامت کا مقصد توحید کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے چاہے وہ اظہار کا حکم دیں یا اخفاء کا، جہاد کا حکم دیں یا صلح کا۔ توحید کے تقاضے انسان کی زندگی کی بنیاد بن جائیں تو یہی استقامت ہے اور اسی کا نام استقلال ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے اسے ضد اور ہٹ دھرمی کہا جاتا ہے استقامت اور استقلال نہیں۔

اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾

جنت والے ہوں گے جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے ان اعمال کے صلے میں جو وہ بجا لایا کرتے تھے۔ (14)

وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ اِحۡسٰنًا ؕ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ پر احسان کرنے کا حکم دیا۔ اس کی ماں نے تکلیف سہہ کر

وَّ وَضَعَتۡهُ كُرۡهًا ؕ وَ حَمۡلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا ؕ حَتّٰۤی

اسے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور تکلیف اٹھا کر اسے جنا اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے میں

اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ

تیس [۳] ماہ لگ جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب وہ رشد کامل کو پہنچا اور چالیس سال کا ہوگیا تو کہنے لگا: پروردگارا!

اَنۡ اَشۡكُرَ نِعۡمَتَكَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ

مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جس سے تو نے مجھے اور میرے والدین کو نوازا اور

اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰهُ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ؕۚ اِنِّیۡ

یہ کہ میں ایسا نیک عمل کروں جسے تو پسند کرے اور میری اولاد کو میرے لیے صالح بنا دے۔ میں تیری طرف

تُبۡتُ اِلَیۡكَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ نَتَقَبَّلُ

رجوع کرتا ہوں اور بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔(15) یہ وہ لوگ ہیں جن کے

عَنۡهُمۡ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَ نَتَجَاوَزُ عَنۡ سَیِّاٰتِهِمۡ فِیۡۤ اَصۡحٰبِ

بہترین اعمال کو ہم قبول کرتے ہیں اور ان کے گناہوں سے درگزر کرتے ہیں۔

الۡجَنَّةِ ؕ وَعۡدَ الصِّدۡقِ الَّذِیۡ كَانُوۡا یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِیۡ

یہ اہل جنت میں شامل ہوں گے اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا رہا ہے۔(16) اور جس نے

عربی حاشیہ

4- خوف کا تعلق مستقبل کے حالات سے ہوتا ہے اور حزن کا تعلق ماضی کے حالات سے اور اولیاء خدا دونوں سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ انھیں نہ ماضی کا حزن ہوتا ہے اور نہ مستقبل کا خوف۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں مکہ کے غرباء اور فقراء یا بعض دیگر شخصیات پر طنز ہے، جنھوں نے صنادید قریش سے پہلے اسلام قبول کرلیا اور وہ اس طاقت کو اسلام کی کمزوری کی دلیل سمجھتے رہے۔

ف: والدین کے بارے میں نصیحت اور والدین کی اولاد کے بارے میں صلاح کی خواہش علامت ہے کہ اسلام رشتوں کے تقدس کو باقی رکھنا چاہتا ہے اور اس کے نزدیک قطع رحم انسانیت کی موت کے مترادف ہے جس کا احساس دور حاضر کے انسان کو بخوبی ہو رہا ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) محمد بن اسحاق نے سیرت میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ عثمان کے سامنے ایک عورت کو لایا گیا جس کے یہاں چھ مہینے میں بچہ پیدا ہوگیا تھا تو انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیدیا۔ اتنے میں حضرت علیؑ آ گئے اور انہوں نے فرمایا کہ کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا ہے اس نے رضاعت کا زمانہ دو سال قرار دیا ہے اور رضاعت وحمل کا زمانہ تیس مہینے کا قرار دیا ہے۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ حمل کا کم سے کم زمانہ چھ مہینے ہوتا ہے لہٰذا اس پر حد جاری کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

عثمان نے کہا کہ یہ استنباط تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا اور یہ کہہ کر فیصلہ بدل دیا۔ اس واقعہ سے صاف اندازہ ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے قرآن کے ساتھ اہلبیتؑ کو کیوں چھوڑا تھا اہلبیتؑ قرآن کے ان اسرار ورموز سے باخبر ہیں جنہیں امت کا کوئی قاری یا حافظ نہیں سمجھ سکتا ہے اور نہ ایسے افراد کو جامع قرآن کہنے کا کوئی جواز ہے۔

قَالَ لِوَالِدَيۡهِ اُفٍّ لَّكُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِىۡۤ اَنۡ اُخۡرَجَ وَقَدۡ خَلَتِ

اپنے والدین سے کہا: تم دونوں پر اُف ہو! کیا تم دونوں مجھے ڈراتے ہو کہ میں (قبر سے) پھر نکالا جاؤں گا؟

الۡقُرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلِىۡ‌ۚ وَهُمَا يَسۡتَغِيۡثٰنِ اللّٰهَ وَيۡلَكَ اٰمِنۡ‌ۖ

جب کہ مجھ سے پہلے بہت سی نسلیں گزر چکی ہیں (ان میں سے کوئی واپس نہیں آیا) اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہوئے

اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ‌ ۖۚ فَيَقُوۡلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيۡرُ

(اولاد سے) کہتے تھے: تیری تباہی ہو! تو مان جا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر (بھی) وہ کہتا ہے: یہ تو صرف اگلوں کی فرسودہ

الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿١٧﴾ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡقَوۡلُ فِىۡۤ اُمَمٍ

کہانیاں ہیں۔(17) یہ وہ لوگ ہیں جن پر فرمان (خدا) حقیقت بن چکا ہے جنوں

قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ‌ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا

اور انسانوں کے ان گروہوں کے ساتھ جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں بے شک یہ خسارہ

خٰسِرِيۡنَ ﴿١٨﴾ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا‌ ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمۡ

اٹھانے والے تھے۔(18) اور ہر ایک کے لیے اپنے اپنے اعمال کے مطابق درجات ہیں اور انہیں ان کے

اَعۡمَالَهُمۡ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ﴿١٩﴾ وَيَوۡمَ يُعۡرَضُ الَّذِيۡنَ

اعمال کا بدلہ پورا دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔(19) اور جس روز کفار آگ کے

كَفَرُوۡا عَلَى النَّارِ ؕ اَذۡهَبۡتُمۡ طَيِّبٰتِكُمۡ فِىۡ حَيَاتِكُمُ الدُّنۡيَا

سامنے لائے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا:) تم نے اپنی نعمتوں کو

وَاسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا‌ ۚ فَالۡيَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا

دنیاوی زندگی (۴) میں ہی برباد کر دیا اور ان سے لطف اندوز ہو چکے۔ پس آج تمہیں

عربی حاشیہ

5- حمل اور رضاعت کے تیس مہینوں کو رضاعت کے دوسال سے ملایا جائے تو حمل کا کل زمانہ چھ مہینہ ثابت ہوتا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ چھ مہینہ میں پیدا ہونے والا بچہ بھی اپنے باپ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا اور وہ ولد الحرام نہیں کہا جاسکتا ہے۔

6- جن ماں باپ نے بچہ کی تربیت میں اس قدر محنت کی ہے ان کی واقعی تمنا اولاد کے صالح ہونے کی ہوئی چاہیے نہ یہ کہ دولت مند اور آفیسر ہونے کی آرزو کی جائے جیسا کہ دورِ حاضر کا مزاج بن گیا ہے کہ ماں باپ کو صلح وفلاح سے کہیں زیادہ فکر نوکری اور دولت کی ہوتی ہے جو قطعی طور پر ایک غیر اسلامی ذہنیت ہے۔

7- بظاہر یہ ایک صورت حال کی تصویر کشی ہے جہاں بیٹا بغاوت اور کفر پر آمادہ ہے اور والدین ہدایت کے لئے بے چین ہیں جو شریف والدین کا خاصہ ہوا کرتا ہے اور انھیں

اردو حاشیہ

(۴) یہ ایک مرقع عبرت ہے کہ کفار ومشرکین سے یہ کہا جائے گا کہ تم زندگی کے سارے مزے دنیا میں لے چکے اب یہاں عذاب کا مزہ چکھو جو اس بات کی علامت ہے کہ دنیا میں راحت و آرام بسا اوقات آخرت میں مصیبت وقیامت کا پیش خیمہ بن جاتا ہے اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اس کے بعد بھی اکثر صاحبانِ ایمان اس دنیا ہی میں راحت و آرام کے طلبگار رہتے ہیں اور کوئی چیز آخرت پر اٹھا کر نہیں رکھنا چاہتے جو ضعف ایمان کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا

ذلت کے عذاب کی سزا اس لیے دی جائے گی کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے رہے اور

كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ

بدکرداری کرتے رہے۔(20)اور (قوم) عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کیجئے جب انہوں نے

بِالْاَحْقَافِ وَ قَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

احقاف (کی سرزمین) میں اپنی قوم کو تنبیہ کی اور ان سے پہلے اور بعد میں بھی تنبیہ

وَ مِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

کرنے والے گزر چکے ہیں کہ:اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ

بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے۔(21)وہ کہنے لگے: کیا تم ہمیں ہمارے معبودوں سے باز رکھنے کے لیے

اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾

ہمارے پاس آئے ہو؟ اگر تم سچے ہو تو لے آؤ وہ عذاب جس سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو۔(22)

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖؗ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ

انہوں نے کہا: (اس کا) علم تو صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور جس پیغام کے ساتھ مجھے بھیجا گیا تھا وہ

بِهٖ وَ لٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا

تمہیں پہنچا رہا ہوں لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ایک نادان قوم ہو۔(23) پھر جب انہوں نے عذاب کو بادل (۵) کی

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ

صورت میں اپنی وادیوں کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے: یہ تو ہمیں بارش دینے والا بادل ہے۔

ع ۱۰/۲

عربی حاشیہ

اولاد کے کھانے کپڑے سے زیادہ اس کی ہدایت اور نیکی کی فکر رہا کرتی ہے۔

ف: کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر نے مروان کی طرف سے بیعت یزید کے مطالبہ پر اعتراض کیا تو مروان نے آیت نمبر ۱۷ کا حوالہ دیا اور حضرت عائشہؓ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو ولادت کے پہلے ہی سے ملعون ہے۔

ف: یوم عظیم اگرچہ عام طور سے قیامت کو کہا جاتا ہے لیکن چند آیات کے بعد عذاب کے دن کو روزِ عذاب الیم قرار دیا گیا ہے۔ گویا یہ عذاب دنیا ہی میں ہو گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) قوم عاد اگرچہ ریگستانوں میں آباد تھی لیکن مادی اور روحانی دونوں طرح کی نعمتوں سے مالا مال تھی۔ مالک کائنات نے انہیں اختیار بھی دے رکھا تھا اور آنکھ، کان، دل کی نعمت سے بھی نوازا تھا لیکن انہوں نے جناب ہودؑ کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا اور انتہا یہ ہو گئی کہ ان کا رئیس قوم ایمان لے آیا تو بھی انہوں نے سماعت نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے قحط کا عذاب نازل کر دیا اور ایک مدت تک یہ سلسلہ برقرار رہا لیکن پھر بھی راہِ راست پر نہ آئے تو خدا نے عذاب کا نیا طریقہ ایجاد کیا کہ صرف مجرمین تباہ ہوں اور باقی افراد کو کوئی نقصان نہ پہنچے اگر ان کے درمیان غیر مجرم افراد موجود ہوں اور وہ طریقہ یہ تھا کہ بادل اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ لوگ اس کے زیر سایہ بارش کی امید میں آکر کھڑے ہو گئے اور اس میں سے آگ برسنے لگی اور سب جل کر راکھ ہو گئے اور نہ راحت دنیا کام آئی نہ اقتدار و اختیار قوم کام آیا بلکہ خدا کی دی ہوئی نعمتیں الٹے حجت بن گئیں کہ آنکھ، کان، دل کے ہوتے ہوئے بھی دیکھا کیوں نہیں اور سنا کیوں نہیں اور سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کی۔

واضح رہے کہ ایسے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے جنہوں نے نعمات الٰہیہ کی قدر نہیں کی اور نمائندگانِ پروردگار کی تکذیب کرتے رہے۔ یہ اور بات ہے کہ رحمت للعالمین کی برکت سے امت اسلامیہ پر عذاب نہیں نازل ہو رہا ہے ورنہ یہ قوم کسی قوم عاد سے کم ذلیل اور منحرف نہیں ہے۔

بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ﴿۲۴﴾

(نہیں) بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تمہیں عجلت تھی (یعنی) آندھی جس میں ایک دردناک عذاب ہے۔ (24)

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى

جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دے گی۔ پھر وہ ایسے ہو گئے کہ ان کے

اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

گھروں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ مجرم قوم کو ہم اس طرح سزا دیا کرتے ہیں۔ (25)

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

اور بتحقیق انہیں ہم نے وہ قدرت دی جو قدرت ہم نے تم لوگوں کو نہیں دی

سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً ۖ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ

اور ہم نے انہیں سماعت، بصارت اور قلب عطا کیے تھے۔ تو جب انہوں نے

وَلَآ اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا

اللہ کی آیات کا انکار کیا تو نہ ان کی سماعت نے انہیں کوئی فائدہ دیا اور نہ ہی ان کی

يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

بصارت نے اور نہ ان کے قلوب نے اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ اسی چیز کے

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ

نرغے میں آ گئے۔(26)اور بتحقیق ہم نے تمہارے گردوپیش کی بستیوں کو تباہ کر دیا

الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْ

اور ہم نے اپنی نشانیوں کو بار بار ظاہر کیا تا کہ وہ باز آ جائیں۔(27) پس

ع ٣ ٦ ٣

عربی حاشیہ

8- احقاف۔ حقف کی جمع ہے جس کے معنی ہیں اونچا ریگستان۔ یہ یمن کے علاقہ کا نام ہے جسے شجر بھی کہا جاتا تھا اور قوم عاد اسی علاقہ میں آباد تھی۔ اس علاقہ کا ایک حصہ حجاز سے ملتا ہے لہٰذا اس کی مثال مشرکین کے حق میں زیادہ مفید ہو سکتی تھی اگر وہ عبرت حاصل کرنا چاہتے۔

9- خاصانِ خدا کی تبلیغ کا سب سے اہم عنصر یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی مقام پر اپنے کمال کا ذکر نہیں کرتے بلکہ بات بات پر خدا کا ذکر کرتے ہیں تا کہ انسان کی توجہ اس کی طرف ہو جائے اور کوئی ایک بھی ذہن متوجہ ہو جائے تو گویا اپنی ساری محنت وصول ہو گئی ہے۔

اردو حاشیہ

لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا

انہوں نے قرب الٰہی کے لیے اللہ کے سوا جنہیں اپنا معبود بنا لیا تھا انہوں نے

اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا

ان کی مدد کیوں نہیں کی؟ بلکہ وہ تو ان سے غائب ہو گئے اور یہ ان کا جھوٹ تھا اور وہ بہتان جو

يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ

وہ گھڑتے تھے۔(28) اور (یاد کیجئے) جب ہم نے جنات (۶) کے ایک گروہ کو آپ کی طرف متوجہ کیا تا کہ قرآن سنیں۔

يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ

پس جب وہ رسول کے پاس حاضر ہو گئے تو (آپس میں) کہنے لگے: خاموش ہو جاؤ! جب تلاوت ختم ہو گئی

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ

تو وہ تنبیہ (ہدایت) کرنے اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ گئے۔(29) انہوں نے کہا: اے ہماری قوم!

اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ

ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے

يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾

پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ وہ حق اور راہ راست کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ (30)

يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ

اے ہماری قوم! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ کہ اللہ تمہارے

ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَمَنْ لَّا يُجِبْ

گناہوں سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں دردناک عذاب سے بچائے گا۔(31) اور جو اللہ کی

عربی حاشیہ

10-ہر دور میں کفار کی مکاری رہی ہے کہ جب دیکھا کہ بتوں کی خدائی کا اعلان رسوائی کا باعث بن رہا ہے تو فوراً یہ کہہ دیا کہ ہم ان کو خدا نہیں سمجھتے ہیں بلکہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ ان کے پیچھے خدا کی بات بھی سننے کے لئے تیار نہیں ہیں جو خدا ماننے کی بہترین علامت ہے اور جو کسی بھی قوم کی گمراہی کی آخری منزل ہوتی ہے۔

ف: اطراف کی آبادیوں سے مراد دیگر انبیاء کی قومیں ہیں۔ جن میں قوم ثمود جزیرہ نمائے عرب کے شمال میں قوم سبا یمن میں، قوم شعیب شام کے راستہ مدین میں اور قوم لوط بھی اسی علاقہ میں رہائش پذیر تھی۔

ف: واضح رہے کہ جنات کے مبلغین نے تبلیغ کی بنیاد قرآن مجید کو قرار دیا ہے اور اس کی تین خصوصیات بیان کی ہیں۔ان کے بیان میں ''یغفر لکم من ذنوبکم'' میں من زائدہ ہے اور خدا تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے

اردو حاشیہ

(۶) قرآن مجید میں مختلف مقامات پر جنات کا ذکر کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ایک مخلوق ہے جس کے حالات انسانوں کے حالات سے ملتے جلتے ہیں اور اس کے دریافت کرنے کا ذریعہ بھی وحی الٰہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اس لئے کہ یہ مخلوق عام طور سے مشاہدہ سے بالاتر ہے۔ سورۂ جن میں اس قوم کا تفصیل کے ساتھ تذکرہ موجود ہے۔غرض تخلیق کے بیان میں بھی اس کا ذکر آیا ہے۔شیاطین کی اقسام میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔خود شیطان کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کا تعلق قوم جن سے تھا لیکن اس مقام پر جس تذکرہ کو پیش کیا گیا ہے وہ انسانوں کیلئے باعث عبرت ہے کہ جنات کے گروہ نے جیسے ہی قرآن کو سنا خود بھی ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو بھی ہدایت دینے کیلئے تیار ہو گئے اور داعی الٰہی کی آواز پر لبیک نہ کہنے کے نتائج سے بھی باخبر کرنے لگے لیکن انسان اشرف المخلوقات ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود مسلسل آیات قرآنی کو سنتا ہے اور اس کے دل و دماغ پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ایسے انسانوں سے تو یہ جنات ہی بہتر ہیں۔

واضح رہے کہ جنات کے وجود کا ثابت ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ روزانہ جتنے واقعات جنات کے بارے میں پیش آتے ہیں اور جس جس طرح جنات چڑھائے یا اتارے جاتے ہیں یہ سارے واقعات صحیح اور مطابق عقل و منطق ہیں۔ان واقعات کی اکثریت تو بہرحال وہم وگمان کے علاوہ کچھ نہیں ہے

دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ

طرف بلانے والے کی دعوت قبول نہیں کرتا وہ زمین میں (اللہ کو) عاجز نہیں کر سکے گا اور اللہ کے سوا

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

اس کا کوئی سرپرست بھی نہیں ہو گا۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔(32) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ

جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو خلق فرمایا ہے اور جو ان کے خلق کرنے سے عاجز نہیں آیا

بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ

وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ ہاں! وہ یقیناً

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ

ہر چیز پر قادر ہے۔(33) اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (اس وقت ان سے پوچھا جائے گا:)

اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا

کیا یہ برحق نہیں ہے؟ وہ کہیں گے: ہاں! ہمارے پروردگار کی قسم (یہ حق ہے۔) اللہ فرمائے گا: پھر عذاب چکھو

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا

اپنے اس کفر کی پاداش میں جو تم کرتے رہے ہو۔(34) پس (اے محمدؐ) صبر کیجیے جس طرح

الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ

اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے اور ان کے لیے (طلب عذاب میں) جلدی نہ کیجیے۔ جس دن یہ اس عذاب کو

يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ

دیکھیں گے جس کا انہیں خوف دلایا جا رہا ہے تو انہیں یوں محسوس ہو گا گویا دنیا میں دن کی ایک گھڑی بھر سے

عربی حاشیہ

بشرطیکہ حق العباد میں نہ ہوں اور ہوسکتا ہے کہ من تبعیضیہ ہو۔

11- صرفنا الیک۔ یعنی وجهنا الیک۔

12- قضی۔ یعنی تلاوت تمام ہوگئی۔

13- یہ ایک نعرہ ہے جو ہر داعی حق کے حق میں ہر صاحبِ ایمان کی زبان پر ہونا چاہیے اور جب بھی کسی شخص کو اللہ کی طرف دعوت دیتے ہوئے دیکھے تو اپنی قوم کو متوجہ کرنا چاہیے کہ قوم والو اس کی آواز کو سنو اور اس کے پیغام پر عمل کرنے کی کوشش کرو کہ یہ داعی الٰہی ہے اور اللہ سے بچ کر نکل جانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

14- آخرت میں انسان کو یہ اندازہ ہوگا کہ دنیا کی تمام راحتیں ایک ساعت سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی تھیں۔

15- یہ قرآن اتمام حجت کا بہترین ذریعہ ہے جس نے ہر پیغامِ الٰہی کو عالمِ انسانیت تک پہنچا دیا ہے اور اس کے بعد عمل کرنے یا نہ کرنے کی ذمّہ داری خود انسان کی ہے اور اسی

اردو حاشیہ

اور یہی وجہ ہے کہ ان کا اثر صرف جاہل عوام پر ہوتا ہے اور انہیں پر جنات آتے رہتے ہیں ورنہ صاحبانِ علم وفضل پر ان جہالتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔

نَهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ ع

زیادہ نہیں رہے۔ (یہ ایک) پیغام ہے۔ پس ہلاکت میں وہی لوگ جائیں گے جو فاسق ہیں۔ (35)

ایاتها ۳۸ ۴۷ سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَّدَنِيَّةٌ ۹۵ رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿۳﴾

جنہوں نے کفر اختیار کیا اور راہ خدا میں رکاوٹ ڈالی اللہ نے ان کے اعمال حبط کر دیے۔(1) اور جو لوگ ایمان لائے اور صالح اعمال بجا لائے اور جو کچھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل کیا گیا ہے اس پر بھی ایمان لائے اور ان کے رب کی طرف سے حق بھی یہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ ان سے دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح فرمائی۔(2) یہ اس لیے ہے کہ کفار نے باطل کی پیروی کی اور ایمان لانے والوں نے اس حق کا اتباع کیا جو ان کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے لیے ان کے اوصاف بیان فرماتا ہے۔ (3)

عربی حاشیہ

اعتبار سے اس کی نجات اور فلاح کا فیصلہ کیا جائے گا۔

ف: اولوالعزم انبیاء کی تعداد عام طور سے شیعہ اور سُنی روایات میں پانچ ہی ہے اور انھیں کا تذکرہ مختلف آیات میں بھی کیا گیا ہے۔ ان کے صاحبان عزم ہونے کا ایک سبب یہ ہے کہ ان کی شریعت نئی تھی اور ایسی شریعت کی تبلیغ مخصوص اور مستحکم عزم کی طلبگار ہوتی ہے جو عزم ان انبیاء کرام کو حاصل تھا۔

ف: اس سورہ کا مرکزی موضوع مسئلہ جہاد ہے اور اسی لئے اسے سورۂ قتال بھی کہا جاتا ہے لیکن ایمان اور نفاق کی تفصیلات کے اعتبار سے امام جعفر صادقؑ کا یہ ارشاد انتہائی بلیغ ہے کہ اس کی ایک آیت ہمارے بارے میں ہے اور ایک ہمارے دشمن کےء بارے میں اور اس طرح دو حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے۔

1- صد۔ رُکنے اور روکنے دونوں کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں بظاہر

اردو حاشیہ

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ

پس جب کفار سے تمہارا سامنا (۱) ہو تو (ان کی) گردنیں مارو یہاں تک کہ

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا

جب انہیں خوب قتل کر چکو تو (بچنے والوں کو) مضبوطی سے قید کر لو۔ اس کے بعد

فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛۚ ذٰلِكَ ؕ وَلَوْ يَشَآءُ

احسان رکھ کر یا فدیہ لے کر (چھوڑ دو) تاوقتیکہ لڑائی تھم جائے۔ حکم یہی ہے اور

اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ

اگر اللہ چاہتا تو ان سے انتقام لیتا لیکن (اللہ کو یہ منظور ہے کہ) تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے

وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴

ذریعے سے لے اور جو لوگ راہِ خدا میں شہید کیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز حبط نہیں کرے گا۔ (4)

سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵ ۚ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶

وہ عنقریب انہیں ہدایت دے گا اور ان کی اصلاح فرمائے گا۔ (5) اور انہیں جنت میں داخل کرے گا جس کی انہیں پہچان کرا دی ہے۔ (6)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری (۲) مدد کرے گا اور

يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ

تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ (7) اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کے لیے ہلاکت ہے اور (اللہ نے) ان کے اعمال کو

اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

برباد کر دیا ہے۔ (8) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اسے ناپسند کیا جسے اللہ نے نازل کیا پس اللہ نے

عربی حاشیہ

روکنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

2- بال کے معنی دل کے بھی ہیں اور حال کے بھی ہیں اور یہاں بظاہر حال ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

3- جس رسی یا زنجیر وغیرہ سے کسی کو باندھا جاتا ہے۔

4- یہ ایک اشارہ ہے کہ اہل جنت کو ان کی جنت پہلے ہی سے معلوم ہوتی ہے جس کا بہترین نمونہ شبِ عاشور دیکھنے میں آیا ہے کہ امام حسینؑ نے اصحاب کو ان کے مقامات جنت دکھا دیئے اور ہر ایک نے اپنی منزل کا خود ہی مشاہدہ بھی کر لیا۔

5- تعس ۔ ہلاکت۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام کسی بھی مذہب کے ماننے والوں کو چھیڑنے کا قائل نہیں ہے۔ وہ حکمت اور موعظہ حسنہ سے دعوت حق دیتا ہے لیکن جب کفر مقابلہ پر آ جاتا ہے تو کسی طرح کی رعایت کا بھی قائل نہیں ہے اور اس کا کھلا ہوا اصول ہے کہ جس قدر ممکن ہو کفار سے جنگ کرو اور ان کا خاتمہ کر دو۔ اس کے بعد جب جنگ تمام ہو جائے تو جو قیدی بن سکیں انہیں قیدی بنا لو اور سختی سے گرفتار کرو کہ بھاگنے نہ پائیں۔ اس کے بعد ذمہ دار جہاد کو اختیار ہے کہ وہ مصالح کے تحت چاہے احسان کر کے آزاد کر دے یا معاوضہ لے کر رہا کر دے اس کیلئے کوئی مستقل قانون نہیں طے کیا جا سکتا ہے اور خدا بغیر جہاد کے بھی یہ سب کچھ کر سکتا تھا اور انہیں ہلاک کر سکتا تھا لیکن وہ ایمان والوں کا بھی امتحان لینا چاہتا ہے کہ یہ اس کی راہ میں کس قدر قربانی دینے کیلئے تیار ہیں۔

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے صاحبانِ ایمان سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ ان کی مدد کرتا بھی ہے چاہے فتح کی صورت میں ہو یا بقائے دوام کی صورت میں یا کسی اور صورت میں۔ لیکن یہ سب اس بات سے مشروط ہے کہ پہلے بندہ اسکی مدد کرے اور اس کے دین کے کام آئے ورنہ قربانی کے بغیر خدا کسی طرح کی امداد کا ذمہ دار نہیں ہے اور انجام کار تباہی و بربادی اور ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دورِ حاضر میں مسلمانوں کی نکبت کا راز یہی ہے کہ وہ دین خدا کی امداد نہیں کرتے اور خدا سے غیبی امداد کے امیدوار رہتے ہیں اور اس طرح دشمن کو موقع مل جاتا ہے اور وہ ان کی کاہلی اور بے غیرتی سے فائدہ اٹھا کر انہیں

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۹﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

ان کے اعمال حبط کر دیے۔(9) کیا یہ لوگ زمین میں چلتے پھرتے نہیں ہیں کہ

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ

وہ دیکھ لیتے کہ ان سے پہلے والوں کا کیا انجام ہوا؟ اللہ نے ان پر تباہی ڈالی

عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ﴿۱۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ

اور کفار کا انجام بھی اسی قسم کا ہو گا۔(10) یہ اس لیے ہے کہ

مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ

مومنین کا کارساز اللہ ہے اور کفار کا کوئی کارساز نہیں ہے۔(11) اللہ

اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ

ایمان لانے والوں اور صالح اعمال بجا لانے والوں کو یقیناً ایسی جنتوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ

داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ لطف

وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَ

اٹھاتے ہیں اورجانوروں کی طرح پیٹ بھرتے (۳) ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔(12) اور

كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ

بہت سی ایسی بستیاں جو آپ کی اس بستی سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں جس سے آپ کونکالا ہے۔

اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي

ہم نے انہیں ہلاک کر ڈالا پس ان کا کوئی مددگار نہ تھا۔(13) کیا جو شخص اپنے پروردگار کی

عربی حاشیہ

6-یعنی جو انجام گذشتہ اقوام کا ہو چکا ہے وہی انجام ان کفار کا بھی ہونے والا ہے۔ یہ کوئی اللہ کے چھیتے نہیں ہیں۔ نظام الٰہی ایک نظام ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کرے گا اس کا انجام اس کے سامنے آنے والا ہے۔

ف: آیت نمبر ۴ میں ملاقات سے مراد میدانِ جنگ کا سامنا ہے اور یہ قرآن مجید کی خاص اصطلاح ہے۔ اس کے بعد اسیروں کے بارے میں غیر مشروط یا مشروط آزادی کی ترغیب ہے اور غلامی کا ذکر نہیں ہے اگرچہ اس کا اختیار بھی امام وقت کو ہے لیکن یہ اسلام کا بنیادی مقصد نہیں ہے جب کہ مغرب میں غلامی ۱۸۹۰ء تک رہی ہے اور اس کے بعد مشترکہ طور پر اس کے خلاف تجویز پاس ہوئی ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ میں چار قسم کی نہروں کا تذکرہ ہے اور ہر قسم کی مختلف نہریں بیان کی گئی ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ پانی کی نہر پیاس کے لئے ہو، دودھ کی نہر غذا کے لئے۔ شراب کی

اردو حاشیہ

مختلف قسم کی ذلتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

(۳) امیر المومنینؑ نے نہج البلاغہ میں انتہائی حسین جملہ ارشاد فرمایا ہے کہ خدا نے مجھے اس لئے نہیں پیدا کیا ہے کہ مجھے بہترین غذائیں اپنی طرف متوجہ کرلیں جس طرح کہ بندھا ہوا جانور صرف چارہ کھانا ہی جانتا ہے اور آزاد جانور صحرا کا کوڑا کرکٹ چباتا ہے کہ وہ چارہ سے پیٹ تو بھر لیتا ہے لیکن مقصد کی طرف سے بالکل آزاد اور غافل ہوتا ہے رب کریم ہر مرد مسلمان کو ان فقرات سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق کرامت فرمائے۔

بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا

طرف سے واضح دلیل پر ہو اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کے لیے اس کا برا عمل خوشنما بنا دیا گیا ہو اور جنہوں نے

اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ

اپنی خواہشات کی پیروی کی ہو؟(14) جس جنت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ

اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ

اس میں ایسے پانی کی نہریں (۴) ہیں جو (کبھی) بدبودار نہ ہوگا اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جن کا ذائقہ نہیں بدلے گا

طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ

اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذت بخش ہوں گی اور خالص شہد کی نہریں (بھی) ہیں

عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ

اور اس میں ان کے لیے ہر قسم کے میوے ہیں اور ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے۔

مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا [9]

کیا یہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور جنہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی

فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى

آنتوں کو کاٹ کر رکھ دے گا؟(15) ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو آپ کو سنتے ہیں لیکن

اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا

جب آپ کے پاس سے نکل جاتے ہیں تو جنہیں علم دیا گیا ہے وہ ان سے پوچھتے ہیں:

قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

اس نے ابھی کیا کہا؟ (۵) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے

عربی حاشیہ

نہر نشاط کے لئے اور شہد کی نہر قوت اور طاقت کے لئے۔ اس کے بعد دیگر آیات کی طرح میووں کا تذکرہ ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ جنت کی اہم ترین غذا میوہ ہے اور دنیا میں بھی اس سے بہتر کوئی غذا نہیں ہے۔

7- کاین۔ کم کے معنی میں ہے اور یہ متبدا کی جگہ پر ہے جس کی خبر اہلکنا ہم ہے۔

8- روایت میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ہجرت کے وقت مکہ سے خطاب کرکے فرمایا کہ تو میری اور خدا کی نگاہ میں محبوب ترین شہر ہے لیکن حکم خدا ہے لہٰذا میں ہجرت کر رہا ہوں یعنی ہجرت بینہ ربانی کی بنا پر ہو رہی ہے اتباع خواہشات کی بنا پر نہیں ہے۔

9- آسن۔ متغیر ہو جانے والا۔ حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔ آنفا۔ یعنی ابھی ابھی۔ خدا جانے یہ کیسے صاحبانِ ایمان تھے جنھیں پیغمبرؐ اسلام کی باتیں چند لمحوں تک بھی یاد نہیں رہتی تھیں۔

اشراط۔ علامات۔

اردو حاشیہ

(۴) ان فقرات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ جنت صرف معنوی اور روحانی لذتوں کی جگہ نہیں ہے بلکہ وہاں کھانے پینے اور آرام کرنے کی لذتیں بھی فراہم ہیں اور اس کا معیار یہ ہے کہ جو شخص جو کچھ چاہے گا وہ اسے مل جائے گا اور جب چاہنے والوں کی حیثیتیں الگ الگ ہیں تو نعمتوں کو بھی الگ الگ ہونا چاہیے اور ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق ملنا چاہیے۔

(۵) یہ انداز ہر دور کے مسخرے اہل حق کے ساتھ اختیار کرتے ہیں کہ جب ان کے بیانات کو سن کر باہر نکلتے ہیں تو مخلصین پر یہ طنز کرتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا بک رہے تھے۔ ہم تو کچھ بھی نہیں سمجھے پتہ نہیں تم لوگ کیا سمجھ گئے ہو جو ان کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔(16) اور جنہوں نے ہدایت حاصل کی اللہ نے ان کی ہدایت میں اضافہ فرمایا

وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ

اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرمایا۔(17) تو کیا یہ لوگ قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ انہیں اچانک آ لے؟

تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ

پس اس کی علامات (۶) تو آ چکی ہیں، لہٰذا جب قیامت آ چکے گی تو اس وقت انہیں

اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نصیحت کہاں مفید ہو گی؟(18) پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور اپنے گناہ کی معافی مانگو اور مومنین و مومنات کے لیے بھی اور اللہ تمہاری آمد ورفت

مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ

اور ٹھکانے کو جانتا ہے۔(19) اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ (۷) کہتے ہیں: کوئی سورت

سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ [10] وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ

نازل کیوں نہیں ہوئی؟ (جس میں جہاد کا ذکر ہو) اور جب محکم بیان والی سورت نازل ہو

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

اور اس میں قتال کا ذکر آ جائے تو آپ دیکھتے ہیں کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھتے ہیں

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۗ فَاَوْلٰى [11] لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ

جیسے موت کی بے ہوشی طاری ہو گئی ہو پس ان کے لیے بہتر تھا۔(20) اطاعت کرنا اور پسندیدہ

عربی حاشیہ

ذکریٰ۔ یاددہانی۔
متقلب۔ امور دنیا میں آمد ورفت
مثویٰ۔ سکون و آرام کی منزل۔

ف: اشراط الساعۃ علامات قیامت کا ذکر صرف آیت نمبر ۱۸ میں کیا گیا ہے لیکن روایات میں اس امر کا تذکرہ بکثرت پایا جاتا ہے۔ نور الثقلین میں جناب سلمان کی مفصل حدیث ہے جس میں رسول اکرمؐ نے علامات قیامت کا ذکر کیا ہے اور بعض روایات میں خود بعثت بھی قرب قیامت کی ایک علامت ہے اور عمومی علامت علم کا اٹھ جانا، جہل کا غلبہ، شراب خوری اور زنا کی عمومیت ہے۔

ف: ''جن کے دل میں مرض پایا جاتا ہے'' یہ منافقین کے بارے میں قرآن مجید کی ایک اصطلاح ہے۔ اس سے ضعیف مومنین کا مراد لینا سیاق آیت کے بھی خلاف ہے اور اصطلاح قرآن کے بھی!

10- سورہ محکمہ۔ یعنی وہ سورہ جس میں

اردو حاشیہ

(۶) علامات قیامت کے بارے میں بڑی تفصیل روایتیں پائی جاتی ہیں جن میں بنیادی علامات نمازوں کی بربادی اور خواہشات کی پیروی کو قرار دیا گیا ہے اور باقی فسادات کو انہیں کی فرع قرار دیا گیا ہے اس لئے کہ جس سماج میں خدا کی بندگی نہ ہو گی اور خواہشات کی حکمرانی ہوگی اس میں دنیا کا ہر فساد ہوسکتا ہے۔

(۷) ایمان اور جہاد درحقیقت دو متلازم حقیقتیں ہیں اور یہ غیر ممکن ہے کہ کوئی انسان صاحب ایمان ہو اور اس کے دل میں حوصلہ جہاد نہ ہو اس لئے کہ جہاد راہِ خدا میں تمام طاقتوں کے صرف کر دینے کا نام ہے چاہے یہ کام میدانِ جنگ میں انجام پائے یا کسی دوسرے محاذ پر اور انسان کے خدا پر واقعی ایمان کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس کی دی ہوئی طاقت کو اس کی راہ میں استعمال کرنے کا حوصلہ رکھتا ہو ورنہ یہ ناممکن ہے کہ جہاد سے فرار عدم ایمان کی علامت بن جائے جیسا کہ میدانِ احد میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ کیا میں میدان سے فرار کر کے ایمان کے بعد کفر اختیار کر لوں۔ درحقیقت ایمان اور نفاق کے درمیان یہی جہاد حد فاصل ہے اور منافق نعروں میں مومن سے آگے جا سکتا ہے اور عبادات میں بھی آگے بڑھ سکتا ہے لیکن جہاد کے میدان میں ثبات قدم کا مظاہرہ نہیں کر سکتا اس لئے کہ منافق نے اسلام زندہ رہنے کیلئے اختیار کیا ہے، قربان ہونے کیلئے نہیں تو وہ مرنے کیلئے کس طرح تیار ہوسکتا ہے اور راہِ خدا میں کس طرح جہاد کا حق ادا کرسکتا ہے۔

مَّعْرُوْفٌ قف فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ قف فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا
بات کرنا۔ پھر جب معاملہ فیصلہ کن ہو جائے تو ان کی بہتری اسی میں ہے کہ اللہ کے ساتھ
لَّهُمْ ج ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي
راست باز رہیں۔(21) پھر اگر تم نے (جہاد سے) منہ پھیر لیا تو تم سے توقع کی جا سکتی ہے کہ تم
الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
زمین میں فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو گے۔(22) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے
لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ
لہٰذا انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے۔(23) کیا لوگ قرآن میں
الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى
تدبر نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟(24) یقیناً جو لوگ ان کے لیے ہدایت کے
اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى لا الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ
واضح ہونے کے بعد اپنی پیٹھ پر الٹے پھر گئے شیطان نے انہیں فریب دیا ہے
لَهُمْ ط وَاَمْلٰى لَهُمْ [13] ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا
اور ڈھیل دے رکھی ہے۔(25) یہ اس لیے ہوا کہ انہوں نے اللہ کی طرف سے نازل کردہ (کتاب) کو
مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ج وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
ناپسند کرنے والوں سے (خفیہ طور پر) کہا: بعض معاملات میں عنقریب ہم تمہاری پیروی کریں گے اور اللہ ان کی
اِسْرَارَهُمْ [13] ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ
پوشیدہ باتیں جانتا ہے۔(26) پس اس وقت (ان کا کیا حال ہو گا) جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے اور ان کے

عربی حاشیہ

جہاد کا واضح اور صریح حکم موجود ہے یہ قید درحقیقت منافقین کی طرف سے فرار کی ایک کوشش تھی جیسے اہلِ دنیا ہر صلح میں باعزت کی قید لگا دیتے ہیں اور ہر جنگ میں مناسب اور مصلحت کی شرط لگا دیتے ہیں تا کہ بروقت انکار کر سکیں۔

11- اولیٰ کے معنی اس مقام پر ویل اور ہلاکت کے ہیں۔

12- یہ ایک مستقل جملہ ہے کہ منافقین کے لئے نفاق اور بہانہ بازی سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ خدا کی اطاعت کریں اور قاعدہ کی باتیں کریں۔

13- یعنی شیطان نے ان کی امیدوں کو دراز کر دیا ہے اور انھیں مستقل دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۸) انسان کے جملہ اعمال کی بربادی کے دو اہم اسباب ہیں:۔

۱۔ انسان ان باتوں کو اختیار کر لے جو خدا کو ناراض کرنے والی ہوں۔

۲۔ ان باتوں کو ناپسند کر دے جو خدا کو پسند ہوں اور اس کی مرضی کے حصول کا ذریعہ ہوں۔

انسان کو چاہیے کہ انہیں دونوں معیاروں کا خیال رکھے اور انہیں پر اپنے اعمال کا محاسبہ کرے تا کہ اپنی عاقبت کے بارے میں خود بھی فیصلہ کر سکے اور کسی طرح کے دھوکے میں نہ رہ جائے کہ شیطان انسان کو ہمیشہ دھوکہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ ایمان و عمل کے جادہ سے منحرف بنانا چاہتا ہے۔

وُجُوهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ

چہروں اور سرینوں پر ضربیں لگا رہے ہوں گے۔(27) یہ اس لیے کہ انہوں نے اس بات کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض (۸) کرتی ہے اور

اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾ ع اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ

اللہ کی خوشنودی سے بیزاری اختیار کرتے ہیں لہٰذا اللہ نے ان کے اعمال حبط کر دیے۔(28) جن کے دلوں میں

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ﴿۲۹﴾

بیماری ہے کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ اللہ ان کے کینوں کو ہرگز ظاہر نہیں کرے گا؟(29)

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ط وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ

اور اگر ہم چاہتے تو ہم آپ کو ان کی نشاندہی کر دیتے پھر آپ انہیں ان کی شکلوں سے پہچان لیتے اور آپ انداز کلام سے ہی

فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى

انہیں ضرور پہچان لیں گے اور اللہ تمہارے اعمال سے واقف ہے۔(30) اور ہم تمہیں ضرور آزمائش میں ڈالیں گے

نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ لا وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾

یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کی شناخت کر لیں اور تمہارے حالات جانچ لیں۔(31)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا

یقیناً جنہوں نے ان کے لیے ہدایت ظاہر ہونے کے بعد کفر کیا اور (لوگوں کو) راہِ خدا سے

الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لا لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ

روکا اور رسول کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے اور اللہ عنقریب

شَيْئًا ط وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا

ان کے اعمال حبط کر دے گا۔(32) اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو

عربی حاشیہ

14- منافقین سامنے آتے ہیں تو نفاق لے کر آتے ہیں اور واپس جاتے ہیں تو سازشوں کے ارادہ سے جاتے ہیں لہٰذا ملائکہ ان کی منہ اور پیٹھ دونوں طرف سے مرمت کریں گے اور انھیں ان کے کردار کے مطابق سزا دیں گے کہ نظامِ الٰہی میں عمل اور سزا میں مطابقت پائی جاتی ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۴ میں تدبر فی القرآن کی دعوت ہے جس طرح دوسرے مقامات پر تفکر کی دعوت ہے اور دونوں کا نمایاں فرق یہ ہے کہ تفکر اسباب وعلل پر غور کرنے کا نام ہے اور تدبر عواقب اور نتائج پر نگاہ رکھنے کا!

ف: آیت نمبر ۳۳ اعلان ہے کہ جس طرح کفر کے ذریعہ اعمال کے حبط ہوجانے کا خطرہ ہے اسی طرح خدا اور رسولؐ کی اطاعت سے منحرف ہونے میں اعمال کے باطل اور بیکار ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ اعمال کی حفاظت صاحبانِ ایمان کا بھی فریضہ ہے کہ یہ کام اصل

اردو حاشیہ

(۹) صبر اور جہاد یہ دونوں لازم وملزوم حقیقتیں ہیں۔قوت صبر جس انسان کے پاس نہیں ہے وہ جہاد کے قابل نہیں ہوسکتا ہے اور جس کے پاس قوت صبر موجود ہے اور وہ ہر طرح کی مصیبت برداشت کرسکتا ہے اسے جہاد میں کوئی تکلف نہیں ہوسکتا ہے۔ خدا منافقین کو انہیں دونوں صفتوں سے آزمانا چاہتا ہے کہ ان کے پاس کس قدر قوت صبر ہے اور کس قدر حوصلۂ جہاد ہے۔ روایات میں صبر کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے اور واقعاً ایمان کا پہلا مرحلہ صبر ہے اور دوسرے مرحلہ کا نام شکر ہے جس سے ایمان کے کمال کا اظہار ہوتا ہے اور انسانی کردار کامل ومکمل ہوتا ہے۔

اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَلَا تُبۡطِلُوۡۤا اَعۡمَالَـكُمۡ ﴿۳۳﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ

اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔(33) یقیناً جنہوں نے

كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوۡا وَهُمۡ

کفر کیا اور راہِ خدا سے روکا پھر کفر کی حالت میں مر گئے

كُفَّارٌ فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ﴿۳۴﴾ فَلَا تَهِنُوۡا وَتَدۡعُوۡۤا اِلَى السَّلۡمِ ۖ

تو اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔(34) تم ہمت نہ ہارو اور نہ ہی صلح کی دعوت دو

وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمۡ وَلَنۡ يَّتِرَكُمۡ اَعۡمَالَـكُمۡ ﴿۳۵﴾

جبکہ تم ہی غالب ہو اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔ (35)

اِنَّمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ ؕ وَاِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَتَتَّقُوۡا

بے شک دنیاوی زندگی تو بس کھیل اور فضول ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تمہارا اجر تمہیں دے گا

يُؤۡتِكُمۡ اُجُوۡرَكُمۡ وَلَا يَسۡـَٔلۡكُمۡ اَمۡوَالَـكُمۡ ﴿۳۶﴾ اِنۡ يَّسۡـَٔلۡكُمُوۡهَا

اور تم سے تمہارا مال طلب نہیں کرے گا۔(36) اگر (تمہارے رسول) تم لوگوں سے مال کا مطالبہ کریں

فَيُحۡفِكُمۡ تَبۡخَلُوۡا وَيُخۡرِجۡ اَضۡغَانَكُمۡ ﴿۳۷﴾ هٰۤاَنۡتُمۡ هٰۤؤُلَۤاءِ

اور پھر تم سے اصرار کریں تو تم بخل کرنے لگو گے اور وہ بخل تمہارے کینے نکال باہر کرے گا۔(37) آگاہ رہو! تم ہی وہ لوگ ہو

تُدۡعَوۡنَ لِتُنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ [16] ۚ فَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يَّبۡخَلُ ۚ وَمَنۡ

جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو

يَّبۡخَلۡ فَاِنَّمَا يَبۡخَلُ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ وَاللّٰهُ الۡغَنِىُّ وَاَنۡتُمُ

بخل کرتا ہے تو وہ خود اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ تو بے نیاز ہے اور محتاج تم ہی ہو

عربی حاشیہ

عمل سے زیادہ مشکل ہے۔

15- بعض مفسرین کا بیان ہے کہ پیغمبر اسلام اس آیت کے بعد سے منافقین کو بہ آسانی پہچان لیتے تھے اور اس سے پہلے نہیں پہچان پاتے تھے حالانکہ آیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اس کا ظاہر یہی ہے کہ منافقین اپنی باتوں سے تو پہچان ہی لئے جاتے ہیں ہم چاہتے تو ان کے چہروں پر بھی ایسی علامتیں مقرر کردیتے کہ علامتوں ہی سے پہچان لئے جاتے لیکن یہ بات ہماری مصلحت کے خلاف تھی لہٰذا ہم نے اندازِ بیان ہی کو کافی قرار دے دیا اور چہروں پر علامات ظاہر نہیں کئے۔

16- فی سبیل اللہ۔ ہر کارِ خیر کا نام ہے اس کا جہاد سے کوئی اختصاص نہیں ہے۔ انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کہ بخل کا نقصان دوسروں سے پہلے خود بخیل کو ہوا کرتا ہے کہ دنیا میں فقیروں جیسی زندگی گزارتا ہے اور آخرت میں مالداروں جیسا حساب دیتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱۰) یہ اسلام کی جنگی حکمت عملی ہے کہ دشمن مقابلہ پر آجائے تو اس سے صلح کی بات نہ کرو کہ اسے تمہاری کمزوری کا احساس ہو جائے گا بلکہ اس طرح قوت و ہمت سے جہاد کرو کہ وہ صلح کا نام لینے پر مجبور ہو جائے۔ اس کے بعد تم دیکھنا کہ صلح اسلام کے حق میں مناسب ہے یا نامناسب، مفید ہے یا مضر اور اسی کے مطابق عمل کرنا ورنہ جو انسان اسلام پر حملہ کرسکتا ہے اسے شرافت سے کوئی واسطہ نہیں ہے کہ اس سے صلح وصفائی کے بارے میں اچھی توقع رکھی جائے اور وہ صلح وصفائی سے دلچسپی رکھتا ہوتا تو روزِ اوّل حملہ ہی نہ کرتا۔ اسلام و ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ جہاد جاری رکھا جائے اور اسکے بعد سربلندی و سرفرازی صاحبان ایمان ہی کا حصہ ہے۔

الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ

اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو اللہ تمہارے بدلے اور لوگوں کو لے آئے گا

لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝۳۸ ع

پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔(38)

ایاتھا ۲۹ — ۴۸ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۱ — رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝۱ ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ

(اے محمدؐ) ہم نے آپ کو فتح دی، ایک نمایاں فتح۔(1) تا کہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی (باتیں (۱) جنہیں دشمن آپ کی)

مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ

خطائیں (شمار کرتے ہیں) دور فرمائے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کرے اور آپ کو

صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝۲ ۙ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳

سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے۔(2) اور اللہ آپ کو ایسی نصرت عنایت فرمائے جو بڑی غالب ہے۔(3)

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا

وہی اللہ ہے جس نے مومنین کے دلوں پر سکون نازل کیا تا کہ ان کے ایمان کے ساتھ

اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ

مزید ایمان کا اضافہ کرے اور آسمانوں اور زمین کے لشکر سب اللہ ہی کے ہیں

عربی حاشیہ

مال کو چھوڑ کر دنیا سے صرف حسرت کو لے کر چلا جاتا ہے اور آخرت میں سارے مال کا حساب دینا پڑتا ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۳۵ میں بے عزت صلح کی دعوت کا ذکر ہے جب کہ دیگر مقامات پر باعزت صلح کا تذکرہ ہے لہٰذا کوئی تضاد نہیں ہے۔ اسی طرح آیت نمبر ۳۶ میں اپنے لئے مانگنے کی نفی ہے اور آیت نمبر ۳۸ میں انفاق کی دعوت ہے جس کا فائدہ خود انسان ہی کو ہونے والا ہے۔

ف: سکینہ سکون قلب ہے جس کی صاحبانِ ایمان کو شدید ضرورت تھی اور اس کا سبب یہ عقیدہ تھا کہ زمین و آسمان کی ساری طاقتیں خدا کے قبضہ میں ہیں اور خدا صاحبِ علم بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی۔ وہ حالات سے باخبر بھی ہے اور امداد کرنے پر قادر بھی ہے۔

1- فتح سے خدا کی وہ کھلی ہوئی مدد مراد ہے جس نے رسول اکرمؐ کو حدیبیہ میں کفار کے

اردو حاشیہ

(۱) سرکار دو عالمؐ نے تبلیغ اسلام شروع کی تو کفار نے آپ پر طرح طرح کے الزامات لگانا شروع کر دیئے۔ جادو، جنون، شاعری، کہانت جیسے الزامات تو اپنے مقام پر تھے۔ توسیع پسندی اور ہوس اقتدار کے الزامات بھی ساتھ ساتھ چل رہے تھے سرکار دو عالمؐ نے اپنے خواب کی بنا پر ذی قعدہ ۶ ھ میں مکہ کا رخ کیا تو یہ الزام اور پختہ ہو گیا کہ علاقہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہم لوگ صرف عمرہ کرنے آئے ہیں لیکن کسی نے قبول نہ کیا اور بالآخر اصحاب کی مرضی کے خلاف آپ نے صلح کر لی اور خدا نے اس صلح کو فتح مبین قرار دیدیا کہ یہ وہ اصول کی فتح ہے جس سے ماضی میں توسیع پسندی کا الزام ختم ہو گیا اور مستقبل میں ظلم وستم کا الزام ختم ہو گیا کہ عام طور سے فاتح قوم شکست خوردہ قوم کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتی ہے اور رسولؐ اکرم نے بہترین برتاؤ کیا ہے۔

صلح نے نعمت خدا کی تکمیل بھی کر دی اور اسلام کے آگے بڑھنے کا ایک سیدھا راستہ مقرر کر دیا اور رسول اکرمؐ کی باعزت مدد کر دی کہ اس کے بعد خیبر بھی فتح ہو گیا اور دوسرے سال مکہ بھی فتح ہو گیا اور مزید کسی جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ ذنب سے مراد الزام نہ ہوتا تو خدا کے فتح دینے سے بندہ کے گناہ معاف ہو جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا اور وہ بھی مستقبل کے گناہ؟ جس کی کسی موقع پر ضمانت نہیں دی جا سکتی ہے۔ ورنہ اس طرح گناہوں کی حوصلہ افزائی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور مقصد الٰہی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔

وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ۙ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔(4) تا کہ اللہ مومنین اور مومنات کو

الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں

فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ

اور جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے گناہوں کو ان سے دور کر دے اور

اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ۙ وَّ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ

اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔(5)اور (اس لیے بھی کہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں کو

وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

اور مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں بدگمانی کرتے ہیں عذاب میں مبتلا کرے۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ

یہ لوگ گردش بد کے شکار ہو گئے اور ان پر اللہ نے غضب کیا اور ان پر لعنت کی اور ان کے لیے

اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۶ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

جہنم آمادہ کر رکھی ہے جو بہت برا انجام ہے۔(6)اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ کے ہیں

وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(7)ہم نے آپ کو گواہی دینے والا،

شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝۸ۙ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ

بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے ۔(8) تا کہ تم (مسلمان) اللہ اور اس کے رسول پر

عربی حاشیہ

مقابلہ میں کامیابی عطا کی تھی۔

2-ذنب سے مراد وہ گناہ ہے جو کفار کے خیال میں رسول اکرمؐ کے ذمہ تھا جیسا کہ جناب موسیٰ نے کہا تھا کہ ”لھم علی ذنب“ بنی اسرائیل کا میرے ذمہ ایک گناہ ہے جو واقعاً گناہ نہیں تھا لیکن بنی اسرائیل اسے بہت بڑا گناہ سمجھ رہے تھے۔

3-نصرعزیز وہ مدد ہے جس کے ذریعہ دشمن پر غلبہ بھی حاصل ہوتا ہے اور عزت بھی برقرار رہتی ہے اور کوئی کام خلاف قانون بھی نہیں ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹ اِنَّ

ایمان لاؤ، اس کی مدد کرو، اس کی تعظیم کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔(9) تحقیق

الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ

جو لوگ آپ کی بیعت کر رہے ہیں (۲) وہ یقیناً اللہ کی بیعت کر رہے ہیں۔اللہ کا ہاتھ

اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

ان کے ہاتھ کے اوپر ہے۔ پس جو عہد شکنی کرتا ہے وہ اپنے ساتھ عہد شکنی کرتا ہے اور جو اس عہد کو

اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۰ ع

پورا کرے جو اس نے اللہ کے ساتھ کر رکھا ہے تو اللہ عنقریب اسے اجر عظیم دے گا۔ (10)

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا

صحرا نشین جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ جلد ہی آپ سے کہیں گے: ہمیں ہمارے اموال

وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ

اور اہل وعیال نے مشغول رکھا لہٰذا ہمارے لیے مغفرت طلب کیجیے۔ یہ اپنی زبانوں سے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ کہہ دیجیے: اگر اللہ تمہیں ضرر پہنچانے کا ارادہ

اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا

کر لے یا فائدہ پہنچانا چاہے تو کون ہے جو اس کے سامنے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھتا ہو؟ بلکہ اللہ تو تمہارے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝۱۱ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ

اعمال سے خوب باخبر ہے۔(11) بلکہ تم یہ گمان کرتے تھے کہ پیغمبر اور مومنین اپنے اہل و عیال میں

عربی حاشیہ

4-اس کے بعد کی دونوں ضمیروں کا مرجع ذات پیغمبرؐ ہے اور اس ضمیر کا مرجع ذات واجب ہے کہ نبی کی نصرت اور تعظیم کی جائے اور خدا کی تسبیح کی جائے۔

ف: آیت نمبر ۱، ۲، ۳، ۴ میں صلح حدیبیہ کے حاصل ہونے والے ان نتائج کا ذکر ہے جو پیغمبر اسلامؐ سے متعلق ہیں۔ آیت نمبر ۵ میں ان مومنین کی دوجزاؤں کا ذکر ہے جنھوں نے رسولؐ پر اعتماد کیا اور آیت نمبر ۶ میں ان منافقین کا ذکر ہے جنھوں نے رسولؐ سے بدگمانی کی اور رسالت میں شک کیا۔ حدیبیہ میں عورتیں نہیں تھیں لیکن کردار کی وحدت کی صورت میں انھیں بھی مومنین، منافقین، اور مشرکین کے ساتھ شامل کرلیا گیا ہے۔

ف: بہانہ بازی انسان کی عام بیماری ہے۔ کبھی شرک کی تقلید آباء سے، جنگ میں نہ جانے کی، گھروں کے غیر محفوظ ہونے سے یا رومن عورتوں کے حسن سے یا ازواج واولاد کے خیال

اردو حاشیہ

(۲) رسول اکرمؐ کا قافلۂ عمرہ مقام حدیبیہ پر ٹھہرا تھا اور مکہ میں خبر ہوگئی تو ابوسفیان نے خالد بن ولید کی قیادت میں لشکر تیار کرلیا رسول اکرمؐ نے حضرت عمر سے کہا کہ جا کر خبر کریں۔ کہ عمرہ کا ارادہ ہے جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔ انہوں نے معذرت کی کہ مجھے خطرہ ہے تو ابوسفیان کے خاندان کے چشم و چراغ عثمان کو بھیجا گیا ان کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو یہ مشہور کر دیا گیا کہ انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ اب اصحاب میں کھلبلی مچ گئی تو رسول اکرمؐ نے اصحاب سے بیعت لی کہ فرار نہیں کریں گے۔ درخت کے نیچے بیعت ہوئی اور خدا نے اس بیعت کو پسند کیا تو یہ بیعت شجرہ بھی ہوگئی اور بیعت رضوان بھی ہوگئی۔ ادھر کفار کے نمائندہ عروہ بن مسعود نے واپس جا کر بیان کیا کہ میں نے ایسے اطاعت گزار کسریٰ، قیصر اور نجاشی کسی کے دربار میں نہیں دیکھے ہیں جیسے اصحاب محمدؐ کے پاس ہیں لہٰذا ان سے صلح مناسب ہے کفار صلح پر آمادہ ہوگئے۔ حضرت علیؑ نے صلح نامہ مرتب کیا۔ کفار نے بات بات پر جھگڑا شروع کیا اور آخر میں یہ شرائط طے پائے کہ:-

۱۔ مسلمان اس سال واپس جائیں۔ ۲۔ آئندہ سال صرف تین دن مکہ میں رہیں۔ ۳۔ دس سال جنگ موقوف رہے۔

۴۔ کفار کا آدمی مسلمانوں میں آجائے تو واپس کر دیا جائے اور ادھر کا آدمی ادھر چلا جائے تو واپس نہ کیا جائے۔

حضرت عمر کو اس شرط پر غصہ آگیا اور انہیں یہ شرط بہت ناگوار گزری اور پیغمبرؐ کی نبوت میں تاریخی قسم کا شک لاحق ہوگیا جس کے بارے میں خود اعلان کیا

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ
کبھی بھی لوٹ کر نہیں آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں خوشنما بنا دی گئی

وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنْ لَّمْ
اور تم نے برا گمان کر رکھا تھا اور تم ہلاک ہونے والی قوم ہو۔(12)اور جو شخص اللہ

يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾
اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے ہم نے (ایسے) کفار کے لیے دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ (13)

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اللہ کے لیے ہے۔ وہ جسے چاہے بخش دیتا ہے اور

يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾
جسے چاہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، مہربان ہے۔ (14)

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ
جب تم غنیمتیں لینے چلو گے تو پیچھے رہ جانے والے جلد ہی کہنے لگیں گے:

لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا
ہمیں بھی اجازت دیجئے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔ وہ اللہ کے کلام کو بدلنا چاہتے ہیں۔

كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ
کہہ دیجئے: اللہ نے پہلے ہی فرمایا تھا کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جاؤ گے۔

قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا
پھر وہ کہیں گے: نہیں بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو۔ (دراصل)

عربی حاشیہ

سے توجیہہ کرتا ہے ہے اور کبھی بزدلی کو احتیاط، حرص کو دور اندیشی، بیجا جرأت کو معاملہ فہمی، ضعف، نفس کو حیاو شرم، ذمہ داریوں سے فرار کو مسئلہ کی عدم وضاحت اور کوتاہیوں کو قضاو قدر کا نام دے دیتا ہے۔

5- اس مقام پر علیہ کو اللہ پر مقدم رکھا گیا ہے اور علیٰ کے ہوتے ہوئے ضمیر کو مرفوع رکھا گیا ہے جو کمال بلاغت کی علامت ہے اور اس بات کی نشاندہی ہے کہ قرآن پر زیروزبر کی تبدیلی بھی ممکن نہیں ہے اور وہ جس طرح وارد ہوا ہے اسی طرح پڑھا جارہا ہے۔ کسی شخص کو عام قواعد کے مطابق بھی اصلاح کرنے کا حق نہیں ہے۔

6- مخلفین اعراب وہ دیہاتی لوگ ہیں جنھوں نے رسول اکرمؐ کے ساتھ جانا گوارا نہیں کیا تھا کہ کفار مکہ سے زندہ واپس نہ آنے دیں گے تو پھر کون اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالے اس کے بعد جب خیبر میں غنیمت کی امید پیدا ہوئی

اردو حاشیہ

کہ ایسا شک زندگی میں کبھی نہیں ہوا تھا۔ رب العالمین نے اپنے رسول کو اس مصیبت سے بھی بچالیا اور صلح کا معاہدہ بخیر وعافیت تمام ہوگیا اور اسلام فتح مبین سے ہم کنار ہوگیا۔

يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝١٥ قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ
یہ لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہیں۔(15) آپ پیچھے رہ جانے والے صحرا نشینوں سے

سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ
کہہ دیجئے: تم عنقریب ایک جنگجو قوم کے مقابلے کیلئے بلائے جاؤ گے۔ تم یا تو

يُسْلِمُونَ ۖ فَإِن تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِن
ان سے لڑو گے یا وہ اسلام قبول کریں گے۔ پس اگر تم نے اطاعت کی تو اللہ تمہیں بہتر اجر دے گا

تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝١٦
اور اگر تم نے منہ پھیر لیا جیسا کہ تم نے پہلے منہ پھیرا تھا تو وہ تمہیں دردناک عذاب دے گا۔ (16)

لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى
(جہاد میں شرکت نہ کرنے میں) اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی مواخذہ ہے

الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ
اور نہ ہی بیمار پر کوئی حرج ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اللہ اسے ایسی جنتوں میں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ
داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور جو منہ موڑ لے گا اللہ اسے دردناک

عَذَابًا أَلِيمًا ۝١٧ لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ
عذاب دے گا۔(17) بتحقیق اللہ ان مومنین (۳) سے راضی ہو گیا جو درخت کے نیچے

يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ
آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ پس جو ان کے دلوں میں تھا وہ اللہ کو معلوم ہو گیا۔

عربی حاشیہ

تو دوبارہ ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

7- مفسرین کے نزدیک ان منافع سے مراد خیبر کے غنائم ہیں کہ حدیبیہ کی صلح کے بعد خیبر ہی کا معرکہ پیش آیا ہے اور آپ نے اس کا مال غنیمت صرف حدیبیہ میں شرکت کرنے والوں پر تقسیم کیا ہے۔

ف: واضح رہے کہ سوئے ظن اپنی ذات سے ہو تو ترقی کا ذریعہ ہے، مومن سے ہو تو فعل حرام ہے اور خدا سے ہو تو تمام برائیوں کی جڑ ہے جیسا کہ امیرالمومنینؑ کا ارشاد ہے کہ بخل، بزدلی اور حرص تینوں کا مجموعہ ہے خدا سے بدگمانی اور سوء ظن۔

ف: مخلصین کا ذکر بار بار ان کی صفت سے آتا ہے تا کہ جرم کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکے اور یہ لفظ بصیغہ مفعول ہے کہ انھیں ان کی نالائقی کی بنا پر پیچھے چھوڑ دیا گیا ہے۔

8- اس جنگ سے مراد حنین، طائف اور تبوک کے معرکے ہیں جہاں مخالفین کے لئے صرف دو رستے تھے یا اسلام لے آئیں یا مسلسل

اردو حاشیہ

(۳) یقیناً ایسے سخت وقت میں جہاں غربت و مسافرت کا عالم ہو اور سب نہتے افراد ہوں اور دشمن اپنے علاقہ کے اندر ہو اور ہر طرح سے مسلح ہو اور حملہ کی مکمل تیاریاں کر چکا ہو اور اسکے علاقہ میں خالی ہاتھ داخل ہو کر عمرہ کرنا ہو موت کیلئے بیعت لینا اتنا ہی عظیم کارنامہ ہے جس سے ہر صاحب ایمان کو خوش ہونا چاہیے خدا اور رسولؐ کی خوشی کے بارے میں تو کیا پوچھنا ہے۔ ان کے تو ہاتھ ہی پر بیعت ہو رہی ہے لیکن اس مقام پر امیرالمومنینؑ کا ایک قول ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل ہے کہ کار خیر کرنے سے زیادہ اس کے بچانے کی فکر کرنی چاہیے۔ ورنہ وقتی طور پر کار خیر انجام دے کر پھر اسے محفوظ نہ رکھا تو ساری محنت برباد ہو سکتی ہے، جس طرح اسلام نے مرتد ہو جانے والوں کے بارے میں کہا ہے کہ ان کے سارے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔

اللہ نے بیعت رضوان کرنے والوں کو رضامندی کی سند دی، سکون نفس دیا، فتح قریب عطا کی، منافع و مغانم عطا کئے۔ لوگوں کے شر سے بچا لیا۔ سیدھے راستہ کی ہدایت دیدی تو ان کا بھی فرض تھا کہ اب ان تمام باتوں پر مغرور نہ ہو جاتے اور تاحیات اپنے کردار کو بچا کر رکھتے ورنہ اس کے بعد اگر انحراف پیدا ہو گیا یا بیعت توڑ دی یا جہاد سے فرار اختیار کیا یا اسلام کا ساتھ نہیں دیا تو یہ ساری نعمتیں مصیبت اور وبال جان بن سکتی ہیں جیسا کہ بعض اصحاب کے حالات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بیعت اور رضائے الٰہی کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکے اور اپنی عاقبت کو تباہ و برباد کر لیا۔

السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ﴿١٨﴾ وَّمَغَانِمَ [9]

لہٰذا اللہ نے ان پر سکون نازل کیا اور انہیں قریبی فتح عنایت فرمائی۔(18)اور وہ بہت سی

كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ

غنیمتیں بھی حاصل کریں گے اور اللہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(19)اللہ نے

اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ

تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس یہ تو

وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ نے تمہیں فوری عنایت کی ہیں۔ اس نے لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیے تا کہ یہ مومنین کے لیے

وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿٢٠﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا [10]

ایک نشانی ہو اور تمہیں راہِ راست کی ہدایت دے۔(20)اور دیگر (غنیمتیں) بھی جن پر

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

تم قادر نہ تھے وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں آ گئیں اور اللہ ہر چیز پر خوب

قَدِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ

قادر ہے۔(21)اور اگر کفار تم سے جنگ کرتے تو پیٹھ دکھا کر فرار کرتے

ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ

پھر وہ نہ کوئی کارساز پاتے اور نہ مددگار۔(22)اللہ کے دستور کے مطابق

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾

جو پہلے سے رائج ہے اور آپ اللہ کے دستور میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔(23)

عربی حاشیہ

جہاد کے لئے تیار ہوجائیں اور ایسے مقامات پر اندھے، لنگڑے اور مریض مسلمانوں کے علاوہ کسی کو معاف نہیں کیا جاسکتا اور یہ لوگ بھی معاف نہیں کئے جاسکتے اگر جہاد کے بجائے دفاع کا وقت آجائے اور لشکر اسلام کے پاس جہاد کے لئے بقدر ضرورت افرادی قوت نہ رہ جائے۔

9- پہلے منافع سے مراد وہ فوائد ہیں جو صرف اہل بیعت رضوان کو حاصل ہوئے ہیں اور دوسرے فوائد سے مراد وہ عمومی فوائد ہیں جن کا وعدہ تمام مسلمانوں سے کیا گیا ہے جن میں سب سے پہلا فائدہ حدیبیہ کی صلح ہے اور پھر خیبر کی فتح ہے۔

10- یعنی ابھی بہت سے فوائد ایسے ہیں جو سردست تمھارے اختیار میں نہیں ہیں لیکن مستقبل میں تمھارے ہاتھ آنے والے ہیں کہ خدا ان کا بھی اختیار رکھتا ہے اور اس نے تم سے وعدہ بھی کیا ہے" مفسرین میں بعض حضرات نے اس سے فتح مکہ اور حنین کو مراد لیا ہے اور

اردو حاشیہ

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ [11]

اور وہی ہے جس نے کفار پر تمہاری فتحیابی کے بعد وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے (۴)

مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے اور اللہ تمہارے اعمال پر

تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ

خوب نظر رکھتا ہے۔(24) یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد الحرام سے روکا

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْكُوْفًا [12] اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ

اور قربانیوں کو بھی اپنی جگہ (قربانی گاہ) تک پہنچنے سے روک دیا اور اگر (مکہ میں)

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ

ایسے مومن مرد اور مومنہ عورتیں نہ ہوتیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے (اور یہ خطرہ نہ ہوتا) کہ

اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِیْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ [13] بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ لِیُدْخِلَ

کہیں تم انہیں روند ڈالو اور بے خبری میں ان کی وجہ سے تمہیں بھی ضرر پہنچ جائے (تو اذن جہاد مل جاتا) تا کہ

اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ

اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر (کافر اور مسلمان) الگ الگ ہو جاتے تو ان میں سے

كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

جو لوگ کافر ہیں انہیں ہم دردناک عذاب دیتے۔(25) جب کفار نے اپنے

فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ [14] الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ

دلوں میں تعصب رکھا تعصب بھی جاہلیت کا تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنین پر

عربی حاشیہ

بعض نے رسول اکرمؐ کے بعد کے فتوحات کو اور بہت ممکن ہے کہ آیت میں ان سب کی طرف اشارہ ہو"۔

ف: امام جعفر صادقؑ نے امیرالمومنینؑ کے جہاد کے بارے میں کہ صلب میں مومن کو دیکھ کر کفار اور منافقین کو چھوڑ دیا کرتے تھے، اسی آیت نمبر ۲۵ سے استدلال کیا ہے کہ باایمان الگ ہوجاتے تو کفار پر عذاب نازل ہوجاتا۔ فی الحال ظہور امام عصرؑ بھی اس آیت پر موقوف ہے۔

11- بعض حضرات کا خیال ہے کہ بطن مکہ سے مقام حدیبیہ مراد ہے کہ وہ مکہ سے قریب تر مقام ہے اور بعض حضرات نے مکہ کے اندر کا علاقہ مراد لیا ہے کہ وہی بطن مکہ ہے یعنی جب مسلمان ۷ھ میں عمرۂ قضا کے لئے مکہ میں داخل ہوئے اور کسی جنگ کی نوبت نہیں آئی تو گویا خدا نے سب کے ہاتھوں کو روک لیا۔

12- معکوف یعنی محبوس۔ سرکار دوعالم

اردو حاشیہ

(۴) ۷ھ میں مسلمان عمرۃ القضاء کے عنوان سے مکہ میں داخل ہوئے اور کفار نے کسی طرح کی مزاحمت نہیں کی اور مسلمانوں نے بھی خاموشی سے عمرہ ادا کرلیا تو یہ خدا کی وہ مخصوص رحمت تھی جس کا وعدہ کیا گیا تھا ورنہ یہ وہی ظالم تھے جنہوں نے ۶ھ میں انسان تو انسان قربانی کے جانوروں کو بھی مکہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیا تھا۔

پروردگار عالم نے اس موقع پر جنگ وجدال کو اس لئے روک دیا کہ مکہ میں ایسے افراد بھی موجود تھے جو ایمان کا اظہار نہیں کرتے تھے تو یہ خطرہ بالکل واضح تھا کہ مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں ان کا بھی قتل عام ہوجاتا اور اس طرح اسلام کا شدید نقصان ہوجاتا۔ پھر جو دوسرے لوگ اسلام میں داخل ہونے والے تھے وہ بھی اس نعمت سے محروم رہ جاتے اس لئے قدرت نے جنگ کو روک کر انہیں بھی رحمت خدا میں داخل ہونے کا موقع دے دیا۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نگاہ قدرت میں تقیہ کا ایمان اس قدر عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کی خاطر جنگ کو معطل کردیا گیا ورنہ جہاد ہوجاتا تو اعلان والے تو بچ جاتے لیکن تقیہ والے بہرحال قتل ہوجاتے جسے رب العالمین نے پسند نہیں کیا تو اب کسی مسلمان کو تقیہ کے ایمان پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔

سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ

اپنا سکون نازل فرمایا اور انہیں تقویٰ کے اصول پر ثابت رکھا

كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ

اور وہ اس کے زیادہ مستحق اور اہل تھے اور

اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۲۶ ع لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ

اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(26) بتحقیق اللہ نے اپنے رسول کے حق پر مبنی خواب (۵) کو

الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ

سچا ثابت کیا کہ اللہ نے چاہا تو تم لوگ اپنے سرتراش کر اور بال کتروا کر امن کے ساتھ

اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ

بلا خوف مسجد الحرام میں ضرور داخل ہو گے۔ پس اسے وہ بات معلوم تھی

فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝۲۷

جو تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس نے اس کے علاوہ ہی ایک نزدیکی فتح ممکن بنا دی۔ (27)

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ

لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸ۭ

وہ اسے ہر دین پر غالب کر دے اور گواہی دینے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔(28)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ [16] اَشِدَّاۗءُ عَلَي

محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ (۶) ہیں وہ کفار پر سخت گیر

عربی حاشیہ

۶ھ میں اپنے ہمراہ قربانی کے لئے ۷۰ اونٹ لائے تھے اور کفار نے انہیں بھی مکہ کے اندر داخل نہیں ہونے دیا اور آپ کو باہر ہی نحر کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔

13- معرہ۔ برائی اور زحمت۔ یلوا۔ یعنی ”تمیز وا“ یعنی مسلمان اور کافر الگ الگ ہو جاتے۔

14- حمیت۔ غرور۔ ضد۔

15- یعنی خواب کے اسی سال پورا نہ ہونے میں بہت سے مصالح تھے جنھیں خداوند عالم جانتا تھا اور دوسرے لوگ نہیں جانتے تھے اور اسی بنیاد پر اس نے تسکین قلب کے لئے خود صلح حدیبیہ کو فتح مبین بنا دیا اور خیبر کو بھی فتح کرا دیا تا کہ مسلمانوں کے حوصلے پست نہ ہونے پائیں۔

کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے مکہ میں ایک عقد بھی فرمایا اور اس کا ولیمہ کرنا چاہا لیکن کفار نے اصرار کیا کہ تین دن کے اندر نکل

اردو حاشیہ

(۵) رسول اکرمؐ نے خواب دیکھا تھا کہ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں داخل ہو رہے ہیں اس طرح کہ بعض نے حلق کرایا ہے اور بعض نے تقصیر پھر جب حدیبیہ سے واپس ہو گئے تو لوگوں نے طنز کرنا شروع کر دیا کہ وہ خواب کہاں چلا گیا۔ قدرت نے ۷ھ میں اس خواب کو پورا کر کے واضح کر دیا کہ تعبیر کا وقت معین نہیں کیا گیا تھا لہٰذا رسول پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ہے اور نہ کسی مسلمان کو اس قسم کی بات اٹھانے کا حق ہے۔ خدا صادق الوعد ہے۔ وہ اپنے وعدہ کو ضرور پورا کرتا ہے لیکن دوسروں کے تصورات اور خیالات کا پابند نہیں ہے۔

(۶) واضح رہے کہ یہ تمام صفات الگ الگ افراد کے نہیں ہیں بلکہ مخصوص اصحاب کے مجموعی صفات ہیں کہ مخلص اصحاب سب کے سب کفار کیلئے سخت، مومنین کیلئے مہربان، رکوع وسجدہ کرنے والے، رضائے الٰہی کے طلبگار اور عبادت گزار ہیں۔ اور جن میں یہ سارے اوصاف نہیں پائے جاتے ہیں کہ کفار سے سازش کرنے والے اور مومنین کو مرتد بنا کر قتل کرنے والے ہیں وہ مخلص اصحاب کہے جانے کے قابل نہیں ہیں۔

الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا

اور آپس میں مہربان ہیں۔ آپ انہیں رکوع، سجود میں دیکھتے ہیں۔ وہ اللہ کی طرف سے فضل

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ (17)

اور خوشنودی کے طلبگار ہیں۔سجدوں کے اثرات سے ان کے چہروں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔

ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۛۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۛۚ كَزَرْعٍ (18)

ان کے یہی اوصاف توریت میں بھی ہیں اور انجیل میں بھی ان کے یہی اوصاف ہیں۔ جیسے

اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ

ایک کھیتی جس نے (زمین سے) اپنی (۷) سوئی نکالی پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کو خوش کرنے لگی تا کہ اس طرح کفار کا جی جلائے۔ ان میں سے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ع (۲۹)

جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالح بجالائے ان سے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔(29)

ایاتھا ۱۸ ۴۹ سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۶ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ

اے ایمان (۱) والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور

عربی حاشیہ

جائیں اور اس طرح عمومی ولیمہ نہ ہوسکا۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں منھم کا من تبعیض کے لئے ہے اگر چہ بعض مفسرین کا اصرار ہے کہ اسے بیانیہ قرار دے کر سارے صحابہ کو شامل کرلیا جائے جو قرآن اور تاریخی شواہد کے سراسر خلاف ہے۔

16- واضح رہے کہ معیت کا مفہوم صحت اور صحابیت سے کہیں زیادہ دقیق اور عمیق ہے اور یہی وجہ ہے کہ صحابیت خدا پر صادق نہیں آتی ہے لیکن معیت کے اعتبار سے وہ بھی صابرین اور متقین کے ساتھ ہے۔ صحابیت ایک مادی رشتہ ہے اور معیت ایک معنوی تعلق ہے جو ہر صحابی کو حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

17- درحقیقت یہ چہرہ کی نورانیت ہے پیشانی کا گھٹا نہیں ہے اور اسی لئے پیشانی کے بجائے چہرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

18- یہ صاحبانِ ایمان کی تربیت کے درجات ہیں کہ ابتدا میں ضعف تھا پھر ظہور شروع ہوا، پھر طاقت پیدا ہوئی اور پھر اپنے

اردو حاشیہ

(۷) یہ بھی تمام اصحاب کی مشترکہ صفت ہے نہ یہ کہ مختلف ادوار کی طرف اشارہ ہو کہ ایک دور میں سوئی نکلے، دوسرے میں مضبوطی آئے، تیسرے میں موٹاپا پیدا ہو اور چوتھے میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو جائے اگر چہ اس میں بھی اس بات کا اعتراف پایا جاتا ہے کہ اسلام اپنے پیروں پر چوتھے دور میں کھڑا ہوا ہے۔

(۱) اس سورۂ مبارکہ میں مختلف قسم کی اخلاقی تعلیمات کا ذکر کیا گیا ہے اور انہیں لوازم ایمان کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ ابتداء میں پانچ مرتبہ صاحبانِ ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے اور آخر میں مخلص مومنین کی علامت بیان کی گئی ہے کہ جو انسان ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتا ہے اور اپنی بات کو نبی کی بات سے آگے بڑھانا چاہتا ہے یا نبی پر اپنی آواز کو بلند رکھنا چاہتا ہے اور نبی کے سامنے اس طرح بات کرتا ہے کہ آپ کو ''قومواعنی'' کہہ کر باہر نکالنا پڑتا ہے اور پیغمبر کو انتہائی بے تکلفی سے ازواج کے حجرات کے پاس کھڑے ہو کر آواز دیتا ہے وہ حقیقی صاحب ایمان نہیں ہے چاہے اس کا شمار کسی طبقہ میں کیوں نہ کیا جائے۔ یہ سارے طبقات رسول اکرمؐ کے احترام سے قائم ہوتے ہیں طبقات سے رسالت کا احترام طے نہیں ہوتا ہے۔

رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا

اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔(1)اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا[1] اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَ

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نبی کے ساتھ اونچی آواز سے

لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ

بات نہ کرو جس طرح تم آپ میں ایک دوسرے سے اونچی آواز میں بات کرتے ہو

تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

کہیں تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔(2)جو لوگ اللہ کے

يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

رسول کے سامنے دھیمی آواز میں بات کرتے ہیں بلاشبہ یہی وہ لوگ ہیں

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ

جن کے دل اللہ نے تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں ان کے لیے مغفرت اور

عَظِيْمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ

اجر عظیم ہے۔(3)جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں بلاشبہ ان میں سے

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ

اکثر عقل نہیں رکھتے۔(4) اور اگر یہ لوگ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ان کی طرف نکل آتے

اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا

تو ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا، خوب رحم کرنے والا ہے۔(5)اے ایمان والو!

عربی حاشیہ

پیروں پر کھڑے ہوگئے۔

زراع کا لفظ دلیل ہے کہ یہ تنہا پیغمبر اسلامؐ کی ریاضت نہیں ہے بلکہ اس میں اور اصحاب بھی شامل ہیں جن کا درجہ عام اصحاب سے بالاتر ہے۔

19-رسولؐ کے سامنے بلند آواز سے بات کرنا بھی ممنوع ہے اور ان کی بات پر اپنی بات کو بالا رکھنا بھی خلاف ایمان ہے۔

اب ان کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے جو اپنی بات کو مطابق عقل ومنطق اور رسول کی بات کو ہذیان قرار دیتے ہیں۔ بظاہر تو یہ حرکت سراسر عقل وایمان کے خلاف ہے۔

سیرۃ ابن ہشام کے مطابق اس آیت میں ابوبکر اور عمر کے آپس میں بآواز بلند جھگڑا کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

اردو حاشیہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ

اگر کوئی فاسق (۲) تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں (ایسا نہ ہو کہ)

تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝۶

نادانی میں تم کسی قوم کو نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔ (6)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ

اور تمہیں علم ہونا چاہیے کہ اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں۔اگر بہت سے معاملات میں

الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ

وہ تمہاری بات مان لیں تو تم خود مشکل میں پڑ جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا

قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور اسے تمہارے دلوں میں مزین فرمایا اور کفر اور فسق اور نافرمانی کو تمہارے نزدیک ناپسندیدہ بنا دیا۔ یہی لوگ

الرّٰشِدُوْنَ ۝۷ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۸

راہِ راست پر ہیں۔(7) اللہ کی طرف سے فضل اور نعمت کے طور پر اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔ (8)

وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ

اور اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔

فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى

پھر اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے (۳) پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو

تَفِيْۗءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَاۗءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ

یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ پھر اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۷ دلیل ہے کہ ایمان فقط عقلی ادراک اور نظریہ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک محبوب ہے جس کی جگہ انسان کے دل میں ہوتی ہے اور اسی لئے ایمان کو محبت اور محبت کو ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

1- اگرچہ ظاہری طور پر صرف فاسق کا ذکر ہے کہ فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق ضروری ہے ورنہ ندامت کا اندیشہ ہے لیکن بعض علماء نے اس آیت کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ عادل کی خبر کے بارے میں تحقیق ضروری نہیں ہے اور اس پر عمل کر لینا چاہیے جسے اصطلاحی اعتبار سے حجیت خبر واحد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

2- مومنین کا فرض ہے کہ رسولؐ کی اطاعت کریں اور ان کے احکام پر عمل کریں۔ ان سے اپنی بات منوانے کی کوشش نہ کریں کہ اس کا انجام برائی کے سوا کچھ نہیں ہوتا ہے۔

3- گروہ دو ہیں لیکن قتال افراد کے ذریعہ ہوتا ہے اس لئے صیغہ جمع کا استعمال

اردو حاشیہ

(۲) کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق سے زکوٰۃ وصول کرنے کیلئے بھیجا۔ وہ لوگ رسول کے نمائندہ کی آمد کی خبر سن کر استقبال کیلئے باہر نکل آئے۔ ولید نے واپس آ کر یہ مشہور کر دیا کہ وہ لوگ جنگ کیلئے تیار ہیں اور رسول اکرمؐ نے جوابی کارروائی کے طور پر تیاری شروع کر دی اچانک آیت نازل ہوگئی کہ خبردار پہلے تحقیق کرو اس کے بعد اقدام کرو۔

روایت کی یہ شکل صحیح ہے تو اس کا مقصد صرف ولید کے فاسق ہونے کا اعلان ہے ورنہ رسول حالات سے اس قدر بے خبر نہیں ہوتا کہ بلا سبب لڑنے مرنے کیلئے تیار ہو جائے۔

(۳) اسلام میں تعاون کی بنیاد عدالت ہے قومیت نہیں ہے۔ جو بھی ظلم کرے سارے مسلمانوں کو اس سے مقابلہ کرنا چاہیے اور پھر صرف صلح کے نام پر چپ نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ عدل و انصاف کے ساتھ اصلاح کرنی چاہیے۔

وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ ۞ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَةٌ

اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(9) مومنین تو بس آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَ اَخَوَيۡكُمۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۞

لہٰذا تم لوگ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (10)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا يَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰٓى اَنۡ

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر (۴) نہ کرے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ان سے

يَّكُوۡنُوۡا خَيۡرًا مِّنۡهُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنۡ يَّكُنَّ

بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں۔ ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں

خَيۡرًا مِّنۡهُنَّ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ

اور آپس میں ایک دوسرے پر عیب نہ لگایا کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کیا کرو۔

بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِيۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ يَتُبۡ

ایمان لانے کے بعد برا نام لینا نہایت نامناسب ہے اور جو لوگ باز نہیں آتے

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا

پس وہی لوگ ظالم ہیں۔(11) اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو۔

مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوۡا وَلَا يَغۡتَبۡ

بعض بدگمانیاں یقیناً گناہ ہیں اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی غیبت (۵) نہ کرے۔

بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ يَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِيۡهِ مَيۡتًا

کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟

عربی حاشیہ

کیا گیا ہے۔

4- اسلام ایک عالمی برادری کا قائل ہے لیکن اپنی بات غیر مسلم پر بار نہیں کرنا چاہتا لہٰذا صاحبانِ ایمان سے کہتا ہے کہ تمھارا باہمی رشتہ صرف برادری کا ہے جس میں برابری بھی پائی جاتی ہے اور جو انسان ہر طرح کی برابری کا خیال نہیں رکھتا ہے اسے اپنے کو مومن کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

بحارالانوار میں سرکارِ دوعالم کا یہ ارشاد گرامی درج ہے کہ مومن کے مومن پر تیس قسم کے حقوق ہیں اور ان میں زندگی کا ہر مسئلہ شامل ہے کہ مومن سے غفلت برتنے والا گویا خود مومن نہیں ہے۔

ف: واضح رہے کہ یہ سارے تعلیمات ایک صالح معاشرہ کی تشکیل اور معاشرہ میں جان، مال، آبرو کے تحفظ کے لئے ہیں لہٰذا اگر کسی وقت تجسس کے بغیر اصلاح معاشرہ ممکن نہ ہو تو یہ تفتیش صحیح بلکہ ضروری ہے اور خود سرکار دوعالمؐ

اردو حاشیہ

(۴) ایمانی برادری میں فتنہ وفساد کی جڑیں انہیں اخلاقی تعلیمات کے فقدان پر مبنی ہیں کہ مسلمان اپنی ذہانت اور دانشمندی کا مصرف دوسروں کے مذاق اڑانے کو قرار دیتا ہے۔ اپنی برتری کے اظہار کا ذریعہ دوسروں پر طنز کرنے اور اسے عجیب وغریب قسم کے القاب وخطابات سے یاد کرنے کو قرار دیتا ہے حالانکہ یہ سب فسق وفجور کی باتیں ہیں اور ایمان کے ساتھ فسق وفجور کا نام اچھا نہیں لگتا ہے مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ دوسرے مسلمان کا احترام کرے، اسے اچھے الفاظ سے یاد کرے اور اس پر کسی قسم کا طعن وطنز نہ کرے تاکہ اس کا شمار ظالمین میں نہ ہونے پائے اور وہ واقعاً ایمانی برادری کا قائم کرنے والا اور اسے فروغ دینے والا شمار کیا جائے۔

(۵) خدا برا کرے ان اقوام کا جنھوں نے تجسس کے اس قدر آلات ایجاد کر دیئے ہیں اور ان کی اس قدر حوصلہ افزائی کی ہے کہ ہمسایہ دوربین سے ہمسایہ کے مخفی حالات کے پتہ لگانے کو بھی عیب نہیں سمجھتا اور اس کو سماج کے ترقی یافتہ ہونے کی علامت قرار دیتا ہے اور غیبت کو گرمی محفل کا بہترین ذریعہ بنا لیا گیا ہے یعنی انسان مستقل طور پر آدم خور ہو گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جسے اپنے بھائی پر رحم نہ آئے وہ دوسرے انسانوں پر کیا رحم کرے گا۔

فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

اس سے تو تم نفرت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ یقیناً بڑا توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔(12)اے لوگو!

النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ

ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا پھر تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔

قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ

تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک یقیناً وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ (۶) پرہیز گار ہے۔ اللہ یقیناً خوب

اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا

جاننے والا، باخبر ہے۔(13)بدوی لوگ کہتے ہیں: ہم ایمان لائے ہیں۔ کہہ دیجئے: تم ایمان نہیں لائے

وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ

بلکہ تم یوں کہو: ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ابھی تک تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور

اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْــًٔا ؕ

اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں سے کچھ کمی نہیں کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یقیناً اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(14)مومن تو بس وہ ہیں جو اللہ اور اس کے

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ

رسول پر ایمان لائیں پھر شک (۷) نہ کریں اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال

وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور اپنی جانوں سے جہاد کریں۔ یہی لوگ (دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔ (15)

عربی حاشیہ

نے ایسے افراد معین کئے تھے جو حالات کی اطلاع فراہم کرسکیں۔

5- کسی چیز کے بارے میں جب نفی و اثبات کے دونوں پہلو برابر ہوتے ہیں تو اسے شک کہا جاتا ہے اور جب ایک پہلو رجحان پیدا کرلیتا ہے تو اس پہلو کو ظن کہا جاتا ہے اور جب دوسرا پہلو بالکل ختم ہوجاتا ہے تو بات یقین کی حد تک پہنچ جاتی ہے اور اسے قطع سے تعبیر کیا جاتا ہے

ظن نیکی کے بارے میں بھی ہوسکتا ہے اور برائی کے بارے میں بھی۔ اسلام نے نیکی کے ظن کو ممدوح قرار دیا ہے اور برائی کے ظن کو مذموم ٹھہرایا ہے اور اسی لئے بعض ظن کو گناہ قرار دیا ہے۔

6- تجسس یعنی کسی کے عیب کو تلاش کرنا اور اس کے مخفی معلومات کو حاصل کرنا اور غیبت یعنی معلوم ہوجانے والے عیب کو دوسروں سے بیان کرنا کہ یہی عیب انسان میں اگر نہ ہوتا تو اس کا نام بہتان ہوجاتا۔

اردو حاشیہ

(۶) اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار قوم وقبیلہ نہیں ہے بلکہ تقویٰ وکردار ہے۔ جہاں پسر نوح غرق کر دیا جاتا ہے اور سلمان کو اہبیتؑ میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ نسبی شرافت پر اکڑنے والے بدکردار افراد آیت کریمہ کی تعلیم سے سبق لیں اور اسلام کے مزاج فضیلت کو پہچانیں۔

(۷) صلح حدیبیہ میں رسالت میں شک کرنے والے افراد اپنے ایمان کا محاسبہ کریں اور دوسرے افراد بھی قرآنی معیار کو نگاہ میں رکھ کر اسلام وایمان کا فیصلہ کریں۔

قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي

کہہ دیجئے: کیا تم اللہ کو اپنی دینداری کی اطلاع دینا چاہتے ہو؟ جبکہ اللہ تو آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿١٦﴾

اور زمین میں موجود ہر چیز سے واقف ہے اور اللہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے۔ (16)

يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ۭ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ

یہ لوگ آپ پر احسان جتاتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ کہہ دیجئے:

بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ

مجھ پر اپنے مسلمان ہونے کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم سچے ہو تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی (۸)

صٰدِقِيْنَ ﴿١٧﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

ہدایت دی۔(17) بتحقیق اللہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ ع

اللہ اس پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(18)

اٰیاتھا ۴۵ | ۵۰ سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ ۳۴ | رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ﴿١﴾ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَاۗءَهُمْ مُّنْذِرٌ

قاف، قسم ہے قرآن بزرگ کی۔(1) بلکہ انہیں اس بات پر تعجب ہوا کہ خود انہی میں سے

عربی حاشیہ

غیبت عدم موجودگی میں ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ شخصیت کو مجروح کیا جاتا ہے اس لئے اس کی مثال مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے دی گئی ہے کہ جسے کوئی انسان پسند نہیں کرتا ہے۔

7- اللہ نے قبائل واقوام کو تعارف اور باہمی تعلقات کے لئے پیدا کیا تھا اور انسان نے اسی کو قبائلی اور قومی جنگ کی بنیاد بنادیا خدا ایسے انسانوں کو نیک ہدایت دے اور عالم انسانیت کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

ف: آیت نمبر ۷ میں لفظ زوج اشارہ ہے کہ اس پوری کائنات میں ایک طرح کی زوجیت پائی جاتی ہے اور کوئی چیز بغیر جوڑے کے نہیں پیدا ہوئی ہے اور یہی بقائے انواع کا راز ہے۔

1- اس قسم کا جواب بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن بعد کے جملوں سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کی رسالت کے بارے میں قسم کھائی گئی ہے یا دین کے برحق ہونے کے بارے میں یا قیامت کے آنے کے بارے میں قسم کا

اردو حاشیہ

(۸) بدقسمتی یہ ہے کہ خدا نے ایمان کی ہدایت دی اور یہ اسلام ہی پر رک گئے اور اس پر بھی خدا پر احسان جتانے لگے کہ ہم اسلام لائے ہیں جب کہ تقاضائے انسانیت وشرافت یہ تھا کہ خدا کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے منزل ایمان تک پہنچ جاتے اور پھر کسی عقیدہ میں شک نہ کرتے اور راہِ خدا میں جان و مال کی قربانی بھی دیتے۔ نہ بخل سے کام لیتے اور نہ میدانِ جنگ سے فرار اختیار کرتے۔

مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝۲ ءَاِذَا

ایک تنبیہ کرنے والا ان کے پاس آیا تو کفار کہنے لگے: یہ تو ایک عجیب چیز ہے۔(2) کیا جب ہم مر کر

مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا

مٹی ہو جائیں گے (پھر زندہ کیے جائیں گے؟) یہ رجعت تو بہت بعید بات ہے۔(3) زمین ان (کے جسم) [۱] میں سے

تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝۴ بَلْ

جو کچھ کم کرتی ہے اس کا ہمیں علم ہے اور ہمارے پاس محفوظ رکھنے والی کتاب ہے۔(4) بلکہ

كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝۵

جب حق ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا لہٰذا اب وہ ایک الجھن میں مبتلا ہیں۔ (5)

اَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا

کیا ان لوگوں نے آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے ان کے اوپر کس طرح بنایا اور مزین کیا؟

وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا

اور اس میں کوئی شگاف بھی نہیں [۲] ہے۔ (6) اور اس زمین کو ہم نے پھیلایا اور اس میں

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝۷ تَبْصِرَةً

ہم نے پہاڑ ڈال دیے اور اس میں ہر قسم کے خوشنما جوڑے ہم نے اگائے۔(7) تاکہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے

وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۸ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

ہر بندے کے لیے بینائی و نصیحت (کا ذریعہ) بن جائے۔(8) اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا

مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝۹ وَالنَّخْلَ

جس سے ہم نے باغات اور کاٹے جانے والے دانے اگائے۔(9) اور کھجور کے بلند و بالا درخت

عربی حاشیہ

اظہار کیا گیا ہے۔

2- کتاب حفیظ درحقیقت علم خدا ہے جس میں تمام باتیں محفوظ ہیں اور کوئی چیز اس کے علم کے حدود سے باہر نہیں ہے کہ اس کا علم لامحدود ہے۔

3- یعنی کفار نے رسالت کی مخالفت تو کر دی ہے لیکن ایک اضطراب میں مبتلا ہیں کہ کیا بہانہ تلاش کریں۔ جادوگر کہیں یا شاعر..... کاہن کہیں یا مجنوں یا کچھ اور۔

4- یقیناً پانی بڑا بابرکت ہے کہ اس سے خوشنما سبزہ بھی پیدا ہوتا ہے اور باغات بھی تیار ہوتے ہیں، کھانے والے دانے بھی پیدا ہوتے ہیں اور کھجور کی پیداوار بھی ہوتی ہے اور انسان کو روزی بھی ملتی ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ اسے کم سے کم اتنا ہوش بھی رہے کہ یہ سب امور انجام دینے والا مُردہ کو بھی زندہ کر سکتا ہے اور اسے بھی دوسری خلقت کا لباس عطا کر سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قیامت کے منکرین نے طرح طرح کے شبہات پیدا کئے ہیں ان میں سے ایک شبہ یہ بھی ہے کہ انسان کے بہت سے اجزا زمین میں مل کر فنا ہو جاتے ہیں یا ایک انسان دوسرے انسان کو کھا جاتا ہے تو یہ اجزا دوسرے انسان کا جزو بن جاتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک مومن ہوا ور دوسرا کافر تو ان اجزا کو الگ کیسے کیا جائے گا اور پھر سزا کس کو دی جائے گی اور انعام کا مستحق کون جزو قرار پائے گا۔

پروردگار عالم نے ان سب باتوں کا جواب اپنے محیط علم سے دیدیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ تمام مسائل واضح ہیں اور ہمیں کوئی زحمت نہیں ہے۔ ہم اجزا کو الگ الگ بھی کر سکتے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ اس کے عمل کے مطابق برتاؤ بھی کر سکتے ہیں۔

(۲) یہ کمال تخلیق ہے کہ اتنے بڑے آسمان میں نہ کہیں جوڑ ہے اور نہ شگاف ورنہ ایک عمارت میں دو اینٹیں جوڑی جاتی ہیں تو اس کا جوڑ واضح ہو جاتا ہے ایسا زبردست پیدا کرنے والا اور ایک پانی سے اتنی قسم کی برکتیں ایجاد کر دینے والا کیا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ایک مردہ کو قبر سے نکال کر اس کا حساب و کتاب کر سکے۔ آخر یہ کونسا بڑا کام ہے جو وہ نہیں کر سکتا ہے اور پھر پہلی خلقت بھی اسی کی ایجاد کی ہوئی ہے تو جو لاشئے سے اتنی بڑی کائنات عالم وجود میں لا سکتا ہے اسے مٹی سے انسان بنا دینے میں کیا تکلیف ہے۔ انسان اپنی خلقت کو یاد رکھتا اور اس قدر سریع النسیان نہ ہوتا تو اللہ کی تمام باتوں کا یقین کر لیتا اور

وَالنَّخۡلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلۡعٌ نَّضِيۡدٌ ۙ﴿۱۰﴾ رِّزۡقًا لِّلۡعِبَادِ ۙ وَاَحۡيَيۡنَا بِهٖ

پیدا کیے جنہیں تہ بہ تہ خوشے لگے ہوتے ہیں۔(10) یہ سب بندوں کی روزی کے لیے ہے اور ہم نے اسی سے مردہ شہر کو

بَلۡدَةً مَّيۡتًا ؕ كَذٰلِكَ الۡخُرُوۡجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ

زندہ کیا۔ (مردوں کا قبروں سے) نکلنا بھی اسی طرح ہو گا۔(11) ان سے پہلے نوح کی قوم

نُوۡحٍ وَّاَصۡحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوۡدُ ۙ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرۡعَوۡنُ وَاِخۡوَانُ

اور اصحاب الرس اور ثمود نے تکذیب کی ہے۔(12) اور عاد اور فرعون اور برادران لوط نے

لُوۡطٍ ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ وَقَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ

بھی۔(13) اور ایکہ والوں اور تبع کی قوم نے بھی۔ سب نے رسولوں کو جھٹلایا

الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيۡدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيۡنَا بِالۡخَلۡقِ الۡاَوَّلِ ؕ بَلۡ

تو میرا عذاب (ان پر) لازم ہو گیا۔(14) کیا ہم پہلی بار کی تخلیق سے عاجز آ گئے تھے؟ نہیں بلکہ یہ لوگ نئی تخلیق کے

هُمۡ فِىۡ لَبۡسٍ مِّنۡ خَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ﴿۱۵﴾ؑ وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ

بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔(15) اور بتحقیق انسان کو ہم نے پیدا کیا ہے

وَنَعۡلَمُ مَا تُوَسۡوِسُ بِهٖ نَفۡسُهٗ ۖۚ وَنَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡ

اور ہم ان وسوسوں کو جانتے ہیں جو اس کے نفس کے اندر اٹھتے ہیں کہ ہم رگ گردن سے بھی زیادہ

حَبۡلِ الۡوَرِيۡدِ [5] ﴿۱۶﴾ اِذۡ يَتَلَقَّى الۡمُتَلَقِّيٰنِ [6] عَنِ الۡيَمِيۡنِ وَعَنِ

اس کے قریب ہیں۔(16) (انہیں وہ وقت یاد دلا دیں) جس وقت (اعمال کو) وصول کرنے والے دو (فرشتے) اس کی دائیں اور بائیں

الشِّمَالِ قَعِيۡدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ

طرف بیٹھے وصول کرتے رہتے ہیں۔(17) (انسان) کوئی بات زبان سے نہیں نکالتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک نگران

ع ۱ ۱۵ ۱۵

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۴ میں ہر قوم کے بارے میں تکذیب رسل کا ذکر ہے حالانکہ ہر قوم نے صرف اپنے رسول کی تکذیب کی ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ مرسلین کا پیغام واحد ہے لہٰذا ایک تکذیب سب کی تکذب کے مترادف ہے۔

ف: بظاہر رقیب، عتید، سائق، شہید یہ سب فرشتے ہیں اور ان کے بیٹھنے سے مراد ہمیشہ ساتھ رہنا ہے جس طرح کہ قرین فرشتہ ہی ہے کوئی اور نہیں ہے۔

5- گردن انسان کا قریب ترین عضو ہے اور اسی سے قوامِ حیات بھی ہے۔ خدا نے اپنے کو اس سے بھی زیادہ قریب تر بتایا ہے کہ مجھے ایک ایک سانس کی خبر ہے اور مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔

6- یہ دو فرشتے ہیں جو ہر انسان پر مسلط کئے گئے ہیں اور اس کے اعمال کو درج کرتے رہتے ہیں اور ایک ایک لفظ کا حساب کرتے رہتے ہیں۔ نہ ان سے کوئی عمل بچ کر جا سکتا ہے

اردو حاشیہ

اسکی قدرت کاملہ پر مکمل طور سے ایمان لے آتا۔

عَتِیۡدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتۡ سَکۡرَۃُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِکَ مَا کُنۡتَ

تیار ہوتا ہے۔(18)اور موت کی غشی ایک حقیقت بن کر آ گئی یہ وہی چیز ہے جس سے

مِنۡہُ تَحِیۡدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِی الصُّوۡرِ ؕ ذٰلِکَ یَوۡمُ الۡوَعِیۡدِ ﴿۲۰﴾

تو بھاگتا تھا۔(19)اور صور پھونکا جائے گا، (تو کہا جائے گا) یہ وہی دن ہے جس کا خوف دلایا گیا تھا۔(20)

وَجَآءَتۡ کُلُّ نَفۡسٍ مَّعَہَا سَآئِقٌ وَّ شَہِیۡدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدۡ کُنۡتَ

اور ہر شخص ایک ہانکنے والے اور ایک گواہی دینے والے کے ساتھ آئے گا۔(21)بے شک تو

فِیۡ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ ہٰذَا فَکَشَفۡنَا عَنۡکَ غِطَآءَکَ فَبَصَرُکَ الۡیَوۡمَ

اس چیز سے غافل تھا چنانچہ ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا ہے لہٰذا آج تیری نگاہ

حَدِیۡدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِیۡنُہٗ [7] ہٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیۡدٌ ﴿۲۳﴾ؕ اَلۡقِیَا

بہت تیز ہے۔(22)اور اس کا ہم نشین کہے گا: جو میرے سپرد تھا وہ حاضر ہے۔(23)(حکم ہوگا) تم دونوں (فرشتے)

فِیۡ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ ﴿۲۴﴾ۙ مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ مُّرِیۡبِۣ ﴿۲۵﴾ۙ

ہر عناد رکھنے والے کافر کو جہنم میں ڈال دو۔(24)خیر کو روکنے والے، حد سے تجاوز کرنے والے، شبہے میں رہنے والے کو۔(25)

الَّذِیۡ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَاَلۡقِیٰہُ فِی الۡعَذَابِ

جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بناتا تھا پس تم دونوں اسے سخت عذاب میں

الشَّدِیۡدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ قَرِیۡنُہٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطۡغَیۡتُہٗ وَلٰکِنۡ کَانَ فِیۡ

ڈال دو۔(26)اس کا ہم نشین (شیطان) کہے گا: ہمارے پروردگار! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ خود گمراہی میں

ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخۡتَصِمُوۡا لَدَیَّ وَقَدۡ قَدَّمۡتُ

دور تک چلا گیا تھا۔(27)اللہ فرمائے گا: میرے سامنے جھگڑا نہ کرو اور میں نے تمہیں پہلے ہی

عربی حاشیہ

اور نہ کوئی قول نظرانداز ہوسکتا ہے۔ غلط بیانی کرنے والے، غیبت کرنے والے، الزام لگانے والے افراد ان فرشتوں کے وجود سے باخبر ہوتے اور ان پر ایمان رکھتے ہوتے تو انھیں بھی اپنے نامۂ اعمال کا خیال ہوتا اور اس طرح کی حرکتیں نہ کرتے۔

7-اس قرین سے مراد وہ فرشتہ ہے جس نے نامۂ اعمال تیار کر رکھا ہے اور آیت نمبر ۲۷ میں قرین سے مراد وہ شیطان ہے جس نے انسان کو بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۳) آیت کریمہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کے جہنم میں جانے کا فیصلہ بدل نہیں سکتا ہے اور جن کے بارے میں دونوں فرشتوں کو حکم ہوگا کہ انہیں جہنم میں ڈال دو ان میں حسب ذیل صفات ہوں گے:۔

۱۔ وہ نعمت خدا کا شکریہ نہ ادا کرنے والے ہوں گے۔

۲۔ حق سے عناد رکھنے والے ہوں گے۔

۳۔ نیکیوں سے روکنے والے ہوں گے۔

۴۔لوگوں کے حقوق پر تجاوز کرنے والے ہوں گے۔

۵۔ شکوک وشبہات پیدا کرنے والے ہوں گے۔

یعنی خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے ہوں گے۔ ایسے افراد کا گناہ کسی بھی قیمت پر قابل معافی نہیں ہے ورنہ گناہ کا معاف کر دینا کرم ہے اور کرم ذات خدا سے بعید نہیں ہے۔

اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ [8] وَمَآ اَنَا

برے انجام سے باخبر کر دیا تھا۔(28) میرے ہاں بات بدلتی نہیں ہے اور نہ ہی میں اپنے بندوں پر

بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ ع يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ

ظلم کرنے والا ہوں۔(29) جس دن ہم جہنم سے پوچھیں گے : کیا تو بھر گئی ہے؟ اور

تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ

وہ کہے گی: کیا مزید ہے؟(30) اور جنت پرہیزگاروں کے لیے قریب کر دی جائے گی، وہ دور

بَعِيْدٍ ﴿٣١﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿٣٢﴾ ج مَنْ

نہ ہوگی۔(31) یہ وہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہر اس شخص کے لیے جو توبہ کرنے والا، (حدود الٰہی کی) محافظت کرنے والا ہو۔(32)

خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿٣٣﴾ لا ادْخُلُوْهَا

جو بن دیکھے رحمٰن سے ڈرتا ہو اور توبہ والا دل لے کر آیا ہو۔(33) تم اس جنت میں

بِسَلٰمٍ ط ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿٣٤﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا

سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ وہ ہمیشہ رہنے کا دن ہوگا۔(34) وہاں ان کے لیے جو وہ چاہیں گے حاضر ہے

وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ [9] هُمْ

اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔(35) ہم نے ان سے پہلے کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کیا

اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ط هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٦﴾

جو ان سے قوت میں کہیں زیادہ تھیں۔ پس وہ شہر بہ شہر پھرے۔ کیا کوئی جائے فرار ہے؟ (36)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ

اس میں ہر صاحب دل کے لیے یقیناً عبرت ہے جو کان لگا کر توجہ سے سنے

عربی حاشیہ

8- اگرچہ عذاب کی بات کا بدل دینا عفو ہے اور وہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے لیکن بعض افراد کے بارے میں یہ طے شدہ ہے کہ ان کا عذاب بھی برطرف نہیں ہوگا۔ اور غالبًا یہ انھیں افراد کے عذاب کے بارے میں اشارہ کیا گیا ہے ''یا یہ کہ عفو کا بھی ایک نظام ہے اور اس میں بھی تبدیلی ممکن نہیں ہے''۔

9- قرن۔ ایک دور کے انسانوں کو کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنے اقتدار کی بنا پر تمام دنیا کی تحقیقات کی کہ کہاں موت سے چھٹکارا مل سکتا ہے لیکن آخر کار ثابت ہوا کہ موت سے چھٹکارا ملنے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۷ دلیل ہے کہ نصیحت حاصل کرنے کے لئے قلب وعقل یا ذاتی صلاحیت درکار رہے یا پھر انسان حضور قلب کے ساتھ بات سننے کے لئے تیار ہو۔ اس کے بغیر نہ عالم پر کوئی اثر ہوسکتا ہے اور نہ جاہل پر۔

اردو حاشیہ

(۴) ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں جانے والے افراد کے بھی کچھ مخصوص صفات ہوں گے اور یہ ایسے افراد ہوں گے کہ خود جنت کو بھی ان سے قریب تر کر دیا جائے گا انکے اوصاف کا خلاصہ یہ کہ:۔

۱۔ خدا کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے۔

۲۔ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

۳۔ بغیر دیکھے خوف خدا رکھنے والے ہوں گے۔

۴۔ ان کا دل ہمیشہ خدا کی طرف متوجہ ہوگا۔

۳؎ واضح رہے کہ اہل جنت کیلئے ان کی خواہش سے زیادہ نعمتیں مہیا کی گئی ہیں کہ خواہش بندہ کی فکر کے مطابق ہوتی ہے اور نعمت خدا کے علم واقتدار اور اس کے فضل وکرم کے مطابق دی جائے گی۔

وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

اور حاضر ہو۔(37)اور بتحقیق ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى

سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں کوئی تھکان محسوس نہیں ہوئی۔(38)جو باتیں یہ کرتے ہیں

مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ

اس پر آپ صبر کریں اور طلوع آفتاب (۵) اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی

قَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿٣٩﴾ ج وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿٤٠﴾

ثناء کے ساتھ تسبیح کریں۔(39)اور رات کے وقت بھی اور سجدوں کے بعد بھی اس کی تسبیح کریں۔ (40)

وَاسْتَمِعْ [10] يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿٤١﴾ لا يَوْمَ

اور کان لگا کر سنو! جس دن منادی قریب سے پکارے گا۔(41)اس دن

يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۗ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿٤٢﴾

لوگ اس چیخ کو حقیقتاً سن لیں گے۔ وہی (قبروں سے) نکل پڑنے کا دن ہوگا۔ (42)

اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿٤٣﴾ لا يَوْمَ تَشَقَّقُ

یقیناً ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور بازگشت بھی ہماری ہی طرف ہے۔(43)اس دن زمین

الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا [11] ۗ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ

ان پر سے تیزی کے ساتھ پھٹ جائے گی۔ یہ جمع کر لینا ہمارے لیے آسان ہے۔(44)یہ جو کچھ

اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ [12] قف فَذَكِّرْ

کہہ رہے ہیں اسے ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں اور آپ ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہیں۔ پس آپ اس

عربی حاشیہ

10- یہاں گویا ایک لفظ مخدوف ہے کہ آپ اس دن کا قصہ سنیں جس دن صور پھونکا جائے گا ورنہ رسول اکرمؐ کو صدائے صور نہیں سننا ہے۔ یہ خطاب قوم والوں کے لئے ہے جیسا کہ دوسری آیت میں صاف طریقہ سے واضح کردیا گیا ہے۔

11- قیامت کے دن اس طرح زمین شگافتہ ہوگی کہ سب قبروں سے جلدی جلدی نکل کر میدانِ حشر میں بکھر جائیں گے اور خدا کے لئے اس مجمع کا اکٹھا کر لینا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

12- جبار۔ زبردستی ایمان پر مجبور کرنے والے کو کہا جاتا ہے اور رسول اکرمؐ کا کام ایمان کی دعوت دینا ہے۔ ایمان پر مجبور کرنا نہیں ہے کہ یہ بات نظامِ عدل کے خلاف ہے اور اسلام دینِ عدالت وحکمت ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اوقات نماز کی طرف ایک اشارہ ہے کہ طلوع صبح سے پہلے نماز پڑھی جائے اور غروب سے پہلے نماز عصر پھر رات کے اوقات میں مغرب اور عشاء ادا کی جائے اور نمازوں کے بعد نوافل ادا کئے جائیں کہ یہ سب تسبیح پروردگار کے بہترین مصادیق ہیں جہاں نفلی تسبیح بھی ہوتی ہے اور اسی کے ساتھ عملی تسبیح بھی ہوتی ہے۔

لیکن اس تفصیل میں نماز ظہر کا کوئی ذکر نہیں ہے جو واجبات میں سب سے پہلی نماز ہے اور اسے صلوٰۃ وسطیٰ سے تعبیر کیا گیا ہے ہوسکتا ہے کہ قبل الغروب میں ظہر وعصر دونوں شامل ہوں لیکن اس طرح تو دونوں نمازوں کے ایک ساتھ ادا کرنے کا حکم ظاہر ہوتا ہے جس طرح کہ مغرب وعشاء کا تذکرہ بھی ایک ہی لفظ میں کیا گیا ہے اور الگ الگ اوقات کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور حقیقت امر بھی یہی ہے کہ قرآن مجید میں نمازوں کے الگ الگ ادا کرنے کا کوئی تذکرہ نہیں ہے خدا جانے اس عادت پر مسلمانوں کا اصرار کیوں ہے اور وہ اسے جواز ہی کی حد تک کیوں نہیں رہنے دیتے جس کے بعد ہر مسلمان کو اختیار رہے چاہے الگ الگ پڑھے یا ملا کر پڑھے۔

بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾ ع

قرآن کے ذریعے اس شخص کو نصیحت کریں جو ہمارے عذاب کا خوف رکھتا ہو۔(45)

اٰیاتها ٦٠ — ۵۱ سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ٦٧ — رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ﴿۳﴾

قسم ہے بکھیر کر اڑانے والی (ہواؤں) کی۔(1) پھر بوجھ اٹھانے والے (بادلوں) کی۔[1] (2) پھر سبک رفتاری سے چلنے والی (کشتیوں) کی۔(3)

فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ﴿۴﴾ اِنَّمَا [1] تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ﴿۵﴾ وَّاِنَّ

پھر امور کو تقسیم کرنے والے (فرشتوں) کی۔(4) جس بات کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً سچ ہے۔(5) اور جزاء

الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ﴿٦﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ [2] ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ

(کا دن) ضرور واقع ہو گا۔(6) قسم ہے راہوں والے آسمان کی۔(7) تم لوگ یقیناً

قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾ قُتِلَ

متضاد باتوں میں پڑے ہوئے ہو۔(8) اس (قرآن) سے وہی برگشتہ ہوتا ہے جسے برگشتہ کیا گیا ہو۔(9) بے بنیاد باتیں

الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَ

کرنے والے مارے گئے۔(10) جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں۔(11) وہ پوچھتے ہیں:

اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ [3] ﴿۱۳﴾

جزاء کا دن کب ہو گا؟(12) جس دن یہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے۔(13)

عربی حاشیہ

1- یہ لفظ انّ اور ما سے مرکب ہے اور اس میں ما موصولہ ہے۔

ف: ایک روایت کی بنا پر ذاریات ہوائیں ہیں اور حاملات بادل، جاریات کشتیاں ہیں اور مقسمات فرشتے اور فرشتوں میں تقسیم کار کا تعلق کل کائنات کی تدبیر سے ہے یا صرف رزق کی تقسیم ہے!

ف: حبک کا تعلق ستاروں کی شکلوں سے بھی ہوسکتا ہے اور بادلوں کی ترتیب سے بھی اور اسے کہکشاؤں کی تعبیر بھی قرار دیا جاسکتا ہے کہ ان کی تصویر بالکل گھونگھریالے بالوں جیسی ہے۔

2- مختلف راستوں کو بھی کہا جاتا ہے اور بہترین خلقت کو بھی اور آسمان پر دونوں ہی باتیں پائی جاتی ہیں۔

3- فتن آزمائش ہے جس طرح کہ کسی چیز کو آگ پر تپایا جاتا ہے کہ اس کی ملاوٹ نکل جائے اور کھرا کھوٹا الگ ہو جائے۔

اردو حاشیہ

(۱) بعض حضرات نے ہر جملہ سے ایک الگ مخلوق کو مراد لیا ہے لیکن ف کا حرف علامت ہے کہ یہ سب ایک ہی مخلوق کے کام ہیں اور وہ ہوا ہے جو یہ سارے کام انجام دیتی ہے اور جو خدا ہواؤں میں اتنی طاقت پیدا کر سکتا ہے وہ مردوں کو زندہ کیوں نہیں کر سکتا ہے۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

اپنے فتنے کو چکھو۔ یہ وہی ہے جس کی تمہیں عجلت تھی۔ (14)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ

(اس روز) اہل تقویٰ یقیناً جنتوں اور چشموں میں ہوں گے۔(15)ان کے رب نے جو کچھ انہیں دیا ہے

رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶﴾

اسے وصول کر رہے ہوں گے۔ وہ یقیناً اس (دن) سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔(16)

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ

وہ رات کو کم سویا کرتے تھے۔ (17) اور

بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ

سحر کے اوقات میں استغفار کرتے تھے۔(18)اور ان کے اموال میں

حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ وَ فِي الْاَرْضِ

سائل اور محروم کے لیے حق ہوتا تھا۔ (19)اور زمین میں

اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اہل یقین کے لیے نشانیاں ہیں۔(20)اور خود تمہاری ذات میں بھی،تو کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (21)

وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ

اور تمہاری روزی آسمان میں ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(22)پس آسمان

وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور زمین کے پروردگار کی قسم یقیناً وہ اسی طرح برحق ہے جس طرح تم باتیں کر رہے ہو۔ (23)

عربی حاشیہ

4- ان صفات کا بہترین مصداق نماز شب ہے جس کا ادا کرنے والا بہرحال کم سوتا ہے اور سحر کے وقت اللہ کی بارگاہ میں مسلسل استغفار کرتا ہے اور کم سے کم ستر مرتبہ قنوت وتر میں استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کی تکرار کرتا ہے۔

5- محروم ان فقیروں کو کہاجاتا ہے جو ہاتھ نہیں پھیلاتے ہیں اور اس طرح بہت سی نعمتوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔

6- بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس سے جنت وکوثر وغیرہ مراد ہیں کہ اس کا مرکز بھی آسمانوں ہی میں ہے۔

7- اس ضمیر کا مرجع قرآن یا قیامت ہے اور مقصد یہ ہے کہ جس قدر انسان کو خود اپنی باتوں کا یقین ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ قرآن اور حشر ونشر کا معاملہ یقینی اور برحق ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صاحبانِ تقویٰ کے لئے باغات ہیں، چشمے ہیں، اللہ کی نعمتیں ہیں۔لیکن ان متقین سے مراد وہ افراد ہیں جن کے پاس فقط ظاہر داری اور نمائشی تقویٰ نہیں ہے بلکہ ان کا کردار نیک ہے۔ وہ راتوں کو کم آرام کرتے ہیں، سحر کے وقت اٹھ کر نسیم سحری سے لطف اندوز ہونے کے بجائے استغفار کرتے ہیں، دولت جمع کرنے یا گھر کی رونق بڑھانے کے بجائے اپنے مال میں غرباء کا ایک حق سمجھتے ہیں اور ان میں مال تقسیم کر دیتے ہیں جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ رات بھر سو کر نماز صبح تک کھا جانے والے اور رات کی بیداری کو استغفار کے بجائے فلموں کے حوالے کر دینے والے اور غرباء وفقراء کا حق دینے کے بجائے خمس وزکوٰۃ ہضم کر کے تعیش آمیز زندگی گزارنے والے کسی قیمت پر متقی نہیں ہیں اور نہ ان کا جنت وکوثر سے کوئی تعلق ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾
کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت پہنچی ہے؟ (24)

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾
جب وہ ان کے ہاں آئے تو کہنے لگے: سلام ہو۔ ابراہیم نے کہا: سلام ہوا! ناآشنا لوگ (معلوم ہوتے ہو)۔(25)

فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲٦﴾ۙ
پھر وہ خاموشی سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک موٹا بچھڑا لے آئے۔(26)

فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ؗ
پھر اسے ان کے سامنے رکھا۔ کہا: آپ کھاتے کیوں نہیں؟(27)

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾
پھر ابراہیم نے ان سے خوف محسوس کیا۔ کہنے لگے: خوف نہ کیجئے اور انہیں ایک دانا لڑکے کی بشارت دی۔(28)

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾
تو ان کی زوجہ چلاتی ہوئی آئیں اور اپنا منہ پیٹنے لگیں اور بولیں: (میں تو) ایک بڑھیا (اور ساتھ) بانجھ (بھی ہوں)۔(29)

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾
انہوں نے کہا: تمہارے پروردگار نے اسی طرح فرمایا ہے۔ وہ یقیناً حکمت والا، خوب جاننے والا ہے۔(30)

عربی حاشیہ

8-صرہ اصل میں باندھنے اور وابستگی کے معنی میں ہے لیکن شدت سے چیخنے کے بارے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ صک شدت سے مارنے یا منھ پیٹنے کے معنی میں ہے۔ گویا سارہ نے شرم حیا سے منھ پیٹ لیا یا منھ پر ہاتھ رکھ لیا۔

اردو حاشیہ

(۳) وجود خدا یقیناً ایک عقلی اور فکری مسئلہ ہے لیکن دلائل وجود خدا تمام تر محسوس اور مشاہدہ میں آنے والے ہیں۔ انسان زمین کو دیکھے تو ہر ذرہ اور ہر پتہ معرفت کا ایک دفتر بنا ہوا ہے اور اپنے وجود پر غور کرے تو ہر سانس معرفت الٰہی کا ایک پیغام لے کر آتی ہے۔ "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" جس نے اپنے کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ

ابراہیم نے کہا: اے اللہ کے بھیجے ہوئے (فرشتو) آپ کی (اصل) مہم کیا ہے؟ (31) انہوں نے کہا: ہم

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً

ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (32) تا کہ ہم ان پر مٹی کے کنکر

مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخْرَجْنَا

برسائیں۔ [1] (33) جو حد سے تجاوز کرنے والوں کے لیے آپ کے رب کی طرف سے نشان زدہ ہیں۔ (34) پس وہاں

مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ

موجود مومنین کو ہم نے نکال لیا۔ (35) پھر وہاں ہم نے مسلمانوں کا

بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ

صرف ایک گھر پایا۔ (36) اور دردناک عذاب سے ڈرنے والوں کے لیے ہم نے

الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ

وہاں ایک نشانی چھوڑ دی۔ (37) اور موسیٰ (کے قصے) میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے انہیں واضح دلیل کے ساتھ

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

فرعون کی طرف بھیجا۔ (38) تو اس نے اپنی طاقت کے بھروسے پر منہ موڑ لیا اور بولا: جادوگر یا دیوانہ ہے۔ (39)

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾

چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو گرفت میں لے لیا اور انہیں دریا میں پھینک دیا اور وہ لائق ملامت تھا۔ (40)

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ

اور عاد میں بھی (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر نامبارک آندھی بھیجی۔ (41) وہ

عربی حاشیہ

ف: قوم لوط کی جگہ شہر سدوم اردن میں بحرا لمیت کے قریب واقع تھا اور عذاب کے بعد بقولے زیر آب ہو گیا اور بقولے پتھروں کے نیچے دب گیا۔ ان پتھروں کا نشاندار ہونا علامت ہے کہ عذاب الٰہی حساب و کتاب کے ساتھ ہے بے تحاشہ آفت نہیں ہے۔ فرشتوں کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ سے عذاب سے پہلے ہوئی ہے لہٰذا آیت نمبر ۳۵ اور اس کے بعد کلام خدا ہے کلام ملائکہ نہیں ہے۔

خطب۔ شان، حالت۔

مسوّمہ۔ جس پر نشان لگا دیئے گئے ہوں۔

رکن۔ جس پر اعتماد کیا جائے جیسے جاہ وحشم، فوج ولشکر وغیرہ۔

یم۔ دریا۔

مُلیم۔ جو قابلِ ملامت کام کرے۔

ریح عقیم۔ وہ ہوا جس کے پیچھے نہ بارش کے امکانات ہوں اور نہ درخت کی پیوندکاری کے کام آسکے یعنی بالکل بانجھ۔

اردو حاشیہ

(۱) شریعت اسلام کا قانون یہ ہے کہ مرد وعورت شادی شدہ ہونے کے بعد اور جنسی تسکین کے امکان کے باوجود بھی ناجائز تعلقات قائم کریں تو انہیں سنگسار کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ جو پروردگار مرد اور عورت کے ایسے تعلقات کو برداشت نہیں کرسکتا جو فطری طور سے تعلقات کا موضوع ہیں تو وہ مرد مرد کے تعلقات کو کس طرح برداشت کرسکتا ہے اور چونکہ اس مسئلہ میں قوم جناب لوط کی بات ماننے کیلئے بالکل تیار نہیں تھی کہ وہ کوئی سزا دیتے تو قدرت نے خود آسمانی سزا کا انتظام کر دیا اور اقوام عالم کو ہوشیار کر دیا کہ بعض جرائم ایسے بھی ہیں جن کی سزا کا ہم فوراً انتظام کرتے ہیں اور انہیں میں سے ایک ہم جنسی بھی ہے۔ (خدا آج کی ترقی یافتہ اقوام کو عقل سلیم عطا کرے۔)

مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ

جس چیز پر گرتی تھی اسے بوسیدہ کر کے چھوڑ دیتی تھی۔(42)اور ثمود میں بھی (نشانی ہے)

ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ

جب ان سے کہا گیا: ایک وقت معین تک زندگی کا لطف اٹھا لو۔(43) مگر انہوں نے اپنے رب کے

رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا

حکم سے سرتابی کی تو انہیں کڑک نے گرفت میں لیا اور وہ دیکھتے رہ گئے۔(44) پھر وہ

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ

اٹھ بھی نہ سکے اور نہ ہی وہ (خود کو) بچا سکتے تھے۔(45)اور اس سے

مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ

پہلے نوح کی قوم (بھی ایک نشان عبرت) ہے۔ یقیناً وہ فاسق لوگ تھے۔(46)اور آسمان کو

بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا

ہم نے اپنی قوت سے بنایا اور ہم ہی وسعت دینے والے ہیں۔ [۲] (47) اور زمین کو ہم نے فرش بنایا

فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

اور ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں۔(48)اور ہر چیز کے [۳] ہم نے جوڑے بنائے ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ

شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو۔(49) پس تم اللہ کی طرف بھاگو۔ تحقیق میں اللہ کی طرف سے تمہیں صریح

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ

تنبیہ کرنے والا ہوں۔(50)اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ۔ میں اللہ کی طرف سے تمہیں صریح

عربی حاشیہ

رمیم۔ بوسیدہ۔

موسعون۔ وسعت دینے والے۔ اشارہ ہے کہ فضائے آسمان میں مسلسل وسعت پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

ماہدون۔ زمین کو ہموار کرنے والے اور اسے رہنے والوں کے لئے گہوارہ کے مانند بنا دینے والے کہ حرکت بھی کرتی رہے اور لوگ مطمئن بھی رہیں۔

فرار الی اللہ۔ خدا کی بارگاہ میں پناہ لینا اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا۔

ف: عذاب الٰہی کے بارے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ عذاب آگ، پانی، پہاڑ اور مٹی کی شکل میں آیا جب کہ یہی عناصر زندگی کی اصل قرار دیئے جاتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وسعت سماوات کے بارے میں آخری انکشاف یہ ہے کہ آسمان کی فضا ۶۶ ہزار کلومیٹر فی سکنڈ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ فتبارک

اردو حاشیہ

(۲) قدیم علماء نے آسمان کی وسعت سے بارش اور رزق کا نزول مراد لیا تھا لیکن آج یہ بات طے ہو چکی ہے کہ فضا میں مسلسل وسعت پیدا ہوتی جا رہی ہے اور آج تک میں کئی گنا وسعت کا انکشاف ہو چکا ہے۔ آگے کا حال اللہ بہتر جانتا ہے۔

(۳) ذرّات سے لے کر انسان تک کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جس کا جوڑا نہ بنایا گیا ہو جوڑے سے مراد شوہر اور زوجہ نہیں ہیں بلکہ مرد اور عورت ہیں یعنی انسانوں میں بھی دو صنفیں بنائی گئی ہیں۔ شادی کا مسئلہ اس سے بالکل غیر متعلق ہے۔

مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۱ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

تنبیہ کرنے والا ہوں۔(51)اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کے پاس

مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝۵۲ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ

جوبھی رسول آیا اس سے انہوں نے کہا: جادوگر ہے یا دیوانہ۔(52) کیاان سب نے ایک دوسرے کو اسی بات کی نصیحت کی ہے؟

بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝۵۳ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝۵۴

(نہیں) بلکہ وہ سرکش قوم ہیں۔(53)پس آپ ان سے رخ پھیر لیں تو آپ پر کوئی ملامت نہ ہو گی۔(54)

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۵ وَمَا خَلَقْتُ

اور نصیحت [۴] کرتے رہیں کیونکہ نصیحت تو مومنین کے لیے یقیناً فائدہ مند ہے۔(55)اور میں نے جن وانس کو

الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ

خلق نہیں کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔(56)میں نہ ان سے کوئی روزی چاہتا ہوں [۵] اور نہ ہی

رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝۵۷ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔(57)یقیناً اللہ ہی بڑا رزق دینے والا،

ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝۵۸ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ

بڑی پائیدار طاقت والا ہے۔(58)پس جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے حصے میں وہی سزائیں ہیں

ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۵۹ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ

جو ان کے ہم مشربوں کے حصے میں ہیں لہٰذا یہ لوگ مجھ سے عجلت نہ مچائیں۔(59)پس کفار کے لیے تباہی ہے

كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝۶۰ ع

اس روز جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(60)

عربی حاشیہ

اللہ احسن الخالقین۔

ف: مالک کائنات غنی مطلق بھی ہے اور حکیم بھی لہٰذا تخلیق بے مقصد بھی نہیں ہے اور اس سے خالق کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔تخلیق کا مقصد اعطاء کمال ہے اور اعطاء کمال ممکن نہیں ہے لہٰذا عبادت کے راستے سے یہ کمال دیا گیا ہے۔

جن کے ذکر کا تقدم اس کی اولیت کے اعتبار سے ہے اور مقصد سب کا یہ ہے کہ بندہ بندگی کرے اور مالک کمال مطلق سے قریب تر بنادے جو بشری کمال کی آخری منزل ہے۔

1- یہ عجیب بات ہے کہ اہل باطل جہاں بھی رہتے ہیں ان کی باتیں ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔مشرق ومغرب عالم میں ہر ڈاڑھی منڈانے والے کے پاس ایک ہی دلیل ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ ہرخمس نہ دینے والا ایک ہی بات کہتا ہے کہ یہ سب کھانے پینے کے ذرائع ہیں۔مولا کا مال چاہنے والوں کے لئے حلال

اردو حاشیہ

(۴) اگرچہ پروردگار عالم نے پیغمبر اسلام کو قوم سے اعراض کرنے کا حکم دیدیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ ان کی گمراہی کی کوئی ذمہ داری پیغمبر پر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یاددہانی کو فرض قرار دیا ہے کہ اس سے صاحبانِ ایمان کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ ہر دور کے علماء اور خطباء کیلئے ایک تعلیم ہے کہ قوم پر اثر دکھائی دے یا نہ دکھائی دے یاددہانی کا سلسلہ جاری رکھو کہ اس طرح کم از کم صاحبان ایمان کو تو فائدہ ہوتا ہی ہے عام انسان بھی کبھی نہ کبھی راہِ عمل پر آ جاتا ہے۔

(۵) انسان کس قدر نااہل ہے کہ خدا نے عبادت کا حکم دیا تو اسے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اس میں خدا کا کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہوگا اور پھر اسے واضح کرنا پڑا کہ تم سے کیا فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔تمہارے پاس کیا ہے جس سے امید وابستہ کی جائے، جو کچھ بھی ہے سب میرا ہی دیا ہوا ہے۔

اٰیاتہا ۴۹ ۵۲ سُورَۃُ الطُّوْرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۶ رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالطُّوۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَکِتٰبٍ مَّسۡطُوۡرٍ ۙ﴿۲﴾ فِیۡ رَقٍّ مَّنۡشُوۡرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالۡبَیۡتِ

قسم ہے طور (۱) کی۔(1)اور لکھی ہوئی کتاب کی۔(2)ایک کشادہ ورق میں۔(3)اوربیت معمور

الۡمَعۡمُوۡرِ ۙ﴿۴﴾ وَالسَّقۡفِ الۡمَرۡفُوۡعِ ۙ﴿۵﴾ وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ ۙ﴿۶﴾

(آباد گھر) کی۔(4)اور بلند چھت کی۔(5)اور موجزن سمندر کی۔ (6)

اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ یَّوۡمَ

آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔(7)اسے ٹالنے والا کوئی نہیں ہے۔(8)اس روز

تَمُوۡرُ السَّمَآءُ مَوۡرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِیۡرُ الۡجِبَالُ سَیۡرًا ﴿ؕ۱۰﴾ فَوَیۡلٌ

آسمان بری طرح تھرتھرائے گا۔(9) اور پہاڑ بھی پوری طرح چلنے لگیں گے۔(10)پس اس دن

یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿ۙ۱۱﴾ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ خَوۡضٍ یَّلۡعَبُوۡنَ ﴿۱۲﴾ (وقف لازم)

تکذیب کرنے والوں کے لیے تباہی ہے۔(11)جو بیہودگیوں میں کھیل رہے ہیں۔ (12)

یَوۡمَ یُدَعُّوۡنَ اِلٰی نَارِ جَہَنَّمَ دَعًّا ﴿ؕ۱۳﴾ ہٰذِہِ النَّارُ الَّتِیۡ

اس دن وہ شدت سے جہنم کی آگ کی طرف دھکیلے جائیں گے۔(13)یہ وہی آگ ہے جس کی

کُنۡتُمۡ بِہَا تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحۡرٌ ہٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ لَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿ۚ۱۵﴾

تم لوگ تکذیب کرتے تھے۔ (14) (بتاؤ) کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں ہو؟ (15)

عربی حاشیہ

ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہرقوم ہر دوسری قوم کو وصیت کر کے جاتی ہے کہ یہی عذر بیان کرنا ہے یا سب کا استاد کوئی ایک ہی ہے جو سب کو ایک ہی سبق سکھاتا ہے۔

2- ذنوب۔ گناہوں کا نتیجہ یعنی عذاب یہاں ذال پر زبر ہے۔

1- طور۔ صحن خانہ اور پہاڑ کو کہا جاتا ہے یہاں طور سینا یعنی وہ پہاڑ مراد ہے جہاں جناب موسیٰ سے خدا سے باتیں ہوئی تھیں۔

2- اصلوہا۔ جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اسی میں جلو۔

کتاب مسطور۔ ہر کتاب الٰہی ہے۔ اسی لئے امیرالمومنینؑ نے قرآن مجید کو بھی کتاب مسطور سے تعبیر کیا ہے۔

ف: اس سورہ کی قسموں میں تشریعی اور تکوینی دونوں قسم کی نشانیوں کا تذکرہ ہے اور توحید، نبوت، معاد سب کو جمع کرلیا گیا ہے۔ اس کے بعد اہل جہنم کے جہنم میں جانے کی کیفیت کا

اردو حاشیہ

(۱) عذاب کے وقوع کا امکان واضح کرنے کیلئے قدرت نے چند قسم کی مخلوقات اور ان کے اختیارات کی قسم کو ذریعہ بنایا ہے۔ طور، کتاب مسطور، بیت معمور (جو آسمان پر ہے اور وہاں کے باشندوں کا قبلہ بھی ہے) بلند ترین آسمان، جوش مارتا ہوا سمندر وغیرہ تا کہ انسان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جو ان تمام چیزوں کو خلق کرسکتا ہے وہ ایک لمحہ میں انہیں خراب بھی کرسکتا ہے اور اسی کا نام قیامت ہے۔

یہ انسان کی بدبختی ہے کہ اس قدر واضح قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی قیامت کے امکانات پر بحث کرتا ہے اور اپنے کو اس ہولناک موقع کیلئے تیار نہیں کرتا ہے۔

اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا

اب اس میں جھلس جاؤ پھر صبر کرو یا صبر نہ کرو تمہارے لئے یکساں ہے۔ تمہیں تو بہرحال

تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ

تمہارے اعمال کی جزاء دی جائے گی۔(16)اہل تقویٰ تو یقیناً جنتوں اور نعمتوں میں

وَّنَعِيۡمٍ ۙ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰٮهُمۡ رَبُّهُمۡ

ہوں گے۔(17)ان کے رب نے جو کچھ انہیں عطا کیا ہے اس پر وہ خوش ہوں گے اور ان کا پروردگار انہیں

عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓـئًا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۙ﴿۱۹﴾

عذاب جہنم سے بچا لے گا۔(18)خوشگواری سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کے عوض جو تم کرتے رہے ہو۔(19)

مُتَّكِـِٕيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ ﴿۲۰﴾

وہ ایک صف میں بچھی ہوئی مسندوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے اور بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا عقد کر دیں گے۔(20)

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ

اور جو لوگ ایمان لے آئے اور ان کی اولاد (۲) نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی

ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَـتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ كُلُّ امۡرِیٴٍ

اولاد کو (جنت میں) ہم ان سے ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے ہم کچھ بھی کم نہیں کریں گے،

بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ ﴿۲۱﴾ وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحۡمٍ مِّمَّا

ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہے۔(21)اور ہم انہیں پھل اور گوشت جو ان کا جی چاہے

يَشۡتَهُوۡنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا وَ

فراہم کریں گے۔(22)وہاں وہ آپس میں جام چلاتے ہوں گے جس میں نہ بیہودگی ہو گی

عربی حاشیہ

تذکرہ ہے جس کی مختلف تعبیرات اس ذلت کی نشاندہی کر رہی ہیں جس کا انھیں سامنا کرنا ہوگا۔

ف: آیت نمبر ۲۱ میں ذریت سے مراد بظاہر بالغ اولاد ہے اگرچہ نابالغ کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے اور رہین کے معنی لغت میں دائمی کے ہیں لہٰذا آیت کا مجموعی تعلق متقین ہی سے ہے مجرمین سے نہیں ہے۔

3-فاکہین۔ فکاہہ سے مشتق ہے یعنی مطمئن اور پرسکون۔

ہنیئاً۔خوشگوار۔

سرر مصفوفہ۔ وہ تخت جو ایک لائن سے لگا دیئے گئے ہوں۔

حورعین۔ وہ حورین جن کی آنکھیں کشادہ ہوں کہ انسان انھیں دیکھ کر حیرت میں پڑ جائے۔

ماالتناہم۔یعنی اولاد کو بزرگوں سے ملحق کرنے کے باوجود بزرگ کے اعمال میں سے

اردو حاشیہ

(۲) یہ بات تقریباً مسلمات میں سے ہے کہ دنیا میں نابالغ بچوں کا حکم ان کے ماں باپ کا حکم ہوتا ہے اور ماں باپ مسلمان ہوتے ہیں تو بچہ بھی مسلمان کے حکم میں رہتا ہے اور ماں باپ کافر ہوتے ہیں تو بچہ بھی انہیں کے حکم میں رہتا ہے اور یہ ایک طرح سے مسلمان کو اس کے اسلام کا انعام اور کافر کو اس کے کفر کی سزا ہے کہ اس کی نجاست و نحوست نسلوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔لیکن آخرت کے اعتبار سے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ وہاں ان بچوں کا کیا انجام ہوگا۔ یہ بات تقریباً واضح ہے کہ کافر کے بچہ کو جہنم میں نہیں ڈالا جا سکتا ہے کہ یہ ظلم ہے اور ظلم عادل حقیقی کی شان کے خلاف ہے لیکن مسلمان کے بچے کے جنت میں جانے کا مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ اس نے گناہ نہیں کیا ہے تو جنت میں جانے کا استحقاق بھی نہیں پیدا کیا ہے اگرچہ رحمت پروردگار کا مسئلہ الگ ہے لیکن قوانین کے ذریعہ یہ طے نہیں کیا جا سکتا۔ بالغ اور نیک سیرت کے بارے میں تو اس آیت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کے ساتھ رکھ دیا جائے گا چاہے ان کے اعمال میں نقص ہی کیوں نہ ہو لیکن اس نقص کو بزرگوں کے اعمال سے پورا نہیں کیا جائے گا بلکہ فضل و کرم الٰہی سے پورا کیا جائے گا۔

لَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

اور نہ گناہ۔(23)اور ان کے گرد نوعمر خدمت گزار لڑکے ان کے لیے چل پھر رہے ہوں گے گویا وہ چھپائے ہوئے

مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾

موتی ہوں۔(24)اور یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر سوال کریں گے۔[۳] (25)

قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ

کہیں گے: پہلے ہم اپنے گھر والوں کے درمیان ڈرتے رہتے تھے۔(26) پس اب اللہ نے ہم پر احسان کیا

عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ

اور ہمیں جھلسا دینے والی ہواؤں کے عذاب سے بچا لیا۔(27)اس سے پہلے ہم اسی کو پکارتے تھے۔

نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ ع فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ

وہ یقیناً احسان فرمانے والا، مہربان ہے۔(28)لہٰذا آپ نصیحت کرتے جائیں کہ

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ

آپ اپنے رب کے فضل سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون۔(29) کیا یہ لوگ کہتے ہیں: یہ شاعر ہے،

نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم

ہم اس کے بارے میں گردش زمانہ (موت) کے منتظر ہیں؟(30) کہہ دیجئے: انتظار کرو کہ میں بھی تمہارے ساتھ

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ

انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔(31) کیا ان کی عقلیں انہیں ایسا کرنے کو کہتی ہیں یا

قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾

یہ سرکش لوگ ہیں؟(32) کیا یہ لوگ کہتے ہیں اس (قرآن) کو اس نے خود گھڑ لیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ ایمان نہیں لاتے۔ (33)

عربی حاشیہ

کچھ کم نہیں کیا کہ ان کا ثواب کم کر کے اولاد کو دے دیا جائے۔

لغو و تاثیم۔ جنت کی شراب پینے کے بعد نہ انسان بہکے گا اور نہ کوئی بری بات کرے گا۔

غلمان لہم۔ یعنی وہ نوجوان انھیں کی خدمت میں رہیں گے اور ان کا حسن و جمال مثل موتی کے واضح اور روشن ہوگا۔

عذاب سموم۔ جہنم کی گرم ترین زہریلی ہوا۔

کاہن۔ جو آثار و علامات کو دیکھ کر باتیں بتا کر علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ریب المنون۔ حوادث زمانہ۔

ف: کاس۔ شراب سے بھرا ہوا پیالہ۔

تنازع: شراب کے ساتھ استعمال ہو تو ایک دوسرے سے لینا اور دیگر مقامات بد ہو تو جھگڑا کرنا ہے۔

مذکورہ آیات میں اہل جنت کے لئے ۱۴ نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو مادی بھی ہیں اور

اردو حاشیہ

(۳) یہ دنیا داروں کی لڑائی نہیں ہے کہ بیہودگی کی نوبت آ جائے بلکہ راحت و اطمینان اور کمال بے تکلفی کی علامت ہے کہ ایک دوسرے سے جام لے لے کر استعمال کریں گے اور مزاح اور خوش مذاقی کے ماحول میں جام شراب سے استفادہ کریں گے۔

(۴) کفار و مشرکین نے پیغمبرؐ اسلام پر بیشمار اعتراضات کئے تھے اور ان کے ذریعہ اسلام کو باطل کرنا چاہا تھا۔ رب کریم نے سب کے جوابات اور ان کے دلائل کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اس مقام پر سولہ قسم کے اعتراضات اور مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱۔ خدا کے فضل سے آپ کاہن یا مجنون نہیں ہیں۔

۲۔ کیا یہ آپ کو شاعر کہتے ہیں اور آپ کے بارے میں حوادثِ دہر کا انتظار کر رہے ہیں۔

۳۔ کیا ان کی عقل انہیں کفر پر آمادہ کر رہی ہے۔

۴۔ کیا یہ واقعی گمراہ ہیں۔

۵۔ کیا ان کا خیال یہ ہے کہ آپ نے دین و مذہب اپنے پاس سے گڑھ کر تیار کر لیا ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝۳۴ أَمْ خُلِقُوا

پس اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسا کلام بنا لائیں۔(34) کیا یہ لوگ بغیر کسی خالق کے

مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝۳۵ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ

پیدا ہوئے ہیں یا خود (اپنے) خالق ہیں؟(35) یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو

وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝۳۶ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ

پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ یقین نہیں رکھتے۔(36) کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں

رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۝۳۷ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ

یا ان کا تسلط قائم ہے۔(37) یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس (کے ذریعے) سے یہ وہاں (عالم ملکوت) کی

فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝۳۸ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ

باتیں سنتے ہیں؟ (اگر ایسا ہے) تو ان کا سننے والا واضح دلیل پیش کرے۔(38) کیا اللہ کے لیے بیٹیاں

وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝۳۹ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ

اور تمہارے لیے بیٹے ہیں؟(39) کیا آپ ان سے اجر مانگتے ہیں کہ ان پر تاوان کا بوجھ

مُّثْقَلُونَ ۝۴۰ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝۴۱ أَمْ

پڑ رہا ہے؟(40) یا ان کے پاس غیب کا علم ہے جس کی بناء پر وہ لکھتے ہوں؟ (41)

يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۝۴۲

کیا یہ لوگ فریب دینا چاہتے ہیں؟ کفار تو خود فریب کا شکار ہو جائیں گے۔ (42)

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۴۳ وَ

یا ان کا اللہ کے سوا کوئی معبود ہے؟ (43) اور

عربی حاشیہ

معنوی بھی۔

ف: آیت نمبر ۳۴ کا چیلنج ایک ابدی حیثیت رکھتا ہے اور آج بھی کفار اسلام کی مخالفت کرنے کے بجائے قرآن کا جواب لا سکتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ نتیجہ برعکس ہوتا ہے اور ہر غور کرنے والا ایک نئے عالم سے آشنا ہوجاتا ہے اور اس کی عظمت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

احلام۔عقول اور امید دونوں کو کہا جاتا ہے۔
تقول۔ اپنی طرف سے گڑھ کر بات پیش کرنا۔

مصیطر۔حاکم اور ٹھیکہ دار۔ یہ لفظ س اور ص دونوں سے استعمال کیا جاتا ہے جس کا اشارہ قرآن مجید کی کتابت میں بھی کر دیا گیا ہے جس طرح کہ لفظ صراط اور بسط س اور ص دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

مغرم۔قرض کی ذمہ داری۔
مثقل۔جس پر بوجھ لاد دیا جائے۔

اردو حاشیہ

۶۔ کیا یہ بغیر خالق کے پیدا ہو گئے ہیں۔

۷۔ کیا انہوں نے اپنے کو خود ہی پیدا کر لیا ہے۔

۸۔ کیا یہ آسمان و زمین کے خالق ہیں کہ خدا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۹۔ کیا ان کے پاس رحمت پروردگار کے خزانے ہیں کہ خدا نے انہیں کو مالک و مختار بنا دیا ہے۔

۱۰۔ کیا یہ کائنات کے حاکم اور ٹھیکہ دار ہیں۔

۱۱۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سن لیتے ہیں کہ خدا نے آپ کو رسول نہیں بنایا ہے۔

۱۲۔ کیا یہ لڑکوں کے باپ ہیں اور خدا لڑکیوں والا ہے۔

۱۳۔ کیا آپ نے ان سے رسالت کی مالی اجرت مانگ لی ہے کہ یہ زیر بار نہیں ہونا چاہتے۔

۱۴۔ کیا یہ غیب کے کاتب ہیں کہ انہوں نے آپ کا نام پیغمبروں کی فہرست میں نہیں لکھا ہے۔

۱۵۔ کیا یہ کوئی چال چل رہے ہیں اور انہیں خدا کی تدبیروں کا اندازہ نہیں ہے۔

اِنۡ يَّرَوۡا كِسۡفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوۡلُوۡا سَحَابٌ مَّرۡكُوۡمٌ ﴿۴۴﴾

اگر یہ لوگ آسمان سے (عذاب کا) کوئی ٹکڑا گرتا ہوا دیکھ لیں تو کہیں گے: یہ تو سنگین بادل ہے۔(44)

فَذَرۡهُمۡ حَتّٰى يُلٰقُوۡا يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ فِيۡهِ يُصۡعَقُوۡنَ ﴿۴۵﴾ۙ

پس آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ یہ اپنا وہ دن دیکھ لیں جس میں ان کے ہوش اڑ جائیں گے۔(45)

يَوۡمَ لَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُمۡ كَيۡدُهُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا هُمۡ يُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۶﴾ؕ

اس دن نہ ان کی تدبیران کے کسی کام آئے گی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔(46)

وَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا عَذَابًا دُوۡنَ ذٰلِكَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ حِيۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۴۸﴾ۙ وَمِنَ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَاِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ ﴿۴۹﴾ ع

اور ظالموں کے لیے اس (عذاب) کے علاوہ بھی یقیناً عذاب ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔(47) اور آپ اپنے رب کے حکم تک صبر کریں۔ یقیناً آپ ہماری نگاہوں میں ہیں اور آپ جب (خواب سے) اٹھیں تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ تسبیح کریں۔(48) اور رات کے بعض حصوں میں اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی اپنے رب کی تسبیح کریں۔(49)

ع ۲ / ۲۱ / ۴

اٰیاتها ۶۲ | ۵۳ سُوۡرَةُ النَّجۡمِ مَكِّيَّةٌ ۲۳ | رکوعاتها ۳

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰىۙ ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوٰى ﴿۲﴾ۚ وَ

قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب کرے۔(1) تمہارا رفیق (1) نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے۔(2) وہ

عربی حاشیہ

کسف۔ ٹکڑے۔

مرکوم۔ تہ بہ تہ

صعق۔ بیہوشی اور ہلاکت۔

باعیننا۔ ہماری نگرانی اور حراست میں

حین تقوم۔ سو کے اٹھتے وقت یا ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے۔

ادبار النجوم۔ صبح کے وقت ستاروں کے چھپ جانے کے ہنگام جس وقت نافلہ فجر کی دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس طرح کہ ادبار السجو ر نافلہ مغرب کی طرف اشارہ ہے۔

ف: واضح رہے کہ اس مقام پر کفار اور مشرکین سے گیارہ قسم کے سوالات کیئے گئے ہیں اور ان پر ہر طرف سے گمراہی کا راستہ بند کردیا گیا ہے تاکہ حجت تمام ہو اور قیامت کے دن کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔ اس کے بعد انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور تسبیح پروردگار کی جائے جو ہر مجلس میں بیٹھنے کا کفارہ ہے۔

اردو حاشیہ

۱۶۔ کیا انہیں کوئی دوسرا خدا مل گیا ہے کہ حقیقی خدا سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔

(۱) آیات کا تمام تر مقصد یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی گفتار کی مکمل ضمانت پیش کی جائے کہ اس میں خواہشات کا کوئی دخل نہیں ہے اور وہ سراسر وحی ہے چاہے قرآن حکیم کی شکل میں ہو یا حدیث وسنت کی شکل میں ہو۔ اور اس حقیقت کا تذکرہ آیت ۵ میں بھی ہے اور آیت ۱۰ میں بھی ہے اور پھر تمام ضمائر کا مرجع خود ذات پروردگار ہے جس کا مشاہدہ سرکار دو عالمؐ نے اسی طرح کیا جس طرح امیرالمومنینؑ اس کی عبادت مشاہدہ کے ساتھ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ حقائق ایمان سے دیکھا جاتا ہے مشاہدۂ عیان سے نہیں۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ

خواہش سے نہیں بولتا۔(3) یہ تو صرف وحی ہوتی ہے جو (اس پر) نازل کی جاتی ہے۔(4) شدید قوت والے نے

شَدِيْدُ الْقُوٰى ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ

انہیں تعلیم دی [۲] ہے۔(5) جو صاحب قوت پھر (اپنی شکل میں) سیدھا کھڑا ہے۔(6) اور جب وہ بلند ترین

الْاَعْلٰى ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

افق پر تھے۔(7) پھر وہ قریب آئے پھر مزید قریب آئے۔(8) یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر یا اس سے کم

اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

(فاصلہ) رہ گیا۔(9) پھر اللہ نے اپنے بندے پر جو وحی بھیجنا تھی وہ وحی بھیجی۔(10) جو کچھ (نظروں نے) دیکھا اسے

مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

دل نے نہیں جھٹلایا۔(11) تو کیا جسے انہوں نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھا ہے تم لوگ (اس کے بارے میں) ان سے جھگڑتے ہو؟(12) اور بتحقیق انہوں نے

اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿۱۵﴾

پھر ایک مرتبہ اسے دیکھ لیا۔(13) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔(14) جس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔(15)

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

اس وقت سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔(16) نگاہ نے نہ انحراف کیا اور نہ تجاوز۔(17)

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ

بتحقیق انہوں نے اپنے رب کی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ کیا۔(18) بھلا تم لوگوں نے لات [۳] اور عزیٰ کو

الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ

دیکھا ہے؟(19) اور پھر تیسرے منات کو بھی؟(20) کیا تمہارے لیے تو بیٹے

عربی حاشیہ

ف: یہ ایک لطیف بات ہے کہ سورہ طور نجوم پر تمام ہوا ہے اور یہ سورہ نجم سے شروع ہوا ہے۔ یہ سورہ ماہ مبارک ۵ بعثت میں نازل ہوا ہے اور اس میں حکم سجدہ بھی دیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ ضلالت، غوایت اور ہوا کی تردید درحقیقت جنون، شاعری اور کہانت کی تردید ہے۔!

ہویٰ۔ ٹوٹ کے گرا۔

ضل۔ بہکا۔

غویٰ۔ گمراہ ہوا۔

علمہ۔ خدا کے پیغام کو پہنچایا۔

شدید القویٰ۔ جبریل امین جنھیں وحی خدا کا امانت دار اور پیغام الٰہی کا مبلغ بنایا گیا ہے۔

فاستویٰ۔ استقامت کے ساتھ قیام کیا۔

افق اعلیٰ۔ فضائے بسیط یا مشرق الشمس

تدلیٰ۔ جھکا۔

قاب۔ مقدار۔

تمارونہ۔ جھگڑا کرتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ معراج کی تفصیلات کی طرف اشارہ ہے اور جبریل امین کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں کہ وہ اپنی صحیح شکل میں رسول اکرمؐ کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے پیغام الٰہی کو پہنچایا اور رسول نے باقاعدہ دیکھا اور اس میں کسی طرح کا آنکھوں کا کوئی فریب شامل نہیں تھا۔

(۳) کفار نے ان تینوں بتوں کو خدا کی لڑکیاں قرار دے لیا تھا اور اسی بنیاد پر ان کی پرستش کیا کرتے تھے اور اسی لئے آیت میں ان کے بارے میں مونث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ کس قدر ظلم ہے کہ ان لوگوں نے اپنے لئے لڑکے تجویز کئے ہیں اور خدا کیلئے لڑکیاں قرار دی ہیں جب کہ خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ سب انہیں کے تراشیدہ پتھر ہیں۔

کفار کے اس اندازِ فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے والا ہونا باعث شرف ہونا اور لڑکی والا ہونا باعث ذلت وکمزوری ہونا ایک کافرانہ اور جاہلانہ طرزِ فکر ہے جو دور قدیم سے کام کر رہا ہے اور عالم اسلام بھی آج تک اسی فریب نظر اور خطائے فکری میں مبتلا ہے۔ خدا سب کو اس جاہلانہ اندازِ فکر سے نجات عطا کرے۔

وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿۲۱﴾ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿۲۲﴾ اِنْ هِىَ اِلَّآ

اور اللہ کے لیے بیٹیاں ہیں؟(21)یہ تو پھر غیر منصفانہ تقسیم ہے۔(22)دراصل یہ تو صرف

اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے گھڑ لیے ہیں۔ اللہ نے تو

بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى

اس کی کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔ یہ لوگ صرف گمان اور خواہشات نفس کی

الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ؕ﴿۲۳﴾

پیروی کرتے ہیں حالانکہ ان کے اس ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت آ چکی ہے۔ (23)

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۖ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ع

انسان جو آرزو کرتا ہے کیا وہ اسے مل جاتی ہے؟(24)اور دنیا اور آخرت کا مالک تو صرف اللہ ہے۔ (25)

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْــًٔا

اور آسمانوں میں کتنے ہی ایسے فرشتے ہیں جن کی شفاعت کچھ بھی فائدہ نہیں دیتی

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ

مگر اللہ کی اجازت کے بعد جس کے لیے وہ چاہے اور پسند کرے۔ (26) جو لوگ

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یقیناً وہ فرشتوں کے نام لڑکیوں جیسے

الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ

رکھتے ہیں۔(27) حالانکہ انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں ہے۔ وہ تو صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں

عربی حاشیہ

سدرۃ المنتہی ۔ ساتویں منزل اور بقولے ساتویں آسمان کا درخت۔

جنت الماویٰ۔ ہمیشہ رہنے والی جنت۔

زاغ البصر ۔ نگاہ کا بھکنا۔

طغیٰ ۔ حد سے آگے بڑھ جانا۔

لات ۔ عزیٰ، منات.... تینوں بتوں کے نام ہیں۔

ضیزیٰ۔ ظالمانہ۔

ماتمنیٰ۔ ملائکہ کی شفاعت جس کے یہ لوگ امیدوار بنے ہوئے ہیں۔

فائدہ: بعض روایات کی بنا پر شدید القویٰ ذات واجب کی طرف اشارہ ہے اور اکثر ضمیروں کا مرجع خود رسول اکرمؐ کی ذات گرامی ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۲ میں علم خدا کا حوالہ ایک اشارہ ہے کہ صاحبان تقویٰ کو وقت ضرورت اپنی تعریف کرنے کا حق ہے کہ یہ غرور نہیں ہے فریضہ ہے جیسے بعض اوقات ائمہ معصومینؑ کے تعارفی خطبے ہوا کرتے تھے۔

اردو حاشیہ

وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿٢٨﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ

اور گمان تو حق (تک پہنچنے) کے لیے کچھ کام نہیں دیتا۔(28) پس آپ اس سے منہ پھیر لیں

تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ

جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرتا ہے اور صرف دنیاوی زندگی کا خواہاں ہے۔(29) یہی ان کے

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

علم کی انتہا ہے۔ آپ کا پروردگار یقیناً بہتر جانتا ہے کہ اس کے راستے سے

سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

کون بھٹک گیا ہے اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت پر ہے۔(30) اور جو کچھ

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوْا بِمَا

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے تا کہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا

عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو بہترین جزاء دے۔(31) جو لوگ گناہان کبیرہ

كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ

اور بے حیائیوں سے اجتناب برتتے ہیں سوائے گناہان صغیرہ (۴) کے تو آپ کے پروردگار کی

الْمَغْفِرَةِ ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ

مغفرت کا دائرہ یقیناً بہت وسیع ہے۔ وہ تم سے خوب آگاہ ہے جب اس نے تمہیں مٹی سے بنایا

اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

اور جب تم اپنی ماؤں کے شکم میں ابھی جنین تھے، پس اپنے نفس کی پاکیزگی نہ جتاؤ۔ اللہ پرہیزگار کو

عربی حاشیہ

1- مبلغ علم۔ علم کی آخری انتہا اور اس کی آخری پہنچ کو کہا جاتا ہے اور کفار کی فکری رسائی کی آخری حد یہ ہے کہ ملائکہ کو لڑکیوں جیسا نام دے دیا جائے تا کہ انسان زندگانی دنیا سے آگے سوچنے کے لئے تیار ہی نہ ہو۔

2- لمم۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو کہا جاتا ہے جیسے نامحرموں پر نظر کرنا یا جواب سلام نہ دینا وغیرہ کہ اس کے مقابلہ میں گناہانِ کبیرہ ہیں جیسے شرک، قتل، ظلم، کفر وغیرہ اور فواحش وہ اعمال ہیں جن سے بے حیائی کا اظہار ہوتا ہے جیسے زنا، لواط، خودکاری ہم جنسی وغیرہ۔

3- بعض حضرات کے نزدیک یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک عثمان بن عفان کے بارے میں ہے۔

اکدی۔ مال کے روک لینے کے موقع پر کہا جاتا ہے اور صحف موسیٰ سے مراد توریت کے اسباق ہیں جس طرح کہ صحف ابراہیمؑ سے

اردو حاشیہ

(۴) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ گناہانِ صغیرہ کے ارتکاب میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کا نام گناہ ہی نہ ہوتا بلکہ مباح رکھ دیا جاتا۔ گناہ بہر حال گناہ ہے چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ آیت کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ گناہ کبیرہ اور فحش باتوں سے پرہیز کرنے والے انسان کے حق میں خدا وسیع المغفرۃ ہے اور اس کے گناہ کو آسانی سے معاف کر سکتا ہے کہ اس نے اہم گناہوں سے بہر حال پرہیز کیا ہے اور صرف ان گناہوں کا ارتکاب کیا ہے جو فطری کمزوری کی بنا پر سرزد ہو جایا کرتے ہیں اور جن سے پرہیز کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔

هُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ اَفَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعۡطٰى

خوب جانتا ہے۔(32) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا؟(33)اور تھوڑا سا

قَلِيۡلًا وَّاَكۡدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ الۡغَيۡبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾

دیا اور پھر رک گیا؟(34) کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے؟ (35)

اَمۡ لَمۡ يُنَبَّاۡ بِمَا فِىۡ صُحُفِ مُوۡسٰى ﴿۳۶﴾ وَ اِبۡرٰهِيۡمَ الَّذِىۡ

کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے؟(36)اور ابراہیم (کے صحیفوں میں) جس نے (حق اطاعت)

وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنۡ لَّيۡسَ

پورا کیا؟(37) آگاہ رہو! کوئی [۵] بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔(38)اور یہ کہ انسان کو صرف

لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعۡيَهٗ سَوۡفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ

وہی ملتا ہے جس کی وہ سعی کرتا ہے۔(39)اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی۔(40) پھر

يُجۡزٰٮهُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الۡمُنۡتَهٰى ﴿۴۲﴾

اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔(41)اور یہ کہ (منتہائے مقصود) آپ کے رب کے پاس پہنچنا ہے۔ (42)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضۡحَكَ وَاَبۡكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحۡيَا ﴿۴۴﴾

اور یہ کہ وہی ہنساتا اور وہی رلاتا ہے۔(43)اور یہ کہ وہی مارتا اور وہی جلاتا ہے۔ (44)

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوۡجَيۡنِ الذَّكَرَ وَالۡاُنۡثٰى ﴿۴۵﴾ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اِذَا

اور یہ کہ وہی نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کرتا ہے۔(45)ایک نطفے [۶] سے جب وہ ٹپکایا

تُمۡنٰى ﴿۴۶﴾ [4] وَاَنَّ عَلَيۡهِ النَّشۡاَةَ الۡاُخۡرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغۡنٰى

جاتا ہے۔(46)اور یہ کہ دوسری زندگی کا پیدا کرنا اس کے ذمے ہے۔(47)اور یہ کہ وہی دولتمند اور

المنزل ۷

عربی حاشیہ

مراد وہ صحیفے ہیں جو جناب ابراہیمؑ پر نازل ہوئے تھے اور جن سب کا اتفاق اس ایک نکتہ پر تھا کہ ہر انسان خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ استحقاق کی طرف اشارہ ہے ورنہ فضل وکرم کے اعتبار سے دنیا میں میراث بھی مل سکتی ہے اور آخرت میں شفاعت بھی لیکن اس کا استحقاق نہیں ہوتا ہے۔

ف: کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے اس سورہ کو مشرکین کے سامنے پڑھا تو سب سجدہ میں گر پڑے اور یہ کوئی بعید نہیں ہے اس لئے کہ آیات الٰہی میں بہرحال اتنا اثر پایا جاتا ہے کہ انسان کو متاثر کردیں چاہے بعد میں شیطان پھر اپنی طرف کھینچ لے اور گمراہ ہو جائیں۔

4۔ تمنیٰ۔یعنی نطفہ کو عورت کے رحم میں انڈیلا جاتا ہے اور اس سے لڑکا یا لڑکی کی تخلیق ہوتی ہے۔ یہ کام پروردگار کے علاوہ کوئی انجام نہیں دے سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ زندگی چند مستقل اصولوں پر قائم ہے جن کی طرف ہر انسان کو ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیے اور وہ اصول یہ ہیں:

۱۔ کوئی شخص کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے لہٰذا ہر شخص کو اپنے اعمال کی جوابدہی کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

۲۔ انسان کا دنیا و آخرت میں اتنا ہی حصہ ہے جتنی اس نے کوشش کی ہے۔ دین خدا جدوجہد کا مذہب ہے اس میں کاہلی اور کسلمندی کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

۳۔ انسان ایک دن خود ہی اپنی کوشش کا مشاہدہ کرے گا کہ اس نے دارِ دنیا میں کیا کیا ہے اور اس وقت اس کو اپنے انجام کے بارے میں صحیح اندازہ ہو جائے گا۔

۴۔ انسان لاکھ فرار کرنا چاہے آخری منزل خدا کی بارگاہ ہے اور وہاں بہرحال حاضری دینا ہے۔ اس سے کسی طرح مفر نہیں ہو سکتا ہے۔

اسلام کے قانون اوّل کی بنا پر اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زندہ کے رونے سے مرنے والے پر عذاب ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ گناہ کوئی کرے اور عذاب کسی اور پر کیا جائے جو اسلام کے قانون عدل کے سراسر خلاف ہے اور کسی سیاسی بنیاد پر وضع ہونے والی روایت کا ماحصل ہے۔

وَ اَقْنٰی ﴿۴۸﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَاۨ

مفلس بناتا ہے۔(48)اور یہ کہ وہی (ستارہ) شعریٰ کا مالک ہے۔(49)اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ کو

الْاُوْلٰی ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰی ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ

ہلاک کیا۔(50)اور ثمود کو بھی پھر کچھ نہ چھوڑا۔(51)اور اس سے پہلے قوم نوح کو (تباہ کیا)

اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰی ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰی ﴿۵۳﴾

کیونکہ وہ یقیناً سب سے زیادہ ظالم اور سرکش تھے۔(52)اور الٹی ہوئی بستیوں کو گرا دیا۔(53)

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰی ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰی ﴿۵۵﴾ هٰذَا

پھر ان پر چھایا جو چھایا۔(54)پھر تو اپنے رب کی کون سی نعمت پر شک کرتا ہے؟(55)یہ بھی

نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾

گزشتہ تنبیہ کرنے والوں کی طرح ایک تنبیہ کرنے والا ہے۔(56) آنے والی (قیامت) قریب آ ہی گئی ہے۔(57)

لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا

اللہ کے سوا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔(58) کیا تم اس

الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

کلام سے تعجب کرتے ہو؟(59)اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو؟(60)اور تم لغویات میں مگن ہو؟(61)

وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدۃ

پس اللہ کے آگے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔(62)

عربی حاشیہ

5- شعریٰ ایک ستارہ ہے جس کی عرب پرستش کیا کرتے تھے اور یہ حجم میں سورج سے تقریباً بیس گنا بڑا ہے۔

6- قریب ہونے والی شے قیامت ہے اور اسی لئے اسے آزفہ کہا جاتا ہے کہ وہ عنقریب آنے والی ہے۔

7- آیت کریمہ پر امامیہ، حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک سجدہ واجب ہے اور مالکیہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) رب العالمین نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کے چند شواہد بیان فرمائے ہیں:

۱۔ انسان کو رونا اور ہنسنا اسی نے سکھایا ہے۔
۲۔ موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے۔
۳۔ نطفہ کو انسان اسی نے بنایا ہے۔
۴۔ ایک ہی نطفہ سے لڑکا اور لڑکی دونوں اسی نے تیار کئے ہیں۔
۵۔ آخرت کی زندگی اسی کی ایجاد کی ہوئی ہے۔
۶۔ ستارۂ شعریٰ اس قدر بلندی اور بزرگی کے باوجود اسی کے حدود مملکت میں ہے۔
۷۔ سابق اقوام کو اس قدر طاقت اور قوت رکھنے کے باوجود ان کی بداعمالیوں کی بنا پر اسی نے ہلاک کر کے رکھ دیا ہے۔

تو اب یہ لوگ قیامت پر کیوں ایمان نہیں لاتے ہیں اور کس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں اور کس کھیل تماشے میں مبتلا ہیں اور کیوں سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سیاق و سباق خود بھی سجدہ کے واجب ہونے کی ایک علامت ہے۔

آیاتها ۵۵ ۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝١ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً

قیامت قریب آ گئی اور چاند (۱) شق ہو گیا۔(1)اور کفار اگر کوئی نشانی دیکھ لیتے ہیں تو منہ

يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝٢ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا

پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ تو وہی ہمیشہ کا جادو ہے۔(2)انہوں نے تکذیب کی اور اپنی خواہشات کی

اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ [1] ۝٣ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ

پیروی کی اور ہر امر استقرار پانے والا ہے۔(3)اور بتحقیق ان کے پاس وہ خبریں آ چکی ہیں جو (کفر سے)

مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ [2] ۝٤ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝٥

باز رہنے کے لیے کافی ہیں۔(4)(جن میں) حکیمانہ اور موثر (باتیں) ہیں لیکن تنبیہیں فائدہ مند نہیں رہیں۔(5)

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ [3] ۝٦ خُشَّعًا [4]

پس آپ بھی ان سے رخ پھیر لیں ، جس دن بلانے والا ایک ناپسندیدہ بات کی طرف بلائے گا۔(6)تو وہ

اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ

آنکھیں نیچی کر کے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا وہ بکھری ہوئی

مُّنْتَشِرٌ ۝٧ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ۭ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا

ٹڈیاں ہیں۔(7)پکارنے والے کی طرف دوڑتے ہوئے جا رہے ہوں گے۔ اس وقت کفار کہیں گے: یہ بڑا

(وقف لازم)

عربی حاشیہ

1- مستقر یعنی اپنی معینہ منزل کی طرف جانے والی ہے۔

2- مزدجر۔ سامان امتناع یعنی رکنے کے اسباب کہ انھیں سن کر انسان برائیوں سے رک جائے۔

3- نکر... وہ چیز جسے کوئی نفس پسند نہ کرتا ہو۔

ف: سورۂ قمر کے بارے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ سورۂ نجم کے بعد واقع ہوا ہے اور جہاں قربِ قیامت پر اس کا اختتام ہوا تھا وہیں سے اس کا آغاز ہوا ہے اور اس کا ثبوت شق قمر کو قرار دیا گیا ہے۔ شق القمر ایک تاریخی واقعہ ہے۔ جس کا امکان قطعی ہے اس لئے کہ سارا نظامِ شمسی آسمانوں اور سورج کے اجزا میں انشقاق ہی سے پیدا ہوا ہے تو اس کا انکار دلیل جہالت ہے۔

ف: قیامت کا دن کس قدر سخت ہوگا نامۂ اعمال ہاتھ میں، عادل کی عدالت سامنے،

اردو حاشیہ

(۱) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ آثار قیامت کی طرف ایک اشارہ ہے اور ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہے اور بعض کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ نے اتمام حجت کیلئے کفار کے مطالبہ پر چاند کے ٹکڑے کر دیئے تھے جس کا ذکر ہندوستان کی تاریخ فرشتہ میں موجود ہے اور اس کا ایک قرینہ بعد والی آیت بھی ہے کہ یہ لوگ ہر نشانی کو دیکھ کر اعراض کر لیتے ہیں اور اسے جادو قرار دیدیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات آثارِ قیامت پر منطبق نہیں ہوتی ہے اور ایسی حرکت دار دنیا ہی میں ہوسکتی ہے ورنہ آخرت میں انکار کرنے اور جادو قرار دینے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہاں تو بڑے سے بڑا منکر بھی حقائق کو دیکھ لے گا اور پھر انکار کی ہمت نہ کر سکے گا۔

یَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا

کٹھن دن ہے۔(8)ان سے پہلے نوح کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی پس انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی

وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ﴿۹﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ

اور کہنے لگے: دیوانہ ہے اور (جنات کی) جھڑکی کا شکار ہے۔(9)پس نوح نے اپنے رب کو پکارا: میں مغلوب ہو گیا ہوں

فَانْتَصِرْ ﴿۱۰﴾ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ وَّفَجَّرْنَا

پس تو انتقام لے۔(10)پھر ہم نے زوردار بارش سے آسمان کے دہانے کھول دیے۔(11)اور زمین کو

الْاَرْضَ عُیُوْنًا فَالْتَقَی الْمَآءُ عَلٰٓی اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلْنٰهُ

شگافتہ کر کے ہم نے چشمے جاری کر دیے تو (دونوں) پانی اس امر پر مل گئے جو مقدر ہو چکا تھا۔(12) اور تختوں

عَلٰی ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ

اور کیلوں والی (کشتی) پر ہم نے نوح کو سوار کیا۔(13)جو ہماری نگرانی میں چل رہی تھی۔ یہ بدلہ اس شخص کی وجہ سے تھا

كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾

جس کی قدر شناسی نہیں کی گئی تھی۔(14)اور بتحقیق اس (کشتی) کو ہم نے ایک نشانی بنا چھوڑا[۲] تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟(15)

فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ

پس بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں کیسی رہیں؟(16)اور بتحقیق ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے آسان بنا دیا ہے تو کیا ہے

فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ

کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟(17)عاد نے تکذیب کی تو بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں

نُذُرِ ﴿۱۸﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ

کیسی تھیں؟(18)ایک مسلسل نحوست کے دن ہم نے ان پر ایک

عربی حاشیہ

اعضاء مخالف گواہی دینے والے، دنیاداروں کی شفاعت کے راستے بند، واپسی کا امکان معدوم، مائیں بچوں سے غافل، نشہ کی جیسی کیفیت۔ اب یہ دن مشکل نہ ہوگا تو کون سا دن مشکل ہوگا۔

4- خشع۔ خاشع کی جمع ہے یعنی اظہار ذلت کرنے والا۔

اجداث۔ جدث کی جمع ہے یعنی قبر۔

جراد منتشر۔ ٹڈی دل اور یہ اشارہ ہے میدانِ حشر میں افراد کی کثرت کی طرف اور اس مسئلہ کی طرف کہ حشر ونشر روح وجسم دونوں کے ساتھ ہوگا۔

مھطعین۔ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے۔

وازدجر۔ یعنی نوح کو دیوانہ بھی کہا گیا ہے اور تبلیغ سے روکا بھی گیا جب کہ دیوانہ پر پابندی عائد نہیں کی جاتی ہے۔ جو علامت ہے کہ قوم انھیں دیوانہ کہہ رہی تھی اور عقلمند سمجھ رہی تھی۔

اردو حاشیہ

(۲) مالک کائنات نے پیغمبر اسلامؐ کو اطمینان دلانے کیلئے جناب نوحؑ کا قصہ بیان کیا اور اس میں چند خصوصیات کی طرف امت پیغمبرؐ کو توجہ دلائی:۔

۱۔ قوم نوحؑ نے نوحؑ کی نہیں ہمارے ایک بندے کی تکذیب کی تھی اور ہمارے بندے کی تکذیب اصل میں ہماری تکذیب ہے۔

۲۔ نوحؑ نے خود مقابلہ کرنے کے بجائے ہمارے اوپر بھروسہ کیا اور ہم سے دعا کر کے مسئلہ کو ہماری مصلحت کے حوالے کر دیا تھا تو ہم نے ان سے انتقام کا انتظام کر دیا تھا۔

۳۔ ہم نے موسلا دھار بارش اور طوفان سے ان کی امداد کی تھی تا کہ یہ واضح رہے کہ ہماری امداد کے وسائل محدود نہیں ہیں اور ہم جدید ترین وسائل اختیار کر سکتے ہیں۔

۴۔ ہم نے نوحؑ کو غیبی ذریعہ سے نہیں بچایا بلکہ معمولی کشتی ہی کو اتنا طاقتور بنا دیا کہ طوفانوں کا مقابلہ کر سکے اس لئے کہ طاقت دینا ہمارا ہی کام ہے اور ہمیں غیبی وسائل کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ نوحؑ کی کشتی ہمارے اشاروں پر چل رہی تھی اور یہی اس کی نجات کا فلسفہ تھا کہ جو ہمارے اشاروں پر چلتا ہے نجات اور کامیابی اسی کا حصہ ہے۔

نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ کَاَنَّہُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ

طوفانی ہوا چلائی۔(19) جو لوگوں کو جڑ سے اکھڑے ہوئے کھجور کے تنوں کی طرح اٹھا کر

مُّنۡقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ وَ نُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَ لَقَدۡ یَسَّرۡنَا

پھینک رہی تھی۔(20) پس بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں کیسی تھیں؟(21) اور بتحقیق ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لیے

الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّکۡرِ فَہَلۡ مِنۡ مُّدَّکِرٍ ﴿۲۲﴾ ع کَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

ع ۱ ۲۲ ۸

آسان بنا دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے؟(22) ثمود نے بھی تنبیہوں کی تکذیب کی۔ (23)

فَقَالُوۡۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ وَّ

اور کہنے لگے: کیا ہم اپنوں میں سے ایک بشر کی پیروی کریں؟ تب تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں

سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلۡقِیَ الذِّکۡرُ عَلَیۡہِ مِنۡۢ بَیۡنِنَا بَلۡ ہُوَ کَذَّابٌ

ہوں گے۔(24) کیا ہمارے درمیان یہی ایک رہ گیا تھا جس پر یہ ذکر نازل کیا گیا؟ (نہیں) بلکہ یہ بڑا جھوٹا

اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَیَعۡلَمُوۡنَ غَدًا مَّنِ الۡکَذَّابُ الۡاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا

خود پسند ہے۔(25) کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ بڑا جھوٹا خود پسند کون ہے۔(26) بے شک

مُرۡسِلُوا النَّاقَۃِ فِتۡنَۃً لَّہُمۡ فَارۡتَقِبۡہُمۡ وَ اصۡطَبِرۡ ﴿۲۷﴾ ز

ہم اونٹنی کو ان کے لیے آزمائش بنا کر بھیجنے والے ہیں۔ پس ان کا انتظار کیجئے اور صبر کیجئے۔ (27)

وَ نَبِّئۡہُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَۃٌۢ بَیۡنَہُمۡ ۚ کُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ ﴿۲۸﴾

اور انہیں بتا دیجئے کہ پانی ان کے درمیان تقسیم ہو گا ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہو گا۔ (28)

فَنَادَوۡا صَاحِبَہُمۡ فَتَعَاطٰی فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَکَیۡفَ کَانَ عَذَابِیۡ

پھر انہوں نے اپنے ساتھی کو بلایا اور اسے (ہتھیار) تھمایا پس اس نے (اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں۔(29) پس بتاؤ میرا عذاب اور میری تنبیہیں

المنزل ۷

عربی حاشیہ

ماءِ منہمر۔ تیز رفتار اور موسلا دھار بارش۔

دسر۔ دسار کی جمع ہے یعنی کیلیں۔

مدکر۔ عبرت حاصل کرنے والا۔

صرصر۔ اگر صر سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہیں انتہائی ٹھنڈی اور اگر صریر سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہیں زناٹے داز۔

اَعجاز۔ نیچے کا حصہ تنا۔

منقعر۔ اکھڑا ہوا۔

سُعر۔ جنون۔

اشر۔ مغرور و متکبر۔

ف: واضح رہے کہ روایات میں بعض دنوں کے نیک وبد ہونے کا تذکرہ حوادث اور واقعات سے وابستہ کیا گیا ہے تا کہ انسان ان واقعات کو یاد رکھے اور ان سے عبرت حاصل کرے نہ یہ کہ ساری ذمہ داری دنوں پر ڈال دے اور بے حس بن جائے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں اونٹنی کا عقر ایک شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے جب کہ سورہ

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے اہلبیتؑ کو امت کیلئے کشتی نوحؑ کی مثال قرار دیا ہے تا کہ لوگ ان کی ظاہری حیثیت پر نگاہ نہ کریں اور انکے درجات تقرب کو دیکھ کر ان سے وابستہ ہو جائیں ورنہ دنیا اور آخرت دونوں کے طوفان سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اس ارشاد گرامی کے باوجود امت اسلامیہ نے اہلبیتؑ طاہرین سے تمسک کرنے کے بجائے ان کی تکذیب شروع کر دی اور بالآخر انہیں سے انحراف کر لیا اور ایسے افراد کا اتباع کر لیا جن کے نجات دلانے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ان کی خود اپنی نجات کا بھی کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوا

کیسی تھیں؟(30) ہم نے ان پر ایک زوردار چنگھاڑ چھوڑ دی تو وہ سب باڑے کے

كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

بھوسے کی طرح ہو گئے۔(31) اور بتحقیق ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان بنا دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت

مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾ إِنَّآ أَرْسَلْنَا

قبول کرنے والا ہے؟(32) لوط کی قوم نے بھی تنبیہوں کو جھٹلایا۔(33) تو ہم نے ان پر

عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً مِّنْ

پتھر برسانے والی ہوا چلا دی سوائے آل لوط کے جنہیں ہم نے سحر کے وقت بچا لیا۔(34) اپنی طرف سے

عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ ﴿٣٥﴾ وَلَقَدْ أَنذَرَهُم

فضل کے طور پر شکر گزاروں کو ہم ایسے ہی جزاء دیتے ہیں۔(35) اور بتحقیق لوط نے ہماری عقوبت سے انہیں ڈرایا

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ

مگر وہ ان تنبیہ کرنے والوں سے جھگڑتے رہے۔(36) اور بتحقیق انہوں نے لوط کے مہمانوں کو قابو کرنا [۳] چاہا تو

فَطَمَسْنَآ أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم

ہم نے ان کی آنکھیں مٹا دیں۔ لو اب میرے عذاب اور تنبیہوں کو چکھو۔(37) اور بتحقیق صبح سویرے

بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣٨﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٩﴾ وَلَقَدْ

ایک دائمی عذاب ان پر نازل ہوا۔(38) اب چکھو میرے عذاب اور تنبیہوں کا ذائقہ۔(39) اور بتحقیق ہم نے

يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٤٠﴾ وَلَقَدْ جَآءَ

اس قرآن کو نصیحت کے لئے آسان بنا دیا [۴] ہے۔ تو کیا ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا؟(40) اور بتحقیق قوم فرعون کے پاس بھی

ع ۲ ۱۸/۹

عربی حاشیہ

والشمس میں فعقروھا کہا گیا ہے۔ شائد اس کا راز یہ ہے کہ ساری قوم نے اجتماعی طور پر منصوبہ بنایا تھا لہٰذا عمل سب کی طرف منسوب کر دیا گیا چاہے انجام دینے والا ایک ہی شخص کیوں نہ ہو اس لئے کہ جرم کا مجرم فقط عامل نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے عمل سے اتفاق کرنے والے بھی مجرم ہی قرار پاتے ہیں۔

محتضر۔ یعنی ہر ایک اپنی اپنی باری پر حاضر ہو۔

تعاطی۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قدار بن سالف نے جامِ شراب لیا اور مست ہو کر ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور بعض حضرات کے نزدیک اس نے ناقہ کو بڑھ کر پکڑ لیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔

محتظر۔ جو شخص اپنے جانوروں کے چارہ وغیرہ کو جمع کرنے کے لئے ایک باڑہ بنالیتا ہے۔

واضح رہے کہ پہلا محتضر ض سے ہے اور

اردو حاشیہ

(۳) کس قدر بے حیا تھی یہ قوم کہ اس نے نبی کی بات نہیں مانی اور اس کا مذاق اڑایا اور ذلت میں اس منزل پر پہنچ گئے کہ جب جناب لوط کے پاس مہمان آئے تو وہ انہیں سے کہنے لگے کہ ان کو ہمارے حوالے کر دو ہم ان کے ساتھ جنسی عمل انجام دیں گے۔ حقیقتاً یہ قوم اسی بات کی حقدار تھی کہ اسے سرے سے تباہ و برباد کر دیا جاتا مگر افسوس کہ آج کی ترقی پسند دنیا ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتی پڑھے لکھے معاشرے تیزی سے اس بے حیائی کے راستے پر چلے جا رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں ہے جب قوم لوط کی طرح ان کا بھی تختہ الٹ دیا جائے اور یہ تباہی کے گھاٹ اتر جائیں۔

(۴) اس آیت کریمہ کو چار مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ قصہ نوح کے بعد، قصہ ہود کے بعد، قصہ صالح کے بعد اور قصہ لوط کے بعد اور امت اسلامیہ کو بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ ان چاروں قوموں کے حالات اور ان کی تباہی سے سبق حاصل کرو اور کفار کو بھی متوجہ کرو کہ تمہاری طاقت گزشتہ اقوام کی طاقت سے زیادہ نہیں ہے اور عذاب الٰہی کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی ہے۔

اٰلَ فِرۡعَوۡنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذۡنٰهُمۡ

تنبیہ کرنے والے آئے۔(41)انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں اس طرح گرفت میں لیا جس طرح

اَخۡذَ عَزِيۡزٍ مُّقۡتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمۡ خَيۡرٌ مِّنۡ اُولٰٓئِكُمۡ

ایک غالب آنے والا طاقتور گرفت میں لیتا ہے۔(42) کیا تمہارے کفار ان لوگوں سے بہتر ہیں یا (الہامی) کتب میں

اَمۡ لَكُمۡ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِيۡعٌ

تمہارے لیے معافی کا پروانہ لکھا ہوا ہے؟(43)یا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک فاتح

مُّنۡتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَيُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ

جماعت ہیں؟(44)(نہیں) یہ جماعت عنقریب شکست [۵] کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گی۔(45)ان کے

السَّاعَةُ مَوۡعِدُهُمۡ وَالسَّاعَةُ اَدۡهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ

وعدے کا وقت قیامت ہے اور قیامت تو زیادہ ہولناک اور زیادہ تلخ ہے۔(46) مجرم

الۡمُجۡرِمِيۡنَ فِىۡ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾ يَوۡمَ يُسۡحَبُوۡنَ فِى النَّارِ

وقف لازم

لوگ یقیناً گمراہی اور بیوقوفی میں ہیں۔(47)جس دن وہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے

عَلٰى وُجُوۡهِهِمۡ ؕ ذُوۡقُوۡا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَىۡءٍ خَلَقۡنٰهُ

(ان سے کہا جائے گا:) چکھو آگ کا ذائقہ۔(48)ہم نے ہر چیز کو یقیناً ایک اندازے کے مطابق

بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَاۤ اَمۡرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمۡحٍ بِالۡبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدۡ

پیدا کیا ہے۔(49)اور ہمارا حکم بس ایک ہی ہوتا ہے پلک جھپکنے کی طرح۔(50)اور بتحقیق

اَهۡلَكۡنَاۤ اَشۡيَاعَكُمۡ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَىۡءٍ

ہم نے تم جیسے بہتیروں کو ہلاک کیا ہے۔ تو کیا کوئی نصیحت لینے والا ہے؟(51)اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے

عربی حاشیہ

اس کے ض پر زبر ہے اور یہ محتظر ظ سے ہے اور اس کے ظ پر زیر ہے جو حظیرہ سے نکالا گیا ہے۔

حاصب۔ وہ ہوا جو کنکر پتھر اڑا کر لے آتی ہے۔

ضیف۔ اسم جنس ہے جس کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔

عذاب مستقر۔ وہ عذاب جو اس وقت تک ثابت رہے جب تک کہ قوم فنا نہ ہوجائے۔

زبُر۔ زبور کی جمع ہے یعنی کتابیں سُعر۔ سعیر کی جمع ہے یعنی آگ۔

ف: آیت نمبر ۴۵ کی پیش گوئی وہ بھی مکہ کی سورت میں اعجاز قرآن کی ایک عظیم دلیل ہے جس نے اس کی حقانیت کو مختلف معرکوں میں ثابت کر کے دکھلا دیا ہے۔

ف: کمال بلاغت یہ ہے کہ سورۃ قمر کا آغاز قیامت کے اضطراب سے ہوا تھا اور اس کا اختتام جنت کے سکون پر ہوا ہے تا کہ یہ

اردو حاشیہ

(۵) کفار کو اپنی طاقت کا بڑا غرور تھا اور وہ بات بات پر رسول اکرمؐ کا مذاق اڑایا کرتے تھے لیکن انہیں پہلے ہی مقابلہ میں طاقت کا حال معلوم ہو گیا جب بدر کے معرکے میں نہتے مسلمانوں سے شکست کھا کر میدان سے فرار کر گئے اور ذلت ان کا مقدر بن گئی اور قدرت نے واضح کر دیا کہ ہم پر اعتماد کرنے والے ہمیشہ فاتح اور کامیاب ہوتے ہیں اور ہماری نشانیوں کا مذاق اڑانے والے ہمیشہ ذلت اور رسوائی کا شکار رہتے ہیں۔

(۶) قادر مطلق زمان ومکان کا محتاج نہیں ہے۔ اس کا حکم نتیجہ کے ساتھ ہی ظاہر ہوتا ہے اور درحقیقت عمل اور نتیجہ ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کوئی حکم دیا تھا ورنہ کسی کو حکم کا اندازہ بھی نہ ہوتا۔ پلک جھپکنے کی تعبیر فقط افہام وتفہیم کیلئے ہے ورنہ اتنی دیر میں تو بندہ تخت بلقیس کو ملک سبا سے لا کر سلیمان کے سامنے حاضر کرسکتا ہے مالک کائنات کی طاقت وقدرت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔

فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾

سب نامہ اعمال میں درج ہے۔(52) اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔ (53)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ

اہل تقویٰ یقیناً جنتوں اور نہروں میں ہوں گے۔(54) سچی عزت کے مقام پر صاحب اقتدار

مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

بادشاہ کی بارگاہ میں۔(55)

ایاتھا ۷۸ — ۵۵ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ — رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن [1] نے۔ (1) قرآن سکھایا۔ (2) اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ (3) اسی نے

الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّ النَّجْمُ وَ الشَّجَرُ

اسے بولنا سکھایا۔(4) سورج اور چاند (مقررہ) حساب کے تحت ہیں۔(5) اور ستارے اور درخت

يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءَ رَفَعَهَا وَ وَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا

سجدہ کرتے ہیں۔(6) اور اسی نے اس آسمان کو بلند کیا اور ترازو [2] قائم کی۔(7) تاکہ تم ترازو (کے ساتھ تولنے)

فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَ اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾

میں تجاوز نہ کرو۔(8) اور انصاف کے ساتھ وزن کو درست رکھو اور تول میں کمی نہ کرو۔ (9)

عربی حاشیہ

امر واضح ہو جائے کہ یہ اضطراب متقین کے علاوہ دوسرے افراد کے لئے ہے اور متقین کا انجام ہمیشہ بخیر ہے۔

مدکر۔ نصیحت حاصل کرنے والا۔

زبر۔ زبور کی جمع ہے یعنی نامہ اعمال۔

مستطر یعنی مسطور۔ لکھا ہوا۔

نہر۔ اسم جنس ہے۔ اس کا اطلاق ہر نہر پر ہوتا ہے۔

بیان۔ قوت اظہار جس سے انسان اپنے دلی مقاصد کو دوسروں تک منتقل کر دیتا ہے۔

حسبان۔ حساب اور پیمانہ کے مطابق۔

نجم۔ زمین سے اگنے والی چیز جس میں تنہ نہ ہو۔

اکمام۔ کم کی جمع ہے یعنی پھلوں پر چڑھا ہوا غلاف اور اس کا ظرف۔

عصف۔ درخت کے پتے۔

ریحان۔ خوشبودار گھاس۔

صلصال۔ خشک مٹی جو پکائی نہ گئی ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ مبارکہ میں لفظ رحمان صفت کے بجائے نام کے طور پر استعمال ہوا ہے جو اس کے کمال رحمت کا اعلان ہے جس کا سب سے اہم مظہر تعلیم قرآن ہے کہ اس سے بالاتر کوئی رحمت اور نعمت نہیں ہے۔ اس کے بعد خلقت انسان اور بیان کا مرحلہ آتا ہے تاکہ انسان تعلیم قرآن کو حقیر نہ سمجھے اور اسے یہ احساس رہے کہ بیان اور اظہار کا سارا کمال یہ ہے کہ اسے تعلیم قرآن کے زیر اثر ہونا چاہیے اور اس سے منحرف نہیں ہونا چاہیے جس طرح کہ اس نے خلقت انسان کا امتیاز یہ قرار دیا ہے کہ اسے تعلیم قرآن کے زیر اثر رکھا ہے ورنہ مادی اعتبار سے تو بعض اوقات جانور بھی انسان سے آگے نکل جاتے ہیں۔

(۲) انسان کو تمام معاملات میں عدل و انصاف اور وزن و مقدار کا صحیح خیال رکھنا چاہیے جس طرح قادر مطلق نے کل کائنات کی تخلیق میں توازن سے کام لیا ہے اور اسے آخر تک برقرار رکھا ہے۔

وَالۡاَرۡضَ وَضَعَهَا لِلۡاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخۡلُ

اور اسی نے مخلوقات کے لیے اس زمین کو بنایا ہے۔(10)اس میں میوے اور خوشے والے

ذَاتُ الۡاَكۡمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالۡحَبُّ ذُو الۡعَصۡفِ وَالرَّيۡحَانُ ﴿۱۲﴾

کھجور کے درخت ہیں۔(11)اور بھوسے والا اناج اور خوشبو والے پھول ہیں۔ (12)

فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ

پس تم دونوں [۳] اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(13)اس نے انسان کو ٹھیکری کی طرح

صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ

خشک گارے سے بنایا۔(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا

نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الۡمَشۡرِقَيۡنِ

کیا۔(15)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(16)وہ دونوں مشرقوں اور دونوں

وَرَبُّ الۡمَغۡرِبَيۡنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ

مغربوں کا پروردگار ہے۔(17)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18)اسی نے دو سمندروں کو

الۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَىِّ

چھوڑ دیا کہ آپس میں مل جائیں۔ [۴] (19) تاہم ان دونوں کے درمیان ایک آڑ ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے۔(20) پس تم

اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا اللُّؤۡلُؤُ وَالۡمَرۡجَانُ ﴿۲۲﴾

دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21)ان دونوں سمندروں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔(22)

فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَلَهُ الۡجَوَارِ الۡمُنۡشَئٰتُ فِى

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23)اور سمندر میں چلنے والے پہاڑوں کی طرح

عربی حاشیہ

فخار۔ پکائی ہوئی مٹی۔

مارج۔ وہ تیز شعلہ جس میں دھویں کا گزر نہ ہو۔

یہ قدرت پروردگار کا کرشمہ ہے کہ دنیا آگ سے فنا ہوجاتی ہے اور اس نے جنات کو آگ ہی سے پیدا کردیا ہے اور پھر باقی بھی رکھا ہے کہ وہ مٹی کی مخلوق بنا سکتا ہے تو آگ کی مخلوق بھی تیار کرسکتا ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کے لئے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔

ف: علم بیان کا تعلق گویائی سے بھی ہوسکتا ہے اور دیگر طرق اظہار سے بھی اور دونوں صورتوں میں یہ ایک عظیم نعمت اور پیچیدہ ترین عمل ہے۔ آواز کا زبان سے نکلنا، آواز کا لغت کی شکل اختیار کرنا، لغات کا مفاہیم کے اعتبار سے مرتب ہونا ایک ناقابل فہم وادراک نعمتِ پروردگار ہے۔

ف: بعض حضرات نے دو دریاؤں سے گلف اسٹریم کی طرف اشارہ کیا ہے جو سمندر کے اندر

اردو حاشیہ

(۳) یہ ایک خطاب عام بھی ہے کہ اس کی نعمتیں انسان اور جنات دونوں کیلئے ہیں لہٰذا دونوں میں سے کسی کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے اور نعمتیں اس قدر فراواں ہیں کہ انسان یا جنات کہاں تک انکار کریں گے اور کس کس نعمت کی تکذیب کریں گے اور بعض روایات کی بنا پر یہ احتمال بھی ہے کہ ''ربکما'' کا خطاب کسی مخصوص قسم کے دو انسانوں ہی سے ہو جن کی سرشت میں ہر نعمت خدا کا انکار شامل ہے اور ان کا کام رحمت الٰہی کی تکذیب اور نعمت خدا کی توہین کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

(۴) سیوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے کہ بحرین سے مراد علیؑ و فاطمہؑ ہیں اور برزخ سے مراد رسول اکرمؐ ہیں اور لولو ومرجان حسنؑ وحسینؑ کی قرآنی تعبیر ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تطبیق ہے تفسیر نہیں ہے کہ اس پر تفسیر باطنی کا الزام لگایا جاسکے یا اس طرح تفسیر کا ایک نیا دروازہ کھل جانے کا الزام لگایا جاسکے جس طرح کہ بعض علماء اسلام نے یہ طریقۂ کار اختیار کیا ہے۔

الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۚ (۲۴) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۲۵)

بلند جہاز اسی کے ہیں۔(24)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔(25)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۚ (۲۶) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ

روئے زمین پر موجود ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔(26)اور صرف آپ کے صاحب عزت و جلال رب کی ذات

الْاِكْرَامِ ۚ (۲۷) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۲۸) يَسْـَٔلُهٗ مَنْ

باقی رہنے والی ہے۔(27)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(28)جو کچھ بھی آسمانوں

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۚ (۲۹) فَبِاَيِّ

اور زمین میں ہے اسی سے مانگتے ہیں۔ وہ ہر روز ایک (نئی) کرشمہ سازی میں ہے۔(29)پس تم دونوں اپنے رب کی

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۳۰) سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۚ (۳۱)

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(30)اے (جن وانس کی) دو باوزن جماعتو! ہم عنقریب تمہاری (جزاء وسزا کی) طرف پوری توجہ دینے والے ہیں۔(31)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۳۲) يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(32)اے گروہ جن وانس!

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اگر تم آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے نکلنے کی استطاعت رکھتے ہو تو نکل جاؤ۔

فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ (۳۳) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تم سلطنت وقہاریت کے بغیر نہیں نکل سکو گے۔(33)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ (۳۴) يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(34)تم دونوں پر آگ کے شعلے اور تانبے کی چنگاریاں چھوڑی جائیں گی۔

عربی حاشیہ

شیریں پانی کے دریا ہیں اور ان کا اپنا الگ مستقل وجود ہے جس کے بے شمار فوائد بھی دریافت کر لئے گئے ہیں۔

مشرقین اور مغربین بعض حضرات کے نزدیک چاند اور سورج کے مشرق ومغرب ہیں اور بعض کے نزدیک ایک سورج ہی کے دو مشرق ہیں ایک گرمی کے زمانے کا اور ایک سردی کے زمانے کا۔

بحرین۔ دو قسم کے دریا ہیں جن میں ایک شیریں ہے اور ایک نمکین اور عام طور سے میٹھے پانی میں موتی کا نہ ہونا دلیل نہیں ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ قدرت خدا سے کوئی شے بعید نہیں ہے۔

جوار۔ کشتیاں۔

اعلام۔ پہاڑ۔

وجہ رب۔ ذات خدا۔

سنفرغ لکم۔ یعنی عنقریب تمھارا مکمل حساب کریں گے نہ یہ کہ سب کام چھوڑ کر

اردو حاشیہ

(۵) کس قدر مہربان ہے وہ پروردگار جس نے اپنی بقاء کا اعلان اپنے جلال کے ذریعہ کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے بندوں کا دل رکھنے کیلئے اپنے صاحب اکرام ہونے کا بھی اعلان کر دیا ہے تاکہ انسان نہ رحمت خدا سے مایوس ہونے پائے اور نہ عذاب الٰہی کی طرف سے مطمئن ہونے پائے اور ایک درمیانی زندگی گزارے جس میں ایک طرف امید ہو اور ایک طرف خوف امید نیکیوں کا حوصلہ پیدا کرے اور خوف برائیوں کی راہ میں حائل ہو جائے۔

(۶) ظاہری اعتبار سے یہ ایک حقیقت ہے کہ اطراف سماوات سے باہر نکلنا وسائل قوت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور وسائل کے ساتھ ممکن ہے اور معنوی اعتبار سے خدائی گرفت سے بچنا بغیر توبہ اور استغفار کے ممکن نہیں ہے۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ انسان خدائی گرفت اور عذاب سے بھی باہر نکل سکتا ہے کہ اس نے خود ہی یہ ذریعہ تعلیم کیا ہے اور توبہ کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ اس طرح انسان میرے عذاب کی گرفت سے نکل سکتا ہے کہ توبہ میری بارگاہ میں محبوب ترین عمل ہے اور میں توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہوں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جسے محبوب بنا لیتا ہوں اس پر عذاب نہیں کر سکتا محبوب کی جگہ جنت النعیم ہے، عذاب جحیم نہیں ہے۔

تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ

پھر تم کامیاب نہیں رہو گے۔(35) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(36) پس جب آسمان

السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پھٹ جائے گا تو (سرخ) گلابی (اور پگھل کر) تیل کی طرح ہو جائے گا۔(37) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(38) پھر اس روز کسی انسان سے اور کسی جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔(39)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(40) مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پھر وہ پیشانیوں اور پیروں سے پکڑے جائیں گے۔(41) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ (وقف لازم)

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(42) یہ وہی جہنم ہے جسے مجرمین جھٹلاتے تھے۔(43)

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

وہ جہنم اور کھولتے ہوئے انتہائی گرم پانی کے درمیان گردش کرتے رہیں گے۔(44) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَيِّ

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(45) اور جو شخص اپنے رب کی بارگاہ میں پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے اس کے لیے دو باغ ہیں۔(46) پس تم دونوں

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(47) (یہ دونوں باغ) رنگا رنگ پھلوں سے بھرپور ہیں۔(48) پس تم دونوں اپنے رب کی

عربی حاشیہ

تمھارے لئے وقت نکالیں گے کہ یہ بات شانِ خدا کے خلاف ہے۔

ثقلان۔ انسان اور جنات ہیں اور حدیث ثقلین میں اس لفظ سے قرآن اور اہلبیتؑ مراد ہیں۔

شواظ۔ وہ آگ جس میں دھواں نہ ہو۔

وردۃ۔ گلاب کا رنگ۔

دہان۔ تیل۔

ف: آیت نمبر ۲۹ دنیا کے تمام تغیرات میں قدرت کی جلوہ نمائی کی طرف اشارہ ہے اور حرکتِ جوہری کے نظریہ کی بنا پر ہر آن کائنات کو ایک نیا وجود حاصل ہوتا ہے اور یہ نیا وجود مالک کائنات کی قدرت کے کرشموں میں سے ایک مستمر کرشمہ ہے۔

ف: درختوں سے مراد مادی اور معنوی جنتیں بھی ہوسکتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بطور استحقاق ہو اور دوسری بطور تفضّل اور انھیں جنتوں سے چشموں اور پھلوں کا مسئلہ بھی طے

اردو حاشیہ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(49)ان دونوں باغوں میں دو بہتے ہوئے چشمے ہیں۔(50)پس تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(51)ان دونوں میں موجود ہر میوے کی دو دو قسمیں ہیں۔ (52)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(53)وہ ایسے فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر ریشم کے ہوں گے

مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اور ان دونوں باغوں کے میوے (ان کی دسترس میں) قریب ہوں گے۔(54)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ

نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(55)ان میں نگاہیں (اپنے شوہروں تک) محدود رکھنے والی حوریں ہیں جنہیں ان سے پہلے نہ کسی انسان نے

قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ

چھوا ہو گا اور نہ کسی جن نے۔(56)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(57) گویا وہ

الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

یاقوت اور موتی ہیں۔(58)پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (59)

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

احسان کا بدلہ احسان (۷) کے سوا کیا ہو سکتا ہے؟(60)پس تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(61)اور ان دونوں باغوں کے علاوہ دو باغ اور ہیں۔(62)پس تم دونوں

اردو حاشیہ

(۷)اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قیامت کا دن سوال وجواب اور حساب وکتاب کا دن ہے لیکن بعض مجرمین ایسے بھی ہوں گے جن سے سوال وجواب کی ضرورت ہی نہیں ہے اور ان کا جرم بالکل واضح اور نمایاں ہے یا سوال وجواب صرف ایک تعبیر ہے انسان کے حالات اس کے چہرے ہی سے عیاں ہوں گے ورنہ کس میں ہمت ہے کہ اس کے سوال کا جواب دے سکے۔سب کی حالت واضح ہے اور ہر ایک کو اس کے جرم کا احساس اور اعتراف ہے۔فرشتوں کا کام صرف یہ ہے کہ گرفتار کر کے سر کو پیر سے باندھ دیں اور منہ کے بل جہنم میں ڈال کر کھینچیں اور پھر پوچھیں کہ دنیا کا وہ اقتدار اور غرور کہاں چلا گیا جس کے بھروسے پر پروردگار کی عظمت ونعمت اور روزِ قیامت کی وحشت کا انکار کیا کرتے تھے۔

(۸) یہ تصویر کا دوسرا رخ ہے جہاں اللہ کے نیک بندے جو ہر عمل کے وقت خدا کے حاضر وناظر ہونے کا خیال رکھتے تھے انہیں ان کا اجر وثواب دیا جائے گا اور حسب مراتب جنت کے باغات اور پھلوں اور نہروں اور چشموں کی نعمتوں سے نوازا جائے گا اور ان کے قبضہ میں وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کی مشابہ نعمتیں دنیا میں صرف حکم خدا کی پابندی کی بنا پر ترک کر دی تھیں۔

عربی حاشیہ

ہو سکتا ہے۔

نواصی۔ ناصیہ کی جمع ہے یعنی پیشانی۔

حمیم آن۔کھولتا ہوا گرم گرم پانی۔

مقام رب۔ خدا کی بارگاہ میں حاضری یا اس کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال۔

جنتان۔ دو باغات۔

افنان۔ بڑی بڑی شاخیں جن میں پھل بھی ہوں۔

زوجان۔ ہر پھل کی دو قسمیں۔

استبرق۔ دبیز قسم کا ریشمی کپڑا۔

جنا۔ پھل

دان۔قریب۔

قاصرات الطرف۔ وہ عورتیں جو صرف اپنے شوہروں تک نظر کو محدود رکھیں اور غیر پر نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

من دونہما جنتان۔ یعنی دو باغات اور ہیں جو گذشتہ دونوں باغات سے مرتبہ میں قدرے کم ہیں اور یہ کم درجہ کے اعمال والے

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(63) دونوں باغ گھنے سرسبز ہیں۔(64) پس تم دونوں اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ

کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(65) ان دونوں باغوں میں دو ابلتے ہوئے چشمے موجود ہیں۔(66) پس تم دونوں

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(67) ان دونوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہیں۔ (68)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔(69) ان میں نیک سیرت اور خوبصورت بیویاں ہیں۔ (70)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي

پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(71) خیموں میں مستور

الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

حوریں ہیں۔(72) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(73) جنہیں ان سے پہلے

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾

نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔(74) پس تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (75)

مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ

وہ سبز قالینوں اور نفیس فرشوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے۔(76) پس تم دونوں

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(77) بابرکت ہے آپ کے پروردگار کا نام جو صاحب جلالت

المنزل ۷

عربی حاشیہ

افراد کے لئے ہیں۔

مدہامتان۔ یعنی سبزی کی شدت سے ان کا رنگ سیاہی مائل ہوگا۔

نضاختان۔ ابلتے ہوئے چشمے۔

پہلی جنتوں کے چشمے جاری تھے۔ اور ان جنتوں کے چشمے ابل رہے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۶۲ میں مزید درختوں کا ذکر گذشتہ جنتوں میں نعمتوں کا اضافہ ہے اور سرکاردوعالمؐ کے مطابق دوجنتیں چاندی کی ہیں اور دوسونے کی پھر ان میں بحسب اعمال درجات بھی ہیں۔ جنتوں ہی کے اعتبار سے چشمے بھی ہیں اور یہ پھل بھی ہیں۔ پھلوں کا تذکرہ علامت ہے کہ غذائیات میں اصل پھل ہی ہیں اور ان کی دوقسمیں ہیں گرم (کھجور)، سرد (انار)۔

ف: ذوالجلال والاکرام ایک قسم کا اسم اعظم ہے جس کے طفیل میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور امام باقرؑ کا ارشاد ہے کہ جلال وکرامت

اردو حاشیہ

(۹) احسان ہر وہ عمل نیک ہے جو واقعاً نیک ہو اور نگاہِ پروردگار میں نیک کہے جانے کے قابل ہوتا کہ وہ اس کا اجر دے سکے ورنہ خیالی نیکیوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ایک عقلی قانون بھی ہے اور شرعی قانون بھی۔ صاحبانِ عقل بھی اس حقیقت کا اعتراف رکھتے ہیں کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا اور حکم شریعت بھی ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کرے تو اس کی نیکی کا جواب نیکی ہی سے دو اگر چہ بدسرشت افراد نے اس قانون کا بھی خیال نہیں رکھا اور پروردگار جیسے احسان کرنے والے کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ نہیں کیا اور اس کی بندگی سے کنارہ کش ہو گئے بلکہ اس کے وجود تک کا انکار کر دیا۔

(۱) سورہ کی ابتداء میں ذوالجلال والاکرام وجہ رب کی صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے اور یہاں اسم کی صفت نہیں ہے بلکہ خود رب کی صفت ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ وجہ رب سے مراد ذات پروردگار ہے اور اسم رب اسی ذات کے نام کی تعبیر ہے جو خود بھی بابرکت ہے۔

واضح رہے کہ سورۂ مبارکہ میں ایک آیت اکتیس مرتبہ دہرائی گئی ہے لیکن اسے تکرار نہیں کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ ہر آیت میں ایک خاص نعمت کا تذکرہ ہے اور ہر آیت میں نعمت سے مراد وہ شے ہے جس کا اس سے پہلے تذکرہ کیا گیا ہے لہٰذا یہ ایک معنی کی تکرار نہیں ہے بلکہ ایک عبارت ہے جو متعدد مقامات پر مختلف

وَالْاِكْرَامِ ﴿۷۸﴾

واکرام ہے۔(78)

اٰیاتها ۹۶ | ۵۶ سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۴۶ | رکوعاتها ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿۲﴾

جب ہونے والا واقعہ ہو چکے گا۔(1) تو اس کے وقوع کو جھٹلانے والا کوئی نہ ہو گا۔ (2)

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ وَّبُسَّتِ

وہ تہ وبالا کرنے والا (واقعہ) ہو گا۔(3) جب زمین پوری طرح ہلا دی جائے گی۔(4) اور پہاڑ ریزہ ریزہ

الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا ﴿۶﴾ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا

کر دیے جائیں گے۔(5) تو یہ منتشر غبار بن کر رہ جائیں گے۔(6) اور تم تین گروہوں میں بٹ

ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَاَصْحٰبُ

جاؤ گے۔(7) رہے داہنے ہاتھ والے تو داہنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا۔(8) اور رہے

الْمَشْئَمَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾

بائیں ہاتھ والے تو بائیں ہاتھ والوں کا کیا پوچھنا۔(9) اور سبقت لے جانے والے تو آگے بڑھنے والے ہی ہیں۔(10)

اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ

یہی مقرب لوگ ہیں۔(11) نعمتوں سے مالامال جنتوں میں ہوں گے۔(12) ایک جماعت

عربی حاشیہ

خدا ہم اہلبیتؑ ہیں جن کے طفیل میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

نخل اور رمان یعنی کھجور اور انار۔ یہ بھی فواکہ کی ہی قسمیں ہیں لیکن ان کا ذکر بطور خاص کیا گیا ہے کہ ان میں بہت سے خصوصیات پائے جاتے ہیں جو دوسرے پھلوں میں نہیں ہیں۔

خیام۔ وہ خیمے جن میں حوروں کو رکھا جائے گا۔

لم یطمثھن۔ یعنی انھیں کسی نے استعمال نہیں کیا ہوگا اور بالکل کنواری ہونگی۔

رفرف۔ مسند یا تکیہ۔

عبقری۔ ایک خاص قسم کی بساط۔

واقعہ۔ قیامت کا نام ہے۔

رجاً۔ زلزلہ۔

بساً ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

ہباء منبثاً۔ منتشر قسم کے ذرات۔

ازواج۔ اصناف واقسام۔

اصحاب المیمنہ۔ وہ لوگ جنھیں ان کا نامۂ

اردو حاشیہ

معانی میں استعمال ہوئی ہے اور یہ کمال بلاغت کی علامت ہے۔

الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ

اگلوں (۱) میں سے۔(13)اور تھوڑے لوگ پچھلوں میں سے ہوں گے۔(14)جواہر سے مرصع

مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

تختوں پر۔(15)تکیے لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔(16)ان کے گرد تا ابد رہنے والے

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ وَ كَاْسٍ مِّنْ

لڑکے پھر رہے ہوں گے۔(17) (ہاتھوں میں) پیالے اور آفتابے اور صاف شراب کے

مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ

جام لیے۔ (۲)(18)جس سے انہیں نہ سر کا درد ہو گا اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا۔(19)اور طرح طرح کے

مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ حُوْرٌ

میوے لیے جنہیں وہ پسند کریں۔(20)اور پرندوں کا گوشت لیے جس کی وہ خواہش کریں۔(21)اور خوبصورت آنکھوں والی حوریں

عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

ہوں گی۔(22)جو چھپا کر رکھے گئے موتیوں کی طرح (حسین) ہوں گی۔(23)یہ ان اعمال کی جزاء ہے جو وہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا

کرتے رہے ہیں۔(24)وہاں وہ نہ بیہودہ کلام سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔(25)ہاں! سلام سلام

سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾

کہنا ہو گا۔(26)اور داہنے ہاتھ والے تو داہنے والوں کا کیا کہنا۔ (27)

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾ وَّ

وہ بے خار بیریوں میں۔ (28)اور کیلوں کے گچھوں ۔(29)اور لمبے سایوں۔ (30) اور

عربی حاشیہ

اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا جو برکت کی علامت ہے۔

اصحاب المشمۃ۔ جنھیں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا جو نحوست اور بدبختی کی نشانی ہے۔

ثلہ۔ جماعت۔

موضونہ۔ صاحبانِ عمل کی مناسبت سے بُنے ہوئے۔

ف: سورۂ واقعہ چوالیسواں سورہ ہے جو طٰہ اور شعراء کے بعد نازل ہوا ہے اور اس کے بارے میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ اس کا تلاوت کرنے والا کبھی فاقے نہیں کرسکتا اور اسی لئے اسے سورۂ غنی بھی کہا جاتا ہے۔

سابقین کے بارے میں امام باقرؑ کا ارشاد ہے کہ اس سے ہم اہلبیتؑ مراد ہیں۔

ف: والدان کے بارے میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ مومنین کے بچے ہیں جو بلوغ سے پہلے دنیا سے گزر گئے ہیں تو انھیں آخرت

اردو حاشیہ

(۱) قیامت کے دن انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے بعض کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور بعض کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں ہوں اور ظاہر ہے کہ دوسرا گروہ موردِ عذاب ہو گا اور پہلا گروہ قابل نجات ہو گا لیکن اس کے بعد اس سے بھی بالاتر ایک گروہ سابقین کا ہے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے تھے اور ان کی اکثریت اولین میں سے ہو گی جنہوں نے اسلام کا ساتھ دورِ غربت میں دیا ہے اور ابتدائی دور میں قربانیاں پیش کی ہیں اسکے بعد کچھ آخری دور کے ہوں گے جن کا زمانہ بعد کا ہے لیکن ان کا کردار اولین جیسا ہی ہے اور ان سب کا شمار بھی سابقین ہی میں ہے کہ انہوں نے ایسے ہی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جیسے کارہائے نمایاں سابقین اولین نے انجام دیئے تھے۔ سابقین اولین کا شرف ان کے کردار اور ایثار کی بنا پر ہے۔ صرف سن وسال یا سنہ اور صدی کی بنا پر نہیں ہے ورنہ اسلام دین کردار ہونے کے بجائے دین طول عمر ہو جائے گا۔

(۲) بندگانِ خدا کے تین گروہ ہیں۔ اصحاب یمین، اصحاب شمال اور مقربین ان سب میں سب سے بلند تر درجہ سابقین اور مقربین کا ہے جن کیلئے ہر طرح کی نعمت کا انتظام کیا گیا ہے۔

ا۔ رہنے کیلئے جنت النعیم۔

وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا

بہتے پانیوں۔(31) اور فراوان پھلوں میں ہوں گے۔(32) جو نہ ختم ہوں گے اور نہ ان پر کوئی

مَمْنُوْعَةٍ ۙ﴿۳۳﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ؕ﴿۳۴﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۙ﴿۳۵﴾

روک ٹوک ہوگی۔(33) اور اونچے فرشوں پر ہوں گے۔(34) ہم نے ان (حوروں) کو ایک انداز تخلیق سے پیدا کیا۔(35)

فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۙ﴿۳۶﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ۙ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ؕ﴿۳۸﴾ ع

پھر ہم نے انہیں باکرہ بنایا۔(36) ہمسر دوست، ہم عمر بنایا۔(37) (یہ سب) داہنے والوں کے لیے۔(38)

ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ﴿۴۰﴾ وَاَصْحٰبُ

ایک جماعت اگلوں میں سے ہو گی۔(39) اور ایک جماعت پچھلوں میں سے۔(40) رہے بائیں والے

الشِّمَالِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ؕ﴿۴۱﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ۙ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ

تو بائیں والوں کا کیا پوچھنا۔(41) وہ جلتی ہوا اور کھولتے پانی میں۔(42) اور سیاہ دھوئیں کے

مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ۙ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ

سائے میں ہوں گے۔(43) جس میں نہ خنکی ہے اور نہ راحت۔(44) یہ لوگ اس سے پہلے

ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۚۖ﴿۴۵﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿۴۶﴾ ج

ناز پروردہ تھے۔(45) اور گناہ عظیم پر اصرار کیا کرتے تھے۔(46)

وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا

اور کہا کرتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور خاک اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ اٹھائے

لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴۷﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ

جائیں گے؟(47) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی؟(48) کہہ دیجئے: اگلے اور پچھلے

عربی حاشیہ

میں یہ شرف دیا گیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ اہل جنت ہی کی ایک قسم ہے جن کا کام مومنین صالحین کی خدمت انجام دینا ہے اور انھیں سیراب کرنا ہے۔

اکواب۔ کوب کی جمع ہے۔ وہ پیالہ جس میں دستہ اور ٹونٹی وغیرہ نہ ہو۔

اباریق۔ ابریق کی جمع ہے جس میں دستہ اور ٹونٹی ہو۔

کاس۔ وہ پیالہ ہے ہے جس میں کوئی چیز پی جاتی ہو۔

لایصدعون۔ اس شراب سے دردسر وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔

لاینزفون۔ وہ شراب ختم ہونے والی نہیں ہے یا اس کا نشہ اترنے والا نہیں ہے۔

مکنون۔ محفوظ۔

لغو۔ مہمل بات۔

تاثیم۔ ہر وہ عمل جو گناہ کا باعث ہو۔

سدر مخضود۔ وہ بیری کا درخت جس میں

اردو حاشیہ

۲۔ بیٹھنے کیلئے سرر موضونہ۔
۳۔ سہارے کیلئے بہترین تکیے۔
۴۔ خدمت کیلئے ولدان مخلدون۔
۵۔ ظروف کے طور پر اکواب واباریق۔
٦۔ پینے کیلئے شراب طہور۔
۷۔ میوہ میں فاکہتہ مما یتخیرون۔
۸۔ کھانے کیلئے لحم مما یشتھون۔
۹۔ زوجیت کیلئے حور عین۔
۱۰۔ ماحول لالغو ولا تاثیم۔
۱۱۔ گفتگو سلاماً سلاماً۔

اس کے بعد دوسرا درجہ اصحاب یمین کا ہے جن کیلئے:

۱۔ ماحول، سدر مخضود اور طلح منضود۔
۲۔ فضا، ظل ممدود۔
۳۔ پینے کیلئے ماء مسکوب۔
۴۔ کھانے کیلئے فاکہہ کثیرہ۔
۵۔ بیٹھنے کیلئے فرش مرفوعہ۔
٦۔ زوجیت کیلئے ابکارا۔ عربا اترابا۔

اور آخری منزل اصحاب شمال کیلئے ہے جن کے اعمال کا کل معاوضہ سموم وحمیم وظل یحموم اور زقوم ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ قیامت کے منکر تھے اور شرک میں

وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٥٠﴾

یقیناً سب۔(49) ایک مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع کیے جائیں گے۔ (50)

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿٥١﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ

پھر یقیناً تم اے گمراہو! تکذیب کرنے والو! ۔(51) زقوم کے درخت میں سے

شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَشٰرِبُوْنَ

کھانے والے ہو۔(52) پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہو۔(53) پھر اس پر

عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿٥٤﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿٥٥﴾ هٰذَا

کھولتا ہوا پانی پینے والے ہو۔(54) پھر وہ بھی اس طرح پینے والے ہو جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں۔(55) جزاء کے دن

نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿٥٧﴾

یہ ان کی ضیافت ہو گی۔(56) ہم نے تمہیں پیدا (۳) کیا ہے۔ پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ (57)

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿٥٨﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ

کیا تم نے سوچا ہے کہ جس نطفے کو تم (رحم میں) ڈالتے ہو۔(58) کیا اس (انسان) کو تم بناتے ہو یا بنانے والے

الْخٰلِقُوْنَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا

ہم ہیں؟(59) ہم نے موت کو تمہارے لیے مقدر کر رکھا ہے اور ہم

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ

عاجز نہیں ہیں۔(60) کہ تمہاری شکلوں کو تبدیل کر کے تمہیں ایسی شکلوں میں پیدا کریں

فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا

جنہیں تم نہیں پہچانتے۔(61) اور بتحقیق پہلی پیدائش کو تم جان چکے ہو۔ پھر تم عبرت حاصل

المنزل ۷

عربی حاشیہ

کانٹا نہ ہو۔

طلح منضود۔ کیلے کے گھچے۔

عرب۔ عروب کی جمع یعنی وہ عورتیں جوشوہر کی نگاہ میں محبوب ہوں۔

اتراب۔ ترب کی جمع ہے یعنی ہمسن اور ہم عمر۔

سموم۔ وہ گرم ہوا جو جسم کے اندر پیوست ہوجائے۔

حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔

یحموم۔ انتہائی سیاہ فام۔

مترفین۔ خوشحال اور عیش پرست۔

الحنث العظیم۔ بڑا گناہ یا بڑی بڑی جھوٹی قسمیں۔

ف: ایک شخص نے سرکار دو عالمؐ سے دریافت کیا کہ آخر جنت میں بیری کے درخت کا کیا کام ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا ''سدرِ مخضود'' یعنی جنت کی ہر چیز بے عیب ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۷ سے قیامت کے بارے

اردو حاشیہ

مبتلا تھے اور اپنے انکار پر جھوٹی قسمیں بھی کھایا کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ جو قیامت کا انکار کرنے والا ہوا سے قیامت میں کیا حصہ مل سکتا ہے اور اسے کونسی نعمت پانے کا حق ہے۔

(۳) ابتداءً منکرین آخرت کو اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے۔ اس کے بعد اس اعتراض کا جواب دیا کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ہم پہلی مرتبہ پیدا کرنے ہی کے قائل نہیں ہیں تو دوبارہ پیدا کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے تو جواب دیا گیا کہ اگر خدا خالق نہیں ہے تو حسب ذیل سوالات کے جوابات فراہم کرو:

ا۔ منی کو کس نے بنایا ہے اور منی سے انسان کس نے پیدا کیا ہے۔ تم نے تو فقط لذت اندوزی کیلئے اسے عورت کے رحم میں ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد نو مہینے نگرانی کر کے اسے انسان کس نے بنا دیا ہے اور دنیا کے حوالے کس نے کیا ہے۔

۲۔ یہ زراعت اور پیداوار کس کا کارنامہ ہے۔ تم نے تو اچھے خاصے بیج کو بھی خاک میں ملا دیا تھا اور وہ سڑ گل گیا تھا۔ اس کے بعد ایک دانہ سے سات سو دانے کس نے بنا دیئے ہیں اور تخلیق کا یہ کارنامہ کس نے انجام دیا ہے کہ اگر وہ اسے ریزہ ریزہ کر دیتا تو تم یہی کہتے کہ ہم نے بہت پیسہ خرچ کیا تھا اور سب برباد ہو کر رہ گیا۔ تم تو اسکی اصلاح بھی نہیں کر سکتے تھے۔

تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ

کیوں نہیں کرتے؟(62) کیا تم نے (کبھی) سوچا کہ جو کچھ تم بوتے ہو۔(63)اسے تم اگاتے ہو یا

اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ

اسے اگانے والے ہم ہیں؟(64)اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں پھر تم حیرت زدہ،

تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾

ندامت میں رہ جاؤ۔(65) کہ ہم پر توتاوان پڑ گیا۔(66) بلکہ ہم تو محروم رہ گئے۔ (67)

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ

کیا تم نے سوچا ہے کہ جو پانی تم پیتے ہو۔(68)اسے بادلوں سے تم برساتے ہو

مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا

یا اس کے برسانے والے ہم ہیں۔(69)اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا بنا دیں

فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾

پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟(70) کیا تم نے سوچا کہ جو آگ تم سلگاتے ہو۔ (71)

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ

اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا یا اس کے پیدا کرنے والے ہم ہیں؟(72) ہم نے اس آگ کو

جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ

یاد دہانی کا ذریعہ اور ضرورت مندوں کے لیے سامان زندگی بنایا۔(73)پس اپنے عظیم

رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾

رب کے نام کی تسبیح کرو۔(74) میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مقامات کی۔ (75)

عربی حاشیہ

میں سات دلیلوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ابتدا اصل خلقت سے ہوئی ہے اس کے بعد منی کا تذکرہ ہے جس میں انسان کا کام صرف رحم میں ڈال دینا ہے۔ اس کے بعد کئی ملین سیلز سے ایک انسان کا تیار کردینا صرف پروردگار کا کام ہے اور یہ قیامت کی زندگی سے زیادہ مشکل کام ہے۔

زقوم۔تھوہڑ جیسا درخت۔

ہیم۔ انتہائی پیاسا جانور جسے پیاس کی بیماری ہو اور وہ بے تحاشا پی لیتا ہو۔

نزل۔آنے والے کے لئے سامان ضیافت۔

مسبوقین۔مغلوبین۔

ماتمنون۔ وہ منی جو عورت کے رحم میں ڈالتے ہو۔

فی مالاتعلمون۔ وہ دوسرا عالم جس کی تمھیں خبر بھی نہیں ہے۔

نشاۃ اولیٰ۔ دنیا کی خلقت۔

حطام۔بھوسہ

تفکھون۔حیرت میں پڑے رہ جاؤ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

اردو حاشیہ

۳۔ یہ پانی کس نے برسایا ہے اور اسے شیریں کس نے بنایا ہے۔ وہ برسا کر بھی ناقابل استعمال بنا دیتا تو تم کیا کر سکتے تھے۔

۴۔ یہ لکڑی میں آگ کس نے چھپا دی ہے کہ تم اس سے شعلے بھڑکا لیتے ہو یا اس کی رگڑ سے آگ پیدا کر لیتے ہو۔ اس نے یہ درخت نہ بنایا ہوتا تو تمہارے امکان میں کیا تھا اور کون یہ کارنامہ انجام دے سکتا تھا اور درخت بنانے کے بعد بھی اس میں آگ بننے کی صلاحیت نہ رکھ دی ہوتی اور سبز درخت سے شعلے پیدا کرنے کا کام نہ لے لیا ہوتا تو تمہاری حیثیت کیا تھی اور تم کیا کر سکتے تھے۔ یہ غلہ، یہ پانی، یہ آگ اور یہ سب غذا فراہم کرنے کے اسباب تمہارے دائرہ اختیار سے باہر اور ہماری قدرت کاملہ کے نمونے ہیں۔ ہم نے اپنے رحم و کرم کو روک لیا ہوتا تو کوئی انسان اس دنیا میں زندہ نہ رہ سکتا۔

وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷٦﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾

اور اگر تم سمجھو تو یہ یقیناً بہت بڑی قسم ہے۔(76) کہ یہ قرآن یقیناً بڑی تکریم والا ہے۔ (77)

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَنْزِيْلٌ

جو ایک محفوظ کتاب (۴) میں ہے۔(78) جسے صرف پاکیزہ لوگ ہی چھو سکتے ہیں۔(79) یہ عالمین کے پروردگار کی

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾

طرف سے نازل کردہ ہے۔(80) کیا تم اس کلام کے ساتھ بے اعتنائی برتتے ہو؟ (81)

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ

اور تم تکذیب (۵) کرنے کو ہی اپنا حصہ قرار دیتے ہو؟(82) پس جب روح حلق تک پہنچ چکی

الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ

ہوتی ہے۔(83) اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو۔(84) اور (اس وقت) تمہاری نسبت ہم

اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ

اس شخص کے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔(85) پس اگر تم کسی کے زیر

مَدِيْنِيْنَ ﴿۸٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ

اثر نہیں ہو۔(86) اور تم اپنی اس بات میں سچے ہو تو (اس نکلی ہوئی روح کو) واپس کیوں نہیں لے آتے؟ (87) پھر اگر وہ (مرنے والا)

مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾

مقربین میں سے ہے۔(88) تو (اس کے لیے) راحت اور رحمت اور نعمت بھری جنت ہے۔ (89)

وَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ

اور اگر وہ اصحاب یمین میں سے ہے۔(90) تو (اس سے کہا جائے گا) تجھ پر اصحاب یمین کی

عربی حاشیہ

مغرمون۔ مقروض۔ جس نے دنیا آباد کرنے کے لئے اپنے سر بوجھ لاد لیا ہے۔

مزن۔ بادل

اجاج۔ انتہائی کھارا جو کڑوا جیسا ہو جائے۔

تورون۔ آگ بھڑکانا۔

تذکرہ۔ موعظہ۔

مقوین۔ صحرا میں وارد ہونے والے۔

لا اقسم ترکیب کے اعتبار سے لا زائد ہے۔

مواقع النجوم۔ ستاروں کی منزلیں اور ان کے مقامات

ف: امیرالمومنینؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ سورۂ واقعہ کے ہر آخری جملہ کے بعد فرماتے تھے ''بل انت یارب'' یعنی پروردگار تیرے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے۔

ف: اس مقام پر قرآن مجید کی چار صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور انھیں سے اس کتاب مقدس کی عظمت اور جامعیت کا مکمل اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) قرآن اپنی تلاوت و قرأت کے اعتبار سے قرآن ہے اور اپنی معنویت اور جامعیت کے اعتبار سے ایک پوشیدہ اور محفوظ کتاب ہے۔ اس کے ظاہر کو مس کرنے کیلئے وضو یا غسل کی ضرورت ہے اور اس کے باطن تک رسائی کیلئے علم و تقویٰ کے ذریعہ نفس کی طہارت لازمی ہے اور اسی لئے اسے ہدیً للمتقین قرار دیا گیا ہے کہ جس انسان کے پاس تقویٰ نہیں ہے وہ اس کے حقائق و معارف کا ادراک نہیں کر سکتا ہے اور اس کے معنویات سے مستفید نہیں ہو سکا ہے۔

(۵) افسوس صد افسوس کہ قرآن اہل دنیا کیلئے وسیلۂ ہدایت بننے کے بجائے ذریعہ معاش بن گیا ہے اور کوئی اس کی مخالفت کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہے اور کوئی اس کی تلاوت و تفسیر و تاویل کو۔ غرض اس طرح اس کی واقعی افادیت بڑی حد تک مجروح ہو کر رہ گئی ہے اور وہ متاع بازار بن کر رہ گیا ہے۔

الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾

طرف سے سلام ہو۔(91)اور اگر وہ (مرنے والا) تکذیب کرنے والے گمراہوں میں سے ہے۔ (92)

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا

تو (اس کے لیے) کھولتے پانی کی ضیافت ہے۔(93)اور بھڑکتی آگ میں تپایا جانا ہے۔(94) تحقیق یہ

لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

سب یقینی حق ہے۔(95)پس (اے نبی) اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کیجئے۔(96)

آیاتھا ۲۹ ۔ ۵۷ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۴ ۔ رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح [1] کرتے ہیں اور وہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (1)

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے، وہی زندگی اور وہی موت دیتا ہے اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ

ہر چیز پر خوب قادر ہے۔(2)وہی اول اور وہی آخر ہے نیز وہی ظاہر اور وہی باطن ہے اور

الْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔(3)وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو

عربی حاشیہ

کتاب مکنون۔ محفوظ کتاب۔ بعض ظاہر بین حضرات کی نگاہ میں قرآن جزدان میں رہنے کی وجہ سے گردوغبار سے محفوظ ہے اور بعض اہلِ نظر کی نگاہ میں ہر غلط بات سے محفوظ ہے اور انتہائی بلند ترین اور پاکیزہ ترین مطالب کا حامل ہے۔

مطہرون۔ ظاہری اعتبار سے جو لوگ بھی باطہارت ہوں اور معنوی اعتبار سے جن افراد کو بھی پاک بنادیا گیا ہے۔

مدہنون۔ جو لوگ اندر سے منکر ہیں اور مروت میں اقرار کررہے ہیں۔

بلغت الحلقوم۔ روح کے نکلنے کا ہنگام۔

غیر مدین۔ غیر مقید۔

روح۔ روحانی لذت۔

ریحان۔ جسمانی آرام اور خوشبو۔

تصلیۃ جحیم۔ یعنی جہنم میں جلنا اور عذاب برداشت کرنا۔

حق الیقین۔ وہ یقین جو بالکل واقعہ کے مطابق ہو اور اس میں کسی طرح کا شک نہ ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) ہر شے کی تسبیح اس کی حیثیت کے اعتبار سے ہوتی ہے جن کو زبان مقال دی گئی ہے وہ الفاظ میں تسبیح کرتے ہیں اور جنہیں اس زبان سے محروم رکھا گیا ہے وہ زبانِ حال سے تسبیح کرتے ہیں اور اسی نکتہ کی طرف معصومینؑ نے خاک شفا کے فضائل کے ذیل میں اشارہ کیا تھا کہ اس خاک کی تسبیح کو کوئی تسبیح پڑھنے والا نہ بھی پڑھے تو بھی یہ از خود تسبیح کرتی رہتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب کائنات کا ہر ذرہ محو تسبیح ہے تو وہ خاک کس طرح محو تسبیح نہ ہوگی جس میں خون شہید جذب ہوگیا ہے اور جو عبدیت کی سب سے بڑی قربان گاہ کی خاک ہے اور جس پر کائنات کے عظیم ترین انسان اور راہِ حق میں قربانی دینے والوں کے سید و سردار نے سجدہ آخری انجام دیا ہے۔

وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ
چھ دنوں میں خلق کیا پھر عرش پر مستقر ہوا۔ اللہ کے علم میں ہے جو کچھ زمین کے اندر جاتا ہے

مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ
اور جو کچھ اس سے باہر نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو کچھ اس میں

السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ
چڑھتا ہے۔ تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔(4) آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے اور تمام امور

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَیُوْلِجُ
اسی کی طرف پلٹا دیے جاتے ہیں۔(5) وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی

النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوْا
دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کے راز خوب جانتا ہے۔(6) اللہ اور

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ
اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں جانشین (۲) بنایا ہے۔ پس تم میں سے

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۷﴾ وَمَا
جو لوگ ایمان لائیں اور (راہ خدا میں) خرچ کریں ان کے لیے بڑا ثواب ہے۔(7) اور تمہیں

لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا
کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے؟ جب کہ رسول تمہیں تمہارے رب پر

عربی حاشیہ

اول۔ جس کی ابتدا نہ ہو۔
ظاہر۔ جس کے آثار نمایاں ہوں۔
اور باطن جس کی حقیقت عقل وفہم وادراک سے بالاتر ہو۔

ف: سورہ حدید، حشر، صف، جمعہ اور تغابن کا شمار مسبّحات میں ہوتا ہے جن کی سونے سے پہلے تلاوت امام مہدیؑ کی زیارت کا سبب ہوتی ہے۔ اس سورہ کے صفات الٰہیہ کی حسین ترین تعبیر یہ ہے کہ نیکی کے اعتبار سے اول معافی کے اعتبار سے آخر، احسان کے اعتبار سے ظاہر اور پردہ پوشی کے اعتبار سے باطن ہے۔

ف: حضرت موسیٰؑ نے عرض کی خدایا میں تجھے پاسکتا ہوں؟ ارشاد ہوا جب تم نے میرا ارادہ کیا تو سمجھو کہ مجھ تک پہنچ گئے۔ میں ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ رہتا ہوں۔

(روح البیان)

ستۃ ایام۔ خلقت کے چھ مراحل یا چھ انداز اور اطوار۔ مایلج فی الارض۔ جیسے پانی، دانہ، خزانہ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲) اسلامی اقتصادیات کا سب سے عظیم امتیاز یہ ہے کہ اسلام ہر مالک کو مادی اعتبار سے مالک قرار دیتا ہے اور معنوی اعتبار سے خدا کا نائب اور وکیل کہ اصل مال اسی کا ہے اور اصل مالک پروردگار ہی ہے اس نے انسان کو صرف نائب اور وکیل کا درجہ دیا ہے اور ظاہر ہے کہ وکیل کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ کوئی تصرف مالک کی مرضی کے بغیر نہ کرے اور حقیقت یہ ہے کہ یہی نکتہ انسان پر واضح ہو جائے تو اقتصادیات کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ اسی سے حلال وحرام کا فرق واضح ہو جائے گا کہ مال ہمارا نہیں ہے اور ہم مالک کی مرضی کے تابع ہیں وہ جس کو حلال کر دے گا وہ حلال ہوگا اور جس سے منع کر دے گا وہ حرام ہوگا۔

۲۔ خرچ کرنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مالک اصلی جہاں کہہ دے گا وکیل کا فرض ہے کہ وہیں خرچ کر دے۔

۳۔ زکوٰۃ وخمس کی ادائیگی کا فلسفہ معلوم ہو جائے گا کہ مالک اصلی جتنا ہمارا قرار دیدے گا وہ ہمارا ہو جائے گا اور جتنا دوسرے کو دلوا دے گا وہ دوسرے کا ہو جائے گا۔

۴۔ انفاق اور سخاوت کا غرور ختم ہو جائے گا کہ ہم نے دوسرے کا مال دیا ہے اپنا کچھ نہیں دیا ہے تو غرور کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝٨

ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور وہ تم سے مضبوط عہد لے چکا ہے اگر تم ماننے والے ہو۔(8)

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ

وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح نشانیاں نازل فرماتا ہے تا کہ تمہیں

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ

تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لائے۔ یقیناً اللہ تم پر نہایت شفقت کرنے والا،

رَّحِيْمٌ ۝٩ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ

مہربان ہے۔(9)اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے جب کہ آسمانوں

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ

اور زمین کی میراث اللہ کے لیے ہے؟ تم میں سے جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا

اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً

اور قتال کیا وہ (دوسروں کے) برابر نہیں ہو سکتے۔ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان لوگوں سے

مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ

جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور مقاتلہ کیا۔ البتہ اللہ تعالی نے ان سب سے اچھا وعدہ کیا ہے

الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝١٠ ع مَنْ ذَا الَّذِيْ

اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب آگاہ ہے۔(10) کون ہے جو اللہ کو

يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ

قرض حسنہ دے تا کہ اللہ اس کے لیے اسے کئی گنا کر دے؟ اور اس کے لیے پسندیدہ

عربی حاشیہ

مایخرج منہا۔ نباتات، تیل، پٹرول چشمہ وغیرہ۔

ماینزل من السماء۔ بارش، برف، روشنی وغیرہ۔

مایعرج فیہا۔ دعائے مومن، آہِ مظلوم، دھواں اور دور حاضر کے تمام آلات و اسلحہ جات۔

میثاق۔ یہ لفظی معاہدہ نہیں ہے بلکہ ایک فطری معاہدہ ہے کہ جب اس نے نعمتیں دی ہیں تو گویا کہ بندہ سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہمارے مال کو ہماری ہی راہ میں صرف کرنا ہے۔

میراث السماوات والارض۔ یعنی سب فنا ہوجانے والے ہیں اور کائنات کا آخری مالک اور وارث پروردگار ہی ہے۔

حسنیٰ۔ اجروثواب۔

قرض حسن۔ ہروہ مال جو نیکی کی راہ میں خرچ کیا جائے کہ خدا اسے اپنے حق میں ایک طرح کا قرض قرار دیتا ہے اور اس کی ادائیگی اور واپسی کی ذمہ داری لیتا ہے بلکہ اس میں

اردو حاشیہ

۵۔ ذخیرہ اندوزی کا خیال ختم ہوجائے گا کہ جو بغیر کسی عمل کے اس قدر دے سکتا ہے تو اس کی راہ میں انفاق کر دینے کے بعد تو زیادہ ہی دے گا تو پھر جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔درحقیقت یہ ذخیرہ اندوزی اسی کے بارے میں عدم اعتماد کی علامت ہے جو کسی مرد مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

کَرِيمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ

اجر ہے۔(11) قیامت کے دن آپ مومنین اور مومنات کو دیکھیں گے کہ ان کا نور

نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ

ان کے آگے آگے اور ان کی داہنی جانب دوڑ رہا ہو گا (ان سے کہا جائے گا:) آج تمہیں ان جنتوں کی

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

بشارت ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں تمہیں ہمیشہ رہنا ہو گا۔ یہی تو بڑی

الْعَظِيمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ

کامیابی ہے۔(12) اس دن منافق مرد اور عورتیں مومنین سے کہیں گی: ہماری طرف نظر ڈالیں

آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا

تا کہ ہم تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں۔ مگر ان سے کہا جائے گا: پیچھے لوٹ جاؤ

وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ لَهُ

اور نور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار بنا دی جائے گی۔ جس کا ایک دروازہ ہو گا

بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾

جس کے اندرونی حصے میں رحمت ہو گی اور اس کی بیرونی جانب عذاب ہوگا۔ (13)

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ

وہ مومنوں کو پکار کر کہیں گے: کیا ہم تمہارے[۳] ساتھ نہ تھے؟ کہیں گے: تھے تو سہی! لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنے میں

أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ

ڈالا اور تم (ہمارے لیے حوادث کے) منتظر رہے اور شکر کرتے رہے اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکے میں رکھا

عربی حاشیہ

اضافہ کا بھی ذمہ دار ہے کہ یہ واقعی قرض نہیں ہے ورنہ بندہ کے پاس اس کا مال ہی کہاں رکھا ہے جو خدا کو قرض دے سکے گا اور پھر اس سے اصل کا مطالبہ کر سکے گا۔

ف: روایات میں سورہ حدید کی ابتدائی ۶ آیات اور سورہ حشر کی آخری ۴ آیات کو اسم اعظم پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۶ حضرت عیسیٰ فرمایا کرتے تھے کہ دوسروں کے گناہوں کو ارباب بن کر موت دیکھو۔ اپنے گناہوں کو بندہ بن کر دیکھو۔

تاریخ میں فضیل بن عیاض کا واقعہ ہے کہ عورت کے عشق میں دیوار پر چڑھے اور ہمسایہ سے اس آیت کو سن کر تائب ہوگئے اور امام صادقؑ کے معتبر اصحاب میں شامل ہوگئے۔

1- سعی۔ تیز رفتاری کو کہا جاتا ہے یعنی نور ایمان صاحبِ ایمان کے آگے آگے چل رہا ہوگا اور خود ہی راستہ کو روشن اور ہموار کر رہا ہوگا۔

2- نظر۔ یہ لفظ دیکھنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور مہربانی کے معنی میں بھی

اردو حاشیہ

(۳) منافقین جہنم کے قریب پہنچ کر بھی اپنی ذہنیت سے باز نہیں آئیں گے اور انہیں پھر وہی صحابیت یاد آئے گی کہ ہم صاحبانِ ایمان کے ساتھ رہا کرتے تھے تو صاحبانِ ایمان کا جواب بھی یہی ہوگا کہ جنت کا تعلق صحبت اور ہم نشینی سے نہیں ہے۔ یہ ایمان اور کردار کا سودا ہے اور تمہارے عیوب یہ تھے کہ تم لمبی لمبی امیدوں کے چکر میں ہمارے ساتھ آ گئے تھے ورنہ ہر وقت ہمارے بارے میں یہی سوچا کرتے تھے کہ ہم کسی طرح مصائب میں مبتلا ہو جائیں اور تم نے رسالت میں بھی شک کیا تھا۔

تاریخ اسلام پر نظر ڈالی جائے تو ایسے منافق کردار بآسانی نظر آ جائیں گے جو ان تمام صفات کے مصداق تھے اور جو صاحبانِ ایمان سے رحم کی درخواست کریں گے اور وہ درخواست مسترد کر دی جائے گی اور شاید یہ درخواست بھی اس لئے ہے کہ دنیا میں اس بات کی عادت پڑ گئی تھی کہ ہمیشہ مخالفت کے باوجود جب کوئی مشکل آن پڑتی تھی تو فریاد لے کر آ جاتے تھے اور جب مشکل ٹل جاتی تھی تو کنارہ کش ہو جایا کرتے تھے یہ اس بات کو بھول گئے تھے کہ دنیا کا حساب الگ ہے اور آخرت کا حساب الگ۔ دنیا میں خدا بھی ارحم الراحمین ہے اور اچھے برے ہر ایک کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرتا ہے لیکن وہ بھی آخرت میں کفار اور گنہگاروں کو جہنم میں ڈال دے گا اور کسی طرح کے رحم و کرم کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ اس نے آخرت میں اپنا تعارف للہ الواحد القہار سے کرایا ہے تا کہ انسان

حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا

یہاں تک کہ اللہ کا حکم آ گیا اور دھوکے باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دیتا رہا۔(14) پس آج تم سے

يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ

نہ کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ ان سے جنہوں نے کفر اختیار کیا۔ تمہارا ٹھکانا آتش ہے،

النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ

وہی تمہارے لیے سزاوار ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔(15) کیا مومنین کے لیے ابھی وہ

اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ

وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر خدا سے اور نازل ہونے والے حق سے نرم ہو جائیں

وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ

اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ایک طویل مدت

الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے؟ اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہیں۔ (16)

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

جان رکھو! اللہ ہی زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے تمہارے لیے نشانیوں کو یقیناً واضح

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ

طور پر بیان کیا ہے۔شاید تم عقل سے کام لو۔(17) یقیناً صدقہ دینے والے مردوں اور صدقہ دینے والی

وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ

عورتوں نیز ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اللہ کو قرض حسنہ دیا ہے کئی گنا کر دیا جائے گا اور ان کے لئے پسندیدہ

عربی حاشیہ

استعمال ہوتا ہے جس طرح کہ ہمارے اردو محاورہ میں استعمال ہوتا ہے کہ ایک نظر ادھر بھی۔

3- امانی تمنائیں اور آرزوئیں جو انسان کی گمراہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

غرور۔ سب سے بڑا دھوکہ باز یعنی شیطان۔

4- دنیا میں مولا کو مولا تسلیم نہ کرنے کا انجام یہ ہوا کہ آخرت میں جہنم کو مولا تسلیم کرنا پڑا۔ اب وہی مددگار ہے اور وہی سرپرست اور تصرف کرنے والا۔

5- مصدق۔ یعنی متصدق، صدقہ دینے والا انسان۔

قرض حسن۔ راہِ خدا میں انفاق کو کہا جاتا ہے۔ قرض حسن اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ افراد کو دیا جاتا ہے اور قرض حسن راہِ خدا میں خرچ کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں انفاق اور قرض حسنہ کے مجموعی شرائط یہ ہیں:

۱۔ بہترین مال دیا جائے۔ ۲۔ ضرورت کے باوجود دیا جائے۔ ۳۔ ضرورت مندوں کو

اردو حاشیہ

اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ رہے اور کسی دھوکہ میں زندگی نہ گزارے۔

كَرِيمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ
اجر ہے۔(18)اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں

الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ
وہی اپنے رب کے نزدیک کامل سچے اور گواہ ہیں۔ ان کے لئے ان کا اجر

وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ
اور ان کا نور ہے اور جو لوگ کفر کرتے ہیں اور ہماری آیات کی تکذیب کرتے ہیں

أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١٩﴾ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ
وہ جہنمی ہیں۔(19) جان رکھو! دنیاوی زندگی صرف کھیل، بیہودگی، (۵) آرائش، آپس میں فخر کرنا

وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ
اور اولاد و اموال میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش سے عبارت ہے

وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ
اس کی مثال اس بارش کی سی ہے جس کی پیداوار (پہلے) کسانوں کو خوش کرتی ہے پھر وہ خشک ہو جاتی ہے

فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ
پھر دیکھتے ہو کہ وہ کھیتی زرد ہو گئی ہے پھر وہ بھس بن جاتی ہے جب کہ آخرت میں (کفار کے لیے) عذاب شدید

شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا
اور (مومنین کے لیے) اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو

إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
سامان فریب ہے۔(20)ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ اپنے پروردگار کی مغفرت

عربی حاشیہ

دیا جائے۔ ۶۔خفیہ طریقہ سے دیا جائے۔ ۵۔احسان نہ جتایا جائے۔ ۶۔رضائے الٰہی کے لئے دیا جائے۔ ۷۔اپنے عمل کو حقیر سمجھا جائے۔ ۸ پسندیدہ مال دیا جائے۔ ۹۔اپنے کو مالک تصور نہ کیا جائے۔ ۱۰مالِ حلال سے انفاق کیا جائے۔

ف: امام محمدؑ باقر کا ارشاد ہے کہ خلوص دل کے ساتھ ظہور قائم کا انتظار کرنے والا شہداء اور صدیقین میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ایمان بالغیب سے بڑا کوئی ایمان نہیں ہے اور یہ انسان کو مجاہدوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔

6- صدیق۔ جو اپنے دعوائے ایمان میں قول و عمل ہر اعتبار سے مکمل طور پر سچا ہو ورنہ زندگی میں صرف ایک دو مواقع پر صحیح بول دینے سے کوئی انسان صدیق نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ صداقت اس کی ذات کا لازمہ اور اس کے کردار کا نشان نہ بن جائے۔

شہداء۔ وہ افراد جو راہِ خدا میں قربان ہوجائیں۔ ان کا اجر حیات جاودانی اور رزق مسلسل ہے اور ان کا نور وہی ہے جو ان کے

اردو حاشیہ

(۴) یہاں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عمومی اعتبار سے صدیق کوئی بہت بڑا درجہ نہیں ہے جسے انتہائی غیر معمولی قرار دے دیا جائے اور مخصوص فضل پروردگار کا نتیجہ قرار دیدیا جائے۔ یہ وہ درجہ ہے جو صاحب ایمان اپنے ایمان کی صداقت کی بنا پر حاصل کرسکتا ہے۔ ایمان سے الگ ہو کر صرف ایمان والوں کی محبت یا صحبت سے نہیں حاصل ہوسکتا ہے۔

(۵) بعض علماء کا بیان ہے کہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ بچہ ہوتا ہے تو کھیل سے دلچسپی رکھتا ہے ذرا بڑا ہوتا ہے تو لہویات میں لگ جاتا ہے جوان ہوتا ہے تو آرائش کا دلدادہ ہو جاتا ہے اور بڑا ہوتا ہے تو حسب ونسب پر تفاخر کو اپنا شعار بنا لیتا ہے اور ضعیفی کی منزل میں آجاتا ہے تو مال اور اولاد کی کثرت کے علاوہ کوئی ذوق نہیں رہ جاتا ہے اور اسی فطرت کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے جو انسان کی زندگی کے مختلف مراحل میں منظر عام پر آتی رہتی ہے اور انسان اپنی حقیقت کو بے نقاب کرتا رہتا ہے۔

عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِيۡنَ

اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین جتنی ہے اور ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اللہ

اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ

اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اسے وہ جسے چاہے عطا فرماتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۲۱﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى

اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔(21) کوئی مصیبت [۶] زمین پر اور تم پر نہیں پڑتی

الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ

مگر یہ کہ اس کے پیدا کرنے سے پہلے وہ ایک کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

نَّبۡـرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۲۲﴾ ۚ لِّـكَيۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰى مَا

اللہ کے لئے یقیناً یہ نہایت آسان ہے۔(22) تا کہ جو چیز تم لوگوں کے ہاتھ [۷] سے چلی جائے

فَاتَكُمۡ وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ

اس پر تم رنجیدہ نہ ہو اور جو چیز تم لوگوں کو دے دو اس پر اترایا نہ کرو۔ اللہ کسی خود پسند، فخر جتانے والے کو

فَخُوۡرِۙ ﴿۲۳﴾ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ ؕ

پسند نہیں کرتا۔(23) جو خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں

وَمَنۡ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدۡ

اور اگر کوئی روگردانی کرتا ہے تو وہ اللہ یقیناً بڑا بے نیاز، قابل ستائش ہے۔(24) بتحقیق

اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَيِّنٰتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل دے کر بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب [۸]

عربی حاشیہ

آگے آگے چلے گا۔

7- کفار۔ کافر کی جمع ہے۔ کفر چھپانے کے معنی میں ہے اور کسان دانہ کو زمین میں چھپا دیتا ہے اس لئے اس کو کافر سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ عقیدہ کے اعتبار سے وہ کافر نہیں ہے۔

یہیج۔ نبات کے خشک ہونے کی منزل ہے۔

حطام۔ اس کے ریزہ ریزہ ہوجانے کا مرحلہ ہے۔

8- عرض۔ یہ طول کے مقابلہ میں نہیں ہے کہ یہ بحث کی جائے کہ جب جنت کا عرض اتنا ہے تو طول کس قدر ہوگا بلکہ یہ عرض وسعت کے معنی میں ہے جو طول وعرض دونوں کو شامل ہوتا ہے۔

مختال۔ اترانے والا۔

فخور۔ زیادہ فخر کرنے والا اور مغرور۔

ف: دنیا کے تمام مظلومین کو آیت نمبر ۲۱ پر اعتماد کرنا چاہیے اور مصائبِ دہر کو تقاضائے حکمت سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ یہ دلیل شکست وذلت نہیں ہے دلیل صبر وایمان ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) اس مصیبت سے طبیعی مصیبتیں مراد ہیں چاہے ان کا تعلق کائنات سے ہو یا نفس انسانی سے ورنہ زندگی کی بے شمار مصیبتیں ہیں جن کا تعلق انسان کے کردار اور اعمال سے ہے اور ان کے ذمہ دار قضا وقدر الٰہی کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی تقدیر بھی انسانی اختیارات کی روشنی میں طے کر دی گئی ہے۔

(۷) امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ زہد کا کل کمال یہ ہے کہ انسان کو جو نہ ملے اس کا افسوس نہ کرے اور جو مل جائے اس پر غرور نہ کرے۔ اس کے بعد نہ دولت کا ہونا زہد کے منافی ہے اور نہ پھٹے حال زندگی گزارنا کمال زہد وتقویٰ ہے۔

(۸) کسی نمائندہ پروردگار کے کام کرنے اور دنیا کی اصلاح کرنے کیلئے حسب ذیل عناصر کی ضرورت ہوتی ہے:

۱۔ اس کے پاس منصب کو ثابت کرنے کے دلائل ہوں۔

۲۔ اس کے پاس ایک مرتب قانون زندگی ہو۔

۳۔ وہ زندگی میں حق وانصاف کا پیمانہ ساتھ رکھتا ہو تا کہ نظام عدل قائم کر سکے۔

۴۔ دشمن کی مخالفت کے موقع پر وہ ایسے اسلحہ رکھتا ہو جس کے ذریعہ اس طوفانِ بلا کا مقابلہ کر سکے۔

وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ

اور میزان نازل کیا ہے تا کہ لوگ عدل قائم کریں اور ہم نے لوہا اتارا جس میں شدید طاقت ہے

فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ

اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں اور تا کہ اللہ معلوم کرے کہ کون بن دیکھے خدا اور اس کے

مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢٥﴾

رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اللہ یقیناً بڑی طاقت والا، غالب آنے والا ہے۔ (25)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا

اور بتحقیق ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی

النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٦﴾

تو ان میں سے کچھ ہدایت پا گئے اور ان میں بہت سے فاسق ہو گئے۔ (26)

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

پھر ان کے بعد ہم نے پے درپے اپنے رسول بھیجے اور ان سب کے بعد عیسٰی بن مریم کو بھیجا

وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً

اور انہیں ہم نے انجیل دی اور جنہوں نے ان کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں شفقت

وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ

اور رحم ڈال دیا اور رہبانیت (ترک دنیا) کو تو انہوں نے خود ایجاد کیا۔ ہم نے تو ان پر

اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ

رہبانیت کو واجب نہیں کیا تھا سوائے اللہ کی خوشنودی کے حصول کے، لیکن انہوں نے اس کی بھی پوری رعایت

ع ۳ / ۱۹

عربی حاشیہ

ف: لوہا انسانی زندگی کی وہ اہم ضرورت ہے جس نے ایک نئے دور کی بنیاد رکھی ہے۔ ذوالقرنین کی دیوار سے لے کر داؤد کی زرہ تک سب لوہے کے کارنامے ہیں اور آج بھی اجتماعی زندگی میں زراعت، صنعت، مسکن اور جنگ چاروں اسی لوہے کے ممنون کرم ہیں اور اسی لئے مالک نے اسے سہل الحصول بنادیا ہے۔

بینات۔ کھلے ہوئے دلائل اور معجزات۔

میزان۔ وہ قانون جس سے شخصیت کا وزن طے کیا جاسکے اور ظاہری اعتبار سے وہ ترازو جس سے ناپ تول کا توازن برقرار رکھا جاسکے۔

باس شدید۔ شدید جنگ کا سامان۔ چاہے خنجر اور تلوار کی شکل میں ہو یا بم اور میزائل اور لڑاکا جہازوں کی صورت میں۔

منافع۔ وہ زندگی کے بیشتر کام ہیں جو لوہے کی مدد سے انجام پاتے ہیں۔ کھانا پکانے سے لے کر ہوائی جہاز پر سفر کرنے تک کون سا مرحلہ ہے جہاں انسان لوہے سے بے نیاز ہوجاتا ہو۔

اردو حاشیہ

۵۔ عوامی زندگی کو خوشحال بنانے کے وسائل سے آراستہ ہوتا کہ لوگ اس کے پیغام کو زندگی سمجھیں اور اس کے آئینہ میں موت کی شکل نہ دیکھیں۔

آیت کریمہ نے انہیں پانچوں اسباب کی طرف اشارہ کر کے پیغمبر اسلامؐ کے نظام کے استحکام کو ثابت کیا ہے۔

واضح رہے کہ آسمان سے لوہا جہاد اور نصرت خدا و رسول کے لئے نازل ہوا تھا۔ اب وہ افراد کس قدر بدنصیب ہیں جو اس لوہے کو اللہ اور رسول ہی سے جنگ کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور دین خدا کو فنا کر دینا چاہتے ہیں۔

عالم ظاہر کے اعتبار سے آسمان سے ایک ہی لوہا نازل ہوا ہے جسے ذوالفقار کہا جاتا ہے اور اس کا مصرف واقعاً نصرت خدا و رسول کے علاوہ کچھ نہ تھا جیسا کہ ندائے غیب نے بھی اعلان کیا تھا (لا سیف الاذوالفقار ولا فتیٰ الا علیؑ)۔

(۹) دور حاضر میں بھی رہبانیت اور ترک لذات کی آڑ میں کیا کیا جرائم ہو رہے ہیں اس کا اندازہ صبح وشام کے اخبارات سے کیا جاسکتا ہے اور گرجاؤں کی تاریخ میں ان جرائم کا مکمل مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

سادہ لوح عوام ان راہبوں سے اس بنا پر قریب تر ہوجاتے ہیں کہ انہوں نے لذات دنیا سے کنارہ کشی کر لی ہے اور ان کے پاس روحانیت کے علاوہ کچھ

فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ
نہیں کی پس ان میں سے جنہوں نے ایمان قبول کیا ہم نے ان کا اجر انہیں دیا اور ان میں

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
بہت سے لوگ فاسق ہیں۔(27)اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر

اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ
ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا اور تمہیں

كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا
وہ نور عنایت فرمائے گا جس سے تم راہ طے کر سکو گے

تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
اور تمہاری مغفرت بھی کر دے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا،

رَّحِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ
رحم کرنے والا ہے۔ (28)یہ اس لئے کہ اہل کتاب جان لیں کہ

اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ
اللہ کے فضل میں ان کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے او ریہ کہ فضل تو صرف اللہ

وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ
کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے اسے دے دیتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٩﴾
اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔(29)

عربی حاشیہ

قفینا۔ ایک کے بعد ایک کو بھیجا۔
رہبانیت۔ ترک دنیا اور ترک لذات۔
واضح رہے کہ یہاں پر زبر ہے پیش نہیں ہے۔ البتہ راہب کی جمع رُہبان ضرور ہے جہاں ر پر پیش ہوتا ہے۔
کفل۔ حصہ کفلین دو برابر کے حصے۔
رحمت۔ ثواب۔
لئلا یعلم۔ یہاں بھی لا زائد ہے یعنی تا کہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ ان کے بس میں کچھ نہیں ہے۔
ف: آیت نمبر ۲۸ دلیل ہے کہ ایمان حقیقی تقویٰ پیدا کرتا ہے اور تقویٰ انسان کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ رحمت کے دو حصے عنایت کرتا ہے اور ایک نور بھی عطا کرتا ہے جس کے سہارے ہر تاریک راستہ پر جا سکتا ہے اور کہیں گمراہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

نہیں ہے اور رہبانیت کے ٹھیکہ دار اسی قربت کو اپنے مذموم اور ناپاک ارادوں کی تکمیل کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ گرجاؤں کے علاوہ یہ کاروبار بعض مقامات پر خانقاہوں میں بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ روح سب کی ایک ہے شکلیں چاہے جس قدر مختلف ہوں۔

اٰیاتھا ۲۲ ۵۸ سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۰۵ رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ

اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں (۱)تکرار اور اللہ کے آگے شکایت

اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ①

کر رہی تھی، اور اللہ آپ دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اللہ یقیناً بڑا سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (1)

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ

تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ''ظہار'' کرتے ہیں (انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔

اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا اڿ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا

ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے انہیں جنا ہے اور بلاشبہ یہ لوگ ناپسندیدہ باتیں کرتے ہیں

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ

اور جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ یقیناً بڑا درگزر کرنے والا، مغفرت کرنے والا ہے۔(2)اور جو لوگ اپنی

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ

بیویوں سے ''ظہار'' کریں پھر اپنے قول سے پلٹ جائیں انہیں باہمی مقاربت سے

رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہئے۔ اس طرح تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ

عربی حاشیہ

ف: عفو گناہوں کو معاف کردینا اور انھیں مٹادینا ہے اور مغفرت ان پر پردہ ڈال دینا ہے۔ عفوغفور میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ صرف معاف ہی نہیں کرتا ہے بلکہ انھیں چھپا بھی دیتا ہے تا کہ گنہگار کی عزت وآبرو محفوظ رہے۔

1- ظہار کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی زوجہ سے یہ کہہ دے کہ تو میری ماں کی پشت کے برابر ہے کہ اس عمل کے بعد عورت حرام ہوجاتی ہے اور کفارہ کے بغیر حلال نہیں ہوسکتی ہے لیکن اس عمل کے لئے چند شرائط ہیں:

ا۔ظہار شاہدین عادلین کے سامنے ہو۔

۲۔عورت مدخولہ ہو۔

واضح رہے کہ اصل ظہار اسلام میں حرام ہے لیکن انسان توبہ کرے تو خدا اس کے گناہ کو معاف کردیتا ہے۔

2- بعض علماء کا خیال ہے کہ کفارہ کے بغیر ایک دوسرے کو ہاتھ بھی نہیں لگاسکتے اور بعض کا کہنا ہے کہ ہاتھ نہ لگانا ایک کنایہ ہے

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ یہ خولہ کا قصہ ہے جس کے شوہر نے اسے ماں کے برابر کہہ دیا تھا اور پھر دونوں شرمندہ ہو گئے تھے توشوہر نے زوجہ کو پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے داستانِ غم بیان کی تو آپ نے سکوت اختیار فرمایا اس نے پھر اصرار کیا تو آپ نے پھر سکوت فرمایا اور حکم خدا کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے خدا سے فریاد کی اور آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ظہار کی عورت ماں نہیں ہو جاتی ہے اور کفارہ کے بعد تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ جواب میں تاخیر کی مصلحت یہ رہی ہو کہ کام بہرحال غلط ہوا ہے اور انسان کچھ دیر تو ذہنی کرب میں مبتلا رہے کہ دیکھیں کیا فیصلہ ہوتا ہے یا شاید فیصلہ ہمارے خلاف ہونے والا ہے تا کہ آئندہ ایسے اقدامات کی جرأت نہ ہو اور عورت ایسے اسباب فراہم نہ کرے جس سے ظہار کی نوبت آئے اور مرد بھی ایسے اقدام نہ کرے اور اسی لئے خدا نے معافی کا وعدہ کرلیا ہے کہ کفارہ کے بعد اس خطا کو معاف کیا جاسکتا ہے تا کہ انسان نفسیاتی اعتبار سے بھٹکنے نہ پائے ورنہ زوجہ وشوہر کے تعلقات کی راہ میں مذہب بھی رکاوٹ بن جاتا ہے تو بہت سے لوگ مذہب سے انحراف کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنے تعلقات کو مجروح نہیں ہونے دیتے۔ خدا انسان کو جذبات اور خواہشات کے شر سے محفوظ رکھے اور ہر ایسے اقدام سے بچائے رکھے جو خدا اور رسولؐ کی مرضی کے خلاف اور اسلام کے قوانین سے متضاد ہو۔

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ﴿۳﴾ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ

اس سے خوب باخبر ہے۔(3) پس جسے غلام نہ ملے وہ باہمی مقاربت سے پہلے متواتر

مُتَتَابِعَيۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَسۡتَطِعۡ

دو مہینے روزے رکھے اور جو ایسا بھی نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

فَاِطۡعَامُ سِتِّيۡنَ مِسۡكِيۡنًا ؕ ذٰلِكَ (3) لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ ؕ

یہ اس لئے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو۔

وَتِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۴﴾ اِنَّ

یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور کفار کے لئے دردناک عذاب ہے۔(4) جو

الَّذِيۡنَ يُحَآدُّوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ كُبِتُوۡا كَمَا كُبِتَ الَّذِيۡنَ

لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ یقیناً اسی طرح ذلیل کیے جائیں گے

مِنۡ قَبۡلِهِمۡ وَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ عَذَابٌ

جس طرح ان سے پہلوں کو ذلیل کیا گیا ہے اور بتحقیق ہم نے واضح نشانیاں نازل کی ہیں اور کفار کے لئے ذلت

مُّهِيۡنٌ ﴿۵﴾ ۚ يَوۡمَ يَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيۡعًا فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ

والا عذاب ہے۔(5) اس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔

اَحۡصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوۡهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۶﴾ ع

وہ اللہ کو بھول گئے ہیں مگر اللہ نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور اللہ ہر شے پر گواہ ہے۔(6)

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کے بارے میں جانتا ہے۔

عربی حاشیہ

جس کا مطلب یہ ہے کہ کفارہ کے بغیر جماع کرنا صحیح نہیں ہے ورنہ ہاتھ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور خود جماع بھی کرے گا تو اسے زنا نہیں کہا جائے گا اس لئے کہ عورت بہرحال اس کی زوجہ ہے صرف ظہار کی بنا پر جماع حرام ہوگیا ہے۔

3- یہ سہولت ایمان کے باقی رکھنے کے لئے دے دی گئی ہے ورنہ بہت سے افراد ہیں جو بیوی کے پیچھے اسلام اور ایمان کو بھی چھوڑنے کے لئے تیار رہتے ہیں اور انھیں عورت حکمِ خدا سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔

اردو حاشیہ

مَا يَكُونُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ (4) اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ

کبھی تین آدمیوں (۲) کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر یہ کہ ان کا چوتھا اللہ ہوتا ہے اور نہ پانچ آدمیوں کی

اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ

مگر یہ کہ ان کا چھٹا اللہ ہوتا ہے اور نہ اس سے کم ہو سکتے ہیں اور نہ زیادہ مگر وہ جہاں کہیں ہوں

مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ

اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے، پھر قیامت کے دن وہ انہیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ

اللہ یقیناً ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔(7) کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں سرگوشی کرنے سے

النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ

منع کیا گیا تھا؟ جس کام سے انہیں منع کیا گیا تھا وہ پھر اس کا اعادہ کر رہے ہیں اور آپس میں گناہ اور ظلم اور

الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۡ وَاِذَا جَآءُوْكَ (5) حَيَّوْكَ بِمَا

رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو وہ آپ کو اس طریقے سے سلام کرتے ہیں

لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا

جس طریقے سے اللہ نے آپ پر سلام نہیں کیا ہے اور اپنے آپ سے کہتے ہیں: اللہ ہماری باتوں پر ہمیں

اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸

عذاب کیوں نہیں دیتا؟ ان کے لئے جہنم کافی ہے جس میں وہ جھلسائے جائیں گے جو بدترین انجام ہے۔ (8)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور زیادتی اور

عربی حاشیہ

ف: نجویٰ اور سرگوشی کے بارے میں سرکار دو عالمؐ کا ارشاد ہے کہ جہاں تین افراد جمع ہوں اور وہاں دو کو رازدارانہ گفتگو نہیں کرنی چاہیے کہ اس طرح تیسرے انسان کو بہرحال تکلیف ہوتی ہے اور سوئے ظن کی فضا ہموار ہوتی ہے۔

4- تین اور پانچ صرف بطور مثال بیان ہوئے ہیں ورنہ خدا ہر راز دل سے باخبر ہے اور شاید دو کا تیسرا اس لئے نہیں کہا گیا کہ یہ لفظ عیسائیوں کے عقیدہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس طرح انھیں اپنی تائید کے لئے ایک بہانہ مل جائے گا۔

5- یہودی طرح طرح سے پیغمبرؐ اسلام کو اذیتیں پہنچایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک شخص نے آکر سلام کیا اور کہا ''السام علیک'' یعنی سلام کے بدلے لفظ سام استعمال کیا جس کے معنی موت کے ہوتے ہیں۔ آپ نے بھی پورا جواب دینے کے بجائے فرمایا ''وعلیک'' اور

اردو حاشیہ

(۲) منافقین کیلئے یہ عجیب وغریب مرحلہ تھا کہ اظہار اسلام کیلئے مسلمانوں کے درمیان بھی رہنا تھا اور ان سے اپنے رازوں کو پوشیدہ بھی رکھنا تھا تو ان لوگوں نے اس کا راستہ راز کی گفتگو کو قرار دیا۔ قدرت نے ان کے جواب میں پہلے اپنے علم کا حوالہ دیا کہ ہم سے کوئی بات مخفی نہیں ہے پھر اس کے بعد آداب سکھائے کہ خبردار رازداری میں گناہ یا کسی پر ظلم اور زیادتی اور رسولؐ کی مخالفت کے عناصر شامل نہ ہونے پائیں ورنہ اس کا انجام بہت برا ہوگا اور آخر میں ان موضوعات کی طرف اشارہ کر دیا جن پر راز کی گفتگو کی جا سکتی ہے اور وہ ہے نیکی اور تقویٰ کہ ہر نیکی کیلئے عام ہونا ضروری نہیں ہے اور تقویٰ دل میں خوف خدا کا نام ہے اس کیلئے اظہار اور اعلان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ط

رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور تقویٰ کی سرگوشیاں کیا کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى (6) مِنَ

اور اس اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم جمع کیے جاؤ گے۔(9)(منافقانہ) سرگوشیاں تو

الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ

بلاشبہ صرف شیطان ہی کی طرف سے ہوتی ہیں تا کہ مومنین کو رنجیدہ خاطر کرے حالانکہ وہ

شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰

اذن خدا کے بغیر انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مومنین کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے۔ (10)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کرو۔

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ج وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا

اللہ تمہیں کشادگی (۳) دے گا اور جب تم سے کہا جائے: اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ لا وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئیں اور وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو

دَرَجٰتٍ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اللہ بلند فرمائے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔(11) اے ایمان والو! جب تم

اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ

رسول سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ (۴) دے دیا کرو۔

عربی حاشیہ

تیرے اوپر بھی ..... اب تو نے سلام کیا ہے تو سلام اور کچھ اور کیا ہے تو وہ۔

یہ بہترین سیاست اخلاق تھی جسے مقابلہ بالمثل بھی کہا جاتا ہے اور مناسب اخلاق سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

6-یوں تو نجویٰ ہر رازداری کی بات کو کہا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ سازشی گفتگو کی طرف اشارہ ہے جو منافقین کے درمیان یا ان کے اور یہودیوں کے درمیان ہوا کرتی تھی۔

ف: آیت نمبر ۱۱ میں اہل علم کا اختصاص علامت ہے کہ علم سے بالاتر کوئی شے نہیں ہے۔ اسلام نے علماء کو شہداء اور عابدین دونوں سے بالاتر قرار دیا ہے اور علماء کی شفاعت کو بھی شہداء پر مقدم رکھا ہے۔

ف: نجویٰ سے پہلے صدقہ دینے کا حکم کتنی دیر باقی رہا اس سلسلہ میں مفسرین میں اختلاف ہے لیکن صحیح ترین احتمال دس دن کا ہے کہ ایک روز یا ایک ساعت میں وہ امتحان ممکن نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) مسلمانوں میں ایک شوق یہ بھی تھا کہ ہر وقت بزم رسولؐ میں حاضر رہو تا کہ اپنے تقرب کا پروپیگنڈہ کیا جا سکے اور اس طرح عدیم الفرصت مسلمانوں کو زحمت ہوتی تھی تو قدرت نے تنبیہ کی کہ اولاً تو آنے والوں کو جگہ دو اور پھر جگہ کم ہو تو اٹھ جاؤ اور اسے برا نہ مانو اس لئے کہ صاحبانِ علم وایمان کو بہرحال برتری حاصل ہونی چاہیے اور انہیں محفل میں مناسب جگہ ملنی چاہیے۔ انہیں جاہلوں اور کم رتبہ افراد کے برابر نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

عالم عالم ہوتا ہے اور جاہل جاہل صرف محفل میں آ کر بیٹھ جانے سے جاہل عالم نہیں کہا جا سکتا اور محفل میں حاضر نہ رہ سکنے کی بنا پر عالم جاہل کے مانند نہیں ہو سکتا علم ایک کمال بشریت ہے جو اپنے حامل کو ہمیشہ سرفراز اور سربلند رکھتا ہے۔

(۴) جب بعض مسلمانوں نے صحبت پیغمبرؐ کو شخصیت سازی کا ذریعہ بنا لیا اور غریبوں کا داخلہ بند کر دیا تو قدرت نے یہ پابندی عائد کر دی کہ پہلے صدقہ دو اس کے بعد بزم پیغمبرؐ میں آؤ تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ کون اپنی صحابیت کی کس قدر قیمت لگا تا ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ فخر رازی اور طبری جیسے مفسرین کے اعتراف کے مطابق اس آیت پر حضرت علیؑ کے علاوہ کسی نے عمل نہیں کیا۔ صرف آپ کے پاس ایک دینار تھا تو اسے دس درہم میں بھنایا اور ایک ایک کر کے صدقہ دیتے رہے اور بزم پیغمبرؐ میں حاضری دیتے رہے جس کے بعد آیت کا حکم منسوخ ہو گیا اور سارے صاحبانِ ریا کی صحابیت کا راز کھل گیا۔

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا

یہ بات تمہارے لیے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ ہاں اگر صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ پاؤ

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ

تو اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔(12) کیا تم اپنی سرگوشیوں سے پہلے صدقہ دینے سے

يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

ڈر گئے ہو؟ اب جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمہیں معاف کردیا تو

عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو

وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔(13) کیا آپ نے ان لوگوں کو

تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۚ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ

نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ غضبناک ہوا ہے؟ یہ لوگ نہ تم میں سے ہیں

وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ

اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسم کھاتے ہیں۔(14) اللہ نے ان کے لئے

عَذَابًا شَدِيْدًا ۚ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا

سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں۔یقیناً وہ برا ہے۔(15) انہوں نے اپنی

اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ

قسموں کو سپر بنا رکھا ہے پھر وہ راہ خدا سے روکتے ہیں۔ پس ان کے لئے ذلت آمیز

عربی حاشیہ

جس کے بعد عمل نہ کرنے والوں کی مذمت کی جائے اور انھیں خطا کار قرار دے کر ان کی معافی کا اعلان کیا جائے۔

7- واضح رہے کہ یہ سرکاری ٹیکس یا درباری نذرانہ نہیں ہے جو سلاطین کے خزانوں کے لئے وصول کیا جاتا ہے۔ یہ صدقہ ہے جو پیغمبرؐ اور ان کی آل کے لئے حرام ہے اور اس کا مقصد غربا و فقراء قوم کی پرورش ہے کہ گویا رسولؐ اپنے کو سرگوشیوں کی زحمت میں ڈال کر غربا اور فقراء کا بھلا کرنا چاہتا ہے ورنہ ابتدا ہی سے راز داری کی باتوں سے منع کر دیا جاتا اور اس کا جواز ہی نہ ہوتا۔

8- یہ منافقین ہیں جو اندر اندر یہودیوں سے ملے ہوئے ہیں اور ان بدبختوں کا شمار نہ واقعاً مومنین میں ہے اور ظاہراً یہودیوں میں۔

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ آیت کا رخ ان افراد کی طرف ہے جنہیں بلا سبب محفل میں جمے رہنے کا شوق تھا۔ اس سے اِن افراد کا کوئی تعلق نہیں ہے جنہیں اس طرح کی شخصیت سازی کا خیال نہیں تھا اور جو اپنے رتبہ سے خود بھی باخبر تھے اور بوقت ضرورت حاضری دیتے تھے اور پھر اپنے فرائض میں مصروف ہو جاتے تھے۔

مُّهِيْنٌ ﴿١٦﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ

عذاب ہے۔(16)یقیناً اللہ (کے عذاب) سے نہ ان کے اموال انہیں بچائیں گے

اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾

اور نہ ان کی اولاد۔ یہ جہنم والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ (17)

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ[9] لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ

جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ اسی طرح اللہ کے سامنے قسمیں اٹھائیں گے

لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ

جس طرح تمہارے سامنے قسمیں اٹھاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی موقف پر ہیں آگاہ رہو! یہ لوگ یقیناً

الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٨﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ

جھوٹے ہیں۔(18)شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے،

اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ

یہ گروہ شیطان ہیں۔ آگاہ رہو کہ شیطان کا گروہ ہی یقیناً خسارے

الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ

میں ہے۔(19)جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہیں وہ یقیناً ذلیل ترین

فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

لوگوں میں سے ہیں۔[۵](20) اللہ نے لکھ دیا ہے: میں اور میرے رسول ہی غالب آ کر رہیں گے۔ یقیناً اللہ ہی بڑی طاقت والا،

قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

غالب آنے والا ہے۔(21) آپ کبھی ایسے افراد نہیں پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والے (بھی) ہوں

عربی حاشیہ

9- یہ منافقین کی بدترین ذہنیت کی عکاسی ہے کہ وہ مومنین کو دھوکہ دینے کی طرح خدا کو بھی دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور وہ بھی دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں جہاں بڑے بڑے لوگوں کو دم مارنے کا یارا نہیں ہوگا اور اولیاء خدا خوفِ خدا سے لرزہ براندام ہوں گے۔

ف: واضح رہے کہ حزب اللہ اور حزب الشیطان مخصوص جماعتوں کے نام نہیں ہیں بلکہ یہ دو طرح کے کردار ہیں۔ جو لوگ اطاعت کا حق ادا کرتے ہیں اور بندگان خدا سے للہ اور فی اللہ محبت کرتے ہیں وہ حزب اللہ میں ہیں اور جو شیطان کی اندھی اطاعت کرتے ہیں وہ حزب الشیطان میں ہیں۔

اردو حاشیہ

(۵) صاحبانِ ایمان کو یاد رکھنا چاہیے کہ خدا و رسول کا دشمن کبھی صاحب عزت نہیں ہو سکتا اور اسے صاحب عزت سمجھنا خود بھی اپنے بے ایمان ہونے کی دلیل ہے۔

(۶) یہ ایک وعدہ الٰہی ہے جو ہر دور میں زندہ ہے اور زندہ رہے گا اور یقیناً آخری غلبہ قانون خدا و رسول ہی کیلئے ہے۔ باطل کا غلبہ ایک لمحہ ہے اور حق کا اقتدار ایک ابدی حقیقت اور دائمی حیثیت رکھتا ہے جس کیلئے مثل مشہور ہے کہ ''للباطل جولۃ وللحق دولۃ'' باطل ایک جولانی اور وقتی حرکت ہے اور حق ایک دولت اور اقتدار رکھتا ہے۔

يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ
لیکن اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوں خواہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا

اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ
ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں

قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ
اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے اور اس نے اپنی طرف سے ایک روح سے ان کی تائید کی ہے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ
اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ
اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ آگاہ رہو! اللہ کی جماعت والے ہی

حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾
یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں۔(22)

اٰیاتھا ۲۴ ۵۹ سُوْرَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۱ رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
آسمانوں اور زمین میں موجود ہر شے نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہی بڑا غالب آنے والا،

عربی حاشیہ

ف: اس مقام پر حزب اللہ کے لئے پانچ انعامات کا اعلان کیا گیا ہے جن میں تین دنیاوی ہیں اور دواخروی اور سب سے اہم شے روح ایمانی سے ان کی تائید ہے جس کے بارے میں امامؑ باقرؑ نے فرمایا ہے کہ زنا کرنے والے سے روح ایمانی جدا ہو جاتی ہے۔ انا للہ۔

10- منزل ایمان میں خدا اور آخرت کا ذکر آیا اور منزل اختلاف میں خدا اور رسول کا جو اس بات کی علامت ہے کہ رسول سے اختلاف کرنے والے کا ایمان خدا اور آخرت پر بھی نہیں ہے۔

11- کمال کردار کے لئے مسئلہ کا طرفینی ہونا ضروری ہوتا ہے کہ خدا بندہ کے اعمال سے راضی رہے اور بندہ خدا کی عطا اور اس کے ثواب سے راضی رہے ورنہ جو لوگ دنیا میں عطائے الٰہی کی قلت کا شکوہ کرتے رہتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ انسان دنیا میں قناعت سیکھے تو آخرت میں جنت حاصل کرنے کا امکان پیدا ہوتا ہے اور یہی رضا

اردو حاشیہ

الْحَكِيمُ ۝١ هُوَ الَّذِيٓ أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ

حکمت والا ہے۔(1)وہی ہے جس نے اہل کتاب (۱) میں سے کافر ہونے والوں کو پہلے ہی

الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَّخْرُجُوا

حملے میں ان کے گھروں سے نکال دیا۔ تمہارا گمان نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے

وَظَنُّوٓا أَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَأَتٰىهُمُ اللّٰهُ

اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انہیں اللہ (کے عذاب) سے بچا لیں گے مگر اللہ

مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ

ان پر ایسی جانب سے آیا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور ان کے دلوں میں

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ ۖ

رعب ڈال دیا۔ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں سے اجاڑ رہے تھے

فَاعْتَبِرُوا يٰٓأُولِي الْأَبْصَارِ ۝٢ وَلَوْلَآ أَنْ كَتَبَ اللّٰهُ

پس اے بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔(2)اور اگر اللہ نے ان پر جلا وطنی

عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

لکھ نہ دی ہوتی تو انہیں دنیا میں ضرور عذاب دیتا اور آخرت میں تو ان کے لئے ہے ہی

عَذَابُ النَّارِ ۝٣ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ۖ وَ

جہنم کا عذاب۔(3) یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کی اور

مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝٤ مَا قَطَعْتُمْ

جو اللہ سے دشمنی کرے تو اللہ یقیناً سخت عذاب دینے والا ہے۔(4)تم لوگوں نے

عربی حاشیہ

وقناعت وہ مخصوص روح ہے جو صاحبانِ ایمان کو عنایت کی گئی ہے اور جس کے ذریعہ ان کی تائید کی گئی ہے کہ وہ شکر کرنا جانتے ہیں اور شکوہ کرنا نہیں جانتے ہیں۔

1- حشر یعنی جمع اور جلاء یعنی وطن سے باہر نکل جانا جسے وطن کہا جاتا ہے (واضح رہے کہ اس لفظ میں ج پر زبر ہے زیر نہیں ہے۔)

ف: آیت نمبر ۲ میں خدائی امداد کے اس عظیم عنصر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جس کا ذکر جنگ بدر میں بھی آیا ہے اور جنگ احزاب میں بھی اور اسلام کے آخری جہاد میں بھی امام مہدیؑ کے تین انصار ہوں گے ملائکہ، مومنین اور خوف۔

ف: لینہ قیمتی کھجور کے درخت کو کہا جاتا ہے جس کا کاٹ دینا اپنی طاقت کا مظاہرہ شمار ہوتا ہے۔ آیت نمبر ۶ نے فَی کو پیغمبرؐ کے اختیار میں قرار دیا ہے اور آیت نمبر ۷ نے اس کا مصرف بیان کیا ہے اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں

اردو حاشیہ

(۱) یہ سورہ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوا ہے جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا اور جس نے پیغمبر اسلامؐ سے صلح کا معاہدہ کر لیا تھا اور دونوں مدینہ میں سکون کی زندگی گزار رہے تھے لیکن جب احد میں مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے تو ان کے سردار کعب بن اشرف نے رسول اکرمؐ کی ہجوم میں اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اور ایک لشکر بھیج کر یہودیوں کا محاصرہ کر لیا۔ ادھر منافقین نے یہودیوں سے سازش کر لی کہ ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں تمہارا ساتھ دیں گے لیکن ۲۱ دن کے مسلسل محاصرہ میں بھی کوئی ایک بھی ہمدرد نہ نکلا اور بالآخر یہودیوں نے جلا وطن ہو جانے پر صلح کر لی اور ہر تین آدمی پر ایک اونٹ سامان لے کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئے۔ مفسرین کا بیان ہے کہ یہ یہودیوں کی پہلی سزا تھی۔ اس کے بعد دوبارہ انہیں حضرت عمر نے نکالا ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آج رسول اکرمؐ کا کلمہ پڑھنے والے اور حضرت عمر سے خصوصی عقیدت رکھنے والے مسلمان بھی یہودیوں سے سازش اور دوستی کر رہے ہیں اور دونوں کی روح کو اذیت دے رہے ہیں۔ انہیں یہ بھی احساس نہیں ہے کہ اس طرح نہ سنت رسولؐ پر باقی رہ سکیں گے اور نہ سیرت شیخین پر عمل کر سکیں گے۔ خدا برا کرے سیاست دنیا کا کہ اس نے مسلمانوں سے سب کچھ چھین لیا اور غیرت اسلامی کا بھی خاتمہ کر دیا جب کہ خدا مسلمانوں کی امداد غیبی کیلئے ہمیشہ تیار ہے اور اس کے اسباب فراہم کرتا رہتا ہے اور یہودیوں کے دل میں خوف اور دہشت خود بھی ایک بہترین وسیلہ ہے جس کے ذریعہ یہودی آج تک لرز رہے ہیں

مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ

کھجور کے جو درخت کاٹ ڈالے یا انہیں اپنی جڑوں پر قائم رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے تھا

اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

اور اس لیے بھی تا کہ فاسقین کو رسوا کیا جائے۔(5)اور جس مال (غنیمت) کو اللہ نے اپنے رسول کی

مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ (3) وَّلٰكِنَّ

آمدنی قرار دیا ہے (اس میں تمہارا کوئی حق نہیں) کیونکہ اس کے لئے نہ تو تم نے گھوڑے دوڑائے

اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اور نہ اونٹ ، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہتا ہے غالب کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٦ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ

خوب قادر ہے۔(6)اللہ نے ان بستی والوں کے مال سے جو کچھ بھی اپنے رسول کی آمدنی

الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى

قرار دیا ہے وہ اللہ اور رسول اور قریب (۲) ترین رشتہ داروں اور تیموں

وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ

اور مساکین اور مسافروں کے لئے ہے تا کہ وہ مال تمہارے دولتمندوں کے

الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ

درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے اور رسول جو تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں

عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٧ (وقف لازم)

اس سے رک جاؤ اور اللہ کا خوف کرو۔ اللہ یقیناً شدید عذاب دینے والا ہے۔ (7)

عربی حاشیہ

ہے۔ فی کے معنی پلٹنے کے ہیں۔ گویا یہ مال ظالموں کے قبضہ سے نکل کر دوبارہ مالک اصلی کی طرف واپس آ گیا ہے۔ یہ فی درحقیقت انفال کا ایک حصہ ہے جو خدا اور سول کا حق ہے۔

2- مسلمانوں نے حملہ کرتے وقت کھجور کے کچھ درخت کاٹ دیئے تھے اور کچھ چھوڑ دیئے تھے اور یہ سب مسلمانوں کی طاقت اور کافروں کی ذلت کے اظہار کے لئے ہوا تھا ورنہ کھجور کے درخت میں کیا رکھا ہے کہ مسلمانوں پر علاقہ میں تخریب کاری کا الزام لگایا جاسکے۔ اور اس طرح کوئی معرکہ فتح کیا جاسکے۔

3- جو مال دشمنانِ اسلام سے جنگ کے بعد حاصل ہو وہ غنیمت ہے اور جو جنگ کے بغیر مل جائے اسے فئے کہا جاتا ہے۔

رکاب۔ سواری کے اونٹوں کو کہا جاتا ہے اور عرب لوگ راکب اونٹ کے سوار کو کہتے ہیں۔ گھوڑے کے سوار کو فارس کہا جاتا ہے۔

اہلِ قریٰ۔ وہ علاقے جو جنگ کے بغیر

اردو حاشیہ

اور منافق مسلمان ان یہودیوں سے لرزہ براندام ہیں اور کسی میں حقیقی مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے۔

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جس مال کے حصول میں مسلمانوں کا جہاد شامل نہ ہو اس میں مسلمانوں کا کوئی حصہ بھی نہیں ہے اور اس کا مکمل اختیار رسول اکرمؐ کے ہاتھ میں ہوتا ہے گویا یہ رسالت کی شخصی ملکیت ہوتی ہے اور اس کا استعمال صرف اس کے اختیار میں ہے اب یہ ان کا فرض ہے کہ وہ غریبوں میں تقسیم کر دیں تا کہ دولت اہل دولت کے درمیان نہ رہ جائے اور سارے سماج میں سکون اور اطمینان پیدا ہو سکے۔ یہ مال کے صرف کرنے کا ایک طریقہ ہے اس کا اجتماعی ملکیت سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ اسلام کو اشتراکیت کا مرادف قرار دیدیا جائے۔ اشتراکیت ایک الگ نظام ہے اور اسلام ایک الگ قانونِ حیات ہے جس میں ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ ایک کے خصوصیات کو دوسرے میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ

(یہ مال فئے) ان غریب مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور

اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ

اموال سے بے دخل کر دیے گئے جو اللہ (۳) کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلبگار ہیں

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو

نیز اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ہیں۔(8)اور (یہ فئے ان کے لئے بھی ہے) جو

الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ

پہلے سے اس گھر (دارالہجرت یعنی مدینہ) میں مقیم اور ایمان پر قائم تھے۔ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں

لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ

جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ انہیں (مہاجرین کو) دے دیا گیا اس سے وہ اپنے دلوں میں

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕۛ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ

کوئی خلش نہیں پاتے اور وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود محتاج ہوں۔ اور جو لوگ

نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۹﴾ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ

اپنے نفس کے بخل سے بچا لیے گئے ہیں پس وہی کامیاب لوگ ہیں۔(9) اور (یہ فئے ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو

مِنْ بَعْدِهِمْ [5] يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ

ان کے بعد آئے ہیں۔ کہتے ہیں: ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی

سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ

جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لئے کوئی عداوت نہ رکھ۔

عربی حاشیہ

اسلام کے قبضہ میں آگئے ہیں۔

دُولہ۔ وہ شے جو چند افراد کے درمیان گردش کرتی رہے۔

4- یہ انصار کا ذکر ہے جنھوں نے مدینہ کو پہلے سے وطن بنا رکھا تھا اور ایمان کو اختیار کئے ہوئے تھے اور مہاجرین کی خدمت بھی کی تھی اور انھیں اپنے اوپر مقدم بھی کیا تھا۔

حاجۃ۔ حسد اور غصہ۔

خصاصہ۔ فاقہ۔

شح۔ انتہائے حرص و بخل۔

5- یہ انصار و مہاجرین کے بعد والا طبقہ ہے چاہے فوراً بعد ہو یا روزِ قیامت تک آنے والے مسلمان ہوں سب اپنے کردار کی بنا پر اس آیت کے مصداق اور حقدار ہوں گے۔

اردو حاشیہ

(۳) واضح رہے کہ مہاجرین کا یہ امتیاز ان خدمات کی بنا پر ہے جو انہوں نے انجام دی ہیں ورنہ اگر قصد مرضیٔ خدا و رسولؐ کا نہیں ہے اور خدا و رسول کی مدد کے میدان میں فرار کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو صرف ہجرت کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

(۴) یہ زندگی کا ایک بڑا بنیادی قانون ہے کہ انسان حرص سے بچ گیا تو ہر بلا سے محفوظ ہو گیا۔ دنیا میں ادنیٰ مظالم سے لے کر استعمار اور ملک گیری تک سارے مظالم کی بنیاد یہی ایک حرص ہے جو دولت واقتدار کے ساتھ بڑھتی بھی جاتی ہے اور انسان کو تباہ کئے بغیر نہیں چھوڑتی ملک گیری، استحصال، توسیع پسندی، استعمار یہ سب اس حرص و ہوس کے شعبہ ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف شکلوں میں سامنے آتے رہتے ہیں۔ رب کریم ہر مرد مومن کو اس بدترین بلا سے محفوظ رکھے اور قناعت و کفایت کا جذبہ عطا فرمائے۔

اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ

ہمارے رب! تو یقیناً بڑا مہربان ،رحم کرنے والا ہے۔(10) کیا آپ نے ان منافقین کو

نَافَقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِہِمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ

نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں: اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی

اَہۡلِ الۡکِتٰبِ (6) لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَکُمۡ وَ

تمہارے ساتھ ضرور نکل جائیں گے اور تمہارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات

لَا نُطِیۡعُ فِیۡکُمۡ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّکُمۡ ؕ وَ

ہرگز نہیں مانیں گے اور اگر تمہارے خلاف جنگ کی جائے تو ہم ضرور بالضرور تمہاری مدد کریں گے۔ لیکن

اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنۡ اُخۡرِجُوۡا لَا یَخۡرُجُوۡنَ

اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ قطعاً جھوٹے ہیں۔(11) اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے

مَعَہُمۡ ۚ وَ لَئِنۡ قُوۡتِلُوۡا لَا یَنۡصُرُوۡنَہُمۡ ۚ وَ لَئِنۡ نَّصَرُوۡہُمۡ

اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر یہ ان کی مدد کے لئے آ بھی جائیں تو

لَیُوَلُّنَّ الۡاَدۡبَارَ ۟ ثُمَّ لَا یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ (7)

ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ (۵) جائیں گے پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔(12) ان کے دلوں میں

رَہۡبَۃً فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنَ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ

اللہ سے زیادہ تمہاری ہیبت بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ اس لیے کہ یہ لوگ

لَّا یَفۡقَہُوۡنَ ﴿۱۳﴾ لَا یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ جَمِیۡعًا اِلَّا فِیۡ قُرًی

سمجھتے نہیں ہیں۔(13) یہ سب مل کر (۶) تم سے نہیں لڑیں گے مگر قلعہ بند بستیوں

عربی حاشیہ

6- ان اہل کتاب سے مراد بنونضیر ہیں جن سے منافقین نے عبداللہ بن ابی کی سرکردگی میں نصرت کا وعدہ کرلیا تھا اور پھر عین وقت پر دھوکہ دے دیا جو منافقین کا ہمیشہ کا کردار رہا ہے اور جس کی خبر یہ پروردگار نے پہلے ہی دے دی تھی۔

7- ظاہر ہے کہ صاحبانِ ایمان کے دل میں تمام دنیا سے زیادہ خوف خدا کا ہوتا ہے اور بے دین افراد کی نظر میں خدا سے زیادہ خوف بندوں کا ہوتا ہے اور یہ اس لئے کہ بندے فی الفور سزا دے دیتے ہیں اور خدا عذاب کو آخرت پر اٹھا رکھتا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۱ دلیل ہے کہ نفاق اور جھوٹ میں بنیادی ہم آہنگی پائی جاتی ہے اور آیت نمبر ۱۴ دلیل ہے کہ منافقین اور کفار کے دلوں میں اتحاد نہیں ہوسکتا ہے اور آیت نمبر ۱۶ اس حقیقت کا اعلان ہے کہ انفاق شیطنت کا ایک شعبہ ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) منافقین کی یہ علامتیں ہر دور میں قابل توجہ رہی ہیں کہ یہ کردار ہر دور میں پیدا ہوتا رہا ہے اور حقیقی مسلمانوں کو اس سے ہوشیار رہنے کی بہرحال ضرورت ہے:

۱۔ منافق یہودیوں سے ساز باز کرتا ہے جس طرح آج کے بہت سے مسلمان حکام اسرائیل سے ساز باز کر رہے ہیں اور بہت سے اس بدکرداری کیلئے بے چین نظر آتے ہیں۔

۲۔ منافق کسی کا ساتھ دینے والے نہیں ہیں اور یہ ہمیشہ دھوکہ ہی دیتے ہیں جیسا کہ آج بھی دیکھنے میں آ رہا ہے۔

۳۔ منافق میدان سے فرار کر جاتے ہیں اور یہ بھی یہودیوں کی محبت میں ہوتا ہے جیسا کہ فلسطین کے نام نہاد لیڈروں کے کردار میں دیکھا جا رہا ہے۔

۲۔ یہ یہودیوں کی علامتیں ہیں جن سے صاحبانِ ایمان کو آگاہ کیا گیا ہے:

۱۔ یہودی میدان میں جم کر نہیں لڑ سکتے یہ ہمیشہ پناہ گاہ کی تلاش میں رہتے ہیں چاہے وہ امریکہ ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ یہ آپس میں کبھی متحد نہیں ہو سکتے صرف اتحاد کا پروپیگنڈہ کر سکتے ہیں اس لئے کہ اتحاد کیلئے خلوص نیت اور اخلاص عمل درکار ہوتا ہے اور یہودیوں میں اس کا کوئی امکان نہیں ہے۔

مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ

یا دیواروں کی آڑ میں سے۔ان کی آپس کی لڑائی بھی شدید ہے۔ آپ انہیں متحد سمجھتے ہیں

تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

لیکن ان کے دل منتشر ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ عقل سے کام

لَّا يَعْقِلُوْنَ ۚ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا [8]

لینے والے نہیں ہیں۔(14)ان لوگوں کی طرح جنہوں نے ان سے کچھ ہی مدت پہلے

ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۚ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ

اپنے عمل کا وبال چکھ لیا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔(15)شیطان کی

الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ

طرح جب اس نے انسان سے کہا: کافر ہو جا! پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہنے لگا:

بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

میں تجھ سے بیزار ہوں۔ میں تو عالمین کے پروردگار اللہ سے ڈرتا ہوں۔(16)

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ؕ وَ [9]

پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں جہنمی ہو گئے جس میں (وہ) ہمیشہ رہیں گے اور

ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا (ع ۲ / ۵)

ظالموں کی یہی سزا ہے۔(17)اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو

اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (روز قیامت) کے لئے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔

عربی حاشیہ

ف: شیطانی حربوں کے سلسلہ میں بنی اسرائیل کے عابد برصیصا کا قصہ مشہور ہے جس کے پاس عورت علاج کے لئے آئی تو اس نے اس سے زنا کیا اور حاملہ ہوگئی تو قتل کر دیا اور لوگوں نے اسے سولی پر چڑھایا تو شیطان نے پھر آ کر سمجھایا کہ مجھے اشارے سے سجدہ کر لے تو میں بچا لوں گا۔ اس نے سجدہ کرلیا اور کافر دنیا سے رخصت ہوگیا۔

8-یہ ان کفار کا ذکر ہے جو بنی نضیر سے پہلے ہزیمت اٹھا چکے تھے اور اپنے کئے کا مزہ چکھ چکے تھے۔ اب بعد والوں کا انجام بھی وہی ہونے والا ہے جو پہلے لوگوں کا ہوا ہے۔

9- یہ تثنیہ کا صیغہ ہے یعنی گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے دونوں جہنمی ہیں۔

اردو حاشیہ

۳۔انہیں عقل سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

۴۔ یہ شیاطین ہیں جو کام نکل جانے کے بعد اظہار بیزاری کرنے لگتے ہیں اور خود مخلص اللہ والے بن جاتے ہیں۔ان کا پیشہ فریب وہی ہے اور ان کا کل کاروبار دھوکہ بازی پر چل رہا ہے۔

(۶) شیطان کا ایک حربہ یہ بھی ہے کہ انسان کو ذخیرہ اندوزی پر آمادہ کرتا ہے اور مستقبل کا خوف دلا کر انفاق سے روک دیتا ہے جب کہ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ شیطان کے اتباع میں دنیا و آخرت کی بربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے خوب باخبر ہے۔(18)اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جنہوں نے

نَسُوا اللَّهَ [10] فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾

اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں خود فراموشی میں مبتلا کر دیا۔ یہی لوگ فاسق ہیں۔ (19)

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ

اہل جہنم اور اہل جنت برابر نہیں ہو سکتے۔

الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ [11] أَنزَلْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ

اہل جنت ہی کامیاب ہیں۔(20)اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے

عَلَىٰ جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ

تو آپ اسے اللہ کے خوف سے جھک کر پاش پاش ہوتا ضرور دیکھتے

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾

اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ فکر کریں۔ (21)

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ

وہی اللہ ہے جس کے سوا (۷) کوئی معبود نہیں۔ وہ غیب وشہود کا جاننے والا ہے

هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ

وہی رحمٰن اور رحیم ہے۔(22)وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ

وہی بادشاہ ہے، نہایت پاکیزہ، سلامتی دینے والا، امان دینے والا، تسلط قائم رکھنے والا،

عربی حاشیہ

10- اللہ کو بھلا دینا اس کے احکام پر عمل کو نظرانداز کردینا ہے اور اللہ کا بھلا دینا نگاہ رحمت سے محروم کردینا ہے۔

11- حرف لو اشارہ ہے کہ قرآن کا پہاڑ پر اتار دینا ناممکن تھا اس لئے کہ پہاڑ میں اس قدر قوت تحمل نہیں ہوتی ہے کہ اس کے معنی اور معارف کا وزن برداشت کرسکے اور یہیں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس قلبِ پیغمبرؐ پر اتارا گیا ہے۔اس میں کسی قدر ہمت اور طاقت پائی جاتی ہے کہ پورے قرآن کے وزن کو برداشت کرلیا اور پھر نبیؐ کے بعد وہ افراد کیسے قوی القلب اور باصلاحیت ہوں گے جنھیں حقائق قرآن کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور شائد اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے سرکار دوعالمؐ نے قرآن اور اہلبیتؑ دونوں کو ثقلین سے تعبیر کیا تھا کہ دونوں کی سنگینی ایک جیسی ہے اور دونوں ایک دوسرے کے واقعی اہل اور مرکز ہیں اور ایک دوسرے کے وزن کو برداشت کرسکتے ہیں۔

اردو حاشیہ

(۷) بیشک اگر قرآن اس قدر سنگین ہے کہ پہاڑ پر نازل ہو جائے تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تو وارثانِ قرآن کو اس قدر طاقت اور قوت کا مالک ہونا چاہیے کہ بقول نصاریٰ بخران پہاڑ سے کہہ دیں کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تو ایک حرف دعا سے ہٹ سکتا ہے۔

(۸) ان اوصاف کا تذکرہ عظمت قرآن کی تفصیل ہے کہ قرآن اس خدا کا کلام ہے جس میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ متکلم جس پایہ کا بلند و برتر ہوتا ہے اس کا کلام اسی اعتبار سے بلند ہوتا ہے لہٰذا تم پہلے متکلم کی عظمت کا اندازہ کرو اس کے بعد اس کے کلام کی عظمت اور برتری کا احساس کرنا ورنہ اس کے بغیر اس کی عظمت اور اہمیت کا اندازہ نہ ہو سکے گا۔اپنی توصیف میں بھی ان کمالات کا تذکرہ کیا ہے جن میں ہر صفت عظمت قرآن کی ایک مستقل دلیل ہے۔ وہ بادشاہ ہے تو یہ ملک الکلام ہے۔ وہ پاکیزہ صفات ہے تو یہ قرآن پاک ہے وہ بے عیب ہے تو یہ مجسمہ کمال ہے وہ امان دینے والا ہے تو یہ وسیلہ نجات ہے وہ نگرانی کرنے والا ہے تو یہ حافظ ومحافظ ہے۔ وہ صاحب عزت ہے تو یہ کتاب عزیز ہے اور وہ زبردست اور کبریائی کا مالک ہے تو اسکی عظمت کے سامنے ساری دنیائے فصاحت و بلاغت سجدہ ریز ہے اور کسی میں اس کا جواب لانے کی تاب نہیں ہے۔

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

بڑا غالب آنے والا، بڑی طاقت والا، کبریائی کا مالک۔ پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ (23)

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

وہی اللہ ہی خالق، موجد اور صورتگر ہے جس کے لئے حسین ترین نام ہیں۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ (24)

آیاتها ۱۳ ۶۰ سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹۱ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ

اے ایمان والو! تم میرے (1) اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کا وہ انکار کرتے ہیں اور وہ رسول کو اور تمہیں اس جرم میں جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔ (ایسا نہ کرو)

عربی حاشیہ

ف: مہیمن کے وزن پر عربی میں صرف پانچ الفاظ ہیں: مقیطر، مبیطر، مبیقر، مخیمر (پہاڑ) جبار۔ قرآن مجید میں ۹ مقامات پر ظالموں کے لئے استعمال ہوا ہے اور ایک مقام پر خدا کے لئے گویا اس کا جبار ہونا کمال ہے اور باقی سب کے لئے نقص اور عیب۔

ف: لفظ ممتحنہ ح کے زبر کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور زیر کے ساتھ بھی یعنی یہ سورہ امتحان کا ذریعہ ہے اور اس میں ان عورتوں کا ذکر ہے جن کا امتحان لیا گیا ہے۔

اسے سورہ مودت بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں کفار سے مودت کی ممانعت کی گئی ہے۔

1- اگر یہ باز ائد ہے تو محبت ہی کی پیش کش مراد ہے اور اگر یہ سببیہ ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تم لوگ کفار سے محبت کی بنا پر نبی کے راز ان تک پہنچا دیتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ یہ سورہ ایک شخص حاطب بن بلتعہ کے کردار کے گرد گھوم رہا ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد شریک ہجرت رہا۔ بدر میں جنگ بھی کی لیکن جب فتح مکہ کا موقع آیا تو کفار کو ایک عورت کے ذریعہ خفیہ خط بھیج کر انہیں پیغمبرؐ کی تیاری سے باخبر کر دیا جس کی وحی الٰہی نے نبی کو اطلاع دیدی تو آپ نے حضرت علیؑ کو چند اصحاب کے ساتھ اس عورت کے تعاقب میں روانہ کر دیا۔ اس نے نامہ بر ہونے سے انکار کیا تو حضرت علیؑ نے قتل کا ارادہ کر لیا۔ اس نے مجبور ہو کر اپنے جوڑے میں سے خط نکال کر دیدیا اور حضرت علیؑ نے واپس آ کر اسے رسول اکرمؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے حاطب سے سوال کیا۔ اس نے اقرار کر لیا اور کہا کہ میرے بال بچے مکہ میں تھے۔ میں نے چاہا کہ کفار پر ایسا احسان کر دوں کہ کفار انہیں اذیت نہ دیں۔ قدرت نے حاطب کو اس عذر پر معاف کر دیا لیکن اس کردار کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے قابل مذمت قرار دیدیا جہاں مال اور اولاد کی خاطر اسلام کے خلاف سازش کی جاتی ہے اور اسے نقصان پہنچایا جاتا ہے زمانہ کے حالات پر غور کیا جائے تو آج عوام سے لے کر حکام تک حاطب کی ایک مسلسل نسل پائی جاتی ہے جسے بال بچے اور مال و دولت اسلام سے کہیں زیادہ عزیز ہے اور جو اسلام کو ہر قدم پر بھینٹ چڑھانے کیلئے تیار رہتی ہے۔

رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَاۗءَ

اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نکلے ہو۔

مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ

تم چھپ چھپا کر ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو؟ حالانکہ جو کچھ تم چھپاتے ہو

اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ

اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو ان سب کو میں بہتر جانتا ہوں۔ تم میں سے جو بھی ایسا کرے

سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَاۗءً وَّ

وہ راہ راست سے بہک گیا۔(1) اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور برائی کے ساتھ

يَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْۗءِ وَوَدُّوْا لَوْ

تم پر دست درازی اور زبان درازی کریں اور خواہش کرنے لگیں کہ تم بھی

تَكْفُرُوْنَ ۭ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ڔ يَوْمَ

کفر اختیار کرو۔(2) تمہاری قرابتیں اور تمہاری اولاد تمہیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں دیں گی۔ قیامت کے دن

الْقِيٰمَةِ ڔ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③

وہ تمہارے درمیان (ان رشتوں کو توڑ کر) جدائی ڈال دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔(3)

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ

تم لوگوں کے لئے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب ان سب نے

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ

اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے اور اللہ کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو ان سب سے بیزار ہیں۔ ہم نے تم سے

عربی حاشیہ

2- کفار سے اندر اندر دوستی کرنا بدترین گمراہی ہے۔ اس راز کو تمام مسلمان حکمرانوں کو سمجھنا چاہیئے جو روزانہ بڑی طاقتوں سے خفیہ معاہدہ کرتے رہتے ہیں اور پھر اپنے کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

3- حق کی واقعی پہچان باطل سے برأت اور بیزاری ہے اور اسی کا نام ملت ابراہیم رکھا گیا ہے جس کا اتباع کرنا ضروری ہے۔ اب حیرت کی بات ہے کہ مسلمان دیارِ خلیل میں بھی اور تعمیر خلیل کے ہمسایہ میں بھی باطل سے برأت پر بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور باطل سے برأت کے اعلان پر پابندی عائد کرتے ہیں گویا اہلِ حق سے بیزاری کا اعلان ہوسکتا ہے لیکن اہلِ باطل اور مشرکین سے برأت و بیزاری کا اعلان نہیں ہوسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

دُوۡنِ اللّٰهِ ؗ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ

کفر کیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے بغض اور عداوت ہو گی یہاں تک کہ تم اللہ کی

وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ اِلَّا قَوۡلَ

وحدانیت پر ایمان لاؤ۔ البتہ ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) سے یہ کہا تھا: میں آپ کے لیے (۲)

اِبۡرٰهِيۡمَ لِاَبِيۡهِ لَاَسۡتَغۡفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمۡلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ

مغفرت ضرور چاہوں گا اور مجھے آپ کے لئے اللہ سے کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ (ان کی دعا یہ تھی)

مِنۡ شَىۡءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيۡكَ تَوَكَّلۡنَا وَاِلَيۡكَ اَنَبۡنَا وَاِلَيۡكَ

ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہمیں تیری ہی طرف

الۡمَصِيۡرُ ﴿۴﴾ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَاغۡفِرۡ لَنَا

پلٹنا ہے۔(4) ہمارے پروردگار! تو ہمیں کفار کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے۔

رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۵﴾ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡهِمۡ

ہمارے پروردگار! یقیناً تو ہی بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(5) بتحقیق انہی لوگوں میں

اُسۡوَةٌ [5] حَسَنَةٌ لِّمَنۡ كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ الۡاٰخِرَ ؕ وَمَنۡ

تمہارے لیے ایک اچھا نمونہ ہے اور ان کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتے ہیں اور جو کوئی

يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۶﴾ ع عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّجۡعَلَ

روگردانی کرے تو اللہ یقیناً بے نیاز، قابل ستائش ہے۔(6) ممکن ہے کہ اللہ تمہارے

بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَ الَّذِيۡنَ عَادَيۡتُمۡ [6] مِّنۡهُمۡ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيۡرٌ ؕ

اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تم دشمنی کر رہے ہو محبت پیدا کر دے اور اللہ بہت قدرت والا ہے

عربی حاشیہ

ف: حب للہ اور بغض للہ اسلام کا بنیادی قانون ہے۔ امام جعفر صادقؑ کا ارشاد ہے کہ کامل الایمان وہی شخص ہے جس کی محبت، عداوت اور عطا سب اللہ کے لئے ہو۔ اصول کافی جلد ۲ میں حب للہ کی اہمیت کے بارے میں سولہ حدیثیں پائی جاتی ہیں جن سے مسئلہ کی اہمیت کا باقاعدہ اور پراندازہ کیا جاسکتا ہے۔

4- یہ فتنہ بلا کے معنی میں ہے یعنی ہمارے اوپر کفار کی طرف سے کوئی مصیبت نازل نہ ہونے پائے۔ کہ وہ اس مصیبت کو اپنے برحق ہونے کی دلیل بنالیں یا ہمیں ان کے لئے فتنہ نہ بنادینا کہ ہمارے ذریعہ انھیں کوئی تقویت حاصل ہوجائے جس طرح کہ حاطب بن بلتعہ کے واقعہ میں ہوا ہے۔

5- اسوہ۔ وہ عمل جس کا اتباع کیا جائے یعنی نمونہ عمل بن جائے۔

6- یہ فتح مکہ کی طرف اشارہ ہے جہاں بہت سے کفار مسلمان بن کر مسلمانوں کی دوستی

اردو حاشیہ

(۲) حضرت ابراہیمؑ نے یہ وعدہ صرف اس لئے کر لیا تھا کہ اس نے ایمان لانے کا وعدہ کر لیا تھا۔ اس کے بعد جب اس نے انحراف کیا تو آپ نے صاف کہہ دیا کہ میں استغفار تو کرسکتا ہوں لیکن اختیار پروردگار ہی کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے گا تو معاف کرے گا اور نہیں چاہے گا تو نہیں معاف کرے گا کہ شاید اس طرح اس کا ذہن پروردگار کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ راہِ راست پر آجائے جو ہر نبی خدا کی آخری تمنا ہوتی ہے کہ اس کی قوم ہدایت یافتہ ہو جائے اور گمراہی میں تباہ و برباد ہونے سے بچ جائے۔

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝٧ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ
اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(7) جن لوگوں نے دین کے بارے میں (۳) تم سے جنگ نہیں کی

يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ
اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اللہ تمہیں ان کے ساتھ احسان کرنے

تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٨
اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا۔ اللہ یقیناً انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (8)

اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ
اللہ تو یقیناً تمہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی ہے

مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ
اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے اور تمہاری جلا وطنی پر ایک دوسرے کی مدد کی ہے کہ ان سے دوستی کریں اور جو

يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٩ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
ان لوگوں سے دوستی کریں گے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔(9) اے ایمان والو! جب ہجرت

اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ
کرنے والی مومنہ عورتیں تمہارے پاس آ جائیں تو تم ان کا امتحان کر لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کو

بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى
بہتر جانتا ہے۔ پھر اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ ایمان دار ہیں (۴) تو انہیں کفار کی طرف

الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ
واپس نہ بھیجو نہ وہ ان (کفار) کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ (کفار) ان کے لیے حلال ہیں اور جو کچھ

عربی حاشیہ

کے حلقہ میں شامل ہوگئے تھے اور پرانی عداوت محبت میں تبدیل ہوگئی تھی۔

7- بر- مکمل احسان کا نام ہے اور مقسط عدل وانصاف کو بھی کہاجاتا ہے اور حصہ کو بھی کہاجاتا ہے اور یہاں مقصد یہ ہے کہ انھیں بھی اموال میں ایک حصہ دے دو۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اسلام کی مکمل ترین سیاست صلح وجنگ ہے کہ جو قوم ظلم وتعدی سے کام نہ لیں ان سے جنگ نہ کی جائے او رجو قوم ظلم و تعدی پر کمر بستہ ہو جائیں ان سے صلح نہ کی جائے لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے آیت کو بالکل الٹ کر رکھ دیا اور جس امریکہ نے عالم اسلام کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا ہے اور قلب عالم اسلام میں اسرائیل کو ایجاد کر دیا ہے اور ہمیشہ اس کی حمایت میں ویٹو کا استعمال کیا ہے اس سے صلح کی جارہی ہے اور جو ملک اسلامی مفادات کیلئے ہر طرح کی قربانی دے رہا ہے اس سے جنگ کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ خدا اس صورت حال کی اصلاح کرے اور مسلمانوں کو عقل سلیم اور صحت ایمان عطا کرے۔

(۴) صلح حدیبیہ میں یہ طے ہوگیا تھا کہ کفار کا آدمی واپس کر دیا جائے گا۔ چنانچہ صلح کے بعد ایک عورت مسلمان بننے کیلئے آگئی اور شوہر نے واپسی کا مطالبہ کیا تو قدرت نے اعلان کر دیا کہ یہ معاملہ زن وشوہر کے معاملات سے متعلق نہیں ہے مسلمان عورت کافر مرد کے زیر تسلط نہیں رہ سکتی ہے اور اس معاملہ میں حسب ذیل قوانین پر عمل درآمد کیا جائے گا:-

۱۔ مسلمان عورت کافر شوہر کے حوالہ نہیں کی جائے گی۔ ۲۔ کفار کی رقم مہر انہیں واپس کر دی جائے گی۔

۳۔ مسلمان نو مسلم عورت سے مہر کی ادائیگی اور عدت کے گزر جانے کے بعد نکاح کر سکتے ہیں۔

مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

انہوں نے خرچ کیا ہے وہ ان (کافر شوہروں) کو ادا کر دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں

اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ[8] الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ

اور کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں روکے نہ رکھو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے مانگ لو اور جو کچھ انہوں نے

وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ

خرچ کیا ہے وہ (کفار) بھی (تم سے) مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ

اور اللہ بڑا علم والا، حکمت والا ہے۔(10)اور اگر تمہاری (کافر) بیویوں کے مہروں میں سے کچھ مقدار

اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ

کفار کی طرف سے نہ ملے پھر (غنیمت لینے کی) تمہاری باری آئے تو جن لوگوں کی بیویاں چلی گئی ہیں (اس غنیمت میں سے)

مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱﴾

انہیں اتنا مال ادا کرو جتنا ان لوگوں نے خرچ کیا ہے اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ (11)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا

اے نبی! جب مومنہ عورتیں (۵) اس بات پر آپ سے بیعت کرنے آپ کے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ

يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا

کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کا ارتکاب کریں گی اور نہ

يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ

اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان (غیر قانونی اولاد)

عربی حاشیہ

8- عصم۔ ہر وہ عمل جس سے عفت کا تحفظ کیا جاتا ہے جیسے عقد نکاح وغیرہ۔

9- کوافر۔ کافرہ کی جمع ہے یعنی کافر عورتیں۔

10- یعنی عورت تمہارے قبضہ سے نکل کر حلقہ میں چلی جائے۔

عاقبتم۔ یعنی کفار پر غلبہ حاصل ہو جائے اور عاقبت کار تمھارے قبضہ میں آ جائے۔

ف: مذکورہ آیات میں عورتوں کے بارے میں سات احکام کا بھی اسی طرح انصاف کا حکم دیا گیا ہے جس طرح مسلمان کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے کہ اسلام دین انصاف ہے دین انتقام نہیں ہے۔

ف: مردوں کے ایمان و جہاد کے مقابلہ میں عورتوں کی بیعت کے تفصیلی شرائط اسلام میں عورت کی شخصیت اور اس کے مستقل کردار کی بہترین دلیل ہیں۔

اردو حاشیہ

۴۔ مسلمان کافر عورت کو زوجیت میں نہیں رکھ سکتا ہے۔

۵۔ عورت کافر ہو جائے تو مسلمان اپنا مہر واپس لے سکتا ہے۔

۶۔ عورت کافر ہو کر چلی جائے اور مہر واپس نہ کرے تو جب کفار کا مال بطور غنیمت ہاتھ آئے تو مسلمان کو مہر کے برابر مال دیدیا جائے تا کہ اسے اس کا حق مل جائے اور کوئی خسارہ نہ ہونے پائے۔

(۵) اسلام نے ایک صالح کردار اور صالح معاشرہ تعمیر کرنے کیلئے ہر شخص کی کمزوری پر نگاہ رکھی ہے اور اسے دور کرنے کا انتظام کیا ہے۔ مردوں سے بیعت لی تو اس شرط کے ساتھ کہ میدان جہاد سے فرار نہیں کریں گے اس لئے کہ اس قسم کا خطرہ انہیں کے کردار میں رہتا ہے اور عورتوں سے بیعت لی تو ان شرائط کے ساتھ:

۱۔ کسی کو خدا کا شریک نہیں بنائیں گی کہ عورتیں اکثر وہمیات میں پڑ کر شرک کی حد تک پہنچ جاتی ہیں۔

۲۔ چوری نہیں کریں گی کہ وہ اکثر شوہر ہی کے مال میں سے چوری کر لیتی ہیں۔

۳۔ زنا نہیں کریں گی کہ اس کا خطرہ ان کی لگاوٹ کی طرف سے زیادہ ہوتا ہے۔

اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ

گھڑ کر (شوہر کے ذمہ ڈالنے) لائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لے لیں

وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا

اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔(12)اے ایمان والو!

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ

اس قوم سے دوستی نہ رکھو جس پر اللہ غضبناک ہوا ہے جو آخرت سے

يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾ ع

اس طرح مایوس ہیں جیسے کفار اہل قبور سے ناامید ہیں۔(13)

ایاتها ۱۴ ۶۱ سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۹ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب نے اللہ کی تسبیح کی ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲﴾

حکمت والا ہے۔(1)اے ایمان والو! تم وہ بات کہتے کیوں ہو جو کرتے نہیں ہو؟ (2)

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ

اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔(3)اللہ

عربی حاشیہ

1- بیعت کی پیش کش کریں یعنی احکام کی پابندی کے لئے تیار ہوجائیں۔

2- یہ لطیف ترین تعبیر ہے شکم کے بارے میں کہ عورت اپنے شکم کے لئے کوئی بہتان نہ پیدا کرے یعنی غلط بیانی سے کام نہ لے کہ غیر کے نطفہ کو شوہر کی اولاد بنادے یا ایسا ہی کوئی دوسرا عمل انجام دے۔

3-واضح رہے کہ لفظ مبایعت دونوں طرف سے استعمال ہوتا ہے۔ بیعت کرنے والے کی طرف سے بھی اور بیعت لینے والے کی طرف سے بھی۔ لہٰذا کسی بھی روایت میں اگر ایسا لفظ وارد ہوجائے تو ایسے لفظ کے وارد ہونے سے بیعت کرنے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے قرینہ کی بہرحال ضرورت ہوگی۔

4-مقت۔شدت ناراضگی۔

5-ایسی مستحکم بنیاد جو سیسہ پلا کر بنائی گئی ہو۔

6-زیغ۔کجی اور انحراف کو کہا جاتا ہے اور یہ جملہ دلیل ہے کہ خدا بندہ کی خرابی کے بغیر

اردو حاشیہ

۴۔ اولاد کو قتل نہیں کریں گی کہ وہ اکثر تربیت کی زحمت کے پیش نظر یا اپنی جسمانی ساخت کو برقرار رکھنے کیلیۓ اولاد کو ختم کر دینے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔

۵۔ کوئی بہتان نہیں باندھیں گی کہ غیر کی اولاد کو شوہر کے سر ڈال دیں کہ یہ کام عورت ہی کرسکتی ہے جیسا کہ آزاد معاشرہ میں برابر دیکھنے میں آرہا ہے۔

اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ

یقیناً ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس [۱] کی راہ میں صف بستہ ہو کر اس طرح لڑتے ہیں گویا

بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔(4)اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم!

لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا

تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو؟ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ پس جب

زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵

وہ ٹیڑھے رہے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (5)

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ

اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں

اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا

اور اپنے سے پہلے کی (کتاب) توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے

بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا جَاۗءَهُمْ

رسول کی بشارت دینے والا [۲] ہوں جن کا نام احمد ہے۔ پس جب وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے

بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

تو کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔(6)اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا

عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا

جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے جب کہ اسے اسلام کی دعوت دی جا رہی ہو؟

عربی حاشیہ

اپنی طرف سے کوئی سزا نہیں دیتا ہے۔ ہاں جب اس میں کجی پیدا ہوجاتی ہے اور وہ ناقابل اصلاح ہوتی ہے تو اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

ف: بنیان مرصوص میں اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ پروردگار مسلمانوں کو ایک صف میں دیکھنا چاہتا ہے اور کسی طرح کے انتشار اور پراگندگی کو پسند نہیں کرتا۔

ف: جناب ابوطالب اور حسان کے قصائد میں پیغمبرؐ اسلام کا نام احمد بار بار ذکر کیا گیا ہے۔

1- واضح رہے کہ جناب عیسیٰ نے اصلی توریت کی تصدیق کی تھی اور موجودہ توریت کے بارے میں یہ طے شدہ ہے کہ اسے اصلی توریت کے گم ہوجانے کے بعد حافظ کے زور پر مرتب کیا گیا ہے اور اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس میں مہمل باتوں کا ذخیرہ موجود ہے۔ جس طرح کہ انجیل بھی جناب عیسیٰ کے بعد تیار کی گئی ہے۔ اور پہلے ۵۰ انجیل

اردو حاشیہ

(۱) بعض لوگ حکم جہاد سے پہلے بڑی بڑی باتیں بنایا کرتے تھے پھر جب جہاد کا حکم آ گیا تو وہ پیچھے ہٹ گئے۔ آیت کریمہ نے ایسے ہی لوگوں کی تنبیہ کی ہے اور قوم موسیٰ کا حوالہ دیا ہے کہ ان کی طرح گمراہ اور نالائق نہ ہو جاؤ اور صف بستہ اور متحد ہو کر اسلام کا دفاع کرو کہ یہ انسانیت اور مذہب کا سب سے اہم اور مقدس فریضہ ہے جہاد میں کوتاہی شروع ہوگئی تو نظام کا باقی رہنا مشکل ہو جائے گا اور نظام حیات ہی خطرہ میں پڑ گیا تو انسان زندہ رہ کر کیا کرے گا اور زندگی بے نظام کو انسانی زندگی کیوں کر کہا جا سکے گا۔

(۲) انجیل حقیقی میں پیغمبرؐ اسلام کی آمد کے بارے میں مکمل صراحت موجود تھی اور آپ کا اسم شریف تک موجود تھا جس کے بعد گمراہوں نے کبھی انجیل کو بدلا اور کبھی ایمان کو چھوڑ دیا اور کبھی احمد کو غلام احمد کا مخفف قرار دے کر ایک نیا نبی ایجاد کر دیا اور دین الٰہی کو مسخ کر دیا قاتلہم اللہ۔

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۷ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ

اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔(7) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ (۳) (کی پھونکوں) سے

بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸ هُوَ

اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کفار برا مانیں۔(8) وہی ہے

الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر

عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

غالب کر دے خواہ مشرکین کو ناگوار گزرے۔(9) اے ایمان والو!

ع ۱ ۹ ۹

اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰

کیا میں تمہیں ایسی تجارت (۴) کی راہنمائی نہ کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچائے؟ (10)

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اپنی جانوں اور اپنے اموال سے

بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱

راہ خدا میں جہاد کرو۔ اگر تم جان لو تو تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔ (11)

يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا

الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ابدی جنتوں میں پاکیزہ مکانات ہوں گے۔ یہی بڑی

عربی حاشیہ

مرتب ہوئی تھیں پھر ۳۲۵ء میں علماء نصاریٰ نے جلسہ کر کے چار انجیلوں کو طے کر دیا جب کہ جناب عیسیٰ پر ایک ہی انجیل نازل ہوئی تھی اور وہ متعدد انجیل لے کر نہیں آئے تھے۔

2-نور خدا۔ دین اسلام، کتاب خدا اور ہر اس شے کا نام ہے جس کے ذریعہ جلوۂ ربوبیت کو اجاگر کیا جا سکے وہ کتاب کی شکل میں ہو یا انسان کی شکل میں اور اسی بنیاد پر اہلبیتؑ کو نور خدا سے تعبیر کیا گیا ہے۔

3-یعنی مذکورہ نعمتوں کے علاوہ ایک بشارت اور ہے جسے تم دوست رکھتے ہو اور وہ فتح قریب یعنی مکہ کی فتح ہے جس کے بارے میں ستم رسیدہ مسلمان شدت سے انتظار کر رہے تھے اور پریشان تھے۔

4-نبی اسرائیل میں جناب عیسیٰ کے بارے میں مختلف عقائد پیدا ہو گئے تھے کسی نے خدا مانا تھا اور کسی نے فرزند خدا اور کچھ لوگوں نے تو نسب کو بھی مشکوک بنا دیا تھا اور آخر میں

اردو حاشیہ

(۳) منہ سے بجھا دینے سے اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ نور خدا کے خلاف مسلسل سازشیں ہوتی رہیں گی اور اس پر طرح طرح کے الزامات لگتے رہیں گے لیکن خدا اسے منزل تمام تک بہر حال پہنچانے والا ہے لہٰذا اس پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہے۔

(۴) دنیا میں ہر انسان مزاجی اعتبار سے تاجر ہے اور فائدہ کا طلبگار رہتا ہے اور فائدہ کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دینا چاہتا۔ قدرت نے اسی مزاج پر نظر رکھتے ہوئے فائدہ کی عظمت کی طرف توجہ دلائی اور بتایا کہ تجارت ہی کرنا ہے تو خدا سے معاملہ کرو اور فائدہ ہی لینا ہے تو جنت جیسا فائدہ حاصل کرو جیسا کہ امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ تمہارے نفس کی قیمت صرف جنت ہے لیکن خبردار کسی اور دام پر اسے مت بیچنا۔

اس تجارت اور راہِ خدا میں قربانی کا پہلا اثر فتح مکہ ہے اس کے بعد آخرت میں مغفرت و جنت اور بہترین مکانات ہیں جن میں صاحب ایمان کو ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور جو صاحبانِ کردار کی آخری اور ابدی منزل ہے۔

الْعَظِيمِ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ

کامیابی ہے۔(12)اور وہ دوسری (بھی) جسے تم پسند کرتے ہو(عنایت کرے گا اور وہ ہے)اللہ کی طرف سے مدد اور جلد حاصل ہونے والی فتح

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ

اور مومنین کو (اس کی) بشارت دے دیجئے۔(13)اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ

اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي

جس طرح عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا: کون ہے جو راہ خدا میں میرا مددگار بنے؟

إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ ۖ فَآمَنَت

حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت

طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا

تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے انکار کیا لہٰذا ہم نے ایمان لانے والوں کی

الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾

ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی اور وہ غالب ہو گئے۔(14)

آیاتھا ۱۱ — ۶۲ سُورَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۰ — رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں موجود ہے سب اس اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو بادشاہ، نہایت پاکیزہ ، بڑا

عربی حاشیہ

جادوگر اور کذاب کہنے لگے تھے۔

ف: اگر توریت جیسی کتاب پر عمل نہ کرنے والے زبان وحی میں گدھے ہیں تو قرآن حکیم جیسی کتاب پر عمل نہ کرنے والوں کا کیا حشر ہوگا۔ ہر عالم بے عمل کو اس نکتہ پر توجہ دینی چاہیے۔

اردو حاشیہ

الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ① هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا

غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(1) وہی ہے جس (۱) نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا

مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاکیزہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی

وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ② وَّ

تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے یہ صریح گمراہی میں تھے۔(2)اور

آخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ③

ان دوسرے لوگوں کے لئے بھی (مبعوث ہوئے) جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(3)

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

یہ اللہ کا فضل ہے۔ جسے وہ چاہتا ہے اسے عنایت فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا

الْعَظِيمِ ④ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا

مالک ہے۔(4)ان کی مثال جن پر توریت کا بوجھ ڈال دیا گیا پھر وہ اس بوجھ کو نہ اٹھا سکے،

كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۚ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ

اس گدھے (۲) کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ بہت بری ہے ان لوگوں کی مثال

كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ⑤

جنہوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم قوم کی ہدایت نہیں کرتا۔ (5)

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ

کہہ دیجئے: اے یہودیت اختیار کرنے والو! اگر تمہیں یہ زعم ہے کہ

عربی حاشیہ

1- جمعہ۔ اس لفظ میں ج م دونوں پر پیش ہے اور یہ جمع سے نکلا ہے یعنی روز اجتماع۔

ملک۔ وہ بادشاہ جس کے ملک کے حدود نہیں ہیں۔

قدوس۔ وہ خدا جس کے تمام صفات پاکیزہ ہیں اور ان میں نقص کا کوئی گزر نہیں ہے۔

عزیز۔ وہ خدا جو ہر شے پر غالب ہے۔

حکیم۔ وہ خدا جو اپنے غلبہ کو حکمت کے مطابق استعمال کرتا ہے اور کوئی کام خلاف مصلحت نہیں کرتا ہے۔

امیین۔ یعنی ان پڑھ عرب یا اہل مکہ جوام القریٰ کے رہنے والے تھے۔

آخرین منہم۔ تمام وہ صاحبانِ ایمان جو آخری دور تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

حمل توریت یعنی اس پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا گیا لیکن انھوں نے عمل نہیں کیا بلکہ انھیں کتاب سنگین نظر آئی تو اسی کو بدل ڈالا اور

اردو حاشیہ

(۱) سورہ مبارکہ میں پہلے خدا نے اپنا تعارف کرایا ہے اسکے بعد بعثت رسولؐ کا تذکرہ کیا ہے تاکہ انسان کو اندازہ ہو جائے کہ رسول کا بھیجنے والا کون ہے اور ان صفات کا حامل کس قسم کے رسول کو مبعوث کرے گا اور اس کا مقصد کیا ہوگا۔ اس کے بعد رسالت کے مقاصد کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ آیات الٰہیہ اور تعلیمات ربانیہ کو پڑھ کر سنانا۔

۲۔ نفوس کو شرک، کفر، جہالت اور ہر قسم کے عیب سے پاک و پاکیزہ بنانا۔

۳۔ کتاب کی تعلیم دے کر علمی کمال پیدا کرانا۔

۴۔ حکمت کی تعلیم دے کر زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھانا۔

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہودیوں نے توریت میں تحریف کر دی ہے اور مسلمانوں نے قرآن میں تحریف نہیں کی ہے لیکن اس کے باوجود جو مسلمان قرآنی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے ہیں وہ حقیقتاً انسان کہے جانے کے قابل نہیں ہیں اس لئے کہ توریت جیسی کتاب کا بار نہ اٹھانا انسان کو گدھا بنا دیتا ہے تو قرآن کا مرتبہ تو اس سے کہیں زیادہ بلند و برتر ہے اور اس کا بار نہ اٹھانے والا تو کسی رخ سے انسان کہے جانے کے لائق نہیں ہے۔

مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞

تم اللہ کے چہیتے ہو دوسرے لوگ نہیں تو موت (۳) کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ (6)

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ

اور یہ اپنے ہاتھوں آگے بھیجے ہوئے اعمال کے سبب موت کی تمنا ہرگز نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں کو

بِالظّٰلِمِيْنَ ۞ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ

خوب جانتا ہے۔(7) کہہ دیجئے: وہ موت جس سے تم یقیناً گریزاں ہو اس کا تمہیں یقیناً سامنا کرنا ہو گا

مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

پھر تم غیب وشہود کے جاننے والے کے سامنے پیش کئے جاؤ گے پھر وہ اللہ تمہیں سب بتا دے گا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ

جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔(8) اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن

لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا

نماز کیلئے پکارا (۴) جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت

الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۞ فَاِذَا قُضِيَتِ

ترک کر دو۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔(9) پھر جب نماز

الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

ختم ہو جائے تو (اپنے کاموں کی طرف) زمین میں بکھر جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً

اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔(10) اور جب انہوں نے تجارت

عربی حاشیہ

اسی میں تحریف کردی جس طرح کہ بعض مسلمانوں نے قرآن پر عمل کرنے کے بجائے اس کے معانی اور مفاہیم میں تحریف کردی ہے۔

اسفار۔ سفر کی جمع ہے یعنی کتاب۔

غیب۔ جو لوگوں کی نظروں سے غائب ہو۔

شہادۃ۔ جو لوگوں کی نظروں کے سامنے حاضر ہو۔ ورنہ خدا کے لئے کوئی شے غائب نہیں ہے اور ہر شے اس کی نگاہِ قدرت کے لئے حاضر اور موجود ہے۔

2- اس مقام پر ندائے صلوٰۃ سے مراد اذان ہے اگرچہ اس میں ضرور بحث ہے کہ نماز کے لئے اذان ہی موضوع ہے یا صرف وقت اذان کافی ہے کسی خاص شخص کی طرف اسے ندا دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

بیع۔ ایک مثال ہے ورنہ ہر وہ کاروبار حرام ہے جس سے نماز واجب خطرہ میں پڑ جائے لیکن وہ تجارت بہرحال صحیح ہے جو نماز

اردو حاشیہ

(۳) تمنائے موت خودکشی نہیں ہے بلکہ بقائے الٰہی کی تیاری ہے اور موت سے فرار ایک علامت بدکرداری ہے۔ میدان جہاد میں محبت الٰہی اور بدکرداری کا بہترین فیصلہ ہوتا ہے اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ کون دعوائے محبت الٰہی میں سچا ہے اور کون اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

واضح رہے کہ یہودی موت سے فرار کرنے والے ہیں اور ان میں موت کے سامنے قیام کرنے کی ہمت نہیں ہے تو جو انسان یہودیوں کو دیکھ کر فرار کرے اور ان سے ڈر جائے وہ کلمہ پڑھنے کے بعد بھی یہودیت سے بدتر مزاج کا حامل ہے ورنہ فرار کرنے والے سے فرار کرنے کے کیا معنی ہیں۔ وہ تو خود ہی موت کا نام سن کر بھاگ رہا ہے۔ اب اسکے خوف سے علاقہ ترک کر دینے کا کیا مطلب ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ ایسی فرار قوم کا مقابلہ کوئی فرار نہیں کر سکتا، حیدرؑ کرار ہی کر سکتا ہے۔

(۴) یہ واضح اشارہ ہے کہ نماز جمعہ کیلئے ہر صاحب ایمان کو بلانے کا حق نہیں ہے۔ اس کے وجوب عینی کیلئے کسی خاص ندا دینے والے کی ضرورت ہے جسے امام یا نائب خاص امام کہا جاتا ہے اور روایات کی زبان میں سلطان عادل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی ندا کے بغیر جمعہ اور ظہر میں اختیار ہے جس کو چاہے ادا کر سکتا ہے جمعہ بالخصوص واجب نہیں ہے۔

أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ

یا کھیل تماشا ہوتے دیکھ لیا (۵) تو اس کی طرف دوڑ پڑے اور آپ کو کھڑے چھوڑ دیا۔ کہہ دیجئے:

مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١﴾ ع ۱۲

جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے کہیں بہتر ہے اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔(11)

آیاتہا ۱۱ ۔ ۶۳ سُورَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۴ ۔ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ (وقف لازم)

منافقین (۱) جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں

وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

اور اللہ کو بھی علم ہے کہ آپ یقیناً اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے یہ منافقین

لَكَاذِبُونَ ﴿١﴾ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ [1] جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

یقیناً جھوٹے ہیں۔(1)انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پھر وہ اللہ کی

اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا

راہ سے روکتے ہیں۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں یقیناً برا ہے۔(2)یہ اس لیے ہے کہ یہ ایمان لا کر

ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ﴿٣﴾ وَإِذَا

پھر کافر ہو گئے۔ پس ان کے دلوں پر مہر لگ گئی لہٰذا اب یہ سمجھتے نہیں ہیں۔(3)اور جب

عربی حاشیہ

کی راہ میں سرِ راہ ہوجائے اور اس سے نماز خطرہ میں نہ پڑے۔ تجارت ہی کی طرح زوال کے بعد سفر کرنا بھی حرام ہے۔ اگر نماز جمعہ واجب عینی ہو اور سفر کی بنا پر اس کے ترک ہوجانے کا اندیشہ ہو اس لئے کہ ترک واجب بہرحال حرام ہے۔

3- یہ علامت ہے کہ کسب معاش ضروری ہے صرف ذکر خدا کر لینا کافی نہیں ہے لیکن کسب معاش کے ساتھ ذکر خدا بہرحال ضروری ہے تاکہ انسان حرام کا مرتکب نہ ہو اور اسے مسلسل خدایاد رہے اور اس کے کاروبار میں برکت ہوتی رہے۔

1- ایمان۔ جمع یمین یعنی قسم۔ جُنہ۔ سپر۔ واضح رہے کہ یعلم اور یشہد کے بعد ان پر زبر ہونا چاہیے لیکن یہاں زیر ہے اس لئے کہ خبر پر لام داخل ہوگیا ہے تو اس کا عمل معطل ہوگیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) حضور اکرمؐ خطبہ پڑھ رہے تھے اور مال تجارت کا قافلہ آ گیا تو بارہ افراد کے علاوہ سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ساری صحابیت رخصت ہوگئی اور حقیقت امر یہ ہے کہ آج بھی ایسے کردار پائے جاتے ہیں جنہیں تجارت اور تماشہ کے آگے نماز کی اہمیت کا احساس نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ کاروبار میں لگے رہ جاتے ہیں اور کچھ ریڈیو پورٹ اور ناچ گانے اور فلموں کے پروگرام کی نذر ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا شمار عملی طور سے انہیں منافقین میں ہے اگرچہ بظاہر مومنین میں شمار کئے جاتے ہیں۔

(۱) منافق کی بہترین تعریف حضرت علیؑ نے ان الفاظ میں کی ہے کہ ''مومن کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے اور منافق کا دل زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔ مومن جو دل میں رکھتا ہے وہی کہتا ہے اور منافق جو کہتا ہے وہی دل میں نہیں رکھتا ہے۔

رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ

آپ انہیں دیکھ لیں تو ان کے جسم (۲) آپ کو بھلے معلوم ہوں گے اور جب وہ بولیں تو آپ ان کی باتیں توجہ سے سنتے ہیں

كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ

(مگر وہ ایسے بے روح ہیں) گویا وہ دیوار سے لگائی گئی لکڑیاں ہیں۔ ہر آواز کو اپنے خلاف تصور کرتے ہیں۔ یہی لوگ

هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ؗ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَ

(بڑے) دشمن ہیں لہٰذا آپ ان سے محتاط رہیں۔اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں۔(4)اور

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ

جب ان سے کہا جائے: آؤ کہ اللہ کا رسول تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو وہ سر

وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ

اور آپ دیکھیں گے کہ وہ تکبر کے سبب آنے سے رک جاتے ہیں۔(5)ان کے لئے یکساں ہے

اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ

خواہ آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں۔ اللہ انہیں ہر گز معاف نہیں کرے گا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۶﴾ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

اللہ فاسقین کو یقیناً ہدایت نہیں کرتا۔(6)یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں:

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ

جو لوگ رسول اللہ کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرنا یہاں تک کہ یہ بکھر جائیں

خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۷﴾

حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کا مالک اللہ ہی ہے لیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ (7)

عربی حاشیہ

2- کتنی سچی مثال ہے منافقین کی یہ مجسموں کی طرح رکھے ہوئے ہیں دیکھنے میں حسین معلوم ہوتے ہیں اور واقعاً کام کے وقت بالکل بیکار ہیں اور مجسمے عام طور سے گھر کی رونق کے لئے ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی مصرف نہیں ہوتا ہے۔ منافقین کا مصرف بھی صرف عالم اسلام کی شان وشوکت میں اضافہ کرنا ہے ورنہ اس کے علاوہ ان کا کوئی مصرف نہیں ہے۔

ف: ان آیات میں منافقین کی دس صفتوں کا ذکر ہوا ہے جن سے ہر صاحبِ ایمان کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

3- سر کا موڑ لینا غرور اور استہزاء کی علامت ہے اور استکبار ان کے نفس کی کیفیت کی نشاندہی ہے۔

4- الف پر زبر اس بنا پر ہے کہ یہ استغفار کا الف نہیں ہے بلکہ یہ الگ ہے ہمزۂ تسویہ ہے جو دو صورتوں کے یکساں ثابت کرنے

اردو حاشیہ

(۲) عالم اسلام میں عوام سے لے کر حکام تک ایسے منافقین کی بے شمار مثالیں مل جاتی ہیں جن کا ظاہر ان کے باطن سے بالکل مختلف ہوتا ہے اور ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے۔ وہ راہِ راست پر آنے والے نہیں ہیں اور عالم اسلام کیلئے ان کا وجود ایک اسٹیچو کا وجود ہے اور بس۔ اس سے زیادہ اور کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ عام اسٹیچو مفید نہیں ہوتے ہیں تو مضر بھی نہیں ہوتے ہیں اور یہ ایسے مجسمے ہیں کہ جملہ اموالِ مسلمین کھائے چلے جا رہے ہیں اور انکا پیٹ بھرنے والا نہیں ہے۔

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَآ إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا

کہتے (۳) ہیں: اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں تو عزت والا ذلت والے کو وہاں سے ضرور

الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ

نکال باہر کرے گا۔ جبکہ عزت تو اللہ، اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے لیکن منافقین

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَ

نہیں جانتے۔(8)اے ایمان والو! تمہارے اموال (۴) اور تمہاری اولاد

لَآ أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

ذکر خدا سے تمہیں غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا تو وہ خسارہ

هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾ وَأَنفِقُوا مِن مَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ

اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔(9)اور جو رزق ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے

أَن يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَآ أَخَّرْتَنِي

خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے پھر وہ کہنے لگے: پروردگار! تو نے مجھے

إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾

تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی تا کہ میں صدقہ دیتا اور میں (بھی) صالحین میں سے ہو جاتا۔ (10)

وَلَن يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَآءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ

اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو پھر اللہ اسے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو

خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾

اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔(11)

عربی حاشیہ

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ورنہ استغفار کے الف پر زیر ہوتا ہے۔

5- آیت قبل میں لایفقھون استعمال ہوا ہے اور اس آیت میں لا یعلمون۔ اس لئے کہ فقہ کے معنی سمجھنے کے ہیں اور علم کے معنی جاننے کے ہیں۔

اور قدرت نے خزائن سماوات وارض کی ملکیت کو فہم سے متعلق کیا ہے کہ یہ کوئی واضح مسئلہ نہیں ہے لیکن عزت کے معاملہ کو علم سے تعبیر کیا ہے کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ عزت خدا اور رسول اور صاحبانِ ایمان کے لئے ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کہنے والا خود بھی اپنے کو انھیں میں شامل کئے ہوئے ہے اور بے ایمان بننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

6- بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس ذکر خدا سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے اور بعض نے اس سے عام ذکر خدا مراد لیا ہے۔

7-اصدق منصوب ہے اور اکن مجزوم

اردو حاشیہ

(۳) کہا جاتا ہے کہ بنی مصطلق نے اسلام کی بڑھتی ہوئی شوکت کو دیکھ کر چاہا کہ مدینہ پر حملہ کر کے پیغمبرؐ اسلام کا خاتمہ کر دیں اور اس مقصد کیلئے ایک فوج بھی روانہ کر دی۔ ادھر پیغمبرؐ نے بھی مقابلہ کا ارادہ کر لیا اور لشکر لے کر نکل پڑے تو راس المنافقین عبداللہ بن ابی بھی ساتھ ہو لیا۔ قدرت نے معرکہ کو سر کرا دیا تو مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر سرکار نے فقراء کو مقدم کرنا چاہا۔ ابن ابی کو یہ بات ناگوار گزری اور اس نے کہا کہ مدینہ پہنچ کر ہم پیغمبرؐ کو نکال باہر کریں گے کہ یہ ہماری عزت کا خیال نہیں کرتے ہیں۔

قدرت نے نبی کو اطلاع دیدی اور آپ نے جواب دیتے ہوئے ابن ابی کو اس کی جسارت سے باخبر کر دیا۔ اس کا ایک فرزند تھا اس کا نام بھی عبداللہ تھا۔ اس نے کہا کہ یارسول اللہ اگر یہ واجب القتل ہے تو مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کر دوں کہ اسلام قرابت کی پرواہ نہیں کرتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے شخص کو قتل کرتے دیکھ کر میرے جذبات مشتعل ہو جائیں اور میں راہِ خدا سے بہک جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ فی الحال مصلحت یہی ہے کہ اسے زندہ چھوڑ دیا جائے لہٰذا قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے

(۴) منافقین اور مومنین میں ایک حد فاصل مسئلہ انفاق بھی ہے کہ منافقین کو خدا پر اعتماد نہیں ہے تو ہر انفاق کو خرچ تصور کرتے ہیں اور مومنین کا خدا پر مکمل

آیاتھا ۱۸ ۶۴ سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۸ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

بادشاہی اسی کی اور ثناء بھی اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔ (1)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ

وہی ہے جس نے تمہیں خلق کیا پھر تم میں سے بعض کافر اور بعض ایمان والے

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ② خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

ہیں۔اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر خوب نگاہ رکھتا ہے۔(2)اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③

اور اس نے تمہاری صورت بنائی تو بہترین صورت بنائی اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ (3)

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے [1] وہ سب کو جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو

مَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ اَلَمْ

ان سب کو بھی اللہ جانتا ہے اور جو کچھ سینوں میں ہے اسے بھی اللہ خوب جانتا ہے۔(4) کیا

عربی حاشیہ

ہے گویا کہ ایک سے پہلے ان مضمر ہے اور دوسرا ایک شرط کی جزا ہے کہ ''ان اخرتنی اکن''۔

ف: واضح رہے کہ نفاق عقائدی کے علاوہ ایک نفاق عملی بھی ہوتا ہے جس کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے کہ امانت میں خیانت، بیان میں غلط بیانی اور وعدہ میں بے وفائی کرنے والا منافق ہے۔

فمنکم میں ف خلقت کی فرع نہیں ہے بلکہ ارادہ واختیار کی فرع ہے جو انسان کے فاعل مختار ہونے کی بہترین دلیل ہے اور اس کی دلیل ''بما تعملون بصیر'' ہے کہ عمل کرنے والا انسان ہے اور دیکھنے والا خدا ہے۔

1- تسبیح تقدس اور پاکیزگی کے اظہار واعلان کا نام ہے جس میں کائنات کا ہرذرّہ برابر کا شریک ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کوئی زبانِ حال سے تسبیح کرتا ہے اور کوئی زبان مقال سے۔ اور کائنات کی تسبیح کا حوالہ درحقیقت باشعور انسان کے اس طرزعمل پر ایک تنقید ہے

اردو حاشیہ

اعتماد ہے تو وہ اجر الٰہی کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر انفاق کو ایک نئی اور کم سے کم دس گنا آمدنی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہیں نہ مال یاد خدا سے غافل کرسکتا ہے اور نہ اولاد۔ وہ دونوں کو نعمت الٰہی سمجھتے ہیں اور اس کی راہ میں قربان کردینے کو کمال انسانیت تصور کرتے ہیں۔ان کی نظر میں اولاد بھی عطائے خداوندی ہے وسیلہ آمدنی نہیں ہے لہٰذا اسے بھی راہ خدا میں قربان ہوجانا چاہیے اور دین خدا کی خدمت کیلئے وقف ہونا چاہیے۔

(۱) ان آیات میں رب العالمین نے اپنی وسعت علم کے بارے میں تین طرح کے حوالے دیئے ہیں۔

۱۔ وہ زمین وآسمان کی ہر شے سے باخبر ہے یہ اس کا آفاقی علم ہے۔

۲۔ وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے چاہے انہیں علی الاعلان انجام دو یا خفیہ طریقہ ہے۔ یہ اس کا اخلاقی علم ہے۔

۳۔ وہ تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے رازوں سے بھی باخبر ہے۔

یہ اس کا تہذیبی علم ہے انسان اس وسعت علم کا عقیدہ پیدا کرلے تو نہ کائنات میں کسی بدنظمی کا قائل ہوسکتا ہے۔ اور نہ اپنے اعمال وافعال میں آزاد ہوسکتا ہے اور نہ نفسانی تصورات اور خیالات کو آزاد بنا سکتا ہے اور زندگی کو سراپا طہارت وپاکیزگی بنا سکتا ہے۔

يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ

تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو پہلے کافر ہو گئے تھے پھر انہوں نے اپنے اعمال کا وبال چکھ لیا تھا؟

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝٥ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُ كَانَت تَّأْتِيهِمْ

اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔(5) یہ اس لیے ہے کہ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا

آتے تھے تو یہ کہتے تھے: کیا بشر (۲) ہماری ہدایت کرتے ہیں؟ لہٰذا انہوں نے کفر اختیار کیا اور منہ پھیر لیا۔

وَتَوَلَّوا وَّاسْتَغْنَى اللَّهُ ۚ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝٦ زَعَمَ

پھر اللہ بھی ان سے بے پروا ہو گیا اور اللہ بڑا بے نیاز، قابل ستائش ہے۔(6) کفار کو یہ گمان ہے کہ

الَّذِينَ كَفَرُوا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي

وہ (دوبارہ) اٹھائے نہیں جائیں گے۔ کہہ دیجئے: ہاں! میرے پروردگار کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے

لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ

پھر تمہیں (اس کے بارے میں) ضرور بتایا جائے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو اور یہ بات اللہ کے لئے نہایت

يَسِيرٌ ۝٧ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَا ۚ

آسان ہے۔(7) لہٰذا اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لے آؤ

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝٨ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب آگاہ ہے۔(8) جس روز اللہ اجتماع کے دن تمہیں اکٹھا

الْجَمْعِ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۗ وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ

کر دے گا تو وہ نقصان اٹھانے (۳) کا دن ہو گا اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل

عربی حاشیہ

کہ انسان دوحصوں میں تقسیم ہوگیا ہے اور ان میں سے بعض کافر ہو گئے ہیں جب کہ بیجان ذرات کائنات کا کوئی ذرہ کافر نہیں ہے اور سب تسبیح پروردگار میں مصروف ہیں۔

2- خدائی تصویر اور نقاش کی تصویر میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ نقاش بنی بنائی جگہ پر بنے بنائے قلم سے تصویر بناتا ہے اور قدرت نے جگہ بھی ایجاد کی ہے اور قلم بھی ایجاد کیا ہے۔

3- یہ قسم کسی بات کے اثبات کے لئے نہیں ہے بلکہ اس استہزاء کے جواب میں ہے جس کی بنیاد غفلت پر رکھی گئی ہے اور قسم غفلت کو دور کرکے یہ واضح کرنے کے لئے ہے کہ تم فقط دوبارہ زندہ ہونے کا مذاق اڑارہے ہو اور خدا زندگی کا حساب بھی کرنے والا ہے۔

ف: اہل جنت کے خلود کے ساتھ ابداً کا لفظ دلیل ہے کہ اہل جہنم کے خلود میں باہر نکلنے کا امکان ہے لیکن اہل جنت کا خلود ابدی ہے۔اس میں باہر نکالے جانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) کس قدر دیوانے ہیں یہ کفار کہ ان کی سمجھ میں بشر کا ہادی ہونا نہیں آتا ہے اور شجر وحجر کا ہادی ہو جانا آ جاتا ہے اور ان کی خدائی تک کے قائل ہو جاتے ہیں۔

(۳) تغابن ہار جیت کو کہا جاتا ہے اور اس سورہ میں دہرے کردار کا ذکر کرکے اسی حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ نیک کردار افراد زندگی کی بازی میں جیتنے والے ہیں اور بدکردار خسارہ اٹھانے والوں میں ہیں۔اب انسان کا فرض ہے کہ وہ میدانِ حیات کو اپنی جیت کا میدان بنا دے اور شکست کا میدان نہ بننے دے کہ روزِ قیامت شرمندگی اور رسوائی کا منہ دیکھنا پڑے اور اس انعام سے محروم ہو جائے جو اس بازی کے جیتنے والوں کیلئے معین کیا گیا ہے اور جس کے لئے بہترین ایمان اور کردار کی شرط لگا دی گئی ہے۔

صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
انجام دے اللہ اس کے گناہوں کو اس سے دور کر دے گا اور اسے ایسی جنتوں میں

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی

الْعَظِيْمُ ۝۹ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
کامیابی ہے۔(9) جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی وہی اہل جہنم ہیں

النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۱۰ ع مَآ اَصَابَ مِنْ (4)
جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔(10) مصائب میں سے کوئی

مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ
مصیبت اللہ کے اذن کے بغیر نازل نہیں ہوتی اور جو اللہ پر ایمان لاتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۱ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا
اور اللہ ہر شے کا خوب علم رکھتا ہے۔(11) اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ
اطاعت کرو۔ پس اگر تم نے منہ پھیر لیا تو ہمارے رسول کے ذمے تو فقط صاف پیغام

الْمُبِيْنُ ۝۱۲ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
پہنچا دینا ہے۔(12) اللہ (ہی معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور مومنین کو اللہ ہی پر

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ
توکل کرنا چاہیے۔(13) اے ایمان والو! تمہاری ازواج اور تمہاری اولاد میں سے بعض (۴)

عربی حاشیہ

4- اس مصیبت سے مراد طبیعی حادثات ہیں کہ وہ اذن الٰہی کے بغیر واقع نہیں ہوتے ہیں اور ان کا مقصد انسان کا امتحان اور اس کی آزمائش کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے ورنہ وہ مصائب جو انسان کے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں ان کا تمام تر ذمہ دار خود انسان ہوتا ہے اور ان کا پروردگار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔

5- بندوں کے بارے میں انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمنی پر آمادہ ہو جائیں۔ اور گمراہ کرنے لگیں تو ہوشیار رہے اور ممکن ہو تو انھیں بخش دے اور ان کے اعمال سے درگزر کرے اور خدا کے بارے میں انسان کی ذمہ داری ہے کہ اس کا پیغام سنے اور اطاعت کے ذریعہ اس سماعت کا ثبوت دے اور مال کے اعتبار سے اس کی راہ میں انفاق کرے اور نفس کے اعتبار سے اس کا خوف پیدا کرے کہ ان تمام امور کے بغیر میدانِ حیات میں کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) واضح رہے کہ اس آیت کریمہ میں بعض ازواج اور بعض اولاد کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی لئے انہیں عدو سے تعبیر کیا گیا ہے اور دوسری آیت میں کل اموال اور اولاد کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی لئے انہیں فتنہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ گویا یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تمام اموال واولاد وجہ آزمائش ہے اور اس کے بارے میں انسان کو ہوشیار رہنا چاہیے اور بعض اولاد دشمنی کی منزل میں ہوتی ہے کہ وہ ماں باپ سے اپنی خواہشات کا اتباع کرا کے انہیں ہلاکت کے راستہ پر لگا دیتی ہے تو اس سے کنارہ کشی کرنا چاہیے اور یہی حال ازواج کا بھی ہے۔

فتنہ وآزمائش کے ذیل میں بعض مفسرین نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ سرکار دو عالمؐ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ مسجد میں داخل ہوئے اور دامن میں الجھ کر گر پڑے تو آپ نے خطبہ کو توڑ کر منبر سے اتر کر انہیں اٹھا لیا اور منبر پر جا کر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

گویا سرکار یہ واضح کرنا چاہتے تھے کہ یہ قدرت کی طرف سے میرا امتحان تھا کہ میں خطبہ کو مقدم کرتا ہوں یا بقائے اسلام کی ضمانت حسینؑ بن علیؑ کو اور میں نے حسینؑ کو مقدم کر کے اس امتحان میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اب ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حسینؑ کی معرفت حاصل کرے اور وقت آ جانے پر ان کی مدد کر کے اپنی زندگی کو کامیابی سے ہمکنار بنا لے۔

أَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا

یقیناً تمہارے دشمن ہیں لہٰذا ان سے بچتے رہو اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو

وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَ

اور بخش دو تو اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(14) تمہارے اموال اور

أَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ

تمہاری اولاد بس یقیناً آزمائش ہیں اور اللہ کے ہاں ہی اجر عظیم ہے۔(15) پس جہاں تک

مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا

ہو سکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو اور (راہ خدا میں) خرچ کرو تو (یہ تمہاری)

لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

اپنی بھلائی کے لیے ہے اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے محفوظ رہ جائیں تو وہی

الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعِفْهُ

کامیاب لوگ ہیں۔(16) اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ تمہارے لیے اسے کئی گنا

لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾ عَالِمُ

بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑا قدرشناس، بردبار ہے۔(17) وہ غیب وشہود کا

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾ ع

جاننے والا، بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔(18)

عربی حاشیہ

6- حرص سے بچنا فلاح ونجات کا باعث ہے اور اس سے بچنے کا صحیح ترین نسخہ یہ ہے کہ مال کو راہِ خدا میں خرچ کردے اور دگنا چوگنا واپس لے لے تاکہ خسارہ کا احساس بھی نہ ہو اور مال کی محبت بھی دل سے نکل جائے۔

ف: روح المعانی میں پیغمبر اسلامؐ سے یہ حدیث نقل ہوئی ہے کہ ہر بچہ کے ولادت کے وقت اس کے سر کی جالیوں میں سورۂ تغابن کی آخری آیات لکھ دی جاتی ہیں اور اس سے زندگی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

ف: طلاق جذبات کی پامالی، اجتماعی زندگی کی تباہی اور اولاد کی بربادی کا سبب ہوتا ہے اس لئے اسلام نے اسے مکروہ ترین مباح قرار دیا ہے۔

اردو حاشیہ

ایاتہا ۱۲ ﴿۶۵ سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۹﴾ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق (۱) دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دے دیا کرو

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ

اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے رب اللہ سے ڈرو۔ تم انہیں (عدت کے دنوں میں) ان کے

بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ

گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ عورتیں خود نکل جائیں مگر یہ کہ وہ کسی نمایاں برائی کا ارتکاب کریں

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ

اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو اس نے اپنے ہی

نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

نفس پر ظلم کیا۔ تجھے کیا معلوم اس کے بعد شاید اللہ کوئی صورت پیدا کر دے۔ (1)

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ

پس جب عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کو آئیں تو انہیں اچھی طرح سے (اپنے عقد میں) رکھو

بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ

یا انہیں اچھے طریقے سے علیحدہ کر دو اور اپنوں میں سے دو صاحبان عدل کو گواہ بناؤ اور اللہ کی خاطر درست گواہی دو۔

عربی حاشیہ

1- یعنی جب طلاق کا ارادہ کرو..... نہ یہ کہ طلاق دے چکو۔

تعدتہن۔ میں لام توقیت کے لئے ہے یعنی ایسے وقت میں طلاق دو جو عدہ کا وقت ہو یعنی طہارت کا زمانہ ہو۔

فاحشہ مبینہ۔ کھلا ہوا عمل بد یعنی وہ زنا جس کا ثبوت فراہم ہوجائے۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عورت شوہر سے الگ رہے تو زنا کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں اور ایسے وقت میں شوہر کی طرف سے سکونت کا حق ختم ہوجاتا ہے اور اسے گھر سے نکال دینے کا جواز پیدا ہوجاتا ہے۔

2- یعنی مدت عدہ پوری ہونے لگے۔

بمعروف۔ یعنی مناسب طریقہ سے رجوع کر یا رخصت کردو۔ نہ رجوع کرنے میں احسان جتاؤ اور نہ رخصت کرنے میں طنز کرو یا برا بھلا کہو۔

الشہادۃ للہ کا مقصد یہ ہے کہ گواہ گواہی

اردو حاشیہ

(۱) ان آیات میں پیغمبر کو مخاطب بنا کر طلاق کے قانون عام کا اعلان کیا گیا ہے اور حسب ذیل دفعات کی وضاحت کی گئی ہے:

ا۔ طلاق اس وقت ہو جب عدت شروع ہونے کا امکان ہو یعنی عورت زمانہ طہارت میں ہو۔

۲۔ عدت کا مکمل حساب رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ مطلقہ عورت کو گھر سے نہ نکالا جائے کہ شاید خدا دونوں کے دلوں میں انقلاب پیدا کر دے اور حالات پھر سازگار ہو جائیں۔

۴۔ عدت کے خاتمہ پر دو میں سے ایک راستہ اختیار کیا جائے۔ یا رجوع کر کے واپس کر لیا جائے یا پھر گھر سے رخصت کر دیا جائے۔

۵۔ طلاق میں دو عادل گواہ فراہم کئے جائیں کہ اس طرح طلاق کی مقدار میں خود بخود کمی ہو جائے گی اور حالات کی اصلاح ہو جائے گی۔

۶۔ طلاق کو عورت کی بے بسی کا ذریعہ نہ بنایا جائے کہ خدا از غیب بھی رزق دے سکتا ہے اور نئے راستے بھی کھول سکتا ہے۔

۷۔ جن عورتوں کے یائسہ ہونے میں شک ہو ان کے عدت کا زمانہ تین ماہ ہے۔

۸۔ جن عورتوں کو کسی وجہ سے حیض نہیں آ رہا ہے اور ان کا زمانہ حیض کا ہے ان کا عدت بھی تین ماہ ہے۔

۹۔ حاملہ عورتوں کا زمانہ عدہ وضع حمل تک ہے۔ اب اگر وضع حمل تین ماہ کے اندر ہی ہو جائے تو تین ماہ تک انتظار کرنا چاہیے یہ دونوں قوانین پر عمل

لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۥ

یہ وہ باتیں ہیں جن کی تمہیں نصیحت کی جاتی ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ

اور جو اللہ سے ڈرتا رہے اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔(2) اور اسے ایسی جگہ سے

حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ

رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہ سکتا ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے پس اس کے لیے اللہ کافی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

اللہ یقیناً اپنے مقصد کو پہنچنے والا ہے۔ تحقیق اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک حد مقرر کی ہے۔(3)

وَالّٰۗـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

تمہاری عورتوں میں سے جو حیض سے ناامید ہو گئی ہیں۔ (ان کے بارے میں) اگر تمہیں شک ہو جائے

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰۗـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ

(کہ خون کا بند ہونا سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے ہے یا کسی اور عارضے کی وجہ سے) تو ان کی عدت تین ماہ ہے

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ

اور یہی حکم ان عورتوں کا ہے جنہیں حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے

يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ

وہ اس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے۔(4) یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝

جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی برائیاں اس سے دور کر دے گا اور اس کے لیے اجر کو بڑھا دے گا۔ (5)

عربی حاشیہ

میں للّٰہیت سے کام لے اور کسی طرح کی تحریف وترمیم نہ کرے۔

3- یائسہ عورت۔ وہ عورت ہے جو قریشی ہونے کی صورت میں ۶۰ سال کی ہوجائے اور غیر قریشی ہونے کی صورت میں ۵۰ سال کی ہوجائے۔ ارتبتم کے معنی یہ ہیں کہ یائسہ ہونے میں شک ہو ورنہ پھر کوئی وعدہ نہیں ہے۔

ف: طلاق کے اسباب میں فریقین کے بیجا توقعات، عورت کی فضول خرچی، مرد کی حسن پرستی، اقربا کی دخل اندازی اور طرفین کی ایک دوسرے سے بے اعتنائی اہم ترین عوامل ہیں لہٰذا ان سے اجتناب بے حد ضروری ہے۔

ف: کای کاف تشبیہ اور امی سے مرکب ہے اور ای میں تنوین جز کلمہ ہے لہٰذا اس کا لکھنا اور پڑھنا دونوں ضروری ہے۔

اردو حاشیہ

کرنے کے مترادف ہے۔

۱۰۔ انہیں طلاق کے دوران مناسب سکونت فراہم کی جائے۔

۱۱۔ حاملہ ہیں تو زمانہ عدت میں نفقہ دیا جائے۔

۱۲۔ بچہ کو دودھ پلائیں تو دودھ کی اجرت دی جائے کہ یہ قانون طلاق کے علاوہ عام حالات میں بھی ہے اس لئے کہ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہوتا ہے اور دودھ نفقہ میں شامل ہے لہٰذا اس کے انتظام کی ذمہ داری باپ پر ہے ماں پر نہیں ہے۔ وہ اجرت یا قیمت لے سکتی ہے۔

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ[4] وَلَا تُضَارُّوهُنَّ

ان عورتوں کو (زمانہ عدت میں) بقدر امکان وہاں سکونت دو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں

لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا

تنگ کرنے کیلئے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اگر وہ حاملہ ہوں تو وضع حمل تک انہیں خرچہ دیتے رہو پھر اگر تمہارے

عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ

کہنے پر وہ دودھ پلائیں تو انہیں (اس کی) اجرت دے دیا کرو اور احسن طریقے سے باہم مشورہ کر لیا کرو

أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ

اور (اجرت طے کرنے میں) اگر تمہیں آپس میں دشواری پیش آئے تو (ماں کی جگہ) کوئی

فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَ

اورعورت دودھ پلائے گی۔(6) وسعت [۲] والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کے رزق میں

مَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ

تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جتنا اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرے۔اللہ کسی کو اس سے

اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ ع

زیادہ مکلف نہیں بناتا جتنا اسے دیا ہے۔ تنگدستی کے بعد عنقریب اللہ آسانی پیدا کر دے گا۔ (7)

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا

اور ایسی کتنی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو

حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ[6]

ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور انہیں انوکھے عذاب میں ڈال دیا۔(8) پھر انہوں نے

عربی حاشیہ

4- وُجد (بضم واو) مالی طاقت کو کہا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ زمانہ عدت میں بھی اپنی حیثیت کے مطابق رہائش کا انتظام کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اسے مطلقہ سمجھ کر ذلیل کردو اور اس طرح اصلاح کے سارے امکانات ختم ہوجائیں۔

5- یعنی آپس میں نیک دلی کے ساتھ مشورہ کر کے مسئلہ کو طے کرو کہ بچہ کو کون دودھ پلائے گا اور مرضعہ کی اجرت کس قدر ہوگی۔

6- وبال بدترین انجام کو کہا جاتا ہے جو عذاب اور مصیبت کی شکل میں نازل ہوتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) اسلام کے نظام عدل کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ انسان کسی حالت میں بھی انسانیت کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور طلاق کے بعد بھی اگر عورت سے بچہ کی رضاعت کا کام لے تو اسے دودھ کی قیمت دیدے اور بلا سبب غربت کا بہانہ نہ کرے بلکہ جس حالت میں پروردگار نے رکھا ہے اسی اعتبار سے خرچ بھی کرے۔ اگر غریب ہے تو غریبوں کی طرح کرے اور اگر صاحب وسعت ہے تو اس طرح خرچ کرے جس طرح ایک صاحب وسعت کرتا ہے اور بخل سے کام نہ لے کہ خدا کسی شخص کو بھی اس سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا ہے جتنا اسے عطا کیا ہے اور بخیل کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے۔

اسلام نے یہی قانون طاقت کے بارے میں بھی رکھا ہے اور یہی قانون مالیات کے بارے میں بھی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ طاقت کے سلسلہ میں اسے لفظ وسع سے تعبیر کیا ہے جو طاقت کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے اور مالیات میں الا ما آتا ھا سے تعبیر کیا ہے جو انسان کو یہ احساس دلانے کیلئے کافی ہے کہ وہ جو کچھ بھی خرچ کر رہا ہے وہ اس کا اپنا نہیں ہے اور نہ پروردگار نے زبردستی اس کے سر پر قانون کو لاد دیا ہے بلکہ اس نے پہلے مال عطا کیا ہے اور اسکے بعد خرچ کا مطالبہ کیا ہے۔

أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا

اپنے اعمال کے وبال کا ذائقہ چکھ لیا اور ان کا انجام خارے پر منتہی ہوا۔(9)ان کے لئے اللہ نے

شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا ۚ

سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ پس اے عقل مند ایماندارو! اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ نے

قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ

تمہاری طرف ایک ذکر نازل کیا ہے۔(10)ایک ایسا رسول جو تمہیں اللہ کی واضح آیات

اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

پڑھ کر سناتا ہے تا کہ وہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو تاریکیوں سے

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور جو اللہ پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اللہ اسے

يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔

أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿١١﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ

اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق دے رکھا ہے۔(11)وہی اللہ ہے جس نے سات

سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۖ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ

آسمان بنائے اور انہی کی طرح زمین (۳) بھی۔ اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے

لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ

تا کہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے بلحاظ علم ہر چیز پر

عربی حاشیہ

7- آیت کریمہ میں یہ احتمال بھی ہے کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہو اور رسول سے مراد پیغمبر اکرمؐ ہوں اور یہ احتمال بھی ہے کہ پیغمبر ہی کو ذکر سے تعبیر کیا گیا ہو کہ ان کا وجود یادالٰہی کا بہترین ذریعہ ہے اور ان کا کام بھی وہی ہے جو قرآن مجید کا کام ہے کہ لوگوں کے دلوں میں یادخدا پیدا کراتے رہیں اور اسی بنیاد پر اہلبیتؑ پیغمبرؐ کو اہل الذکر کہا گیا ہے کہ یہ قرآن کے بھی اہل ہیں اور پیغمبرؐ کے بھی اہلبیتؑ ہیں اور ایسے صاحبانِ علم بھی ہیں جن سے ہر شے کے بارے میں سوال کیا جاسکتا ہے۔

ف: سات زمینوں کا ذکر صرف اس سورہ میں کیا گیا ہے اور اس سے مقصود میں خاصہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں کوئی ایسا راز منکشف ہو جس کی طرف موجودہ انکشافات اشارہ کرنے سے بھی قاصر ہیں۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اس بات کی علامت ہے کہ جس طرح پروردگار نے متعدد آسمان بنائے ہیں اسی طرح متعدد زمینیں بھی پیدا کی ہیں اور سات کی تعداد غالبًا اس لئے بیان کی گئی ہے کہ اس دور کے لوگ انہیں سات آسمانوں ہی کا عقیدہ رکھتے تھے اور اسی سے باخبر تھے یا پھر کوئی اور مصلحت کام کر رہی ہو ورنہ یہ تعداد موجودہ انکشافات اور اسلامی روایات کی بنا پر اس سے کہیں زیادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿١٢﴾

احاطہ کیا ہوا ہے۔(12)

ایاتھا ١٢ — ٦٦ سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ ١٠٧ — رکوعاتھا ٢

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ

اے نبی! جو چیز اللہ نے آپ کے لیے حلال (1) کر دی ہے اسے آپ حرام کیوں ٹھہراتے ہیں؟ آپ اپنی

مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١﴾ قَدْ فَرَضَ

ازواج کی مرضی چاہتے ہیں؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔(1) اللہ نے تمہارے لیے

اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ

قسموں کے کھولنے کے واسطے (حکم) مقرر کیا ہے اللہ ہی تمہارا مولا ہے اور وہی خوب جاننے والا،

الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ

حکمت والا ہے۔(2) اور (یاد کرو) جب نبی نے اپنی بعض ازواج سے راز کی بات کہی تھی

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ

پس جب اس نے اس (راز) کو فاش کیا اور اللہ نے نبی کو اس سے آگاہ کیا تو اس سے نبی نے

اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ

اس کا کچھ حصہ بتا دیا اور کچھ حصہ ٹال دیا پھر جب نبی نے اپنی زوجہ کو وہ بات بتا دی تو وہ کہنے لگی:

عربی حاشیہ

ف: لفظ فرض علیٰ کے ساتھ ہوتو وجوب کے معنی میں ہے اور لام کے ساتھ ہوتو استحباب کے معنی میں ہے اور لم تحرم تنبیہ نہیں ہے بلکہ اظہار شفقت ومحبت ہے۔

1- بعض اہل ادب کا خیال ہے کہ تحرم اور تبتغی دونوں مونث غائب کے صیغے ہیں اور مقصد یہ ہے کہ زوجہ کو کیا حق ہے کہ وہ حلال خدا کو حرام کرے اور آپ سے یہ خواہش کرے کہ آپ ازواج کی مرضی کا خیال کریں لیکن عام مفسرین نے اس پیغمبرؐ اسلام ہی سے خطاب قرار دیا ہے اور انھیں کو مخاطب ٹھہرایا ہے۔

2- بعض حضرات کی نظر میں پیغمبرؐ اسلام نے قسم کھائی تھی کہ اب شہد نہ کھائیں گے اور بعض کی نظر میں صرف وعدہ کیا تھا جو نبی کے حق میں قسم کا مرتبہ رکھتا ہے۔

اردو حاشیہ

(1) واقعہ یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کے گھر میں ازواج کی دو پارٹیاں تھیں۔ ایک طرف عائشہ وحفصہ تھیں اور ایک طرف باقی ازواج اور یہ دونوں دیگر ازواج کو برداشت نہ کرتی تھیں چنانچہ ایک روز پیغمبرؐ نے زینب بنت جحش کے یہاں شہد کھا لیا تو دونوں نے سازش کر لی کہ جب پیغمبر گھر میں آئیں تو ان سے کہا جائے کہ آپ کے منہ سے بو آ رہی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد پہلی ملاقات حفصہ سے ہوئی اور انہوں نے منصوبہ پر عمل کر دیا۔ آپ نے صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھا اب نہ کھاؤں گا تا کہ ان کے دل سے زینب کا حسد نکل جائے اور گھر میں کوئی فساد نہ برپا ہو لیکن دیکھو کسی سے اس وعدہ کا ذکر نہ کرنا۔ حفصہ نے فوراً اپنی شریک کار کو مطلع کر دیا اور جب پیغمبرؐ نے یہ کہا کہ مجھے اس خیانت کا علم ہے تو گھبرا کر پوچھا کہ آپ کو کس نے بتا دیا ہے۔ فرمایا کہ پروردگار نے اور اب عافیت اسی میں ہے کہ دونوں توبہ کرو کہ تمہارے دلوں میں کجی آ گئی ہے اور اگر توبہ نہ کی اور سازش کا سلسلہ جاری رہا تو یاد رکھو کہ میرے ساتھ خدا، ملائکہ اور وہ صاحبانِ ایمان ہیں جو نیک کردار ہیں اور مجھے تمہاری پرواہ بھی نہیں ہے تم کو چھوڑ بھی دوں تو مجھے تم سے کہیں بہتر عورتیں مل سکتی ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ ان حقائق قرآنیہ کے ہوتے ہوئے بھی بعض مسلمان ان خواتین کو ساری کائنات سے بہتر قرار دیتے ہیں اور انہیں دین کا ماخذ اور مدرک قرار دینے میں کسی تکلف سے کام نہیں لیتے ہیں۔ اسلام میں شریعت سازی کا کیا معیار ہے اور دین خدا ایسے ہی افراد سے لیا جائے گا جن کے دلوں کی

هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۳ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ

آپ کو یہ کس نے بتایا؟ فرمایا: مجھے (خدائے) علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔(3) اگر تم دونوں اللہ کے سامنے

فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ

توبہ کر لو (تو بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں اور اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی

مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ

پشت پناہی کرو گی تو اللہ یقیناً اس کا مولا ہے اور جبرئیل اور صالح مومنین اور فرشتے بھی اس کے بعد ان کے

ظَهِيْرٌ ۝۴ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا

پشت پناہ ہیں۔(4) اگر نبی تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ اس کا رب تمہارے بدلے اسے تم سے

خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ

بہتر بیویاں عطا فرما دے جو مسلمان، ایمان دار، اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ

سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا

رکھنے والیاں ہوں خواہ شوہر دیدہ ہوں یا کنواری۔(5) اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے

اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا

اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔

مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ

اس پر تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے

وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا

اور جو حکم انہیں ملتا ہے اسے بجا لاتے ہیں۔(6) اے کافرو! آج عذر پیش نہ کرو۔

عربی حاشیہ

3- بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جملہ کا مفہوم یہ ہے کہ توبہ کرو کبھی خیر ہے ورنہ تمھارے دلوں میں کجی پیدا ہو چکی ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر توبہ کر لو تو سمجھو کہ تمھارے دل حق کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

تظاہر۔ ایک دوسرے کی پشت پناہی میں کام کرنا اور کسی کے خلاف مشترکہ طور پر سازش کرنا۔

4- سائحات۔ روزہ دار۔

5- حجارہ۔ وہ پتھر جنھیں بت بنا کر ان کی پوجا کی گئی ہے۔

غلاظ شداد۔ نہایت درجہ سخت قسم کے فرشتے جن سے کسی رعایت اور مروت کی توقع نہیں کی جا سکتی ہے۔

اردو حاشیہ

کجی کا خود قرآن مجید نے اعلان کیا ہے تو ''علی الاسلام بعدہ السلام''۔

(۲) تلازم حق وفرض اسلام کا کھلا ہوا قانون ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کسی کو اس وقت تک کوئی حق نہیں دیتا ہے جب تک اس کے ذمہ کوئی فرض نہیں عائد کر دیتا ہے اور اس وقت تک کسی کے ذمہ کوئی فرض عائد نہیں کرتا ہے جب تک اس کے مقابلہ میں کوئی حق نہ عطا کر دے۔ ازواج پیغمبرؐ کے بارے میں بھی اس کا یہی نظام ہے کہ انہیں عام امت سے بالاتر مرتبہ دیا ہے۔ افراد امت کیلئے ماں قرار دیا ہے۔ ان کے ساتھ کسی عالم میں بھی عقد کو روا نہیں رکھا ہے تو اس کے مقابلہ میں ان کی عظیم ذمہ داریاں بھی قرار دی ہیں اور انہیں ذمہ داریوں کی ادائیگی کو ان کی عظمت کا راز قرار دیا ہے ورنہ صرف زوجیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اسی لئے اس نے دونوں طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں۔ ایسی مثال بھی جہاں ایمان دار عورتیں بدترین شوہروں کے ساتھ رہیں اور انہیں کوئی نقصان نہ ہوا اور ایسی مثال بھی جہاں بے ایمان عورتیں بہترین شوہروں بلکہ پیغمبروں کے ساتھ رہیں اور انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اس لئے کہ دین خدا زوجیت اور قرابت کا دین نہیں ہے اس میں ایمان اور کردار معیار ہے بلکہ ضمناً ایک ایسی خاتون کی مثال بھی پیش کر دی جو کسی شوہر کی زوجیت میں نہیں تھی اور اس نے سارا مرتبہ صرف اپنے کردار اور اپنی عفت کی بنا پر حاصل کیا ہے تا کہ یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ زوجیت اور رشتہ کا عاقبت اور انجام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کیلئے صرف ایمان، تقویٰ، کلمات الٰہیہ کی تصدیق اور اطاعت

تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ط اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

جو عمل تم کرتے رہے ہو یقیناً تمہیں صرف اسی کا بدلہ دیا جائے گا۔ (7)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط عَسٰى

اے ایمان والو! اللہ کے آگے توبہ کرو خالص توبہ۔ بعید نہیں کہ اللہ تم سے تمہارے گناہ

رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

دور کر دے اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لا يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ

اس دن اللہ نہ اپنے نبی کو رسوا کرے گا اور نہ ہی ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔

اٰمَنُوْا مَعَهٗ ج نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑ رہا ہو گا اور وہ دعا کر رہے ہوں گے:

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ

ہمارے پروردگار! ہمارا نور ہمارے لیے پورا کر دے اور ہم سے درگزر فرما۔ بے شک تو

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ

ہر چیز پر قادر ہے۔(8) اے نبی! کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کیجئے

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ط وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ط وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اور ان پر سختی کیجئے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔ (9)

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ

اللہ نے کفار کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال پیش کی ہے۔

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے نیک زوجہ کے صفات میں کردار کا تذکرہ کیا ہے اور با کرہ ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے کہ اس کا مقابلہ کردار سے ناممکن ہے۔

ف: امام سجادؑ کا ارشاد ہے کہ توبہ ایک دروازہ ہے جسے خدا نے بندوں کے لئے کھول دیا ہے تو اب داخل نہ ہونے والوں کے پاس کوئی عذر نہیں ہے۔

6- توبہ نصوح۔ وہ خالص توبہ جس کے بعد گناہ کرنے کا تصور بھی نہ رہ جائے یکفر عنکم سیئاتکم۔ یعنی خدا تمھاری برائیوں کی پردہ پوشی کردے گا اور انھیں نظرانداز کردے گا۔

7- یہ ضرب جعل کے معنی میں ہے یعنی خدا نے ان لوگوں کو مثال اور نمونہ بنادیا ہے۔

واضح رہے کہ زوجہ نوح اور زوجہ لوط کی خیانت سے مراد بدکاری نہیں ہے کہ یہ بات مسلمات میں ہے کہ زوجہ رسول کوئی ایسا اقدام نہیں کرسکتی ہے جس کا تعلق خود رسول کی ازدواجی

اردو حاشیہ

وعبادت کی ضرورت ہے اور اس کے مراتب انہیں بنیادوں پر طے کئے جاتے ہیں۔

امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

یہ دونوں ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت (۲) میں تھیں مگر ان دونوں نے اپنے شوہروں سے

صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا

خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور انہیں حکم دیا گیا:

وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ

تم دونوں داخل ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔(10)اور اللہ نے مومنین کے لیے

مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ

فرعون کی بیوی کی مثال پیش کی ہے جب اس نے دعا کی: پروردگار! جنت میں

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ

میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کی

فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ ۙ

حرکت سے بچا اور مجھے ظالموں سے نجات عطا فرما۔ (11)

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

اور مریم بنت عمران کو بھی (اللہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کی حفاظت کی تو

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ ع

اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی۔(12)

عربی حاشیہ

زندگی سے ہو۔ اس کے علاوہ ہر طرح کے گناہ کر سکتی ہے بلکہ کفر کا بھی امکان پایا جاتا ہے۔ روایات کے مطابق زوجہ نوح کی خیانت یہ تھی کہ وہ شوہر کے دشمنوں اور کافروں کی حمایت کیا کرتی تھی اور زوجہ لوط لوگوں کو ان کے مہمانوں کی طرف رغبت دلایا کرتی تھی جو جناب لوط کے یہاں وارد ہوا کرتے تھے تاکہ لوگ ان سے بدفعلی کا مطالبہ کریں اور وہ نبی کے پاس آنا چھوڑ دیں۔ (خدا ہر شریف انسان کو ایسی ازواج سے محفوظ رکھے جو مقصد کی راہ میں اس طرح حائل ہو جائیں کہ انھیں نہ دین خدا کا خیال رہے اور نہ شوہر کی عزت و عظمت کا خصوصیت کے ساتھ ایک نبی خدا اور نمائندہ پروردگار کو۔)

ف: روح المعانی میں ہے کہ جناب نوح کی زوجہ کا نام رابعہ تھا اور جناب لوط کی زوجہ کا نام والھہ یا بالعکس۔

اردو حاشیہ

آیاتہا ۳۰ ۶۷ سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ۷۷ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضے میں بادشاہی (۱) ہے اور وہ ہر چیز پر

قَدِيْرُ ۨ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ

قادر ہے۔(1) اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے عمل (۲) کے اعتبار سے

اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ

کون بہتر ہے اور وہ بڑا غالب آنے والا، بخشنے والا ہے۔(2) اس نے سات آسمانوں کو

سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ

ایک دوسرے کے اوپر بنایا تو رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بدنظمی نہیں دیکھے گا۔

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ

ذرا پھر پلٹ کر دیکھو کیا تم کوئی خلل پاتے ہو؟(3) پھر پلٹ کر

الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ

دوبارہ دیکھو تمہاری نگاہ عاجزانہ طور پر تھک کر لوٹ

حَسِيْرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَ

آئے گی۔(4) ہم نے قریب ترین آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے آراستہ کیا

عربی حاشیہ

تبارک یعنی وہ بلند و بالا ہے اور اس کی برکت عظیم اور دائمی ہے۔

ملک۔ طاقت، قدرت اور نفاذ حکم۔

طباق۔ تہ بہ تہ یا ایک دوسرے سے مشابہ اور مطابقت رکھنے والے۔

۵ تفاوت۔ عدم تناسب اور بدنظمی۔

فطور۔ شگاف، فصل، کمزوری۔

کرتین۔ یعنی دو مرتبہ یعنی بار بار۔

خاسئ۔ ذلیل، بے نیل مرام۔

حسیر۔ خستہ حال، عاجز۔

مصابیح۔ ستارے جن کی روشنی صبح جیسی ہے۔

رجوماً۔ شیاطین کو سنگسار کرنے اور بھگانے کا ذریعہ۔

سعیر۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔

شہیق۔ بھدی سی آواز۔

فور۔ شدت سے جوش کھانا۔

تمیز۔ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا۔

اردو حاشیہ

(۱) واضح رہے کہ ملک خدا اور ساری دنیا کے اعتباری ملکوں میں علمی اعتبار سے یہ فرق ہے کہ سارے ملک فقط ایک فرض اور اعتبار کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ صاحب ملک اپنے ملک میں بھی ادنیٰ تبدیلی پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے اور ایک ذرہ کائنات کی حقیقت کو بھی متغیر نہیں کر سکتا ہے بلکہ اکثر اوقات خود ملک اپنے مالک میں تصرف کرتا ہے اور اسے بچہ، جوان، بوڑھا، مریض اور مردہ بناتا رہتا ہے اور وہ کسی ایک بات کے ٹال دینے پر قادر نہیں ہوتا ہے لیکن ملک خدا کی حیثیت اس سے بالکل مختلف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کے سارے ملک اپنے حدود اربعہ سے پہچانے جاتے ہیں اور جہاں یہ حدود ختم ہو جاتے ہیں وہاں مملکت کا سلسلہ بھی تمام ہو جاتا ہے لیکن خدائی ملک بالکل غیر محدود ہے اور اس کی کوئی حد معین نہیں کی جا سکتی ہے اس کا ملک اس کے اقتدار سے وابستہ ہے اور اس کے اقتدار کو محدود نہیں کیا جا سکتا ہے لہٰذا اس کا ملک بھی غیر محدود ہے۔

(۲) آیت کریمہ صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ نگاہ پروردگار میں کثرت عمل کا کوئی معیار نہیں ہے بلکہ حسن عمل معیار ہے انسان کثرت عمل بہت آسانی سے پیدا کر سکتا ہے لیکن حسن عمل بہت مشکل کام ہے اس لئے کہ کثرت عمل کا تعلق تکرار عمل سے ہے اور حسن عمل کا تعلق اخلاص عمل سے ہے اور اخلاص عمل کا

جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ

اور انہیں شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب

السَّعِيْرِ ۝۵ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ

تیار کر رکھا ہے۔(5)اور جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا ہے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے

وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا

اور وہ بدترین ٹھکانا ہے۔(6)جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے بھڑکنے کی ہولناک آواز سنیں گے

وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝۷ۙ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا

اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔(7) قریب ہے کہ شدت غیظ سے پھٹ پڑے۔ جب بھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا

فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝۸ قَالُوْا بَلٰى قَدْ

اس سے جہنم کے کارندے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی تنبیہ کرنے والا نہیں آیا؟(8)وہ جواب دیں گے:

جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۚۖ

ہاں تنبیہ کرنے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے (اسے) جھٹلا دیا اور ہم نے کہا: اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا ہے۔

اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ

تم لوگ تو بس ایک بڑی گمراہی میں مبتلا ہو۔(9)اور وہ کہیں گے: اگر ہم سنتے یا

اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۰ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ

عقل سے کام لیتے تو ہم جہنمیوں میں نہ ہوتے۔(10)اس طرح وہ اپنے گناہ کا اعتراف کر لیں گے۔

فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۱ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ

پس اہل جہنم کے لیے رحمت خدا سے دوری ہے۔(11)جو لوگ غائبانہ

عربی حاشیہ

سحق۔ رحمت خدا سے دوری۔

خشیت۔ وہ خوف جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے اور اس کا مظاہرہ اعمال اور کردار کی شکل میں ہو سکے بے معرفتی کا خوف خشیت الٰہی کہے جانے کے قابل نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۵ اس امر کی دلیل ہے کہ انسان کے انجام کا دارومدار اس کی عقل اور بصیرت پر ہے اور یہی وجہ ہے کہ مذہب اہلبیتؑ نے عقل کی اہمیت پر بے حد زور دیا ہے اور اصول کافی کا پہلا باب ہی باب عقل و جہل ہے اور اس میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ جناب آدمؑ نے عقل کا انتخاب کرلیا تو دین اور حیا دونوں ساتھ آگئے کہ ان کا عقل سے الگ رہنا ناممکن ہے۔

اردو حاشیہ

پیدا کر لینا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہے وہ پیدا ہو جائے تو ایک ضربت بھی عبادت ثقلین سے بھاری ہو سکتی ہے مگر یہ شرف ہر ایک کو نصیب کہاں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿١٢﴾ وَ اَسِرُّوْا

اپنے پروردگار کا خوف کرتے ہیں یقیناً ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔(12)اور تم لوگ

قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿١٣﴾

اپنی باتوں کو چھپاؤ یا ظاہر کرو یقیناً وہ تو سینوں میں موجود رازوں سے خوب واقف ہے۔ (13)

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿١٤﴾ ع هُوَ الَّذِيْ

کیا پیدا کرنے والے کو علم نہیں حالانکہ وہ باریک بین، بڑا باخبر بھی ہے۔(14)وہی ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا

تمہارے لیے زمین کو رام کیا پس اس کے دوش (٣) پر چلو اور اس کے رزق میں سے کھاؤ

مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿١٥﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ

اور اسی کے پاس زندہ ہو کر جانا ہے۔(15) کیا تم اس بات سے بے خوف ہو کہ آسمان والا

اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ﴿١٦﴾ ۙ اَمْ اَمِنْتُمْ

تمہیں زمین میں دھنسا دے اور زمین جھولنے لگ جائے؟(16) کیا تم

مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ

اس بات سے بے خوف ہو کہ آسمان والا تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

كَيْفَ نَذِيْرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ

میری تنبیہ کیسی تھی۔(17)اور بتحقیق ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی تو دیکھ لو کہ میرا

كَانَ نَكِيْرِ ﴿١٨﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ

عذاب کیسا تھا۔(18) کیا یہ لوگ اپنے اوپر پرواز کرنے والے پرندوں کو پر پھیلاتے ہوئے اور

عربی حاشیہ

اسرار۔ خفیہ انداز سے بات کرنا جو مشرکین کا خاص طریقہ کار تھا کہ نبی اکرمؐ کے خلاف خفیہ سازشیں کیا کرتے تا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔

ذلول۔ نرم، مسخر اور تابع فرمان۔

مناکب۔ منکب کی جمع ہے یعنی کندھے اور اطراف و جوانب۔

نشور۔ دوبارہ زندہ کیا جانا۔

من فی السماء۔ سے مراد ذاتِ خدا ہے جو مکان کے اعتبار سے آسمان میں ساکن نہیں ہے لیکن اس کا حکم آسمانوں میں بھی چل رہا ہے۔

مور۔ آمدورفت، حرکت، اضطراب،

حاصب۔ وہ ہوا جس کے ساتھ پتھر بھی ہوں۔

نکیر۔ بھیانک عذاب۔

صافات۔ وہ پرندے جو پروں کو پھیلا کر اڑتے ہیں۔

غرور۔ شیطانی دھوکہ۔

اردو حاشیہ

(٣) انسان بظاہر یہ خیال کرتا ہے کہ زمین ساکن ہے اور وہ اس کی سطح پر آمدورفت کر رہا ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں حقیقت کے خلاف ہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے زمین متحرک ہے اور گول ہے لہٰذا انسان اس کی سطح پر نہیں چل رہا ہے بلکہ اس کے کناروں پر چل رہا ہے اس لئے کہ گول چیز میں کوئی برابر کی سطح نہیں ہوتی ہے صرف اطراف و جوانب اور کنارے ہوتے ہیں جنہیں انسان وسعت کی بنا پر سطح مستوی خیال کرتا ہے۔ قرآن مجید نے زمین کو رام ہو جانے والے جانور سے تشبیہ دے کہ اس کی حرکت کی طرف متوجہ کیا ہے اور کناروں پر چلنے کا حکم دے کر اس کی کرویت کو واضح کیا ہے اور یہ اس کی بلاغت کا شاہکار ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کر دیئے جن سے عالم اور جاہل دونوں برابر سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

يَقْبِضْنَ ۘؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۢ

سمیٹتے ہوئے نہیں دیکھتے؟ رحمٰن کے سوا انہیں کوئی تھام (۴) نہیں سکتا۔ بتحقیق وہ ہر چیز پر خوب نگاہ

بَصِيْرٌ ﴿١٩﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ

رکھنے والا ہے۔(19) رحمٰن کے سوا تمہارا وہ کون سا لشکر ہے

مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿٢٠﴾ ۚ

جو تمہاری مدد کر سکے؟ کفار تو بس دھوکے میں ہیں۔ (20)

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ

اگر اللہ اپنی روزی روک دے تو کون ہے جو تمہیں رزق دے؟ مگر یہ لوگ سرکشی

لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ ﴿٢١﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ

اور نفرت پر اڑ گئے ہیں۔(21) کیا وہ شخص زیادہ ہدایت پر ہے

اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٢﴾

جو اپنے منہ کے بل چلتا ہے یا وہ جو سیدھا سر اٹھائے راہ راست پر چلتا ہے؟ (22)

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ

کہہ دیجیے: وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان،

الْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ

آنکھیں اور دل بنائے مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔(23) کہہ دیجیے:

الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَ

اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور تم اسی کے روبرو جمع کیے جاؤ گے۔(24) اور

عربی حاشیہ

لجو۔ لجاج۔ کسی امر میں مختلف موانع کے باوجود داخل ہو جانا۔

عتو۔ غرور واستکبار۔

نفور۔ حق سے بیزاری۔

مکب۔ منھ کے بل گر پڑنے والا۔

ذرأکم۔ یعنی پیدا کر کے منتشر کر دیا۔

وعد۔ یعنی موعود جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی قیامت۔

ف: زمین کا ذلول ہونا دلیل ہے کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اور سورج سے فاصلہ کے اعتبار سے بھی مکمل طور پر انسان کے لئے مفید ہے لیکن مشی کا حکم دلیل ہے اس سے استفادہ کے لئے محنت بہرحال ضروری ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہ اس نکتہ کی طرف توجہ دلانے کیلیے ہے کہ فضائے بسیط میں جو بھی مخلوقات پائی جاتی ہیں یا وہاں پہنچ جاتی ہیں ان کے اس فضا میں رکنے کا سہارا کیا ہے۔ زمین پر تو انسان تصور کر سکتا ہے کہ ایک کھڑے ہونے کا سہارا ہے اس پر کھڑا ہو جاتا ہے لیکن فضا میں تو اتنا سہارا بھی نہیں ہے پھر اس قرار کا راز کیا ہے۔ قرآن مجید نے قوت جاذبہ کے انکشاف سے سیکڑوں سال پہلے انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کر دیا تھا اور اسے ایک دعوت فکر ونظر دے دی تھی کہ کسی صاحب قوت کے اشارہ قدرت کا کرشمہ ہے جو کل کائنات قائم ہے ورنہ یہ قوت جذب نہ رکھ دی گئی ہوتی تو کائنات بکھر کر منتشر ہو جاتی اور اس کی بقا کا کوئی امکان نہ ہوتا۔

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

وہ کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا؟ (25)

قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾

کہہ دیجئے: علم تو صرف اللہ کے پاس ہے جب کہ میں تو صرف واضح تنبیہ کرنے والا ہوں۔ (26)

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ

پھر جب وہ اس وعدے کو قریب پائیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا:

هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

یہی وہ چیز ہے جسے تم طلب کرتے تھے۔(27) کہہ دیجئے: مجھے بتلاؤ کہ

اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ

اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو

مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ

دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟(28) کہہ دیجئے: وہی رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لا چکے ہیں

تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾

اور اسی پر ہم نے بھروسا کیا ہے۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صریح گمراہی میں ہے۔ (29)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ

کہہ دیجئے: بتلاؤ کہ اگر تمہارا یہ پانی زمین میں جذب ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے

بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ ع

آب رواں لے آئے؟(30)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۲۷ کی تطبیق ظہور امام عصرؑ پر کی گئی ہے کہ غیبت کے بعد امام کا ظاہر کرنا اور دنیا کی تشنگی کو رفع کر دینا خدا کے علاوہ کسی طاقت کا کام نہیں ہے۔

یہ سورہ مبارکہ مالکیت سے شروع ہوکر رحمت پر تمام ہوا ہے ''اللھم ارحمنا''

زلفہ۔ قریب۔

سیئت وجوہہم۔ یعنی چہروں پر ذلت اور نکبت کے آثار نمایاں ہوگئے۔

تدعون۔ جس کا مطالبہ کر رہے تھے۔

غور۔ پانی جو زمین کے اندر جذب ہوجائے۔

معین۔ جاری یا ظاہر جسے آنکھیں دیکھ سکیں۔

خلق عظیم۔ بہترین اخلاق اور بہترین دین۔ جیسا کہ روایات میں قرآن مجید کو اخلاق پیغمبرؐ سے تعبیر کیا گیا ہے کہ گویا قرآن کریم آپ کے کردار میں مجسم ہوگیا ہے۔

اردو حاشیہ

آیاتھا ۵۲ ۶۸ سُوْرَۃُ الْقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ ۲ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۝۱ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ

نون، قسم ہے قلم کی (۱) اور اس کی جسے (لکھنے والے) لکھتے ہیں۔(1) آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے

بِمَجْنُوْنٍ ۝۲ وَ اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ ۝۳ وَ اِنَّکَ

نہیں ہیں۔(2)اور یقیناً آپ کے لئے بے انتہا اجر ہے۔(3)اور بے شک آپ اخلاق کے

لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝۴ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶

عظیم مرتبے پر فائز ہیں۔(4) پس عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔(5) کہ تم میں سے کسے جنون عارض ہے۔(6)

اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ

آپ کا رب یقیناً انہیں خوب جانتا ہے جو راہ خدا سے بھٹکے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت پانے والوں کو

اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ ۝۸ وَدُّوْا

بھی خوب جانتا ہے۔ (7) لہٰذا آپ تکذیب کرنے والوں کی بات نہ مانیں۔(8)وہ چاہتے ہیں

لَوْ تُدْھِنُ فَیُدْھِنُوْنَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ۝۱۰

اگر آپ ڈھیلے پڑ جائیں تو وہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں۔(9)اور آپ کسی بھی زیادہ قسمیں کھانے والے، بے وقار شخص کے کہنے میں نہ آئیں۔(10)

ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیْمٍ ۝۱۱ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ۝۱۲

جو عیب جو، آوارہ چغلخوری میں دوڑ دھوپ کرنے والا۔(11) بھلائی سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا، بدکردار۔(12)

عربی حاشیہ

ممنون۔ ناقص اور منقطع ہو جانے والا۔

مفتون۔ مجنون۔

ادہان۔ نرمی اور مجاملت جس کے بعد فریقین ایک دوسرے کی مرضی کے خلاف امور کو نظر انداز کردیں۔

ہماز۔ طنز اور غیبت کرنے والا۔

مشاء بنمیم۔ چغلی کرکے باتوں کو نشر کرنے والا اور اس طرح فساد پیدا کرنے والا۔

زنیم۔ جو کسی کی طرف منسوب کر دیا جائے اور اس کا نہ ہو۔

زَنَمہ۔ اس جلد کو کہتے ہیں جو بکرے کی گردن میں لٹک جاتی ہے۔

ف: قلم ماضی کے عکاس، مستقبل کے پاسبان، معارف کے امانت دار اور زمان ومکان کے رشتے جوڑنے والے عنصر کا نام ہے اور انھیں کمالات کی بنا پر پہلی وحی میں اسے تعلیم کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور سورہ میں اسے قابل قسم قرار دیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) مفسرین کے درمیان ان کلمات کے بارے میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے کسی کی نگاہ میں نون مچھلی کا نام ہے اور کسی کے نزدیک دوات کو کہا گیا ہے کسی نے اسے رحمان کا نون قرار دیا ہے اور کسی نے نفس کا نون لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ اس کا علم پروردگار کے علاوہ کسی انسان کے پاس نہیں ہے۔ وہ جسے چاہے بتا سکتا ہے اس سے ہٹ کر انسان کو ادعائے علم کرنے کا حق نہیں ہے۔ قلم کے بارے میں بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ عام قلم ہے یا وہ قلم ہے جس سے لوح محفوظ پر لکھا گیا ہے۔ کتاب کے بارے میں بھی یہ بحث ہے کہ اس سے کون سی کتاب مراد ہے لیکن اس پر سب نے اتفاق کرلیا ہے کہ یہ آیات ولید بن مغیرہ کے طنز کا جواب ہیں کہ اس نے رسول اکرمؐ کو دیوانہ کہہ دیا تھا تو قدرت نے اسے حلاف، مہین، ہماز، مشاء بنمیم، مناع للخیر، معتدی، اثیم، عتل اور زنیم تمام الفاظ سے یاد کیا ہے کہ یہ مسئلہ انتہائی سنگین ہے اور سارے مذہب اور دین کا دارومدار نبی کی عقل کی صحت اور ان کے بیان کے وحی الٰہی ہونے ہی پر ہے۔ اس میں شک پیدا ہوگیا تو مذہب پر اعتبار ہی نہ رہ جائے گا۔ آیات کریمہ سے اتنا ضرور واضح ہو جاتا ہے کہ کسی نے پیغمبر کریمؐ کے دماغ پر حملہ کر دیا تھا تو قدرت نے قلم اور کتاب کا حوالہ دے کر صفائی دی ہے کہ پیغمبرؐ مجنون نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ درمیان میں قلم اور کتابت بھی کوئی مسئلہ ہے۔ اور یہ کہ پیغمبرؐ کے دماغ پر حملہ کرنے والا مذکورہ بالا القاب اور خطابات کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ فتدبر۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿١٣﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿١٤﴾

بدخو اور ان سب باتوں کے ساتھ بد ذات بھی ہے۔(13)اس بناء پر کہ وہ مال و اولاد کا مالک ہے۔ (14)

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٥﴾

جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے: یہ تو قصہ ہائے پارینہ ہیں۔ (15)

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿١٦﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ

عنقریب: ہم اس کی سونڈ داغیں گے۔(16) ہم نے انہیں اس طرح آزمایا جس طرح باغ والوں (۲) کو آزمایا تھا

الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿١٨﴾

جب انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح سویرے اس (باغ) کا پھل توڑیں گے۔(17)اور وہ استثناء نہیں کر رہے تھے (انشاء اللہ نہیں کہا)۔(18)

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿١٩﴾

اور آپ کے رب کی طرف سے گھومنے والی (بلا) گھوم گئی اور وہ سو رہے تھے۔ (19)

فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿٢١﴾ اَنِ اغْدُوْا

پس وہ کٹی ہوئی فصل کی طرح ہو گیا۔(20) صبح انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں:(21)اگر تمہیں

عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ

پھل توڑنا ہے تو اپنی کھیتی کی طرف سویرے ہی چل پڑو۔(22) چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں آہستہ آواز میں

يَتَخَافَتُوْنَ ﴿٢٣﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾

کہتے جاتے تھے۔(23) کہ یہاں تمہارے پاس آج قطعاً کوئی مسکین نہ آنے پائے۔ (24)

وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا

چنانچہ وہ خود کو (مسکینوں کے) روکنے پر قادر سمجھتے ہوئے سویرے پہنچ گئے۔(25) مگر جب انہوں نے باغ کو دیکھا تو کہا:

عربی حاشیہ

ف: اس باغ کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ صفاء میں تھا یا حبشہ میں یا شام میں تھا یا طائف میں لیکن مشہور یہی ہے کہ یمن میں تھا اور اس دور میں اس قدر مشہور تھا کہ اسے بغیر کسی تمہید کے حوالے میں پیش کر دیا گیا اور اس کی داستان کو سبق آموز قرار دے دیا گیا۔

خرطوم۔ ناک ہے اور اس پر نشان لگانا ذلت کی علامت ہے۔ ناک ہر قوم میں غیرت کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔

صرم۔ کھجور توڑنا۔

لایستثنون۔ اپنے ارادہ میں مشیت الٰہی کا استثناء نہیں کرتے.....یا فقیروں کا حصہ الگ نہیں کرتے اور سب توڑ کر رکھ لیتے ہیں۔

طائف۔ گردش کرنے والی بلا۔

صریم جس باغ کے پھل توڑ لئے جائیں۔

اردو حاشیہ

(۲) کہا جاتا ہے کہ ولید بن مغیرہ ایک دولت مند انسان تھا۔ اس کے پاس بہت سے باغات وغیرہ تھے اور انہیں کے غرور میں پیغمبرؐ کی باتوں کا مذاق اڑایا کرتا تھا اور انہیں دیوانہ کہا کرتا تھا۔ قدرت نے توجہ دلائی کہ ہم ایسے افراد کا پہلے بھی امتحان لے چکے ہیں کہ جب ان میں اپنی طاقت کا غرور پیدا ہو گیا اور اپنے مال میں غریبوں کو شامل کرنا چھوڑ دیا تو ہم نے راتوں رات سارے باغ ختم کر دیئے اور صبح کو سب توبہ کرنے لگے۔ یہ ہمارا احسان تھا کہ ہم نے توبہ قبول کر لی اور ان پر یہ واضح کر دیا کہ ہمارے اقتدار سے باہر نکل جانا ممکن نہیں ہے۔

دورِ حاضر میں کتنے ہی ابن مغیرہ پائے جاتے ہیں جو دولت کے نشہ میں غرباء کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ قرآن مجید انہیں بھی متوجہ کر رہا ہے کہ ہم جس وقت چاہیں ساری نعمتیں واپس لے سکتے ہیں اور کسی میں انکار کرنے کا دم نہیں ہے ہم نے ساری نعمتیں آخرت میں صاحبانِ تقویٰ کیلئے رکھی ہیں اور کسی بدکار سے کسی بات کا وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ کسی کتاب میں ایسی کوئی آیت نازل کی ہے کہ ہم ان کی ناز برداری کرتے رہیں گے۔ ہمارے یہاں صرف ایمان اور تقویٰ کی اہمیت ہے اور اس کا معیار بھی یہ ہے کہ انسان میں دولت کا غرور نہ پیدا ہو اور اپنے مال میں غرباء و مساکین کا بھی حصہ رکھے ورنہ برے انجام کے پیش آنے میں دیر نہیں لگتی ہے اور وہ کسی وقت بھی سامنے آ سکتا ہے اس وقت کوئی غرور کام

لَضَآلُّوْنَ ۙ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ

ہم تو راستہ بھول گئے ہیں۔(26) (نہیں) بلکہ ہم محروم رہ گئے ہیں۔(27) ان میں جو سب سے زیادہ اعتدال پسند تھا

اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا

کہنے لگا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟(28) وہ کہنے لگے: پاکیزہ ہے ہمارا پروردگار!

ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾

ہم ہی قصوروار تھے۔(29) پھر وہ آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ (30)

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا

کہنے لگے: ہائے ہماری شامت! ہم سرکش ہو گئے تھے۔(31) بعید نہیں کہ ہمارا رب ہمیں اس سے

خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۭ

بہتر بدلہ دے۔ اب ہم اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔(32) عذاب ایسا ہی ہوتا ہے

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ۧ اِنَّ

(ع ۱ ‏ ۳۳ ‏ ۲ ‏ وقف لازم)

اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ کاش! یہ لوگ جان لیتے۔(33) پرہیزگاروں کے لیے

لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ

ان کے رب کے پاس یقیناً نعمت بھری جنتیں ہیں۔(34) کیا ہم

الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ۭ مَا لَكُمْ ۣوقفة كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ۚ اَمْ

مسلمانوں کو مجرمین جیسا بنا دیں گے؟(35) تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟(36) کیا

لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ۙ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ۚ

تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟(37) اس میں یقیناً وہی باتیں ہیں جنہیں تم پسند کرتے ہو۔(38)

عربی حاشیہ

حرد۔ ارادہ یا علیحدگی۔ یہاں دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں کہ اپنے منصوبہ پر قدرت رکھتے ہوئے یا ساری قوم سے الگ نکل پڑے تاکہ مساکین شامل نہ ہونے پائیں۔

اوسط۔ انصاف ور اور معتدل رائے رکھنے والے۔

ایمان بالغہ۔ وہ قسمیں جن میں انتہائی تاکید پائی جاتی ہو۔

زعیم۔ کفیل۔ ذمہ دار۔

کشف ساق۔ شدت اور مصیبت کا محاورہ ہے گویا انسان دامن سمیٹ کر بھاگنا چاہتا ہے اور پنڈلی کھل گئی ہے۔

اردو حاشیہ

آنے والا نہیں ہے اور سارا مال ایک مستقل وبال بن جائے گا۔

اَمۡ لَکُمۡ اَیۡمَانٌ عَلَیۡنَا بَالِغَۃٌ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ اِنَّ

یا ہمارے ذمے تمہارے لیے قیامت تک کے لیے کوئی عہد وپیمان ہے کہ تمہیں وہی ملے گا

لَکُمۡ لَمَا تَحۡکُمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ ۚ سَلۡہُمۡ اَیُّہُمۡ بِذٰلِکَ زَعِیۡمٌ ﴿۴۰﴾ ۚۛ اَمۡ

جس کا تم حکم دیتے ہو؟(39) آپ ان سے پوچھیں: اس کا ضامن کون ہے؟(40) کیا

لَہُمۡ شُرَکَآءُ ۚۛ فَلۡیَاۡتُوۡا بِشُرَکَآئِہِمۡ اِنۡ کَانُوۡا صٰدِقِیۡنَ ﴿۴۱﴾

ان کے شریک ہیں؟ پس اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے آئیں۔ (41)

یَوۡمَ یُکۡشَفُ عَنۡ سَاقٍ وَّ یُدۡعَوۡنَ اِلَی السُّجُوۡدِ فَلَا

جس دن مشکل ترین لمحہ آئے گا اور انہیں سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو یہ لوگ

یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ ﴿۴۲﴾ ۙ خَاشِعَۃً اَبۡصَارُہُمۡ تَرۡہَقُہُمۡ ذِلَّۃٌ ؕ

سجدہ نہ کر سکیں گے۔(42)ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہو گی

وَ قَدۡ کَانُوۡا یُدۡعَوۡنَ اِلَی السُّجُوۡدِ وَ ہُمۡ سٰلِمُوۡنَ ﴿۴۳﴾

حالانکہ انہیں سجدے کے لیے اس وقت بھی بلایا جاتا تھا جب یہ لوگ سالم تھے۔ (43)

فَذَرۡنِیۡ وَ مَنۡ یُّکَذِّبُ بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُہُمۡ

پس مجھے اس کلام کی تکذیب کرنے والوں سے نمٹنے (۳) دیں۔ ہم بتدریج انہیں گرفت میں لیں گے

مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ۙ وَ اُمۡلِیۡ لَہُمۡ ؕ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ ﴿۴۵﴾

اس طرح کہ انہیں خبر ہی نہ ہو۔(44)اور میں انہیں ڈھیل دوں گا۔ میری تدبیر یقیناً بہت مضبوط ہے۔ (45)

اَمۡ تَسۡـَٔلُہُمۡ اَجۡرًا فَہُمۡ مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ ﴿۴۶﴾ ۚ اَمۡ عِنۡدَہُمُ

کیا آپ ان سے اجرت مانگتے ہیں جس کے تاوان تلے یہ لوگ دب جائیں؟(46)یا ان کے پاس

عربی حاشیہ

ف: آیات کریمہ نے واضح کر دیا ہے کہ نعمات الٰہیہ میں مستحقین کو شریک نہ کرنا تباہی کا باعث ہوجایا کرتا ہے اور ان کی شرکت ہی برکت کا سبب بنتی ہے۔ نیز یہ گناہ اور رزق کی تنگی میں نمایاں قسم کا رتباط پایاجاتا ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

ف: امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ بعض اوقات انسان گناہ کرتا ہے تو پروردگار اسے عذاب کے بجائے نعمت عطا کر دیتا ہے اور وہ استغفار سے غافل ہوجاتا ہے اور پھر عذاب اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور اسی کا نام استدراج ہے۔ لیکن یہ صرف آخری درجہ کے گنہگاروں کے لئے ہے ورنہ ابتداء میں تنبیہ بھی کرتا ہے۔ ''مجمع البیان''

خاشعہ۔ خشوع دل کی صفت ہے لیکن اس کا اظہار نگاہوں سے بھی ہورہا ہے۔

ترہقہم۔ یعنی ذلت ان پر چھا گئی ہے۔

استدراج۔ دھیرے دھیرے عذاب کی

اردو حاشیہ

(۳) یہ ایک کھلا ہوا انتقام ہے کہ ان ظالموں کو ہمیں سیدھا کر سکتے ہیں اور اس کا راستہ ایک تدریجی عذاب ہے جس کا انہیں احساس بھی نہ ہوگا اور ایک دن عذاب میں مبتلا ہوجائیں گے۔

قدرت کے اس اندازِ عذاب سے ہر انسان کو خوفزدہ رہنا چاہیے اور کبھی راحت دنیا پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا جانے وہ کس وقت عذاب نازل کر کے سب کچھ فنا کر دے اور کسی کو اس کا احساس بھی نہ ہو۔

الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُن كَصَاحِبِ

غیب کا علم ہے جسے یہ لکھتے ہوں؟(47) پس اپنے رب کے حکم تک صبر کریں [۴] اور مچھلی والے (یونسؑ) کی طرح

الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَّوْلَا أَن تَدَارَكَهُ

نہ ہو جائیں جنہوں نے غم سے نڈھال ہو کر (اپنے رب کو) پکارا تھا۔(48) اگر ان کے رب کی رحمت انہیں

نِعْمَةٌ مِّن رَّبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبَاهُ

سنبھال نہ لیتی تو وہ برے حال میں چٹیل میدان میں پھینک دیے جاتے۔(49) مگر ان کے رب نے

رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِن يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا

انہیں برگزیدہ فرمایا اور انہیں صالحین میں شامل کر لیا۔(50) اور کفار جب اس ذکر (قرآن) کو

لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ

سنتے ہیں تو قریب ہے کہ اپنی نظروں سے آپ کے قدم اکھاڑ دیں اور کہتے ہیں:

لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾

یہ ضرور دیوانہ ہے۔(51) اور حالانکہ یہ (قرآن) عالمین کے لیے فقط نصیحت ہے۔(52)

ایاتها ۵۲ — ۶۹ سُورَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ ۷۸ — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

الْحَاقَّةُ ﴿١﴾ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٢﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ﴿٣﴾

حتمی قیامت [۱] وقوع پذیر۔(1) وہ حتمی وقوع پذیر کیا ہے؟(2) اور آپ کیا جانیں کہ وہ حتمی وقوع پذیر کیا ہے؟(3)

عربی حاشیہ

لپیٹ میں لے لینا۔

املاء۔ مہلت دینا۔

کید۔ مکر کو کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ تعبیر جوابی کارروائی کے طور پر ہوئی ہے کہ ہم خفیہ سزا دینا بھی جانتے ہیں اور ہماری تدبیر بہت مستحکم ہوتی ہے۔

مغرم۔ تاوان کا بوجھ۔

مکظوم۔ غصہ سے بھرے ہوئے۔

عراء۔ چٹیل میدان۔

یزلقونک بأبصارہم۔ یعنی نگاہِ تند و تیز سے پھسلا دیں گے یا ہلاک کر دیں گے۔

قرع۔ کسی سخت چیز کا سخت چیز سے ٹکرا دینا۔

طاغیہ۔ وہ عذاب جو بظاہر حد سے بڑھا ہوا تھا یعنی انتہائی سخت چنگھاڑ۔

حسوم۔ مسلسل۔ جس طرح جانور کو بار بار داغا جاتا ہے۔

اعجاز۔ کھجور کے تنے۔

اردو حاشیہ

(۴) ایک مبلغ کی اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ مصائب کو برداشت کرے اور نہ بددعا کرے اور نہ قوم سے کنارہ کشی کرے۔ انہیں کے درمیان رہے اور ان کے مظالم کو برداشت کرتا رہے۔ اسی کی تعلیم قدرت نے اپنے حبیبؐ کو دی ہے اور اسی کی تعلیم پیغمبرؐ نے اپنی قوم کے مبلغین کو عطا فرمائی ہے۔

(۱) قیامت کو یقینی قرار دینے کے بعد تین مرتبہ اس یقینیت کی تکرار کی گئی جو اس کی عظمت اور ہولناک کیفیت کی بہترین تصور کشی ہے اور اس کے بعد ثبوت کے طور پر گزشتہ اقوام کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ جس طرح ہم نے پرانی قوموں کو ایک چیخ چنگھاڑ اور ایک تیز و تند ہوا کے ذریعہ فنا کر دیا تھا اسی طرح ہم پوری کائنات کو ایک صور اسرافیل سے فنا کر سکتے ہیں اور یہ بات بالکل ثابت، سچی اور یقینی ہے اس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہماری قدرت کاملہ میں کسی طرح کی کمی آ گئی ہے۔ ہم ایک مناسب وقت تک مہلت دیتے ہیں اس کے بعد جب چاہتے ہیں سب کا خاتمہ کر دیتے ہیں۔ ہمارے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے تمہیں اس وقت سے پہلے ہوشیار ہو جانا چاہیے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر لینی چاہیے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ۝٤ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا

ثمود اور عاد نے اس کھڑکا دینے والے واقعے کو جھٹلایا دیا تھا۔(4) پھر ثمود تو اس طغیانی حادثے سے

بِالطَّاغِيَةِ ۝٥ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝٦

ہلاک کر دیا گیا۔(5) اور عاد ایک سرکش طوفانی آندھی سے ہلاک کر دیا گیا۔ (6)

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ

جسے اس نے مسلسل سات راتوں اور آٹھ دنوں تک ان پر مسلط رکھا۔

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝٧

پس آپ ان لوگوں کو وہاں دیکھئے اس طرح پڑے ہوئے گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔ (7)

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝٨ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ

کیا ان میں سے تجھے کوئی باقی ماندہ نظر آ رہا ہے؟(8) اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور سرنگوں شدہ

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝٩ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ

بستیوں نے بھی اسی غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔(9) پھر انہوں نے اپنے رب کے رسول کی نافرمانی کی تو اللہ نے

فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝١٠ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ

انہیں بڑی سختی کے ساتھ گرفت میں لے لیا۔(10) جب پانی میں طغیانی آئی تو ہم نے

فِي الْجَارِيَةِ ۝١١ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَاۤ اُذُنٌ

تمہیں کشتی میں سوار کیا۔(11) تا کہ ہم اسے تمہارے لیے یادگار بنا دیں اور سمجھدار کان (۲) اسے

وَّاعِيَةٌ ۝١٢ فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝١٣ وَّ

محفوظ کر لیں۔(12) پس جب صور میں ایک دفعہ پھونک ماری جائے گی۔(13) اور

عربی حاشیہ

خاویہ۔ گرے ہوئے۔

ف: واضح رہے کہ نظر بد ایک حقیقت ہے اور اس کا توڑ تعویذ بھی ایک حقیقت ہے۔ یہ اور بات ہے کہ لوگوں نے اسے کاروبار بنالیا ہے۔ (نہج البلاغہ کلمات قصاء ۴۰۰)

ف: واضح رہے کہ قرآن مجید نے قوم ثمود کے عذاب کو طاغیہ، قوم عاد کے عذاب کو عاتیہ، قوم فرعون ولوط کے لئے رابیہ اور قوم نوح کے لئے طغی الماء کا لفظ استعمال کیا ہے جو دنیا میں تناسب اعمال وغیرہ کی دلیل ہے اور آخرت میں تجسم اعمال کی!

موتفکات۔ منقلبات یعنی قوم لوط کی وہ بستیاں جنھیں فرشتوں نے منقلب کر دیا تھا۔

خاطۂ۔ بری حرکتیں۔

رابیہ۔ اضافی یعنی شدید ترین گرفت۔

جاریہ۔ کشتی نوح۔

اذن داعیہ۔ وہ کان جو بات کو سن کر محفوظ رکھ سکیں جیسا کہ روایات میں حضرت علیؑ

اردو حاشیہ

(۲) دنیا میں کون سا انسان ہے جو کان نہیں رکھتا ہے اور بات نہیں سنتا ہے لیکن ان تمام انسانوں کے درمیان کتنے افراد ہیں جو عقل وفکر اور دعی بھی رکھتے ہیں کہ سننے کے بعد غور وفکر کرتے ہیں اور پھر بات کو محفوظ رکھتے ہیں۔ انسان کا کمال بات کو سن لینے میں نہیں ہے۔ انسان کا کمال اسے سمجھنا اور محفوظ رکھنا ہے۔ قدرت نے ماضی کے واقعات کو سنا کر اور مستقبل کے حالات سے باخبر کر کے انسان کو متوجہ کر دیا کہ قیامت بہرحال آنے والی ہے اور بڑے ہولناک انداز سے آنے والی ہے لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس کے واسطے کوئی انتظام کرو اور عمل صالح اور توبہ کے ذریعہ اپنی نجات کا سامان مہیا کرو۔

حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿١٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ

زمین اور پہاڑ اٹھا لیے جائیں گے تو وہ ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے۔(14) تو اس روز

وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١٥﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

وقوع پذیر ہونے والا واقعہ پیش آ جائے گا۔(15)اور آسمان پھٹ جائے گا اور وہ اس روز ڈھیلا

وَّاهِيَةٌ ﴿١٦﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ

پڑ جائے گا۔(16)اور فرشتے اس کے کناروں پر ہوں گے اور اس دن (۳) آٹھ فرشتے آپ کے رب کا عرش

فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿١٧﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى

ان سب کے اوپر اٹھائے ہوں گے۔(17)اس دن تم سب پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی بات

مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿١٨﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ

پوشیدہ نہ رہے گی۔(18)پس جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے۔

فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿١٩﴾ اِنِّىْ ظَنَنْتُ اَنِّىْ مُلٰقٍ

تو وہ (دوسروں سے) کہے گا: لو میرا نامہ عمل پڑھو۔(19) مجھے تو یقین تھا کہ مجھے اپنے حساب کا

حِسَابِيَهْ ﴿٢٠﴾ فَهُوَ فِىْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٢١﴾ فِىْ جَنَّةٍ

سامنا کرنا ہو گا۔(20)پس وہ ایک دل پسند زندگی میں ہو گا۔(21)بلند و بالا

عَالِيَةٍ ﴿٢٢﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿٢٣﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا ۢ بِمَآ

جنت میں۔(22) جس کے میوے قریب (دسترس میں) ہوں گے۔(23) خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو ان اعمال کے

اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿٢٤﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ

صلے میں جنہیں تم گزشتہ زمانے میں بجا لائے۔(24)اور جس کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں

عربی حاشیہ

کو اس لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ غایۃ المرام وتفسیر البرہان۔

ارجاء۔ رجا کی جمع ہے یعنی اطراف گویا کہ فرشتے حکم الٰہی کے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں۔

ہاؤم۔ اسم فعل ہے یعنی پکڑو۔

کتٰبیہ۔ حسابیہ۔ میں ہا مدسکتہ ہے جس سے یا کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

ظننت۔ یہ ظن علم ویقین کے معنی میں ہے۔

دانیہ۔ قریب تر اور انسان کی پہنچ کے اندر۔

ھنیئاً۔ گوارا اور خوشگوار۔

قاضیہ۔ فیصلہ کردینے والی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کردینے والی۔

فاسلکوہ۔ گویا سارے مجرمین ایک دھاگے میں پرو دیئے گئے ہیں اور یہ منظر بھی عجیب وغریب منظر ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ زمین و آسمان کے ٹکڑے ہو جانے کے بعد بھی عرش الٰہی برقرار رہے گا اور وہ کوئی تخت نہیں ہے جو جگہ کے ختم ہو جانے کے بعد الٹ جائے اور اس عرش کی وسعت بے پناہ ہے کہ ساتوں آسمان ختم ہو گئے تو آٹھ فرشتے سنبھالنے کیلئے موجود ہیں جن پر یہ اقتدار کام کر رہا ہے اور اس عرش کی حکومت چل رہی ہے۔

بِشِمَالِهٖ ۙ۬ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ۝ ۲۵ وَلَمْ اَدْرِ

دیا جائے وہ کہے گا: اے کاش! مجھے میرا نامہ اعمال نہ دیا جاتا۔(25)اور مجھے معلوم ہی نہ ہوتا

مَا حِسَابِيَهْ ۝ ۲۶ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ ۲۷ مَآ اَغْنٰى

کہ میرا حساب کیا ہے۔(26) کاش! موت میرا کام تمام کر دیتی۔(27)میرے مال نے

عَنِّيْ مَالِيَهْ ۝ ۲۸ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ۝ ۲۹ خُذُوْهُ

مجھے نفع نہ دیا۔(28)میرا اقتدار نابود ہو گیا۔(29)(حکم آئے گا کہ) اسے پکڑلو

فَغُلُّوْهُ ۝ ۳۰ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ۝ ۳۱ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

اور طوق پہناؤ۔(30) پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔(31) پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر

سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝ ۳۲ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

میں اسے جکڑلو۔(32)یقیناً یہ خدائے عظیم پر ایمان نہیں

الْعَظِيْمِ ۝ ۳۳ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ ۳۴ فَلَيْسَ

رکھتا تھا۔(33)اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے (۴) کی ترغیب دیتا تھا۔(34)لہٰذا آج

لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۝ ۳۵ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۝ ۳۶

یہاں اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔(35)اور پیپ کے سوا اس کی کوئی غذا نہیں ہے۔ (36)

لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ۝ ۳۷ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۝ ۳۸

جسے خطا کاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔(37) پس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو۔ (38)

وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۝ ۳۹ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ۴۰ وَّمَا

اور ان کی بھی جنہیں تم نہیں دیکھتے ہو۔(39)یقیناً یہ ایک کریم رسول کا قول ہے۔(40)اور یہ

عربی حاشیہ

ف: روایات میں عرش الٰہی کے حاملین میں انبیاء واولیاء کو بھی شمار کیا گیا ہے اور امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ عرش علم ہے اور اس کے چار حامل ہم ہیں اور چار جنہیں خدا چاہے۔
نور الثقلین ؛۴۰۶ حدیث ۲۸

ف: بعض مورخین کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ کے سامنے آیت نمبر ۳۷ کو الخاطون پڑھا اور کہا کہ کیا تمام چلنے والوں پر یہ عذاب ہوگا تو آپ نے فرمایا کہ یہ خاطئون ہے اور اس کے بعد ابوالاسود دئلی کو حکم دیا کہ قرآن پر اعراب لگائیں تا کہ غیر عرب بھی صحیح تلاوت کرسکیں۔

حمیم۔ کام آنے والا دوست۔

غسلین۔ ایسی غذا جو پیٹ کے اندر کے تمام اجزاء کو دھو کر بالکل صاف کردے اور صرف خول باقی رہ جائے۔

اردو حاشیہ

(۴) نگاہِ پروردگار میں مسکین اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ اس کو کھانا نہ کھلانا خدا پر ایمان نہ لانے کے مرادف ہے اور اس کا عذاب اتنا سخت ہے کہ انسان زنجیر میں جکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے استغفر اللہ۔

واضح رہے کہ یہ ان لوگوں کی سزا ہے جو لوگوں کو مسکینوں کے کھلانے پر آمادہ نہیں کرتے تھے تو جن کے پاس خدا کا دیا ہوا بے حساب تھا اور وہ اس میں سے راہِ خدا میں انفاق نہیں کرتے تھے۔ ان کا انجام کیا ہوگا یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ

کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ تم کم ہی ایمان لاتے ہو۔(41)اور نہ ہی یہ کسی

كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ

کاہن کا کلام ہے۔ تم کم ہی غور کرتے ہو۔(42)یہ رب العالمین کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾

نازل کردہ ہے۔(43)اور اگر اس (نبی) نے کوئی تھوڑی بات بھی گھڑ کر ہماری طرف منسوب کی ہوتی۔ (44)

لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾

تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔(45)پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ (۵) (46)

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ

پھر تم میں سے کوئی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔(47)اور پرہیزگاروں کے لیے یقیناً یہ ایک

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ

نصیحت ہے۔(48)اور ہم جانتے ہیں کہ تمہارے درمیان کچھ لوگ تکذیب کرنے والے ہیں۔(49)یہ (تکذیب)

لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾

کفار کیلئے یقیناً (باعث) حسرت ہے۔(50)اور یہ یقینی حق ہے۔ (51)

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

پس آپ اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کریں۔(52)

المنزل ۷

عربی حاشیہ

فلا اقسم۔ لا زائد ہے۔
اقاویل۔ وہ اقوال جو اپنی طرف سے گڑھ کر منسوب کر دیئے جائیں۔
وتین۔ گردن کی شہ رگ۔
حاجز۔ مانع۔
تذکرہ۔ عبرت ونصیحت۔
سائل۔ بعض روایات کی بنا پر نضر بن الحارث تھا جو روز بدر قتل کیا گیا اور بعض مفسرین نے حارث بن نعمان فہری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اگرچہ سورہ مکی ہے لیکن کردار دونوں کا ایک جیسا ہے اور تمام اہل باطل اس مزاج کے حامل ہوتے ہیں۔
خمسین الف۔ یعنی ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوتا ہے یا ایک دن میں پچاس ہزار سال کی مسافت طے کرتے ہیں۔
مہل۔ پگھلا ہوا تانبا۔

اردو حاشیہ

(۵) واضح رہے کہ یہ پیغمبر اسلامؐ کی صداقت کے اعلان کا ایک طریقہ تھا ورنہ خدا کی طرف سے یہ کوئی قانون عام نہیں ہے کہ جس کی گردن نہ کاٹی جائے سمجھو کہ اس کا دعوائے نبوت سچا ہے پروردگار نے پیغمبرؐ اسلام کے بارے میں اس معیار سے ان کی صداقت کا اعلان کر دیا ہے۔ اب اس کے بعد ہر بات کی صداقت کا امتحان پیغمبر اسلامؐ کے بیانات کے معیار پر ہوگا اور اب گردن کا کٹنا یا نہ کٹنا کوئی معیار نہیں ہوگا ورنہ دنیا میں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو دین خدا کے خلاف باتیں گڑھ رہے ہیں اور کوئی قتل نہیں ہو رہا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ سب کو صادق اور سچا تسلیم کر لیا جائے؟ ہرگز نہیں۔

ایاتها ۴۴ | ۷۰ سُوْرَۃُ الْمَعَارِجِ مَکِّیَّۃٌ ۷۹ | رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ

ایک سوال کرنے والے نے عذاب کا سوال کیا جو واقع (۱) ہونے ہی والا ہے۔(1) کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا

لَہٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِکَۃُ

نہیں ہے۔(2) عروج کے مالک اللہ کی طرف سے ہے۔(3) ملائکہ اور روح

وَالرُّوْحُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ

اس کی طرف اوپر چڑھتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار

سَنَۃٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ﴿۵﴾ اِنَّہُمْ یَرَوْنَہٗ

سال ہے۔(4) پس آپ صبر کریں، بہترین صبر۔(5) یہ لوگ یقیناً اس (عذاب) کو دور خیال

بَعِیْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّ نَرٰىہُ قَرِیْبًا ؕ﴿۷﴾ یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ

کرتے ہیں۔(6) اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔(7) اس دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند

کَالْمُہْلِ ۙ﴿۸﴾ وَ تَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِہْنِ ۙ﴿۹﴾ وَ لَا یَسْـَٔلُ

ہو جائے گا۔(8) اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔(9) اور کوئی دوست

حَمِیْمٌ حَمِیْمًا ﴿ۚ۱۰﴾ یُّبَصَّرُوْنَہُمْ ؕ یَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ

کسی دوست کو نہیں پوچھے گا۔(10) حالانکہ وہ انہیں دکھائے جائیں گے۔ مجرم چاہے گا کہ

عربی حاشیہ

ف: واضح رہے کہ سورہ معارج اگرچہ مکی ہے لیکن اس میں مدنی آیات کا وجود ممکن ہے۔ نیز یہ کہ محل نزول ابطح یا بطحاء صرف مکہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ آیت رفع عذاب از امت پیغمبرؐ بھی انفرادی عذاب کے خلاف نہیں ہے۔ واقعہ کی زیادہ شہرت بھی اس لئے نہیں ہے کہ اصحابِ فیل کی طرح کا اجتماعی عذاب نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) تفسیر ثعلبی میں اس کی شانِ نزول یوں بیان ہوئی ہے کہ غدیر خم میں حضرت علیؑ کی ولایت کے اعلان کے بعد حارث بن نعمان فہری نے آ کر کہا کہ یہ اعلان آپ نے اپنی طرف سے کیا ہے یا خدا کی طرف سے ہے آپ نے فرمایا کہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس نے کہا کہ خدایا اگر یہ سچے ہیں تو مجھ پر عذاب نازل کر دے۔ اور عذاب نازل ہو گیا کہ ایک پتھر گرا اور اس کے جسم میں داخل ہو کر نکل گیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

سوچئے کیا بدنصیب تھا یہ انسان کہ دشمنی علیؑ نے اس قدر دیوانہ بنا دیا تھا کہ بجائے اس کے کہ رسول یا مولا ماننے والوں کے بارے میں عذاب کا سوال کرتا خود اپنے بارے میں عذاب کا سوال کر دیا اور بالآخر تباہ و برباد ہو گیا جو ہر دشمن علیؑ کا آخری انجام ہوتا ہے۔

يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾ وَصَاحِبَتِهِ وَ

اس دن کے عذاب سے بچنے کیلئے اپنے بیٹوں کو فدیہ میں دے دے۔(11)اور اپنی زوجہ اور

أَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ

اپنے بھائی کو بھی۔(12)اور اپنے اس خاندان کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔(13)اور روئے زمین پر بسنے والے

جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً

سب کو (تا کہ) پھر اپنے آپ کو نجات دلائے۔(14) ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔(15) جو منہ اور سر کی کھال

لِلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ

ادھیڑنے [۲] والی ہے۔(16) وہ ہر پیٹھ پھیرنے والے اور منہ موڑنے والے کو پکارے گی۔(17) اور اسے (بھی) جس نے مال جمع کیا

فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ

اور بند رکھا۔(18) انسان یقیناً کم حوصلہ خلق ہوا ہے۔(19) جب اسے تکلیف پہنچتی ہے

جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾

تو گھبرا اٹھتا ہے۔(20) اور جب اسے آسائش حاصل ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔(21) سوائے نماز گزاروں کے۔(22)

الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَالَّذِينَ

جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔(23) اور جن کے

فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾

اموال میں معین حق ہے۔(24) سائل اور محروم کے لیے۔ [۳] (25)

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ هُمْ

اور جو روز جزاء کی تصدیق کرتے ہیں۔(26) اور جو اپنے

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۱۹ احسن تقویم کے خلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ حرص، جزع، منع سب انسان کی ترقی اور تحفظ کے اسباب ہیں۔ لہٰذا انھیں صحیح راستہ پر صرف کیا جائے ورنہ انحراف احسن تقویم کا اثر بھی ختم کر دیتا ہے۔

یبصرونہم۔ یعنی مجرمین کو ان کے احباب واصحاب دکھلائے جائیں گے لیکن کوئی کسی سے بات کرنے کا بھی روادار نہ ہوگا۔

فصیلہ۔ عشیرہ، قبیلہ اور خاندان۔

کلا۔ ہرگز نہیں۔ قیامت کے دن بدلہ دینے کا کوئی سوال نہیں ہے۔

لظیٰ۔ شعلہ آتش..... یہ جہنم کا ایک نام یا ایک طبقہ ہے۔

شویٰ۔ جسم کی کھال جو ذبح کی جگہ نہ ہو۔

اردو حاشیہ

۱؎ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں ہے اور صورتِ حال اس قدر سنگین ہے کہ کل جن پر قربان ہو رہے تھے آج انہیں کو بطور فدیہ دے کر بچنا چاہتے ہیں لیکن بچنے کا کوئی امکان نہیں ہے اور جہنم ایک ایک کو آواز دے رہا ہے اور تپش کا یہ عالم ہے کہ ایک کھال اتر جاتی ہے تو دوسری تیار کر دی جاتی ہے اور مسلسل عذاب کا سلسلہ جاری ہے اور یہ سب اس بات کی سزا ہے کہ پیغام الٰہی کو سنا نہیں تھا اور مال کو جمع کر کے رکھا تھا خرچ نہیں کیا تھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین خدا میں مالیات کا مسئلہ عقائد ونظریات سے کم اہمیت کا حامل نہیں ہے۔

مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۚ﴿۲۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ

رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔(27) بتحقیق ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونے کی

غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ﴿۲۹﴾

چیز نہیں ہے۔(28)اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (29)

اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ

مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے پس ان پر کوئی

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۚ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ

ملامت نہیں ہے۔(30)جو لوگ اس کے علاوہ کی خواہش کریں وہ حد سے تجاوز

هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

کرنے والے ہیں۔(31)اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس

رٰعُوْنَ ۠ۙ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۠ۙ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ

رکھتے ہیں۔(32)اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں ۔(33)اور جو اپنی

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۗ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔(34) جنتوں میں یہی لوگ محترم

مُّكْرَمُوْنَ ۠ؕ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ۙ﴿۳۶﴾

ہوں گے۔(35) پھر ان کفار کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ (36)

عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ

دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے گروہ درگروہ ہو کر۔(37) کیا ان میں سے

عربی حاشیہ

ادعی۔دعاء سے نکلا ہے یعنی مال کو صندوق میں بند کر کے رکھا ہے۔

ہلوعا۔انتہائی بزدل اور لالچی۔

محروم۔وہ فقیر جو سوال نہ کرے۔

عادون۔حد سے گزر جانے والا، حلال سے حرام تک پہنچ جانے والا۔

عزین۔عزہ کی جمع ہے یعنی جماعت اور گروہ۔

ممایعلمون۔یعنی جس نطفہ سے انھیں پیدا کیا ہے اس کی ذلت کا انھیں علم ہے پھر کس بنیاد پر ایسی بڑی بری باتیں کر رہے ہیں۔

نیز یہ کہ نطفہ سے پیدا ہونا خود معاد کی بہترین دلیل ہے تو پھر معاد کا کس طرح انکار کرتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ خلقت کی نجاست وکثافت تو جنت کے لئے سازگار نہیں ہے۔ اب ضرورت ایمان وکردار کی ہے جو اس نجاست کو طہارت سے تبدیل کرے اور جب ان کے پاس ایمان وکردار نہیں ہے تو کس

اردو حاشیہ

(۲) جہنم سے نجات نہ تصورات وخیالات میں ہے اور نہ خوش فہمیوں میں جہنم سے بچنے کا راستہ بہت محدود ہے اور اس کیلئے حسب ذیل شرائط اور اوصاف کا پیدا کرنا ضروری ہے:۔

۱۔ ہمیشہ نماز کا خیال رکھا جائے۔
۲۔ غرباء میں مال تقسیم کیا جائے۔
۳۔ روزِ قیامت کا خیال رکھا جائے۔
۴۔ دل میں خوف خدا کو جگہ دی جائے۔
۵۔ پاک دامنی کی حفاظت کی جائے۔
۶۔ امانت اور عہد وپیمان کا خیال رکھا جائے۔
۷۔ گواہیوں پر قیام کیا جائے اور انہیں ادا کیا جائے۔
۸۔ نماز کی محافظت کی جائے اور اسے ضائع نہ ہونے دیا جائے۔

پاکدامنی کی حفاظت میں زوجہ اور کنیز کا استثناء اس بات کی علامت ہے کہ اسلام عفت چاہتا ہے رہبانیت نہیں چاہتا ہے۔اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ زوجہ کا حق ضائع ہو جائے اور اس طرح دوسرے گناہ کا ارتکاب ہو جائے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ اسلام میں جنسیات کا مرتبہ جرائم کا مرتبہ نہیں ہے۔ اس

مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ ۝۳۸ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ

ہر شخص یہ آرزو رکھتا ہے کہ اسے نعمت بھری جنت میں داخل کیا جائے؟(38) ہرگز نہیں! ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا

مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَ الْمَغٰرِبِ

کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں۔(39) پس میں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی قسم کھاتا ہوں

اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ۝۴۰ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ وَ مَا

کہ ہم قادر ہیں۔(40) (اس بات پر) کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگوں کو لے آئیں

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝۴۱ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا

اور ہم عاجز نہیں ہیں۔(41) پس آپ انہیں بیہودگی اور کھیل میں چھوڑ دیں یہاں تک کہ

حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝۴۲ يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ

وہ اس دن کا سامنا کریں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(42) جس دن وہ

مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝۴۳

قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا وہ کسی نشانی کی طرف بھاگ رہے ہوں۔ (43)

خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ

ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہو گی۔ یہ وہی دن ہے جس کا

كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝۴۴

ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔(44)

عربی حاشیہ

بنیاد پر جنت کی طمع رکھتے ہیں اور اس کی امید پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

ف: قرآن مجید میں مشرق ومغرب کا ذکر بطور جنس ہوا ہے اور مشرقین ومغربین کا ذکر مشرق ومغرب اعتدالی کے اعتبار سے ہوا ہے اور مشارق ومغارب یومیہ حرکت آفتاب کے اعتبار سے ہے لہٰذا ان میں آپس میں کوئی تضاد اور اختلاف نہیں ہے۔ نیز

مشارق ومغارب سے تمام ستاروں کے طلوع وغروب کی جگہ مراد ہے یا ایک ہی کوکب کے مسلسل بدلتے رہنے والے مشارق ومغارب مراد ہیں۔

مسبوق۔ مغلوب، عاجز۔

اجداث۔ جدث کا جمع ہے یعنی قبر۔

سراعاً۔ تیز رفتار۔

اردو حاشیہ

نے انسان کے داخلی جذبات کا مکمل احترام کیا ہے اور ان کی تسکین کے سامان کو فراہم کرنے کی تعلیم وتلقین کی ہے اور اسے مستحسن عمل قرار دیا ہے۔ صرف اس کا مطالبہ یہ ہے کہ جو کام کیا جائے وہ قانون کے حدود کے اندر ہو اور قانون کے حدود سے باہر نہ جانے پائے کہ انسان مجرمین میں شامل ہو جائے اور نجات آخرت سے محروم ہو جائے۔

اٰیاتہا ۲۸ ۷۱ سُوْرَۃُ نُوْحٍ مَکِّیَّۃٌ ۷۱ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ

ہم نے نوح (۱) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کی تنبیہ کریں قبل اس کے

قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۱ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ

کہ ان پر دردناک عذاب آ جائے۔(1)انہوں نے کہا: اے میری قوم!

لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۲ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاتَّقُوْہُ وَ

میں تمہیں واضح طور پر تنبیہ کرنے والا ہوں۔(2) کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری

اَطِیْعُوْنِ ۝۳ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُؤَخِّرْکُمْ

اطاعت کرو کہ۔(3)وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور ایک مقرر وقت تک

اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ط اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ م

تمہیں مہلت دے گا۔ بے شک اللہ کا مقررہ کردہ وقت جب آ جاتا ہے تو مؤخر نہیں ہوتا۔

لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ

کاش! تم جانتے ہوتے۔(4)نوح نے کہا: پروردگار! میں اپنی قوم کو رات دن

لَیْلًا وَّنَھَارًا ۝۵ فَلَمْ یَزِدْھُمْ دُعَآءِیْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝۶

دعوت دیتا رہا۔(5)لیکن میری دعوت نے ان کے گریز میں اضافہ ہی کیا۔ (6)

عربی حاشیہ

نُصُب۔ وہ پتھر جن کی پوجا کیا کرتے تھے یعنی جس طرح دنیا میں بتوں کی طرف دوڑ کر جایا کرتے تھے اسی طرح قیامت میں داعی خدا کی طرف جانا پڑے گا۔

ترہقہم۔ترہق۔ چھا جانا۔

نوح۔ ابن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ۔

قوم نوح۔ جزیرۃ العرب کے رہنے والے اور بروایتے کوفہ کے رہنے والے لوگ کہ جناب نوح کا مکان وہیں تھا۔

اجل اللہ۔ عذاب الٰہی کا وقت۔

فرار۔ ایمان سے دوری اور کنارہ کشی۔

استغشوا ثیابہم۔ بدن پراپنے کپڑے لپیٹ لئے کہ نوح کو دیکھیں بھی نہیں یا اپنی نفرت کا اظہار کرسکیں۔

اصرار۔ صرہ سے مشتق ہے یعنی شدت، اپنی بات پر اڑا رہنا۔

اردو حاشیہ

(۱) جناب نوحؑ کا نام عبدالغفار یا عبد الملک یا عبدالاعلیٰ تھا۔ شدت گریہ کی بنا پر نوح لقب قرار پایا۔ تقریباً ۲۵۰۰ سال عمر پائی ۔۹۵۰ سال تبلیغ کی اور طوفان کے بعد ۵۰ یا ۶۰ سال زندہ رہے۔ ان کی نسل ان کے بیٹوں حام، سام اور یافث سے آگے بڑھی۔

بت پرستی کا سلسلہ جناب آدمؑ کے پوتے انوش بن شیث کے دور سے شروع ہوا تھا اور جناب نوح کے زمانے تک منزل شباب تک پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے مختلف انداز سے قوم کو دعوت دی لیکن لوگ مسلسل فرار ہی کرتے رہے اور کانوں میں انگلیاں ہی ڈالتے رہے۔ حد یہ ہے کہ انہوں نے بعض گناہوں کی بخشش کا بھی وعدہ کرلیا جو وہ اسلام لانے سے پہلے کر چکے تھے تاکہ اسلام لانے میں کوئی رکاوٹ اور جھجک نہ باقی رہ جائے اور قوم کو دن رات خفیہ، علانیہ ہر طرح سے دعوت بھی دی لیکن جو راہِ راست پر نہیں آنے والے تھے وہ نہیں آئے اور اس سے دو باتوں کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے:۔

۱۔ انسان کو قوم کی سرکشی سے بزدل اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ مبلغ کو راہِ تبلیغ میں کسی بھی طریقہ کار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور کسی وقت بھی پست ہمتی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ تبلیغ کا کم سے کم اثر یہ ہوگا کہ جب عذاب کا طوفان سر پر آئے گا تو پروردگار تبلیغ کرنے والے اور اس کی اطاعت کرنے والوں کو بہر حال بچالے گا چاہے باقی ساری قوم یا ساری دنیا کیوں نہ غرق

وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ

اور میں نے جب بھی انہیں بلایا تا کہ تو ان کی مغفرت کرے تو انہوں نے

اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا

اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے (منہ) ڈھانک لیے اور

اسْتِكْبَارًاۚ۝۷ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًاۙ۝۸ ثُمَّ اِنِّیْۤ

اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔(7) پھر میں نے انہیں بلندآواز سے بلایا ۔(8) پھر میں نے

اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًاۙ۝۹ فَقُلْتُ

انہیں اعلانیہ طور پر اور نہایت خفیہ طور پر بھی دعوت دی۔(9) اور کہا:

اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاۙ۝۱۰ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ

اپنے پروردگار سے معافی مانگو۔وہ یقیناً بڑا معاف کرنے والا ہے۔(10) وہ تم پر آسمان سے

عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًاۙ۝۱۱ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ

بارشیں (۲) برسائے گا۔(11) وہ اموال اور اولاد کے ذریعے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے

وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًاؕ۝۱۲ مَا لَكُمْ

باغات بنائے گا اور تمہارے لیے نہریں بنائے گا۔(12) تمہیں کیا ہو گیا ہے

لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًاۚ۝۱۳ وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا۝۱۴

کہ تم اللہ کی عظمت کا عقیدہ نہیں رکھتے؟(13) حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے خلق کیا۔ (14)

اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًاۙ۝۱۵ وَّ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمانوں کو کیسے بعد دیگرے کس طرح خلق کیا؟(15) اور

عربی حاشیہ

ف: استغفار کے آثار سے اندازہ ہوتا ہے کہ گناہ دنیا و آخرت دونوں کی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور استغفار دونوں کو آباد کردیا کرتا ہے۔ رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ رزق میں تاخیر ہوتو استغفار کرو۔

ف: آیت نمبر ۱۶ میں فیھن کی ضمیر کا مرجع سبع سماوات ہی ہیں کہ ہمارے لئے چاند ہی نور ہے اور سورج ہی سراج....اگرچہ اس کا واقعی تعلق ساتوں آسمانوں سے نہیں ہے۔

مدرار۔موسلا دھار۔مسلسل۔
اطوار۔مختلف مراحل اور اندازے۔
طباق۔مثل قباب یعنی تہ بہ تہ۔
بساط۔فرش
فجاج۔فج کی جمع ہے یعنی وسیع راستہ

اردو حاشیہ

ہو جائے اور ایسے طوفان کے عالم میں کسی انسان یا جماعت کا محفوظ رہ جانا ایک عظیم ترین نعمت الٰہی ہے جس کا حصول تبلیغ یا اطاعت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

(۲) ان آیات کریمہ سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ استغفار کا اثر صرف آخرت میں جنت اور نجات کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے بے شمار اثرات اور برکات ہوتے ہیں۔استغفار کے ذریعہ پانی برستا ہے، استغفار کے ذریعہ اموال اور اولاد میں اضافہ ہوتا ہے، استغفار کے ذریعہ باغات سرسبز وشاداب ہوتے ہیں اور استغفار ہی کے ذریعہ نہریں جاری ہوتی ہیں اور درحقیقت استغفار کے معنی یہ ہیں کہ غضب خدا کے سبب کو زائل کردیا جائے۔اب اس کے بعد مسئلہ صرف مصلحت الٰہیہ کا باقی رہ جاتا ہے کہ اگر اسکی مصلحت میں پریشانی شامل ہے تو استغفار کا اثر آخرت میں ظاہر ہو گا ورنہ دنیا میں بھی ظاہر ہوسکتا ہے جس طرح کہ اس کی مصلحت اتمام حجت کیلئے بعض بدترین گنہگاروں کیلئے بھی یہ ساری نعمتیں اکٹھا کردیتی ہے کہ ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہ جائے جو کچھ دینا ہے وہ دنیا ہی میں دے دیا جائے یا انہیں اپنی شرارتوں کے مکمل کرنے اور اپنی خباثتوں کے اظہار کا مکمل موقع دیدیا جائے۔

جَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾

ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا؟ (۳) (16)

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ

اور اللہ نے تمہیں زمین سے خوب اگایا ہے۔(17) پھر تمہیں اسی میں

فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ

لوٹا دے گا اور تمہیں باہر نکالے گا۔(18)اور اللہ نے زمین کو تمہارے لیے

بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ

فرش بنایا۔(19) تا کہ تم اس کے کشادہ راستوں پر چلو۔(20) نوح نے کہا:

نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ

پروردگار! انہوں نے میری نافرمانی کی اور ان لوگوں کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے

مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾

ان کے نقصان میں اضافہ ہی کیا۔(21)اور ان لوگوں نے بڑی عیاری سے فریب کاری کی۔ (22)

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا

اور کہنے لگے: اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور ود، سواع،

سُوَاعًا ۵ وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَقَدْ اَضَلُّوا

یغوث، یعوق اور نسر کو نہ چھوڑنا۔(23)اور (اس طرح) انہوں نے بہت سوں کو

كَثِيرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِينَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيٓئٰتِهِمْ

گمراہ کیا اور (پروردگار!) تو نے بھی ان ظالموں کی گمراہی میں اضافہ ہی کیا۔(24)وہ لوگ اپنی خطاؤں

عربی حاشیہ

خسارہ۔ راہ حق سے بہک جانا اور ہلاک ہو جانا۔

ود۔ دومتہ الجندل میں بنی کلب کا بُت۔

سواع۔ ساحل البحر پر بنی ہذیل کا بُت

یغوث۔ بنی غطیف کا بت۔

یعوق۔ یمن میں ہمدان کا بُت۔

نسر۔ حمیر میں ذوالکلاع کا بُت۔

جناب نوح کے زمانے میں ان پانچوں کی پرستش عام تھی اور یہ سب سے بڑے بت تھے۔

مما خطیئاتهم۔ من تعلیلیہ ہے اور ما زائدہ ہے۔ یعنی یہ صرف اپنی غلطیوں کی بنا پر غرق کئے گئے ہیں۔

دیار۔ گھر میں بسنے والا۔ یہ لفظ صرف نفی عام کے موقع پر استعمال ہوتا ہے۔

تبار۔ ہلاکت۔

اردو حاشیہ

(۳) اس حسین تعبیر میں یہ بات واضح ہے کہ نور روشنی کا نام ہے اور چراغ اس کے مصدر کا یہ آفتاب اور ماہتاب کی حیثیت کی طرف واضح ترین اشارہ ہے کہ ماہتاب میں روشنی ضرور ہے لیکن وہ آفتاب کے طفیل میں ہے ذاتی طور پر اس میں کوئی نورانیت نہیں ہے وہ آفتاب ہی میں پائی جاتی ہے۔

أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِّنْ دُونِ

کی وجہ سے غرق کر دیے گئے اور آگ میں داخل کئے گئے۔ پس انہوں نے اللہ کے سوا کسی کو

اللَّهِ أَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ

اپنا مددگار نہیں پایا۔(25) اور نوح نے کہا: پروردگار! روئے زمین پر بسنے والے کفار میں سے

الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ إِنَّكَ إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ

ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔(26) اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو وہ یقیناً تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے

وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِي

اور یہ بدکار صرف (۴) کافر اولاد ہی پیدا کریں گے۔(27) پروردگار! مجھے

وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَ

اور میرے والدین کو اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو

الْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾ ع

معاف فرما اور کافروں کی ہلاکت میں مزید اضافہ فرما۔(28)

ع ۲ ۱۸ النصف ۱۰

آیاتها ۲۸ ۷۲ سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا

کہہ دیجئے: میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا (۱) اور کہا: ہم نے ایک عجیب

عربی حاشیہ

ف: جناب نوح پہلے صاحب عزم پیغمبر ہیں۔ ان کا تذکرہ ۲۹ سوروں میں ہوا ہے اور ان کا نام ۴۳ مقامات پر لیا گیا ہے۔ انھوں نے سب سے زیادہ تبلیغ کی ہے اور آخر میں بددعا بھی اتنے طویل امتحان اور تجربے کے بعد کی ہے اور اس کا جواز بھی پیش کیا ہے کہ اب امکان ہدایت نہیں ہے۔ آخر میں دعائے مغفرت بھی اہل خانہ کے لئے نہیں بلکہ اہل ایمان کے لئے کی گئی ہے۔

ف: مختلف روایات میں وارد ہوا ہے کہ رسول اکرمؐ طائف کے بازار عکاظ میں تبلیغ کے لئے گئے تو وہاں جنات نے قرآن سنا....یا وفات ابوطالب کے بعد پناہ لینے طائف گئے تو واپسی میں ایک باغ میں قرآن پڑھ رہے تھے تو ایک گروہ جن نے سن لیا یا مکہ ہی میں جنات نے آپ کی دعوت کی اور آپ نے وہاں جا کر قرآن سنایا اور وہ لوگ ایمان لے آئے۔ ''مجمع البیان''

اردو حاشیہ

(۱) نگاہِ نبوت نے اس صورت حال کا جائزہ نہ لے لیا ہوتا تو اتنی وسیع بددعا کا جواز ہر گز نہ پیدا ہوتا۔ نبی کا کلام موازین عقل و شرع کے خلاف نہیں ہوسکتا ہے۔

جناب نوحؑ کے نسلوں کا مشاہدہ کر لیا تھا اور اسی لئے اس طرح کی بددعا کر دی تھی ورنہ مومن کے حق میں بددعا کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض بندگانِ خدا نے تمام آلام و مصائب کو دیکھنے کے بعد بھی بددعا نہیں کی بلکہ قوم کے حق میں ہدایت وارشاد ہی کی دعا کرتے رہے۔

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ يَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ

قرآن سنا ہے۔(1) جو راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم کسی کو ہرگز

بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً

اپنے رب کا شریک نہیں بنائیں گے۔(2) اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بلند ہے اس نے نہ کسی کو زوجہ بنایا

وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ

اور نہ اولاد۔(3) اور یہ کہ ہمارے کم عقل لوگ اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں

شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ

کرتے ہیں۔(4) اور یہ کہ ہمارا خیال تھا کہ انسان اور جن کبھی بھی اللہ کے بارے میں

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ

جھوٹ نہیں بول سکتے۔(5) اور یہ کہ بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا

بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا

کرتے تھے جس سے جنات کی سرکشی مزید بڑھ گئی۔(6) اور یہ کہ انسانوں نے

كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّ اَنَّا لَمَسْنَا

بھی تم جنات کی طرح گمان کر لیا تھا کہ اللہ کسی کو دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔(7) اور یہ کہ ہم نے

السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ۙ﴿۸﴾

آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرے داروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ (8)

وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ

اور یہ کہ پہلے ہم سننے کے لئے آسمان کے مقامات میں بیٹھا کرتے تھے اب اگر کوئی

عربی حاشیہ

جن۔ ایک مخلوق ہے جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور اسے مختلف شکلیں اختیار کرنے کی طاقت دی گئی ہے۔ وہ عام طور سے نظر نہیں آتا ہے لیکن جب کوئی شکل اختیار کر لیتا ہے تو نظر بھی آسکتا ہے۔ جن کے اصل وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اس سلسلہ کے اکثر واقعات بے بنیاد اور توہم پرستی کا نتیجہ ہیں جن کی کوئی واقعیت نہیں ہوتی ہے۔

جد۔ عظمت، جلالت، سفیہ۔ ابلیس

شطط۔ میزان سے ہٹی ہوئی بات۔

رہق۔ طغیان۔ سرکشی اور سفاہت وحماقت۔

حرساً شدیداً۔ طاقتور محافظ یعنی ملائکہ۔

شہب۔ شعلے۔

اردو حاشیہ

(۲) اس تذکرہ میں چند مخصوص حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے:۔

۱۔ جن ایک مستقل وجود ہے جس کے مختلف گروہ اور افراد ہیں اور سب کی حیثیت الگ الگ ہے۔

۲۔ جنوں نے قرآن سنا اور سمجھا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں۔

۳۔ انہوں نے اپنی قوم کو سمجھایا ہے کہ احمق انسان ہمارے بارے میں جو خیالات رکھتے ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ:۔

☆ ہماری خدا سے کوئی رشتہ داری ہے۔

☆ ہم انسانوں کو پناہ دے سکتے ہیں۔

☆ ہم قیامت کے قائل نہیں ہیں اور خدا کی دسترس سے بالاتر ہیں۔

☆ ہم آسمان سے غیب کی خبریں لے آتے ہیں۔

☆ ہم آسمان پر روک ٹوک کے بغیر جاسکتے ہیں۔

☆ ہم ارادہ الٰہی سے باخبر ہیں کہ وہ اہل زمین کے بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے۔

الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ⑨ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْٓ

سننا چاہتا ہے تو وہ اپنی کمین میں ایک شہاب ثاقب کو پاتا ہے۔(9)اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ

اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ

(اس سے) اہل زمین کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کیلئے راہ راست کا

رَشَدًا ۙ⑩ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ۭ

ارادہ کیا ہے۔(10)اور یہ کہ ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ ہم میں دوسری طرح کے ہیں اور ہم مختلف

كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ⑪ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ

مذاہب میں بٹے ہوئے ہیں۔(11)اور یہ کہ ہم نے یقین کر لیا ہے کہ ہم زمین میں اللہ کو

فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ⑫ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا

عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں۔(12)اور یہ کہ جب ہم نے ہدایت (کی بات) سنی

الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ۭ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ

تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ پس جو شخص بھی اپنے رب پر ایمان لاتا ہے اسے نہ تو نقصان کا

بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ⑬ وَّ اَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ۭ

خوف ہے اور نہ ظلم کا۔(13)اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ہم میں منحرف ہیں۔

فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰۗىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ⑭ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ

پس جنہوں نے اسلام اختیار کیا انہوں نے راہِ راست اختیار کی۔(14)اور جو منحرف ہو گئے

فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ⑮ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَي الطَّرِيْقَةِ

وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔(15)اور (انہیں یہ بھی سمجھا دیں کہ) اگر یہ لوگ اسی راہ پر ثابت قدم رہتے

عربی حاشیہ

رصد۔ یعنی مُرصَد۔ مہیا۔
رشد۔ خیر وصلاح۔
طرائق۔ جمع طریقہ یعنی راستہ، مذہب۔
قدد۔ قدہ کی جمع ہے یعنی گروہ۔
ظننا۔ یعنی یقین کرلیا۔
بخس۔ ثواب میں کمی۔
رہق۔ ظلم وذلت وغیرہ۔

ف: آیت نمبر ۱۰ میں خیر کی نسبت صراحتاً خدا کی طرف ہے اور شر کا تذکرہ مجہول انداز میں ہوا ہے جو کمال ایمان کا اندازہ ہے۔

ف: بعض افراد نے فلا تدعوا مع اللہ احداً کے ذریعہ شفاعت اور توسل کا انکار کرنا چاہا ہے حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے۔ اولاً تو یہ دعا عبادت کے معنی میں ہے اور دوسرے یہ کہ خدا کے ساتھ کسی کو بلانا ممنوع ہے نہ کہ خدا کی طرف کسی کو وسیلہ قرار دینا۔

اردو حاشیہ

☆ ہم خدا کو عاجز کر سکتے ہیں اور اس کی گرفت سے باہر نکل سکتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب باتیں بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں۔ ہم ایک مخلوق ہیں اور ہمارے درمیان اچھے برے سب طرح کے افراد پائے جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ انسان کے لئے مقام غیرت وشرم ہے کہ جن نے ایک مرتبہ قرآن سن لیا تو اس طرح کامکمل ایمان لے آئے اور انسان صبح وشام پڑھتا اور سنتا رہتا ہے اور اس کے کردار پر اثر نہیں ہوتا ہے جب کہ اسے اشرف المخلوقات ہونے کا بھی خیال ہے تو کیا ایسے انسانوں کو بھی اشرف المخلوقات کہا جا سکتا ہے جو اس قدر بھی شعور اور احساس نہ رکھتے ہوں جس قدر شعور واحساس ایک آگ کی مخلوق میں پایا جاتا ہے جب کہ قصہ آدمؑ میں روز اول ہی واضح کر دیا گیا ہے کہ خاک کا مرتبہ آگ سے بلند تر ہے اور خاک کی مخلوق کو نوری مخلوق کیلئے قبلہ بنایا جا سکتا ہے۔ آتشیں مخلوق کا کیا ذکر ہے۔

لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ

تو ہم انہیں وافر پانی سے سیراب کرتے۔(16) تا کہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں اور جو شخص

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ

اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیرے گا وہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔(17) اور یہ کہ مساجد (۳) اللہ کے لیے ہیں

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ

لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔(18) اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اسے پکارنے کے لیے کھڑا ہوا

يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ؑ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا

تو قریب تھا کہ ہجوم اس پر ٹوٹ پڑے۔(19) کہہ دیجئے: میں تو صرف اپنے رب کو

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ

پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔(20) کہہ دیجئے: میں تمہارے لیے نہ کسی نقصان کا

ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ

اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نفع کا۔(21) کہہ دیجئے: مجھے اللہ سے کوئی ہر گز نہیں بچا سکتا

وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

اور نہ ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکوں گا۔(22) (میرا کام تو) صرف اللہ کی بات اور اس کے پیغامات کا

رِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ اوراسکے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ

وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔(23) یہاں تک کہ وہ اسے دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

عربی حاشیہ

قاسط۔ حق سے عدول کرنے والا اور مقسط انصاف کرنے والا۔

امیر المومنینؑ نے لشکر معاویہ کو قاسطین سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ قسط عدل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یملأ الارض قسطا وعدلا

غدق۔ کثیر، چھلکتا ہوا۔

صعدا۔ مشقت، شدت۔

لبد۔ ازدحام کرنے والے گروہ لبدہ کی جمع ہے یعنی جماعت۔

رشد۔ نفع وہدایت۔

ملتحد۔ پناہ گاہ

بلاغ۔ پیغام رسانی۔

ابد۔ مدت طویل و مدید۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ سلسلۂ بیان قول جن کا تتمہ ہو یا مستقل بیان ہو یہ بہرحال واضح ہے کہ مساجد اللہ کیلئے ہیں لہٰذا وہاں غیر خدا کی عبادت نہیں ہو سکتی ہے اور یوں تو غیر خدا کی عبادت کہیں نہیں ہوسکتی ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں کا مطالبہ یہ تھا کہ مساجد میں بھی غیر خدا کی پرستش کی جائے (جس طرح کہ دور حاضر میں مساجد میں بت پرستی کے منصوبے بن رہے ہیں) اور اسی لئے کفار قریش رسول اکرمؐ کو وقت نماز ہر طرف سے گھیر لیا کرتے تھے کہ عبادت نہ کرنے پائیں یا بتوں کو بھی شریک کر لیں۔ آپ نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں خدا کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کر سکتا اور میں اس کے مقابلہ میں کوئی اختیار بھی نہیں رکھتا ہوں اور نہ کوئی پناہ گاہ رکھتا ہوں۔ میری نجات کا صرف ایک سہارا ہے کہ میں پیغام الٰہی کو پہنچا دوں اور حکم خدا کی تعمیل کروں لہٰذا میں اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کر سکتا ہوں۔

فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ

تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا مددگار کمزور ترین ہے اور کس کی جماعت قلت میں ہے۔(24) کہہ دیجئے:

اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ

میں نہیں جانتا کہ جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا میرا رب اس کے لیے لمبی مدت

اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا

مقرر فرماتا ہے۔(25) وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔(26) سوائے

مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ

اس رسول کے جسے اس نے برگزیدہ (۴) کیا ہو۔ وہ اس کے آگے اور پیچھے

وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ

یقیناً نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔(27) تا کہ اسے علم ہو جائے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچائے ہیں

رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ ع

اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس پر اللہ نے احاطہ کر رکھا ہے اور اس نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔(28)

آیاتها ۲۰ — ۷۳ سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ ۳ — رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ

اے کپڑا لپیٹ (۱) کر سونے والے!(1) رات کو اٹھا کیجئے مگر کم۔(2) آدھی رات

عربی حاشیہ

رصدا۔ حفاظت کا انتظام یعنی پروردگار تبلیغ کرنے والے پسندیدہ نمائندوں کی حفاظت کا ہر طرف سے انتظام کرتا ہے اور سامنے یا پس پشت سے کسی طرف سے بھی اس کی راہ میں دشمن رکاوٹ پیدا کر کے اسے کار تبلیغ سے روک نہیں سکتا ہے۔ احاطہ بمالدیہم۔ وہ ہر ایک کی شان تبلیغ اور مقدار تبلیغ سے باخبر ہے۔

ف: واضح رہے کہ خدا اور اولیاء خدا کے علم غیب میں حسب ذیل فرق ممکن ہیں: ۱۔ خدا کا علم ذاتی ہے اور اولیاء کا علم عطائی۔ ۲۔ خدا کا علم محیط ہے اور اولیاء کا علم بقدر مشیت۔ ۳۔ خدا کا علم لوح محفوظ سے متعلق ہے اور اولیاء کا علم لوح محو و ثبات سے ۴۔ خدا کا علم غیب فعلی ہے اور اولیاء کا ارادی۔

ف: اس سورہ کی ابتدائی آیتیں ابتدائے تبلیغ سے ہم آہنگ ہیں لیکن آخری آیتیں مدینہ کے ماحول سے ہم آہنگ معلوم ہوتی ہیں اس لئے یہ آیات یا مدنی ہیں یا دونوں کے درمیان نزول کا

اردو حاشیہ

(۴) آیت کریمہ صاف طور سے دلالت کرتی ہے کہ غیب کا ذاتی علم صرف پروردگار کے پاس ہے لیکن وہ جس نمائندہ کو پسند کرتا ہے اسے اس علم کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور عطا کر دیتا ہے اور یہ بات علم غیب کے بارے میں افراط و تفریط کے درمیان ایک معتدل راستہ ہے جس سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اصل علم پروردگار کے پاس ہے اور بندہ کو عطائے پروردگار سے حاصل ہوتا ہے لہٰذا جب تک عطائے پروردگار کا ثبوت نہ مل جائے یا بندہ کا خدا سے مخصوص تعلق نہ ثابت ہو جائے اس وقت تک علم غیب کے کسی دعویٰ کی تصدیق نہیں کی جا سکتی ہے اور نہ بندہ کو صاحب علم غیب تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اسی مخصوص تعلق ہی کی طرف قرآن مجید نے پسندیدہ رسولؐ اور نمائندہ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔

(۱) سورہ مزمل اور مدثر ایک کے بعد ایک نازل ہوا ہے اور سورہ مزمل میں نبی کے ذاتی کردار کا ذکر کیا گیا ہے اور مدثر میں عوامی اور مذہبی ذمہ داریوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دونوں جگہ چادر اوڑھنے والا کہہ کر یاد کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اب چادر پھینک کر عبادت کیلئے اٹھو اور چادر سے بے فکر ہو کر تبلیغ کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہی وجہ ہے کہ انفرادی کردار میں عبادت شب کو واجب قرار دیدیا گیا چاہے نصف شب قیام کر دیا ایک تہائی شب یا دو تہائی شب کہ اس سے نفس پامال ہوتا ہے اور قول و فعل میں مطابقت کا اظہار ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ انسان دنیا کو بیدار کرنے کا منصوبہ بنائے اور خود سوتا رہ جائے۔ اور شب کا

اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ

یا اس سے کچھ کم کر لیجئے۔(3)یا اس پر کچھ بڑھا دیجئے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر

تَرْتِيْلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ

پڑھا کیجئے۔(4)عنقریب آپ پر [۲] ہم ایک بھاری حکم (کا بوجھ) ڈالنے والے ہیں۔(5)رات کا

نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ

اٹھنا (تاثیر قلبی کے لئے) یقیناً نہایت مناسب اور سنجیدہ کلام کے لیے زیادہ موزوں ہے۔(6)دن میں

لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ؕ﴿۷﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ

تو آپ کے لیے یقیناً بہت سی مصروفیات ہیں۔(7)اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیجئے اور سب سے بے نیاز ہو کر

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ؕ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ

صرف اسی کی طرف متوجہ ہو جائیے۔(8)وہ مشرق اور مغرب کا رب ہے اس کے علاوہ

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا

کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا اسی کو اپنا ضامن بنا لیجئے۔(9)اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں

يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾ وَذَرْنِيْ وَ

اس پر صبر کیجئے اور شائستہ انداز میں ان سے دوری اختیار کیجئے۔(10)ان جھٹلانے والوں اور نعمتوں پر

الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾ اِنَّ لَدَيْنَآ

ناز کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دیجئے اور انہیں تھوڑی مہلت دے دیجئے۔(11)یقیناً ہمارے پاس (ان کے لئے)

اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾ ق

بیڑیاں ہیں اور ایک سلگتی آگ ہے۔(12)اور حلق میں پھنسنے والا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے۔ (13)

عربی حاشیہ

کافی فاصلہ پایا جاتا ہے۔

مزمل۔ چادر لپیٹنے والا۔عرب کی عادت تھی کہ محبوب کی جو ادا پسند ہوتی تھی اسے اسی نام سے پکارا کرتے تھے۔

نصفہ۔ قلیلاً کا بدل ہے یعنی جو نصف ذکر سے خالی ہو وہ قلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔

ترتیل۔ ٹھہر ٹھہر کر، الفاظ کو الگ الگ کر کے۔ عربی محاورہ میں دانتوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے تو اسے ثغر رتل کہا جاتا ہے۔

ناشئۃ اللیل۔ جو عبادت رات میں کی جائے۔ یہ لفظ نشأ سے نکلا ہے جس کے معنی اٹھنے اور قیام کرنے کے ہیں۔

سبحاً طویلا۔سبح تیز رفتاری سے پیرنے کو کہا جاتا ہے یعنی تیز تر اشغالات و مصروفیات۔

تبتل۔ انقطاع۔ سب سے الگ ہو کر عبادت میں مشغول ہو جانا۔

اردو حاشیہ

وقت مناجات کیلئے بھی بہتر وقت ہوتا ہے جب بندہ اپنے پروردگار سے تنہائی میں درد دل بیان کر سکتا ہے اور اس سے اعانت اور امداد کا طلبگار ہو سکتا ہے۔واضح رہے کہ نصف، ثلث اور دو ثلث میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ رات کا وقت تمام سال ایک جیسا نہیں رہتا ہے اور سردی اور گرمی کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے تو کبھی نصف حصہ مناسب ہوگا اور کبھی ثلث اور کبھی دو ثلث اور بندہ مکمل طور پر حکم خدا کی پابندی کر سکے گا۔

(۲) بیشک قرآن کے احکام بڑی سنگین حیثیت رکھتے ہیں اور ان پر عمل کرنا ہر کس و ناکس کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ صرف نماز روزہ نہیں ہے کہ وہ صرف کاہلوں کیلئے ثقیل ہے۔ یہ تبلیغ دین، انذار، جہاد اور کفار سے مقابلہ جیسے مسائل ہیں جو واقعاً سنگین ہیں اور جن کیلئے بڑی قوت قلب، یاد خدا اور مالک کائنات کی طرف مکمل توجہ اور انقطاع کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی انسان عہدہ برآ نہیں ہو سکتا ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا

جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ بہتی ریت کے مانند ہو

مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ

جائیں گے۔(14)(اے لوگو) ہم نے تمہاری طرف ایک رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے

كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ

جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔(15) پھر فرعون نے اس رسول کی

الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿۱۶﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ

نافرمانی کی تو ہم نے اسے سختی سے گرفت میں لے لیا۔(16) اگر تم نے انکار کیا تو اس دن سے

اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ السَّمَآءُ

کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا؟(17) اور (اس دن) آسمان

مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۭ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿۱۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ

اس سے پھٹ جائے گا۔ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔(18) یقیناً یہ ایک نصیحت ہے،

فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۱۹﴾ ع اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ

پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کر لے۔(19) آپ کا پروردگار

اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ

یقیناً جانتا ہے کہ آپ دو تہائی رات کے قریب یا آدھی رات یا

وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ

ایک تہائی رات (تہجد کے لئے) کھڑے رہتے ہیں اور آپ کے ساتھ کی ایک جماعت بھی

عربی حاشیہ

انکال۔ سخت قید و بند۔
کثیب۔ ریت کا ٹیلہ۔
مہیل۔ جسے نیچے سے حرکت دی جائے تو اوپر سے سرک آئے۔
وبیل۔ سخت۔
منفطر بہ۔ فیہ کے معنی میں ہے یعنی روز قیامت۔
تذکرہ۔ عبرت اور نصیحت کا سامان۔

ف: کفار کی چار طرح کی عیاشیوں کی چار طرح کی سزائیں ہیں: زنجیر آزادی کی سزا، جہنم راحت کی سزا، طعام غذاؤں کی سزا، عذاب الیم پر لطف زندگی کی سزا۔

ف: ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے لئے تلاوت قرآن اور قیام شب ضروری تھا کہ اس سے عزم و استقامت میں اضافہ ہوتا ہے اور دشمن پر بھی اثر پڑتا ہے لیکن مدینہ میں اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا اور صرف بقدر امکان تلاوت کا حکم دیا گیا لیکن اس طرح کہ اس سے کردار

اردو حاشیہ

وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ

(کھڑی رہتی ہے) اور اللہ رات اور دن کا حساب رکھتا ہے۔ اسے علم ہے کہ

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ

تم حساب (۳) نہیں رکھ سکتے ہو پس اللہ نے تم پر مہربانی کی لہٰذا تم آسانی سے

مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ

جتنا قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔ اسے علم ہے کہ عنقریب

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

تم میں سے کچھ لوگ مریض ہوں گے اور کچھ لوگ زمین میں اللہ کے فضل (روزی) کی

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

تلاش میں سفر کرتے ہیں اور کچھ راہ خدا میں لڑتے ہیں۔ لہٰذا آسانی سے جتنا قرآن

وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا

پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرض حسنہ (۴) دو

تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ

اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں بہتر

هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ

اور ثواب میں عظیم تر پاؤ گے اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا، رحیم ہے۔(20)

عربی حاشیہ

سازی کا عمل انجام پا سکے۔

فتاب علیکم یعنی جو ذمہ داری ابتدا میں قرار دی تھی کہ نصف، ثلث یا دو ثلث شب میں قیام کیا جائے اسے معاف کر دیا ہے اور اب صرف بقدر امکان قیام کافی ہے۔

القرآن۔ اس قرآن سے مراد نماز ہے جس طرح کہ قرآن الفجر کی آیت میں وارد ہوا ہے۔

مدثر۔ دثار استعمال کرنے والا۔ انسان کا جو لباس بدن سے متصل ہوتا ہے اسے شعار کہتے ہیں اور جو اس کے اوپر ہوتا ہے اسے دثار کہا جاتا ہے۔

ثیاب۔ بعض لوگوں کی نگاہ میں اس سے نفس مراد ہے۔

رجز۔ بت، کثافت، گناہ وغیرہ۔

نقر۔ آواز دینا۔ ناقور صور کو کہا جاتا ہے۔

تمہید۔ برابر کرنا اور ہموار کرنا۔

اردو حاشیہ

(۳) ابتداء میں پروردگار نے نصف شب، ثلث شب اور دو تہائی رات میں قیام کا حکم دیا اور یہ انتہائی مشکل ثابت ہوا کہ صحیح حساب نہ ہو سکنے کی بنا پر بعض افراد رات بھر قیام کرتے تھے تو خدا نے اس حکم کو معاف کر دیا اور صرف بقدر امکان قیام کی اجازت دیدی۔ دوسری طرف لوگوں کی بیماری، سفر اور جہاد کا بھی مسئلہ تھا لہٰذا سہولت دینا ضروری تھا۔

لیکن یہ سب نماز شب کیلئے تھا۔ اصل نماز واجب اور زکوٰۃ کی ادائیگی بہرحال اپنے مقام پر ہے اس میں کسی طرح کی رعایت نہیں ہوسکتی ہے کہ فریضہ بہرحال فریضہ ہے اسے ادا ہونا چاہیے۔

(۴) ابتدا سے اب تک یہ مطالبہ سات مرتبہ دہرایا گیا ہے اور خدا مسلسل کارِ خیر اور قرض حسنہ کی طرف بندوں کو متوجہ کر رہا ہے کہ روزِ قیامت یہی کام آنے والا ہے اور کوئی دنیاداری یا ذخیرہ اندوزی کام آنے والی نہیں ہے۔

اٰیاتها ۵۶ ۷۴ سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ ۴ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾

اے چادر اوڑھنے والے۔(1)اٹھیے اور تنبیہ (۱) کیجئے۔(2)اور اپنے رب کی کبریائی کا اعلان کیجئے۔ (3)

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ

اور اپنے لباس کو پاک رکھئے۔(4)اور ناپاکی سے دور رہیے۔(5)اور ایسا احسان نہ کیجئے جسے آپ بہت

تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾

سمجھنے لگ جائیں۔(6)اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجئے۔(7)اور جب صور میں پھونک ماری جائے گی۔ (8)

فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۙ﴿۹﴾ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ

تو وہ دن ایک مشکل دن ہو گا۔(9)وہ کفار پر آسان

يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾ ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ

نہ ہو گا۔(10) مجھے اور اس شخص کو (نبٹنے کے لیے) چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا۔(11)اور میں نے

مَالًا مَّمْدُوْدًا ۙ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ۙ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ

اس کے لیے بہت سامال دیا۔(12)اور حاضر رہنے والے فرزند بھی۔(13)اور میں نے اس کے لیے (آسائش کی)

تَمْهِيْدًا ۙ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا

راہ ہموار کر دی۔(14) پھر وہ طمع کرنے لگتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں۔(15) ہرگز نہیں! وہ یقیناً ہماری آیات سے

عربی حاشیہ

عنید۔ عناد رکھنے والا اور قصداً انکار کرنے والا۔

صعود۔ شدید مرحلہ جس کو طے کرنا مشکل اور تقریباً ناممکن ہو۔

ف: بعض مفسرین نے سورۂ مدثر کو وحی اول قرار دیا ہے حالانکہ سورۂ اقراء کا مضمون دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ وحی اوّل سورۂ اقراء ہے اور سورہ مدثر تین سال کی خفیہ تبلیغ کے بعد علانیہ تبلیغ کے مرحلہ کی پہلی وحی ہے لہٰذا اسے بھی وحی اول کہا جاسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یہ پیغمبر اسلام کی تبلیغ کے بنیادی ارکان ہیں کہ:۔

۱۔ قوم کو ڈرائیں اور اس کام کیلئے باقاعدہ قیام کریں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام شاہی ملبوس والے نہیں کر سکتے ہیں لہٰذا ایک چادر والے کو مخاطب بنایا گیا ہے۔

۲۔ صرف پروردگار کی بڑائی کا اظہار کریں تا کہ دوسرے خدا خود بخود نگاہوں سے گر جائیں۔

۳۔ لباس پاکیزہ رکھیں تا کہ دشمن متنفر نہ ہو سکے اور اس کے نفس کو پاکیزہ بنانے میں آسانی ہو۔

۴۔ بت پرستی اور تمام کثافتوں سے الگ رہیں تا کہ تبلیغ کی تاثیر میں اضافہ ہو سکے۔

۵۔ لوگوں پر احسان نہ جتائیں کہ اس طرح بلندیٔ نفس کا احساس پیدا ہو۔

۶۔ پروردگار کی خاطر صبر کریں کہ صبر کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے۔

یہ تعلیمات صرف رسول اکرمؐ ہی کیلئے نہیں ہر مبلغ اور مصلح کیلئے ضرور ہیں۔ پیغمبر کو صرف مخاطب بنایا گیا ہے ورنہ انہیں ان ہدایات کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت ان انسانوں کو ہے جو اپنے فریضۂ تبلیغ کو ادا کرنا چاہتے ہیں اور راہِ خدا میں کسی کارنمایاں یا عظیم خدمت کو انجام دینے کے خواہش مند ہیں۔

عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾

عناد رکھنے والا ہے۔(16) میں اسے کٹھن چڑھائی چڑھنے پر مجبور کروں گا۔(17) اس نے یقیناً سوچا پھر اسے (کچھ) سوجھا۔[۲] (18)

فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ

پس اس پر اللہ کی مار اسے کیا سوجھی؟(19) پھر اس پر اللہ کی مار ہو اسے کیا سوجھی؟(20) پھر

نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾

اس نے نظر دوڑائی۔(21) پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا۔(22) پھر پلٹا اور تکبر کیا۔ (23)

فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

پھر کہنے لگا: یہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہے جو منتقل ہو کر آیا۔(24) یہ تو صرف

قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

بشر کا کلام ہے۔(25) عنقریب میں اسے آگ (سقر) میں جھلسا دوں گا۔(26) اور آپ کیا سمجھیں

سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا

سقر کیا ہے۔(27) وہ نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔(28) آدمی کی کھال جھلسا دینے والی ہے۔(29) اس پر

تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً

انیس (فرشتے) موکل ہیں۔(30) اور ہم نے جہنم کا عملہ صرف فرشتوں کو قرار دیا

وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور ان کی تعداد کو کفار کے لیے آزمائش بنایا [۳] تا کہ اہل کتاب کو یقین آ جائے

لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ

اور ایمان لانے والوں کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور اہل کتاب

عربی حاشیہ

ف: مسئلہ یہ تھا کہ پیغمبر اسلامؐ پر کیا الزام لگایا جائے کہ لوگ متنفر ہو جائیں۔ ولید نے انتہائی غور وفکر کے بعد ان کے پیغام کو جادو کا نام دیا اور اسے قول بشر قرار دیا۔ حالانکہ اس احمق کو سوچنا چاہئے تھا کہ اگر قول بشر ہے تو جواب لے آئے، الزامات کی کیا ضرورت ہے۔ الزام تو خود اس بات کی علامت ہے کہ جواب ممکن نہیں ہے اور جادو کا نام اس کی بے پناہ اثر انگیزی کی بنا پر دیا گیا ہے۔

قدر۔ یعنی اپنے دل کے اندر وہ سب طے کرلیا جو قرآن کے بارے میں کہنا ہے۔

عبس ۔ چہرہ بسور لیا۔

بسر۔ تیوریاں چڑھالیں۔

سقر۔ جہنم کے ایک طبقہ کا نام ہے۔

لواحۃ ۔ سیاہ کردینے والی۔

بشر۔ بشرہ کی جمع یعنی جلد۔

ادبر۔ جاتی ہوئی رات۔

اسفر۔ روشن ہوتی ہوئی صبح۔

اردو حاشیہ

(۲) مفسرین کا بیان ہے کہ یہ ولید بن مغیرہ کی داستانِ حیات ہے۔ اسے مال واولاد سے نواز دیا گیا تو اس کا دماغ ہی خراب ہو گیا اور اس نے پیغمبرؐ کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ قرآن حکیم کو جادو کہنے لگا اور قوم کو بیوقوف بنانے لگا کہ پہلے کافی غور وخوض کرنے کا اعلان کیا اور اس کے بعد جادو ہونے کا اعلان کر دیا کہ قوم متاثر ہو جائے کہ اس نے کافی غور وخوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے جیسے کہ دور حاضر میں سرکاری اندازے کمیشن کی رپورٹ کی شکل میں پیش کئے جاتے ہیں اور سادہ لوح افراد متاثر ہو جاتے ہیں کہ واقعاً یہ رپورٹ مکمل تحقیقات کے بعد مرتب کی گئی ہے۔

(۳) کہا جاتا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل نے ازراہِ تمسخر کہا کہ کل ۱۹ فرشتے ہیں۔ اگر دس دس آدمی مل کر ایک ایک کو پکڑ لیں گے تو کام بن جائے گا تو ایک شخص نے اسی لہجہ میں جواب دیا کہ سترہ کو تو میں اکیلے پکڑ لوں گا تم صرف دو کا انتظام کرلو۔

غالبًا اسی لئے خدا نے ان خازنوں کو فرشتوں میں سے قرار دیا ہے تا کہ مقابلہ اور رشوت دونوں کے امکانات ختم ہو جائیں اور اس عدد کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں سے ملا کر یقین پیدا کرلیں گے کہ ان کے یہاں بھی یہی تذکرہ پایا جاتا ہے اور صاحبانِ ایمان بھی خدا پر اعتبار کر کے اپنے ایمان میں اضافہ کرلیں گے۔

اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ

اور مومنین شک میں نہ رہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

نیز کفار یہی کہیں: اس بیان سے اللہ کا کیا مقصد ہو سکتا ہے؟

وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ

اس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا

ہدایت دیتا ہے اور تیرے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا

يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى

کوئی نہیں جانتا اور یہ (جہنم کا ذکر) انسانوں کے لئے ایک نصیحت

لِلْبَشَرِ ۳۱ ع كَلَّا وَالْقَمَرِ ۙ ۳۲ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ۙ ۳۳ وَالصُّبْحِ اِذَآ

ہے۔(31)(ایسا) ہرگز نہیں! (جیسا تم سوچتے ہو) قسم ہے چاند کی۔(32) اور رات کی جب وہ پلٹنے لگتی ہے۔(33) اور صبح کی جب

اَسْفَرَ ۙ ۳۴ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۙ ۳۵ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ ۳۶

وہ روشن ہو جاتی ہے۔(34) بلاشبہ یہ (آگ) بڑی آفتوں میں سے ایک ہے۔(35) (اس میں) انسانوں کے لیے تنبیہ ہے۔(36)

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ؕ ۳۷ كُلُّ نَفْسٍ

تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جو آگے بڑھنا یا پیچھے رہ جانا چاہے۔(37) ہر شخص

بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۙ ۳۸ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ؕ ۳۹ فِيْ

اپنے عمل کا گروی ہے۔(38) سوائے دائیں والوں کے۔(39) جو جنتوں میں

عربی حاشیہ

کُبر۔ بہت سی ہولناک چیزیں اور مصیبتیں۔

یتقدم۔ نیکی کی طرف بڑھے۔

یتاخر۔ برائی سے پیچھے ہٹے۔

رہینۃ۔ گرفتار۔ گروی۔

خوض۔ کسی کام میں داخل ہوجانا...... لیکن عام طور سے باطل کاموں میں داخل ہونے کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔

یوم الدین۔ حساب و کتاب اور جزا کا دن۔

یقین۔ موت۔

اردو حاشیہ

جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۙ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِيۡنَ ۙ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمۡ

پوچھ رہے ہوں گے۔(40) مجرمین سے۔(41) کس چیز نے تمہیں

فِىۡ سَقَرَ‏ ﴿۴۲﴾ قَالُوۡا لَمۡ نَكُ مِنَ الۡمُصَلِّيۡنَۙ‏ ﴿۴۳﴾ وَلَمۡ نَكُ

جہنم میں پہنچایا؟(42) وہ کہیں گے: ہم نماز گزاروں میں سے نہ (۴) تھے۔(43) اور ہم

نُطۡعِمُ الۡمِسۡكِيۡنَۙ‏ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوۡضُ مَعَ الۡخَآئِضِيۡنَۙ‏ ﴿۴۵﴾

مسکین کو کھلاتے نہیں تھے۔(44) اور ہم بیہودہ بکنے والوں کے ساتھ بیہودہ گوئی کرتے تھے۔ (45)

وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوۡمِ الدِّيۡنِۙ‏ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰٮنَا الۡيَقِيۡنُؕ‏ ﴿۴۷﴾

اور ہم روز جزاء کو جھٹلاتے تھے۔(46) یہاں تک کہ ہمیں یقین آ گیا۔(47)

فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيۡنَؕ‏ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمۡ عَنِ التَّذۡكِرَةِ

اب سفارش (۵) کرنے والوں کی سفارش انہیں کچھ فائدہ نہ دے گی۔(48) انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ

مُعۡرِضِيۡنَۙ‏ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ ۙ‏ ﴿۵۰﴾ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍؕ‏ ﴿۵۱﴾

موڑ رہے ہیں۔(49) گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں۔(50) جو شیر سے (ڈر کر) بھاگے ہوں۔ (51)

بَلۡ يُرِيۡدُ كُلُّ امۡرِیءٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ يُّؤۡتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۙ‏ ﴿۵۲﴾

بلکہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ (اس کے پاس) کھلی ہوئی کتابیں آ جائیں۔ (52)

كَلَّا ؕ بَلۡ لَّا يَخَافُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ ؕ‏ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذۡكِرَةٌ ۚ‏ ﴿۵۴﴾

ہرگز نہیں! بلکہ انہیں آخرت کا خوف ہی نہیں ہے۔(53) ہرگز نہیں! یہ تو یقیناً ایک نصیحت ہے۔ (54)

فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ؕ‏ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذۡكُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ

پس جو چاہے اسے یاد رکھے۔(55) وہ یاد اس وقت رکھیں گے جب اللہ چاہے گا۔

عربی حاشیہ

ف: انیس کا عدد سب سے بڑی اکائی اور سب سے چھوٹی دہائی کا مجموعہ ہے اور بعض حضرات کے قول کے مطابق بدکرداری کے انیس اصول ہیں جن میں ہر ایک کے لئے ایک فرشتہ عذاب مقرر کیا گیا ہے۔ بہرحال یہ عدد جہنم سے متعلق ہے اس میں کوئی برکت نہیں ہے کہ سارا قرآن یا مذہب اسی عدد سے جوڑ دیا جائے۔

ف: روایات میں حسب ذیل شفعاء کا ذکر وارد ہوا ہے۔ رسول اکرمؐ، ائمہ اطہار، فرشتے، انبیاء، شیعیان حقیقی، علماء، شہداء، قرآن حکیم، ۹۰ سال کا ضعیف العمر مومن، روزہ۔
(مفاہیم القرآن)

حمر مستنفرہ۔ بھڑکتے ہوئے وحشی گدھے۔

قسورہ۔ شیر جو سب پر غالب آنے والا جانور ہے۔

اردو حاشیہ

(۴) یہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ نماز کا ادا کرنا اور مساکین کو کھانا کھلانا کس قدر اہمیت رکھتا ہے اور برے کاموں میں داخل ہو جانے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کے شفاعت بھی کام آنے والی نہیں ہے جیسا کہ امام صادقؑ نے فرمایا تھا کہ ہم اہلبیتؑ کی شفاعت نماز کو سبک سمجھنے والوں تک نہیں جا سکتی ہے۔

(۵) اس جملہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کرنے والے ہوں گے اور شفاعت کا عقیدہ بالکل حق اور صحیح ہے لیکن اس شفاعت سے بے نمازیوں اور بیدینوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا اور وہ اس شفاعت سے محروم رہیں گے۔ کاش غلط فہمی میں مبتلا اور قوم کو دھوکہ دینے والے افراد اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نگاہ ڈالتے اور حقیقت شفاعت کو محسوس کر کے بے نماز عوام کو شفاعت کا حقدار بنانے کی کوشش نہ کرتے۔

اللّٰہُ ۭ ھُوَ اَھۡلُ التَّقۡوٰی وَ اَھۡلُ الۡمَغۡفِرَۃِ ﴿۵۶﴾

وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے اور وہی بخشنے کا اہل ہے۔(56)

آیاتھا ۴۰ ﴿۷۵﴾ سُوۡرَۃُ الۡقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۱ رکوعاتھا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ؕ﴿۲﴾

قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی۔(1) قسم کھاتا ہوں ملامت [1] کرنے والے نفس (زندہ ضمیر) کی۔ (2)

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰی قٰدِرِیۡنَ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے؟(3) ہاں! (ضرور کریں گے) ہم تو

عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ ﴿۴﴾ بَلۡ یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ

اس کی انگلیوں [2] کے پور بنانے پر بھی قادر ہیں۔(4) بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اس کے سامنے

اَمَامَہٗ ۚ﴿۵﴾ یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ

برائی کرتا جائے۔(5) وہ پوچھتا ہے: قیامت کا دن کب آئے گا؟(6) پس جب آنکھیں

الۡبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾

پتھرا جائیں گی۔(7) اور چاند بے نور ہو جائے گا۔(8) اور سورج اور چاند ملا دیے جائیں گے۔ (9)

یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ﴿ۚ۱۰﴾ کَلَّا لَا وَزَرَ ﴿ؕ۱۱﴾

تو انسان اس دن کہے گا: بھاگ کر کہاں جاؤں؟(10) نہیں! اب کوئی پناہ گاہ نہیں۔ (11)

عربی حاشیہ

منشرہ۔ وہ کتابیں جو بالکل کھلی ہوئی ہوں اور ہر شخص انہیں پڑھ سکتا ہو۔

اہل التقویٰ۔ یعنی اس بات کا اہل ہے کہ بندے اس سے ڈریں۔

لا اقسم۔ لا ان دونوں مقامات پر زائد ہے اور محل استعمال یہ ہے کہ گویا دشمن کے تصورات کی تردید کرتے ہوئے قسم کھائی جارہی ہے۔

بنان۔ بنانہ کی جمع ہے یعنی انگلی کے پور۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسانوں کے پور آپس میں ایک دوسرے سے ملتے نہیں ہیں اور خدا ایسا قادر مطلق ہے کہ پور بھی الگ الگ بنا سکتا ہے تو اس مُردہ کو زندہ کر لینے میں کیا زحمت ہے اور وہ ہر ایک کی مٹی کو کیوں الگ نہیں کر سکتا ہے۔

برق۔ دہشت زدہ اور متحیر ہو جانا۔

اردو حاشیہ

(۱) نفس کے مختلف درجات یا اقسام ہوتے ہیں:۔

۱۔ ایک مرحلہ ہوتا ہے جہاں نفس برائیوں کا حکم دیتا ہے۔

۲۔ دوسرا مرحلہ ہوتا ہے جہاں نفس برائیوں پر ملامت کرتا ہے۔

۳۔ اور ایک مرحلہ ہے جہاں نفس ہر قضائے الٰہی پر مطمئن رہتا ہے ظاہر ہے کہ نفس امارہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کی قسم کھائی جا سکے اور نفس لوامہ یقیناً اس قابل ہے کہ اسے برے لوگوں کے مقابلہ میں محل قسم میں استعمال کیا جا سکے۔

(۲) منکرین قیامت کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جب بہت سے مردے خاک میں مل جائیں گے تو سب کو ایک دوسرے سے الگ کیسے کیا جائے گا۔ قدرت نے انگلی کے پوروں کا حوالہ دے کر ثابت کر دیا کہ جو اتنی باریک نگاہ رکھتا ہے کہ ایسے پور بنا سکتا ہے جو ایک دوسرے سے ملنے نہ پائیں تو اس کیلئے مردوں کی ہڈیوں اور خاک کو الگ کر لینے میں کیا زحمت ہے۔ واضح رہے کہ دستاویز پر نشانی انگوٹھا پوروں کے الگ الگ ہونے کا دستاویزی ثبوت ہے۔

اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ ؕ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ

اس روز ٹھکانا تو صرف تیرے رب کے پاس ہوگا۔(12)اس دن انسان کو وہ سب کچھ بتا دیا جائے گا جو وہ آگے

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ؕ﴿۱۳﴾ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ۙ﴿۱۴﴾

بھیج یا پیچھے چھوڑ آیا ہو گا۔(13)بلکہ انسان اپنے آپ سے خوب آگاہ ہے۔ (14)

وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ؕ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ

اور خواہ وہ اپنی معذرتیں پیش کرے۔(15)(اے نبی) آپ وحی کو جلدی (حفظ) کرنے کیلئے اپنی زبان کو

لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚۖ﴿۱۷﴾ فَاِذَا

حرکت نہ دیں۔(16)اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا یقیناً ہمارے ذمے ہے۔(17)پس جب ہم اسے

قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ؕ﴿۱۹﴾ کَلَّا

پڑھ چکیں تو پھر آپ (بھی) اسی طرح پڑھا کریں۔(18) پھر اس کی وضاحت ہمارے ذمے ہے۔(19) (کیا یہ انکار اس لیے ہے کہ

بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۙ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ؕ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ

قیامت نا قابل فہم ہے؟) ہرگز نہیں! بلکہ یہ اس لیے ہے کہ تم دنیا کو پسند کرتے ہو۔(20)اور آخرت کو چھوڑ دیتے ہو۔(21) بہت

یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ

سے چہرے اس روز شاداب ہوں گے۔(22)وہ اپنے رب (کی رحمت) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔(23)اور بہت سے چہرے اس روز

بَاسِرَةٌ ۙ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ؕ﴿۲۵﴾ کَلَّآ اِذَا

بگڑے ہوئے ہوں گے۔(24) جو گمان کریں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ معاملہ ہونے والا ہے۔(25) (کیا تم اس دنیا میں ہمیشہ رہو گے؟)

بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ۙ﴿۲۶﴾ وَقِیْلَ مَنْ ٚ سکتة رَاقٍ ۙ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ

ہرگز نہیں! جب جان حلق تک پہنچ جائے گی۔(26)اور کہا جائے گا: کون ہے (بچانے والا) معالج؟(27)اور وہ سمجھ جائے گا کہ اس کی

عربی حاشیہ

وزر۔ ملجا و ماویٰ اور پناہ گاہ۔

معاذیر۔ معذرت کی جمع ہے یعنی عیب کو مٹا دینے کی فکر۔

ف: یوم القیامہ روز جزا کے سو سے زیادہ ناموں میں سے ایک مشہور ترین نام ہے جس کا ذکر قرآن مجید ۷۰ مقامات پر ہوا ہے۔ نفس لوامہ کی قسم اس لئے ہے کہ یہ ایک داخلی عدالت ہے جو قیامت کی دلیل بھی ہے اور اس کا نمونہ بھی ہے۔

ف: صادق آل محمدؑ کا ارشاد ہے کہ موت شہوتوں کو مارنے والی، غفلت کو جڑ سے اکھاڑ دینے والی، وعدہ الٰہی کو تقویت بخشنے والی، دل کو نرم کر دینے والی، ہوا پرستی کے نشانات کو توڑ دینے والی اور حرص کی آگ کو بجھا دینے والی حقیقت کا نام ہے۔

عاجلہ۔ دنیا در مقابل آخرت۔

ناضرہ۔ نضرت سے مشتق ہے یعنی خوبصورتی۔

اردو حاشیہ

الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ

جدائی کا لمحہ آ گیا ہے۔(28)اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔(29)تو وہ آپ کے رب کی

يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ

طرف چلنے کا دن ہو گا۔(30)پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔(31)بلکہ تکذیب کی

كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾

اور روگردانی کی۔(32)پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔ (33)

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ

(اب عذاب الٰہی) تیرے لیے شائستہ تر ہے سزاوار تر۔(34) پھر (تباہی) تیرے لیے شائستہ تر ہے سزاوار تر۔(35) کیا انسان یہ خیال

الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً

کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟(36) کیا وہ (رحم میں) ٹپکائے جانے والے

مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾

منی کا ایک نطفہ نہ تھا؟ [۳] (37) پھر وہ لوتھڑا بنا پھر (اللہ نے) اسے خلق کیا پھر اسے معتدل بنایا۔ (38)

فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ

پھر اس سے مرد اور عورت کا جوڑا بنایا۔ [۴] (39) کیا اس ذات کو

ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

یہ طاقت حاصل نہیں کہ وہ مرنے والوں کو زندہ کرے؟(40)

عربی حاشیہ

اِلٰی۔ حرف جر بھی ہوسکتا ہے اور نعمت کے معنی میں بھی ہوسکتا ہے جس کی جمع الاء ہوتی ہے۔

فاقرہ۔ ایسی مصیبت جو انسان کی کمر توڑ دے۔

تراق۔ ترقوہ کی جمع ہے..... گردن۔

تراق۔ علاج کرنے والا۔ یہ رقیہ سے نکلا ہے یعنی وہ کلمات جن سے علاج کیا جاتا ہے۔ جھاڑ پھونک وغیرہ۔

ساق۔ پنڈلی ہے ......اور پنڈلیوں کا آپس میں لپٹ جانا بے بسی کی علامت ہے اور عرب اس لفظ ساق کو صرف سختیوں اور مصیبتوں میں استعمال کرتے ہیں۔

یمطی۔ مط سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں مد یعنی کھینچنا۔ یہ غرور کی نشانی ہے۔

اردو حاشیہ

(۳) اصل کام قرآن کا دل کے اندر جمع ہو جانا ہے اس کے بعد اس کی تلاوت ہے۔ ورنہ دل قرآن سے خالی رہا اور صرف تلاوت کی گئی تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ امت کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنے کیلئے رسول اکرمؐ کو مخاطب بنایا گیا ہے کہ صرف تلاوت، قرائت اور حافظہ کی کوئی قیمت نہیں ہے جب تک کہ دل کی گہرائیوں میں اس کے مطالب اور مفاہیم کی جگہ نہ ہو اور انسان اس سے مکمل طور پر استفادہ نہ کرے۔

(۴) مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیات دشمن اسلام ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جس نے نہ پیغمبرؐ کے بیان کی تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ مسلسل استہزاء کرتا رہا یہاں تک کہ پیغمبرؐ نے ہاتھ پکڑ کر کہہ دیا کہ تیرے لئے عذاب ہی عذاب اور جہنم ہی جہنم ہے اور پھر بھی کوئی اثر نہ ہوا۔

قدرت نے اس مقام پر پھر انسان کو اس کی اوقات سے باخبر کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ کے حوالے سے قیامت کو ثابت کرنا چاہا ہے بشرطیکہ انسان میں حق کے قبول کرنے کی صلاحیت باقی رہ گئی ہو اور حرف حق کو قبول کر سکتا ہو۔

آیاتها ۳۱ ۷۶ سُورَةُ الدَّهْرِ مَدَنِيَّةٌ ۹۸ رکوعاتها ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا

کیا زمانے میں انسان پر ایسا وقت آیا ہے جب وہ کوئی قابل

مَّذْكُوْرًا ۝۱ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ

ذکر چیز نہ تھا؟ (۱) (1) ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا کہ اسے آزمائیں

نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۲ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ

پس ہم نے اسے سننے والا، دیکھنے والا بنایا۔(2)ہم نے اسے راستے کی ہدایت کر دی

اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

خواہ شکر گزار بنے اور خواہ ناشکرا۔(3)ہم نے کفار کے لیے زنجیریں اور طوق

سَلٰسِلَاۡ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝۴ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ

اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔(4)نیک لوگ یقیناً ایسا مشروب

مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا

پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔(5)یہ ایسا چشمہ ہے جس سے اللہ کے

عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝۶ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ

بندے پئیں گے اور خود اسے (جیسے چاہیں) جاری کر دیں گے۔(6)جو نذر پوری کرتے ہیں

عربی حاشیہ

اولیٰ۔ یعنی ہلاکت قریب آ گئی ہے۔
سدیٰ۔ مہمل، بے کار، آزاد۔
ہل اتی۔ یعنی قد اتی۔
حین۔ دہر طویل زمانہ ہے اور حین اس کا ایک حصہ ہے۔
امشاج۔ مخلوط۔
سلاسل۔ زنجیریں۔
اغلال۔ جس سے ہاتھ پس گردن سے باندھ دیئے جائیں۔
سعیر۔ بھڑکتی ہوئی آگ۔
کاس۔ پیالہ، مراد شراب ہے۔

ف: صدر اسلام میں قید خانہ کا کوئی وجود نہیں تھا اور قیدی مسلمانوں کی حراست اور تربیت میں رہا کرتے تھے لہٰذا اس کا دروازہ پر آ کر سوال کرنا کوئی ناممکن امر نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) انسان کو راہِ راست پر لانے، امتحان میں کامیاب بنانے اور شکر گزار قرار دینے کیلئے قدرت نے اپنے مختلف احسانات کا تذکرہ کیا ہے:۔

۱۔ انسان ابتداء میں عدم محض تھا اور اس کا دور دور کوئی ذکر نہیں تھا۔

۲۔ ہم نے اسے ایک ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا ہے جس میں دو مختلف مادّے ٹکرا کر فنا ہو جانے کے بجائے ایک نئے وجود کا مقدمہ بن گئے ہیں۔

وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿٧﴾ وَ يُطْعِمُوْنَ

اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی ہر طرف پھیلی ہوئی ہو گی۔(7)اور اپنی خواہش کے

الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ﴿٨﴾ اِنَّمَا

باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔(8)(وہ ان سے کہتے ہیں:) ہم تمہیں صرف اللہ (کی رضا)

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿٩﴾

کیلئے کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ تو کوئی معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکر گزاری۔ [۲] (9)

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ﴿١٠﴾ فَوَقٰهُمُ

ہمیں تو اپنے رب سے اس دن کا خوف ہے جو شدید مصیبت (کی وجہ) سے بدمنظر ہو گا۔(10)پس اللہ

اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ﴿١١﴾ وَجَزٰىهُمْ

انہیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھے گا اور انہیں شادابی اور مسرت عنایت فرمائے گا۔(11)اور ان کے صبر کے عوض

بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿١٢﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى

انہیں جنت اور ریشمی لباس عنایت فرمائے گا۔(12)وہ اس (جنت) میں مسندوں پر

الْاَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ﴿١٣﴾

تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جس میں نہ دھوپ کی گرمی دیکھنے کا اتفاق ہو گا اور نہ سردی کی شدت۔ (13)

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿١٤﴾ وَيُطَافُ

اور (پھلدار درخت) ان پر سایہ فگن ہوں گے اور میووں کے گچھے ان کی دسترس میں ہوں گے۔(14)اور ان کے

عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ﴿١٥﴾

لیے چاندی کے برتنوں اور بلوریں پیالوں کے دور چلیں گے۔ (15)

عربی حاشیہ

مستطیر۔ منتشر۔ صبح کی روشنی جب پھیل جاتی ہے تو اسے مستطیر کہا جاتا ہے۔
عبوس۔ جس دن چہرے بگڑ جائیں گے۔
قمطریر۔ چہرے بالکل مسخ ہوجائیں گے۔
زمہریر۔ انتہائی سرد۔
ذللت۔ مسخر اور زیر اختیار بنادیے گئے۔
قطوف۔ قطف کی جمع ہے یعنی چنے جانے والے پھل اور میوے۔
اکواب۔ وہ پیالے جن میں دستے نہ ہوں۔
قواریر۔ قارورہ کی جمع ہے یعنی شیشے کا ظرف۔
من فضۃ۔ یعنی شیشے کی چمک بھی ہے اور چاندی کی قدروقیمت بھی۔

اردو حاشیہ

(۶) ہم نے انسان کو سماعت وبصارت سے نواز کر جمادات ونباتات سے بلندتر بنا دیا ہے۔
۴۔ ہم نے ہی اسے ہدایت دے کر حیوانات سے بھی اونچا بنادیا ہے۔
۵۔ مگر اس کے حال پر افسوس ہے کہ وہ شکر گزار بندہ نہ بن سکا اور اس کے درمیان کفرانِ نعمت کرنے والے بھی پیدا ہوگئے۔ اور اس طرح اس نے اپنے کو جمادات ونباتات اور حیوانات سے بدتر بنا دیا کہ وہ سب اوامر الٰہیہ کی خلاف ورزی نہیں کرتے ہیں اور یہ ہر آن بغاوت اور سرکشی پر آمادہ رہتا ہے۔

قَوَارِيْرَاْ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا

شیشے بھی (کانچ کے نہیں بلکہ) چاندی کے ہوں گے جنہیں ساقی نے ایک مناسب مقدار میں بھرا ہوگا۔(16) اور وہاں انہیں ایک ایسا جام

كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾

پلایا جائے گا جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوگی۔(17) جنت میں ایک ایسے چشمے سے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔(18)

وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ

اور (خدمت کے لیے) ان کے گرد ایسے لڑکے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ آپ انہیں

حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ

دیکھیں تو بکھرے ہوئے موتی خیال کریں گے۔(19) اور آپ جہاں بھی نگاہ ڈالیں گے بڑی نعمت

نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ

اور عظیم سلطنت نظر آئے گی۔(20) ان کے اوپر سبز دیباج اور اطلس کے کپڑے ہوں گے۔

وَّاِسْتَبْرَقٌ ۡ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰهُمْ

انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار

رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً

انہیں پاکیزہ مشروب پلائے گا۔(21) یقیناً یہ تمہارے لیے جزاء ہے

وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ

اور تمہاری یہ محنت قابل قدر ہے۔(22) یقیناً ہم نے ہی آپ پر قرآن

الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ ۚ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ

بتدریج نازل کیا ہے۔(23) لہٰذا آپ اپنے رب کے حکم پر صبر کریں اور ان میں سے

عربی حاشیہ

زنجبیل۔ عرب شراب میں زنجبیل کی آمیزش کو بہت پسند کرتے تھے۔

سلسبیل۔ وہ شراب جو آسانی سے حلق سے اتر جائے۔

ثم۔ وہاں یعنی جنت میں۔

سندس۔ ہلکا ریشم۔

استبرق۔ موٹا ریشم کا کپڑا۔

اوکفوراً۔ حرف یہ بات کی شدت کے اظہار کے ہے ورنہ جو کافر ہیں وہی گنہگار بھی ہوتے ہیں۔

ف: آخری آیات میں اگرچہ خطاب پیغمبر اسلامؐ سے ہے لیکن پانچ احکام ہر اس شخص کے لئے ضروری ہیں جو قرآنی احکام کو رواج دے کر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل کرنا چاہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۷) زمخشری اور فخر رازی دونوں نے نقل کیا ہے کہ آیات کریمہ اہلبیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ جب حضرات حسنؑ و حسینؑ بیمار ہوئے اور پیغمبرؐ نے حضرت علیؑ کو نذر کرنے کی دعوت دی اور انہوں نے مع جناب فاطمہؑ اور فضہ کے تین تین روزہ کی نذر کر لی اور جب شفا کے بعد روزے رکھے تو تین صاع جو لے آئے۔ جناب فاطمہؑ نے ایک ایک صاع کی پانچ پانچ روٹیاں تینوں دن تیار کیں اور وقت افطار کبھی مسکین، کبھی یتیم اور کبھی اسیر آ گیا اور سب نے اپنی روٹیاں اس کے حوالے کر دیں اور پانی سے افطار کر لیا۔ تیسرے دن پیغمبرؐ نے یہ حال دیکھا تو پریشان ہوئے اور جبریل سورہ لے کر نازل ہوئے کہ یہ اہلبیتؑ کے ایثار کی جزا ہے۔

واضح رہے کہ اس مقام پر اولاً تو قدرت نے خود اہلبیتؑ کے کردار کی ترجمانی کی ہے کہ ہم جزا اور شکر یہ نہیں چاہتے ہیں جو انکے کمالِ کردار کی علامت ہے اور ہمارے لئے کارِ خیر کرنے کی بہترین تعلیم ہے ورنہ اہلبیتؑ نے اپنی زبان سے یہ بات نہیں کہی تھی اور دوسری طرف ان کے خوف قیامت کا مسلسل ذکر کیا ہے تا کہ ہم خوف قیامت سے بے نیاز نہ ہو جائیں۔ جب ایسے کردار والوں کو ہول قیامت کا خیال ہے تو ہماری کیا حقیقت ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب جناب سیدہؑ کے ہاتھ کی پکائی ہوئی روٹیاں سائل کو دی گئی ہیں تو ان کے نام پر نذر ہو جانے کے بعد صاحبانِ ایمان اور خاص کر

مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا ۚ﴿۲۴﴾ وَ اذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ بُكۡرَةً

کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانیں۔(24)اور صبح وشام اپنے رب کے نام کا

وَّ اَصِيۡلًا ۚۖ﴿۲۵﴾ وَ مِنَ الَّيۡلِ فَاسۡجُدۡ لَهٗ وَ سَبِّحۡهُ لَيۡلًا

ذکر کیا کریں۔(25)اور رات کے ایک حصے میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو جایا کریں اور رات کو دیر تک تسبیح

طَوِيۡلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوۡنَ الۡعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوۡنَ

کرتے رہا کریں۔(26)یہ لوگ یقیناً عجلت (دنیا) پسند ہیں اور اپنے پیچھے

وَرَآءَهُمۡ يَوۡمًا ثَقِيۡلًا ﴿۲۷﴾ نَحۡنُ خَلَقۡنٰهُمۡ وَ شَدَدۡنَاۤ

ایک بہت سنگین دن کو نظر انداز کیے بیٹھے ہیں۔(27)ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے

اَسۡرَهُمۡ ۚ وَ اِذَا شِئۡنَا بَدَّلۡنَاۤ اَمۡثَالَهُمۡ تَبۡدِيۡلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ

جوڑ مضبوط کیے اور جب ہم چاہیں ان کے بدلے ان جیسے اور لوگ لے آئیں۔(28)یہ یقیناً

هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ ۚ فَمَنۡ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيۡلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا

ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے۔(29)اور تم

تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا

لوگ صرف وہی چاہ سکتے ہو جو اللہ چاہتا ہے یقیناً اللہ بڑا علم والا،

حَكِيۡمًا ۖ﴿۳۰﴾ يُّدۡخِلُ مَنۡ يَّشَآءُ فِىۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِيۡنَ

حکمت والا ہے۔(30)اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور اس نے

اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ﴿۳۱﴾ ع

ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔(31)

عربی حاشیہ

ف: آیت نمبر ۳۰ میں انسان کی آزادی اور آیت نمبر ۳۱ میں مشیت کی پابندی جبر وتفویض دونوں کی کھلی ہوئی تردید ہے اور اس امر کا اعلان ہے کہ مسئلہ بین بین ہے اور اس کی تاکید آخری آیت میں بیان کی گئی ہے۔

اسر۔ اسار کی جمع ہے یعنی رگیں اور اعصاب۔ اساراس رسی کو کہا جاتا ہے جس سے محمل وغیرہ کو باندھا جاتا ہے۔

مرسلات۔ اس صفت کا موصوف بیان نہیں کیا گیا لیکن عاصفات کا قرینہ علامت ہے کہ اس سے ہوائیں مراد ہیں۔

عصفا۔ تیز وتند ہوا۔

والنا شرات۔ واؤ علامت ہے کہ یہ مرسلات کے علاوہ کوئی شے ہے اور اسی لئے علماء نے اس سے ملائکہ کو مراد لیا ہے اور انھیں کا کام پر پھیلا کراڑنا یا مردہ نفوس کو زندہ کرنا ہے اور انھیں کا مقصد حق وباطل میں تفریق کا پیغام لانا ہے۔

اردو حاشیہ

سادات کو کس طرح محروم کیا جا سکتا ہے اور یہ احترام کی کون سی قسم ہے جو خود سیرت اہلبیتؑ کے خلاف ہے معنوی اعتبار سے سائل کیسے ہی رہے ہوں لیکن ظاہری طور پر مدینہ کے مسکین ویتیم اور اسیر تھے اور احکام شریعت ظاہر ہی سے طے کئے جاتے ہیں۔ معنویات کی دنیا اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے اور اس کو احکام کی بنیاد نہیں بنایا جا سکتا ہے۔

ایاتها ۵۰ ۷۷ سُوۡرَۃُ الۡمُرۡسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ ۳۳ رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو مسلسل بھیجے جاتے ہیں۔(1) پھر تیز رفتاری سے چلنے والے ہیں۔(2) پھر (صحیفوں کو) کھول دینے والے

نَشۡرًا ۙ﴿۳﴾ فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ﴿۵﴾ عُذۡرًا اَوۡ

ہیں۔(3) پھر (حق و باطل کو) جدا کرنے والے ہیں۔(4) پھر یاد (خدا دلوں میں) ڈالنے والے ہیں۔(5) حجت تمام کرنے کیلئے ہو یا

نُذۡرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوۡمُ طُمِسَتۡ ۙ﴿۸﴾

تنبیہ کے لیے۔(6) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ یقیناً واقع ہونے والی ہے۔(7) پس جب ستارے بے نور کر دیے جائیں گے۔(8)

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتۡ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الۡجِبَالُ نُسِفَتۡ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ

اور جب آسمان میں شگاف ڈال دیا جائے گا۔(9) اور جب پہاڑ اڑا دیے جائیں گے۔(10) اور جب رسولوں کو مقررہ وقت پر

اُقِّتَتۡ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ

لایا جائے گا۔(11) کس دن کے لئے وقت کا تعین ہوا ہے؟(12) فیصلے کے دن کے لئے۔(13) اور آپ کو کیا خبر کہ

مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ﴿۱۴﴾ؕ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ نُہۡلِکِ

فیصلے کا دن کیا ہے؟(14) اس دن تکذیب کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔(15) کیا ہم نے اگلوں کو

الۡاَوَّلِیۡنَ ؕ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتۡبِعُہُمُ الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۷﴾ کَذٰلِکَ نَفۡعَلُ

ہلاک نہیں کیا تھا؟ [1] (16) پھر بعد والوں کو بھی ہم ان کے پیچھے لائیں گے۔(17) مجرموں کے ساتھ

عربی حاشیہ

عذراً۔ لوگوں کے عذر کو ختم کرنے کے لئے۔

نذراً۔ عذاب الٰہی سے ڈرانے کے لئے۔

طمست۔ محو کر دیئے جائیں کہ آثار بھی نظر نہ آئیں۔

فرجت۔ یعنی شگافتہ کر دیئے جائیں۔

نُسفت۔ جڑ سے اکھاڑ دیئے جائیں۔

اقتت۔ وقت مقررہ کو پہنچ جائیں ویل عذاب یا ہلاکت۔ یہ فقرہ اس سورہ میں دس مرتبہ دہرایا گیا ہے اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جھٹلانے والوں کے لئے دس طرح کے عذاب مہیا کئے گئے ہیں۔

ف: مقام قسم میں ہواؤں کے ساتھ فرشتوں کا ذکر علامت ہے کہ عالم مادیات و معنویات میں دونوں کا عمل ایک جیسا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) یوں تو انسان کو آزاد اور صاحب اختیار بنایا گیا ہے لیکن کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنے ارادہ و اختیار کو مکمل طور سے مشیت الٰہی کا پابند بنا دیا ہے اور اس کی مرضی کے خلاف سوچنے کا بھی ارادہ نہیں کرتے ہیں اور یہی ان کے کردار کا کمال اور ان کی عظمت کا راز ہے۔

اس مقام پر اہلبیتؑ کا کمال مشیت الٰہی کی پابندی کو قرار دیا گیا ہے اور واقعاً یہی ایک بندے کا کمال کردار ہے کہ وہ اپنے کو اپنے مالک کے حوالے کر دے۔ اس کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ مشیت الٰہی ان کی مرضی کے تابع ہے کہ خدا بندے کا تابع نہیں ہوسکتا ورنہ خدائی ختم ہو جائے گی۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے بندے کی لاج رکھنے کے لئے اس کی مرضی کے مطابق کام انجام دے دیتا ہے کہ اس بندہ کی مرضی اصل میں مرضی پروردگار ہی ہوتی ہے۔

بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ

ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ [۲] (18)اس دن جھٹلانے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔(19) کیا ہم نے تمہیں

مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ

حقیر پانی سے خلق نہیں کیا؟(20) پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام میں ٹھہرائے رکھا۔(21) ایک معین مدت

مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ

تک کیلئے۔(22) پھر ہم نے ایک انداز سے منظّم کیا پھر ہم بہترین انداز میں منظّم کرنے والے ہیں۔(23) اس دن کے جھٹلانے والوں

لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۴﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْیَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾

کیلئے ہلاکت ہے۔(24) کیا ہم نے زمین کو قرار گاہ نہیں بنایا۔(25) زندوں کے لیے اور مردوں کے لئے۔(26)

وَّجَعَلْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَیْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾

اور ہم نے اس میں بلند پہاڑ گاڑ دیئے اور ہم نے تمہیں شیرین پانی پلایا۔ (27)

وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ

اس دن جھٹلانے والوں کیلئے ہلاکت ہے۔(28) اب تم لوگ جاؤ اس چیز کی طرف جسے

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِیْلٍ

تم جھٹلاتے تھے۔(29) چلو اس دھویں کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔(30) نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ ہی

وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ

آگ کے شعلوں سے بچانے والا ہے۔(31) یقیناً اس (جہنم) سے ایسی چنگاریاں اڑتی ہیں جو محل کے برابر ہیں۔(32) گویا کہ

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا یَوْمُ لَا

وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔(33) اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔(34) یہ وہ دن ہے جس میں

المنزل ۷

عربی حاشیہ

ف: تین شعبہ والا سایہ قوت شہویہ، غضبیہ اور وہمیہ کا اثر بھی ہوسکتا ہے اور اسلام کے تین بنیادی عقائد کی تکذیب کا اثر بھی ہوسکتا ہے لیکن یہ سایہ آرام بخش نہیں بلکہ اذیت میں اضافہ کرنے والا ہے۔

ماءِ مہین۔ حقیر پانی۔ نطفہ۔ قرارِ مکین۔ محل قیام۔ مستقر۔ رحم۔ قدر معلوم۔ وقت معین۔

کفایت۔ وہ جگہ جہاں چیز کو سمیٹا اور پھیلایا جاتا ہے۔ بقولے کفت کی جمع ہے یعنی ظرف۔

رواسی۔ مستحکم پہاڑ۔

فرات۔ شیریں اور خوشگوار۔

ظل۔ جہنم کا دھواں۔

ظلیل۔ گرمی سے کام آنے والا۔

شرر۔ شررۃ کی جمع ہے چنگاری۔

قصر۔ بلند مکان۔

جمالۃ۔ جمل کی جمع ہے۔ اونٹ۔

عذر۔ ایسی شے کا تلاش کرنا جو گناہ کو

اردو حاشیہ

(۲) کیا قیامت خیز منظر ہوگا جب ستارے ماند پڑ جائیں گے آسمان ٹوٹ جائیں گے، پہاڑ اڑنے لگیں گے۔ اولین و آخرین جمع کر لئے جائیں گے۔ حساب وکتاب شروع ہو جائے گا اور فیصلہ کا وقت قریب آ جائے گا۔

انسان اس ہولناک منظر کا تصور بھی کر لے تو جرم وگناہ کرنے کی ہمت نہ کرے۔ ہمارے گناہ اور جرائم اس بات کی علامت ہیں کہ ہم نے قیامت کا اقرار تو کیا ہے لیکن اس کا تصور نہیں کیا ہے اور اسی لئے قرآن کریم نے اس منظر کا نقشہ کھینچ دینا چاہا ہے تا کہ انسان راہِ راست پر آ جائے اور اسی ارحم الراحمین کے بندے نذرِ آتش جہنم نہ ہونے پائیں۔ وہ اپنے بندوں کو جنۃ النعیم عطا کرنا چاہتا ہے۔ آتش جہنم میں جلانا نہیں چاہتا ہے۔

(۳) جہنم کا دھواں تین طرف سے مجرمین کو گھیرے ہوگا۔ سامنے کی طرف سے، داہنی طرف سے اور بائیں طرف سے مگر یہ سہ شبہ سایہ بھی عذاب جہنم سے نہ بچا سکے گا بلکہ اس کی حرارت اور سختی میں اضافہ ہی کا باعث ہوگا۔

(۴) جس طرح کفار دنیا میں اسلامی تعلیمات پر طنز کیا کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے اسی طرح روز قیامت ان سے کہا جائے گا کہ اب دنیا والا کوئی اگر استعمال کر کے اپنے کو عذاب جہنم سے بچالو اور وہ کچھ نہ کرسکیں گے تب انہیں اپنی بدبختی کا صحیح احساس ہوگا۔

يَنْطِقُوْنَ ۝٣٥ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ۝٣٦ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

وہ بول نہیں سکیں گے۔(35)اور انہیں اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ عذر پیش کریں۔(36)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٣٧ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ۝٣٨

ہلاکت ہے۔(37)یہ فیصلے کا دن ہے۔ ہم نے تمہیں اور پہلے لوگوں کو جمع کیا۔(38)

فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ۝٣٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٠ ع

اب اگر تم کوئی حیلہ کر سکتے ہو تو میرے مقابلے میں حیلہ کرو۔(39)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔(40)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝٤١ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝٤٢

تقویٰ اختیار کرنے والے یقیناً سایوں اور چشموں میں ہوں گے۔(41)اور ان پھلوں میں جن کی وہ خواہش کریں گے۔(42)

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٤٣ اِنَّا كَذٰلِكَ

اب تم اپنے اعمال کے صلے میں خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو۔(43)ہم نیکی کرنے والوں کو

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝٤٤ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٥ كُلُوْا وَ

ایسا ہی صلہ دیتے ہیں۔(44)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ [۳] (45) کھاؤ اور

تَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝٤٦ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٧

تھوڑے دن مزے کرو۔ یقیناً تم مجرم ہو۔(46)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔(47)

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝٤٨ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔(48)اس دن جھٹلانے والوں کے لیے

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝٤٩ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝٥٠ ع

ہلاکت ہے۔(49)پس اس (قرآن) کے بعد وہ کس کلام پر ایمان لائیں گے؟(50)

عربی حاشیہ

محو کر سکے۔

کید۔ حیلہ ووسیلہ۔

ظلال۔ درختوں کے سائے۔ ظل کی جمع ہے۔

فواکہ۔ فاکہہ کی جمع ہے۔ میوے۔

رکوع۔ نماز کا ایک رکن ہے اور خضوع کے اعتبار سے نماز کی روح ہے۔ یا عام خضوع اور تواضع مراد ہے چاہے نماز میں ہو یا نماز سے باہر۔

ف: متقین کا ذکر آیت نمبر ۴۱ میں تقویٰ سے شروع ہوا ہے اور آیت نمبر ۴۴ میں حسن عمل پر ختم ہوا ہے کہ یہ حضرات برائیوں سے پرہیز کرنے والے ہیں اور نیکیاں انجام دینے والے ہیں۔ اس کے بعد مجرمین کا ذکر ہوا ہے لیکن متقین کے لئے ھنیئاً ہے اور مجرمین کے لئے قلیلاً۔ وہ محسنین ہیں اور یہ مجرمین؟

اردو حاشیہ

(۵) بعض مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب ابوسفیان کی زوجہ اسلام لائی تو پیغمبر اسلامؐ نے پوچھا کہ تو نے اسلام کو کیسا پایا؟ اس نے کہا بہت عمدہ ہے صرف تین خرابیاں ہیں۔ ایک رکوع اور سجدہ، ایک پردہ اور ایک غلام حبشی کا بام کعبہ پر اذان دینا۔ آپ نے فرمایا جہاں تک رکوع وسجدہ کا تعلق ہے تو اس کے بغیر نماز نماز نہیں ہے لہٰذا یہ ضروری ہے اور جہاں تک پردہ اور چادر کا تعلق ہے تو یہ بہترین حجاب ہے لہٰذا ضروری ہے اور جہاں تک بلال حبشی کے موذن ہونے کا تعلق ہے تو یہ بہترین غلام ہے لہٰذا اس کے ہوتے ہوئے غیر کے موذن بننے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ یعنی اسلام کا تقاضا یہ ہے کہ خدا ورسول کے احکام کو تسلیم کیا جائے اور ان سے اپنی بات منوانے کی فکر نہ کی جائے۔ یہ انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ لوگ اسلام میں بھی اپنی ہی بات منوانا چاہتے ہیں اور خدا ورسولؐ کی بات نہیں ماننا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا نام انانیت ہے اسلام نہیں ہے۔

ایاتها ۴۰ ۷۸ سُورَةُ النَّبَإِ مَكِّيَّةٌ ۸۰ رکوعاتها ۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

عَمَّ يَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ‏ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِيۡمِ ۙ‏ ﴿۲﴾ الَّذِىۡ هُمۡ

یہ لوگ کس چیز کے بارے میں باہم سوال کر رہے ہیں؟(1) کیا اس عظیم خبر کے بارے میں؟ [1] (2) جس میں یہ اختلاف کر

فِيۡهِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ‏ ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ ۙ‏ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعۡلَمُوۡنَ‏ ﴿۵﴾

رہے ہیں؟(3) (جیسے مشرکین سوچتے ہیں ایسا) ہرگز نہیں! عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔(4) پھر (کہتا ہوں ایسا) ہرگز نہیں!

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا ۙ‏ ﴿۶﴾ وَّالۡجِبَالَ اَوۡتَادًا ۖ‏ ﴿۷﴾ وَّ

عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا (کہ قیامت برحق ہے)۔(5) کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا؟(6) اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا؟(7) اور

خَلَقۡنٰكُمۡ اَزۡوَاجًا ۙ‏ ﴿۸﴾ وَّجَعَلۡنَا نَوۡمَكُمۡ سُبَاتًا ۙ‏ ﴿۹﴾ وَّجَعَلۡنَا

ہم نے تمہیں جوڑا جوڑا پیدا کیا۔(8) اور ہم نے تمہاری نیند کو (باعث) سکون بنایا۔(9) اور رات کو ہم نے

الَّيۡلَ لِبَاسًا ۙ‏ ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلۡنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۖ‏ ﴿۱۱﴾ وَّبَنَيۡنَا فَوۡقَكُمۡ

پردہ قرار دیا۔(10) اور دن کو ہم نے معاش (کا ذریعہ) بنایا۔(11) اور تمہارے اوپر ہم نے

سَبۡعًا شِدَادًا ۙ‏ ﴿۱۲﴾ وَّجَعَلۡنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۖ‏ ﴿۱۳﴾ وَّاَنۡزَلۡنَا

سات مضبوط آسمان بنائے۔(12) اور ہم نے ایک روشن چراغ بنایا۔(13) اور بادلوں سے

مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ‏ ﴿۱۴﴾ لِّنُخۡرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ

ہم نے موسلا دھار پانی برسایا۔(14) تاکہ ہم اس سے غلہ اور

نَبَاتًا ۙ‏ ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلۡفَافًا ؕ‏ ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوۡمَ الۡفَصۡلِ كَانَ

سبزیاں اگائیں۔(15) اور گھنے باغات اگائیں۔(16) یقیناً فیصلے کا دن

المنزل۷

عربی حاشیہ

عم۔ اس کی اصل ہے عن ما۔ نون کو میم میں ملا دیا گیا ہے اور آخر کے الف کو تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا ہے۔

مہاد۔ فرش، گہوارہ۔

اوتاد۔ میخیں۔ وتد کی جمع ہے۔

سباتا۔ سبت سے نکلا ہے یعنی قطع کہ انسان رات کے وقت سارے اعمال سے الگ ہو کر آرام کرتا ہے۔

سبع شداد۔ سات آسمان۔

دہاج۔ بھڑکتا ہوا۔ دہج سے نکلا ہے یعنی حرارت۔

معصرات۔ وہ بادل جن کے برسنے کا وقت آجائے۔

ثجاج۔ تیزی سے گرنے والا۔

الفاف۔ ایک سے ایک لپٹا ہوا۔

مرصاد۔ مہیا، تیار

احقاب۔ حقب کی جمع ہے یعنی زمانہ

حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔

غساق۔ جلد سے بہتی ہوئی پیپ۔

اردو حاشیہ

(۱) روایات میں نبأ عظیم کے بارے میں بہت سی باتیں وارد ہوئی ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ کفار کیلئے پیغمبرؐ اسلام کی بیان کی ہوئی ہر بات ایک عظیم خبر کی حیثیت رکھتی تھی اور وہ آپس میں اس موضوع پر گفتگو کرتے تھے کہ یہ روزانہ جو خبریں دیا کرتے ہیں ان میں کہاں تک واقعیت اور صداقت پائی جاتی ہے کبھی خدا کے بارے میں، کبھی آخرت کے بارے میں، کبھی نبوت کے بارے میں اور کبھی دیگر خبریں قدرت نے یہ واضح کر دیا کہ یہ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد اپنی قدرت کے شواہد بیان کئے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ موضوع بھی زیر بحث تھا۔ پھر آخرت کا ذکر کیا جو علامت ہے کہ یہ بھی ایک موضوع تھا۔ پھر دیگر جزئیات جزا و سزا کا ذکر کیا گیا اور درمیان میں بعض دیگر اہم نکات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا مثلاً (کذبوا بایٰتنا کذابا) جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کافروں نے خدائی آیات کا بھی انکار کیا تھا اور انہیں بھی جھٹلایا تھا جس سے اس بیان کی بھی تائید ہوتی ہے کہ نبأ عظیم سے مراد ولایت حضرت علیؑ بن ابی طالب ہے جس کا اعتراف (بقولے) بدترین دشمن عمرو عاص نے بھی کیا ہے کہ ہو النبأ العظیم وفلک نوح اور اس کا ایک اشارہ سورہ کے آخر میں بھی ہے کہ کافر کی یہ آرزو ہوگی کہ کاش میں تراب ہوتا جس سے اس امر کا اشارہ ملتا ہے کہ وہ غیر مکلّف اور جماد بنا رہنا چاہتا تھا اور اس امر کا بھی اشارہ ملتا ہے کہ فیصلہ ابوتراب کی محبت پر ہونے والا ہے اور کافر اس سے بھی محروم رہ گیا ہے۔ اسی لئے آرزو کر رہا ہے کہ کاش میں تراب ہوتا تو ابوتراب کے زیر حکومت ہوتا اور ان کی محبت کو اپنے دل میں لے کر میدان حشر میں آتا۔

مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾

مقرر ہے۔(17)اس دن صور پھونکا جائے گا تو تم لوگ گروہ درگروہ نکل آؤ گے۔ (18)

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّ سُيِّرَتِ

اور آسمان کھول دیے جائیں گے تو دروازے ہی دروازے ہوں گے۔(19)اور پہاڑ چلا دیے جائیں گے

الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾

تو وہ سراب ہو جائیں گے۔(20)جہنم یقیناً ایک گھات ہے۔ (21)

لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ

جو سرکشوں کے لئے ٹھکانا ہے۔(22)جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔(23)وہاں وہ کسی ٹھنڈک

فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً

اور مشروب کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔(24)سوائے کھولتے ہوئے پانی اور بہتی پیپ کے۔(25)یہ(ان کے جرائم کا)

وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّ كَذَّبُوْا

ایک موزوں بدلہ ہے۔(26)یہ لوگ یقیناً کسی حساب کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔(27) اور ہماری آیات کو

بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾

پوری قوت سے جھٹلاتے تھے۔(28)اور کتاب میں ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (29)

فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ

پس اب چکھو کہ ہم تمہارے عذاب میں اضافہ ہی کرتے جائیں گے۔(30) تقویٰ والوں کے لئے

مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾

یقیناً کامیابی ہے۔(31)باغات اور انگور ہیں۔(32)اور نوخیز ہم سن بیویاں ہیں۔ (33)

عربی حاشیہ

وفاقا۔ اعمال کے مطابق، مکمل۔

کذاب تفعیل کے معنی میں ہے یعنی واضح تکذیب۔

احصاء۔ حصی سے مشتق ہے کہ عرب میں گننے کا ذریعہ کنکر پتھر ہی تھے جس طرح کہ آج کل انگلیوں پر گنا جاتا ہے۔

ف: قرآنی نقطۂ نگاہ سے بیداری کی طرح نیند اور دن کی طرح رات سب نعمات پروردگار ہیں۔ آفتاب گرم ترین ہونے کے باوجود عظیم ترین نعمت ہے کہ اس سے حاصل ہونے والی روشنی کی قیمت کا بجلی سے حساب لگایا جائے تو ایک گھنٹہ کی قیمت ایک ارب سات سوملین ڈالر بنتی ہے جب کہ اس کا درجہ حرارت ۲۰ ملین درجہ ہے اور اس کا فاصلہ ۱۵۰ ملین کلومیٹر ہے۔

ف: ذرا آخرت کا انجام دیکھئے کہاں مفاز اور کہاں مرصاد، کہاں حدائق واعناب اور کہاں احقاب کہاں کا سادھا قا اور کہاں حمیما وغسا قا، کہاں کواعب اتراب اور کہاں جزاء وفاق۔

مفاز۔ عذاب سے نجات یعنی محل

اردو حاشیہ

وَّ كَاْسًا دِهَاقًاؕ ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًاۚ ﴿۳۵﴾

اور چھلکتے جام ہیں۔(34)وہ وہاں لغو اور جھوٹی بات نہیں سنیں گے۔ (35)

جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًاۙ ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ

عنایت کے طور پر آپ کے پروردگار کی طرف سے۔ یہ حساب شدہ جزاء ہو گی۔(36) جو کچھ آسمانوں اور

الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ

زمین اور ان کے درمیان میں ہے سب کے مالک (کی طرف سے) جونہایت مہربان ہے جس کے سامنے کسی کو بولنے کا

خِطَابًاۚ ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّاۙۗ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ

اختیار نہیں ہے۔(37)اس روز روح اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور کوئی بات نہیں کر سکے گا

اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ

سوائے اس کے جسے رحمٰن اجازت (۲) دے اور جو درست بات کرے۔(38) یہ ہے

الْيَوْمُ الْحَقُّۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾

وہ برحق روز۔ پس جو چاہتا ہے وہ اپنے رب کے پاس مقام بنا لے۔ (39)

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًاۖۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ

ہم نے تمہیں قریب آنے والے عذاب کے بارے میں تنبیہ کی ہے۔ اس روز انسان ان تمام اعمال کو دیکھ لے گا

مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ

جو وہ اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکا ہے اور کافر کہہ اٹھے گا: اے کاش!

تُرٰبًاࣖ ﴿۴۰﴾

میں خاک ہوتا۔(40)

عربی حاشیہ

فوز وکامیابی۔
کواعب۔ کاعب کی جمع ہے۔ وہ دوشیزہ جس کے پستان ابھر آئیں اور مکعب شکل میں ہوں۔
اتراب۔ ہمسن، ہمجولی۔
حساب۔ کافی۔ مصدر بجائے صفت۔
مآب۔ مرجع۔
نازعات۔ روح کھینچنے والے فرشتے۔
غرقا۔ یعنی ڈوب کر سختی کے ساتھ
ناشطات۔ مومنین کی روح کو آہستگی سے نکالنے والے۔
سابحات۔ تیز رفتاری سے آسمان سے زمین کی طرف آنے والے۔
سابقات۔ یعنی ہر روح کو فوراً اسکی منزل تک پہنچا دینے والے۔
راجفہ۔ شدید اضطراب پیدا کرنے والی۔
رادفہ۔ صور کی دوسری آواز۔
واجفہ۔ لرز جانے والے۔
خاشعہ۔ ذلیل، جھکی ہوئی۔
حافرہ۔ جس راستہ سے آیا ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) روز قیامت سخت ترین وقت ہوگا جہاں ملائکہ مقربین اور جبریل امین میں بھی زبان کھولنے کا یارانہ ہوگا لیکن اس کے باوجود رحمان بعض بندوں کو اجازت دے سکتا ہے کہ وہ عرض مدعا کریں اور دیگر بندوں کے حق میں سفارش کریں۔ ان کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ یہ ہر بات درست اور صحیح صحیح کہتے ہیں اور اس قانون کے سب سے عظیم مصداق معصومینؑ ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بندہ خدا کو سفارش کی اجازت ہو یا نہ ہو معصوم کو بہر حال اجازت ہوگی کہ وہ مرضی معبود کے خلاف زبان نہیں کھولتا ہے اور جو کہتا ہے وہی کہتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔

ایاتھا ۴٦ ﴿٧٩ سُوۡرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ٨١﴾ رکوعاتھا ٢

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَ النّٰزِعٰتِ غَرۡقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ

قسم ہے ان (فرشتوں) کی جوگھس (۱) کر (روح کافر) کھینچ لیتے ہیں۔(1) اور آسانی سے (روح مومن) نکال لیتے ہیں۔(2) اور تیزی سے

سَبۡحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا ۘ﴿۵﴾

لپکتے ہیں۔(3) پھر (حکم کی بجا آوری میں) خود سبقت لے جاتے ہیں۔(4) پھر امر کی تدبیر کرنے والے ہیں۔(5)

يَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ﴿۶﴾ تَتۡبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ﴿۷﴾ قُلُوۡبٌ

اس روز کانپنے والی کانپے گی۔(6) اس کے پیچھے دوسرا (لرزہ) آئے گا۔(7) کچھ دل

يَّوۡمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ﴿۸﴾ اَبۡصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۘ﴿۹﴾ يَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا

اس دن مضطرب ہوں گے۔(8) ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔(9) کہتے ہوں گے: کیا ہم

لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِى الۡحَافِرَةِ ؕ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ؕ﴿۱۱﴾

ابتداء کی طرف پھر واپس لائے جائیں گے؟(10) کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو چکے ہوں گے (تب بھی)؟(11)

قَالُوۡا تِلۡكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۘ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِىَ زَجۡرَةٌ

کہتے ہیں: پھر تو یہ واپسی گھاٹے کی ہو گی۔(12) پس یہ واپسی یقیناً صرف ایک

وَّاحِدَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ ؕ﴿۱۴﴾ هَلۡ اَتٰٮكَ حَدِيۡثُ

جھڑکی ہو گی۔(13) پھر وہ یکایک میدان (حشر) میں موجود ہوں گے۔(14) کیا موسیٰ کی خبر

مُوۡسٰى ۘ﴿۱۵﴾ اِذۡ نَادٰٮهُ رَبُّهٗ بِالۡوَادِ الۡمُقَدَّسِ طُوًى ۚ﴿۱۶﴾ اِذۡهَبۡ

آپ تک پہنچی؟ (۲) (15) جب ان کے رب نے طویٰ کی مقدس وادی میں انہیں پکارا تھا۔(16) (پھر حکم دیا)

وقف لازم

عربی حاشیہ

نخرہ۔ بوسیدہ۔

کرۃ خاسرہ۔ وہ واپسی جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

زجرۃ واحدہ یعنی یہ واپسی ایک صیحہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔

ساہرہ۔ وہ زمین ہے جس میں سراب ہو بعض لوگوں کے خیال میں ارض شام مراد ہے۔

ف: نزع، نشط، سبح الگ الگ اعمال ہیں لہٰذا ان کا ذکر واو کے ساتھ ہوا ہے اور سبقت وتدبر تیز رفتاری کے اثرات ہیں لہٰذا ان کا ذکر ف کے ساتھ ہوا ہے۔

ف: آیات کریمہ دلیل ہیں کہ غرض بعثت انبیاء قوم کی سرکشی ہے اور طریقہ ہدایت یہ ہے کہ پہلے نرمی سے پاکیزگی کی دعوت دی جائے۔ پھر ہدایت کی بات کی جائے، پھر ربوبیت کا حوالہ دیا جائے پھر خوف خدا پیدا کرایا جائے اور اگر یہ موعظہ حسنہ کارگر نہ ہو تب دلائل کا سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ منکر کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہم دعوائے بلا دلیل کو قبول نہیں کرتے ہیں!

اردو حاشیہ

(۱) مفسرین کے درمیان ان کلمات کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں کہ کوئی ملائکہ کو مراد لیتا ہے اور کوئی ستاروں کو لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ آیات میں کوئی صراحت نہیں ہے اور شاید مستقبل اسرار سے کچھ پردہ اٹھا سکے۔ ذکر قیامت سے یہ اشارہ ضرور ملتا ہے کہ ملائکہ مراد ہوں گے کہ وہی روح قبض کرنے والے ہیں اور انہیں کے حوالے بہت سے امور کی تدبیر کا کام کیا گیا ہے یہ کام ستاروں کے اختیار میں نہیں رکھا گیا ہے ویسے اللہ اپنے کلام کے مصادیق کو بہتر جانتا ہے۔ ہمارے لئے اہم موضوع قیامت کی تصویر کشی ہے جہاں ایک جھٹکے میں کائنات ایک چٹیل میدان میں آکر کھڑی ہو جائے گی اور ہر تکذیب کرنے والے کا وہی انجام ہوگا جو فرعون کا انجام ہوا ہے۔

(۲) کس قدر نرم اور لطیف گفتگو جناب موسیٰ علیہ السلام نے کی ہے۔ نہ اپنی شخصیت کا تذکرہ کیا، نہ اپنی عظمت کا اظہار کیا۔ صرف اتنی سی بات کہ بندۂ خدا کے دل میں خوف خدا پیدا ہونا چاہیے اور اس کے دل کو پاکیزہ ہونا چاہیے مگر فرعون نے ہنگامہ شروع کر دیا اور بے بسی کا یہ عالم تھا کہ رب اعلیٰ ہو کر بھی لوگوں کو مدد کیلئے طلب کر رہا تھا کہ جادوگر آکر خدا کی خدائی کو بچائیں یقیناً ایسا بے عقل اور بد دماغ انسان اس بات کا حقدار ہے کہ اسے آخرت میں بد دماغی کی سزا دی جائے اور دنیا میں بھی بے عقلی کی بنا پر رسوا کیا جائے۔ انسان کے پاس طاقت وصلاحیت نہ ہو تو بڑے عہدہ کا دعویٰ بھی نہ کرے اور اپنی اوقات کے اندر رہے۔

اِلٰى فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰٓى اَنۡ

فرعون کی طرف جائیں بلاشبہ وہ سرکش ہو گیا ہے۔(17) پھر اس سے کہہ دیں: کیا تو پاکیزگی اختیار کرنے کیلئے

تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَاَهۡدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخۡشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ

آمادہ ہے؟(18) اور میں تیرے رب کی طرف تیری رہنمائی کر دوں تا کہ تو خوف کرے۔[۳] (19) چنانچہ موسیٰ نے

الۡاٰيَةَ الۡكُبۡرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدۡبَرَ يَسۡعٰى ﴿۲۲﴾

فرعون کو بڑی نشانی دکھائی۔(20) مگر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔(21) پھر دوڑ دھوپ کرنے کیلئے لوٹ گیا۔(22)

فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الۡاَعۡلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ

چنانچہ (لوگوں کو) جمع کر کے پکارا۔(23) پھر کہنے لگا: میں ہی تمہارا رب اعلیٰ ہوں۔(24) پس اللہ نے

اللّٰهُ نَكَالَ الۡاٰخِرَةِ وَالۡاُوۡلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً

اسے آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔(25) ڈرنے والے کیلئے یقیناً اس میں

لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ﴿۲۶﴾ ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ﴿۲۷﴾

عبرت ہے۔(26) کیا تمہارا خلق کرنا زیادہ مشکل ہے یا اس آسمان کا جسے اس نے بنایا ہے؟ (27)

رَفَعَ سَمۡكَهَا فَسَوّٰٮهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغۡطَشَ لَيۡلَهَا وَاَخۡرَجَ

اللہ نے اس کی چھت اونچی کی پھر اسے معتدل بنایا۔(28) اور اس کی رات کو تاریک اور اس کے

ضُحٰٮهَا ﴿۲۹﴾ وَالۡاَرۡضَ بَعۡدَ ذٰلِكَ دَحٰٮهَا ﴿۳۰﴾ اَخۡرَجَ مِنۡهَا

دن کو روشن کیا۔(29) اور اس کے بعد اس نے زمین کو بچھایا۔(30) اس نے زمین سے

مَآءَهَا وَمَرۡعٰٮهَا ﴿۳۱﴾ وَالۡجِبَالَ اَرۡسٰٮهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمۡ

اس کا پانی اور چارہ نکالا۔(31) اور اس میں پہاڑ گاڑ دیے۔(32) تمہارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے

عربی حاشیہ

طویٰ۔ شام میں وادی مقدس کا نام ہے۔
آیت کبریٰ۔ عصا کا سانپ بن جانا یا ید بیضا۔
حشر۔ جمع کرنا۔
نکال۔ وہ سزا جو دیکھنے والوں کو جرم سے روک سکے۔
سمک کسی شے کو فضا میں بلند کر دینا۔
غطش۔ تاریک ہونا۔
ضحیٰ۔ شعاع آفتاب کا پھیل جانا۔
مرعیٰ۔ انسان اور جانور کی غذا۔
طامۃ۔ تمام مصائب سے بڑی مصیبت۔
طم۔ کسی شے کو پاٹ دینے کو کہا جاتا ہے۔
ماویٰ مرجع و مقام۔
مقام رب۔ جلال کبریائی یا اس کے سامنے حاضری۔
مرسیٰ۔ کب اس کو برپا کیا جائے گا۔
منتہی۔ منزل آخر۔
عشیۃ۔ زوال سے غروب تک کا وقت۔
ضحیٰ۔ صبح سے زوال تک کا وقت۔

اردو حاشیہ

(۳) آخرت میں نجات کا واضح اور مستقیم راستہ صرف یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں خوفِ خدا رکھتا ہو اور عملی میدان میں نفس کو خواہشات سے روکتا ہو۔ خواہشات ہی انسان کی تباہی کا سرچشمہ ہیں اور ان پر کنٹرول کرنا ہی انسان کی نجات کا بہترین وسیلہ ہے۔

انسان خواہشات پر قابو پا لے تو نہ حقائق کا انکار کرے گا اور نہ غلط منصب کا دعویٰ کرے گا۔ نہ غرور و غلط فہمی میں مبتلا ہو گا اور نہ حکم خدا کے مقابلہ میں اپنی رائے کو مقدم کرے گا۔ نہ قانون شریعت کے سامنے خانہ و خاندان اور دوست و احباب کو اہمیت دے گا اور نہ مال دنیا کی طمع میں حکم خدا کو نظر انداز کرے گا۔ نہ واجبات کو ترک کرے گا اور نہ محرمات کا ارتکاب کرے گا اور جو اپنے کو ایسا بنا لے گا اس کی نجات میں یقیناً کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ہے۔

وَلِأَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ﴿٣٤﴾ يَوْمَ

سامان زندگی کے طور پر۔(33) پس جب بڑی آفت آ جائے گی۔(34) تو اس دن

يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَىٰ ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَنْ

انسان اپنا عمل یاد کرے گا۔(35) اور دیکھنے والوں کے لئے جہنم ظاہر کی

يَرَىٰ ﴿٣٦﴾ فَأَمَّا مَنْ طَغَىٰ ﴿٣٧﴾ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾

جائے گی۔(36) پس جس نے سرکشی کی۔(37) اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی۔(38)

فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٣٩﴾ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ

پس اس کا ٹھکانا یقیناً جہنم ہو گا۔(39) اور جو شخص اپنے پروردگار کی بارگاہ میں

رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ

پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے اور نفس کو خواہشات سے روکتا ہے۔(40) پس اس کا ٹھکانہ

الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ﴿٤٢﴾

یقیناً جنت ہے۔(41) یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کب واقع ہوگی؟ (42)

فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا ﴿٤٣﴾ إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا ﴿٤٤﴾ إِنَّمَا

آپ کو کیا کام ہے اس (کی حقیقت) کے بیان سے؟ (43) اس (کے علم) کی انتہا آپ کے پروردگار کی طرف ہے۔(44) آپ تو

أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا ﴿٤٥﴾ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ

صرف اسے تنبیہ کرنے والے ہیں جو اس (قیامت) سے ڈرتا ہے۔(45) جب وہ قیامت کے دن کا سامنا کریں گے

يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ﴿٤٦﴾ ع

(ایسا لگے گا) گویا وہ (دنیا میں) صرف ایک شام یا ایک صبح ٹھہرے ہیں۔(46)

عربی حاشیہ

ف: امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ مقام رب سے ڈرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان یہ یاد رکھے کہ خدا اس کے ہر عمل کو دیکھ بھی رہا ہے اور سن بھی رہا ہے اور اسی کے مطابق جزا یا سزا بھی دے گا۔ یہ مقام نگرانی و مراقبت ہے۔

ف: انسان کی خلقت کے عجائبات میں یہ ہے کہ وہ ابتداء میں اس قدر مختصر جرثومہ ہوتا ہے کہ سارے انسانوں کا وہ ابتدائی وجود جمع کرلیا جائے تو ایک انگلی کے پورسے زیادہ نہ ہوگا۔ دوسرا عجوبہ یہ ہے کہ وہ وقت ولادت تک رحم میں سیدھا رہتا ہے اور ہنگام ولادت خود بخود منقلب ہوجاتا ہے اور عورت کی مشکل آسان ہوجاتی ہے۔

عبس۔ دل کی تنگی سے پیشانی پر بل پڑ جانا۔

تولّٰی۔ اعراض کرنا۔

یزکّٰی۔ زکاہ سے مشتق ہے یعنی پاکیزگی۔

تصدی۔ مشغول ہوجانا۔

تلہی۔ اعراض کرنا اور کنارہ کش ہوجانا۔

صحف۔ وہ اوراق جنھیں لوح محفوظ سے نقل کیا گیا ہے۔

اردو حاشیہ

ایاتها ۴۲ ۸۰ سورۃ عبس مکیۃ ۲۴ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

عَبَسَ وَتَوَلّٰىٓ ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ؕ﴿۲﴾ وَمَا يُدْرِيْكَ

اس نے ترشروئی اختیار کی اور منہ پھیر (1) لیا۔(1) ایک نابینا کے اس کے پاس آنے پر۔(2) اور آپ کو کیا معلوم شاید وہ

لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰىٓ ۙ﴿۳﴾ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ

پاکیزگی حاصل کرتا۔(3) یا نصیحت سنتا اور نصیحت اسے فائدہ دیتی۔(4) اور جو (اپنے آپ کو حق سے)

اسْتَغْنٰى ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا

بے نیاز سمجھتا ہے۔(5) سو آپ اس پر توجہ دے رہے ہیں۔(6) اور اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ بھی کرے تو آپ پر

يَزَّكّٰى ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ يَخْشٰى ۙ﴿۹﴾

کوئی ذمے داری نہیں۔(7) اور لیکن جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔(8) اور وہ خوف (خدا) بھی رکھتا تھا۔(9)

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ

اس سے تو آپ بے رخی کرتے ہیں۔(10) (ایسا درست) ہرگز نہیں! یہ (آیات) یقیناً نصیحت ہیں۔(11) پس جو چاہے

ذَكَرَهٗ ۘ﴿۱۲﴾ فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ ۙ﴿۱۴﴾

وقف لازم

انہیں یاد رکھے۔(12) یہ محترم صحیفوں میں ہیں۔(13) جو بلند مرتبہ، پاکیزہ ہیں۔(14)

بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ؕ﴿۱۶﴾ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ

یہ ایسے (فرشتوں کے) ہاتھوں میں ہیں۔(15) جو عزت والے، نیک ہیں۔(16) ہلاکت میں پڑ جائے یہ انسان۔ یہ (حق کا)

اَكْفَرَهٗ ؕ﴿۱۷﴾ مِنْ اَىِّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ ؕ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ

کس قدر منکر ہے۔(17) (یہ نہیں سوچتا کہ) اسے اللہ نے کس چیز سے بنایا ہے؟(18) نطفے سے بنایا ہے پھر اس کی

المنزل ۷

عربی حاشیہ

سفرہ۔ سافر کی جمع ہے یعنی سفیر یا کاتب۔ سفر کتاب کو بھی کہا جاتا ہے اور اس کی جمع ہے اسفار۔

اقبرہ۔ قبرا لمیت دفن کر دیا اور اقبر یعنی دفن کرنے کا حکم دیا۔

انشرہ۔ مرنے کے بعد زندہ کیا۔

صبا۔ پانی برسانا۔

قضبا۔ علف اور چارہ۔ یہ قضب سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں قطع کرنا۔ بعض حضرات کے نزدیک قضب وہ سبزی ہے جسے انسان کھاتا ہے۔

غُلب۔ گھنے گھنے باغات۔

ابّ۔ گھاس اور چارہ۔

صاخہ۔ بہرے کر دینے والی مصیبت۔

مسفرہ۔ روشن، قترہ۔ ذلت۔

ف: آیت نمبر ۲۴ میں نظر بھی عام ہے اور طعام بھی انسان کا فرض ہے کہ مادی غذا کے بارے میں بھی غور کرے اور روحانی غذا کے بارے میں بھی۔ یہ بھی دیکھے کہ یہ غذا کیا ہے اور یہ بھی دیکھے کہ اس کا مرکز کیا ہے جس طرح کہ روحانی کمالات اور علوم

اردو حاشیہ

(۱) یہ آیات کریمہ اس وقت نازل ہوئیں جب رسول اکرمؐ کے پاس صنادید قریش بیٹھے ہوئے تھے اور آپ انہیں دعوت اسلام دے رہے تھے کہ ابن ام مکتوم، جناب خدیجہ کے رشتہ کے بھائی اور نابینا، وارد ہو گئے اور رسول اکرمؐ سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں سوال کرنے لگے اور آپ نے گفتگو کو جاری رکھا مگر بعض لوگوں کو ان کا آنا ہی ناگوار گزرا قدرت نے دونوں ہی کے بارے میں وضاحت کی ہے کہ اس شخص کو ناراض ہونے کا حق نہیں تھا اس لئے کہ آنے والا بھی ایک بندہ خدا تھا اور رسولؐ کو بھی کفار کے بارے میں اس قدر فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں تھی کہ انہیں اس قدر اہمیت دیدی جائے وہ ایمان لائیں یا جہنم میں جائیں۔ رسولؐ کا کام پیغام الٰہی کو پہنچا دینا ہے اور بس۔

مفسرین نے رسول اکرمؐ کے بیان کو جاری رکھنے کو بھی ایک غلطی شمار کیا ہے جب کہ یہ انتہائی عجیب وغریب بات ہے۔ دین اسلام کی تبلیغ میں ایک مورد کو دوسرے پر مقدم رکھنا اور اہم کو غیر اہم سے آگے بڑھا دینا کسی طرح کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ اب یہ کام خدا کا ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو معاف کر دے کہ فلاں مقام پر زیادہ زحمت نہ کی جائے اور فلاں مقام پر محنت کی جائے۔ یہ بندہ کے اختیار کی بات نہیں ہے اسے تو اپنی تکلیف شرعی پر بہر حال عمل کرنا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ تیوریاں چڑھا کر منہ پھیر لینے والا شخص رسول اکرمؐ کے علاوہ کوئی دوسرا ہے جیسا کہ بعض روایات میں عثمان کا نام لیا گیا ہے اور بعض میں بنی امیہ کا ایک آدمی کہا گیا ہے اس کا رسول اکرمؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور شاید بنی امیہ نے اپنے خاندان کی پردہ پوشی کیلئے آیت کا رخ رسول اکرمؐ کی طرف موڑ دیا ہے۔

فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾

تقدیر بنائی۔(19) پھر اس کے لئے راستہ آسان بنادیا۔(20) پھر اسے موت سے دوچار کیا پھر اسے قبر میں پہنچا دیا۔(21)

ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْيَنْظُرِ

پھر جب اللہ چاہے گا اسے اٹھا لے گا۔(22) ہرگز نہیں! اللہ نے اسے جو حکم دیا تھا اس نے اسے پورا نہیں کیا۔(23) پس انسان کو

الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾

اپنے طعام کی طرف نظر کرنی چاہیے۔(24) کہ ہم نے خوب پانی برسایا۔(25)

ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾

پھر ہم نے زمین کو خوب شگافتہ کیا۔(26) پھر ہم نے اس میں دانے اگائے۔(27)

وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾

نیز انگور اور سبزیاں۔(28) اور زیتون اور کھجوریں۔(29) اور گھنے باغات۔(30)

وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾ فَاِذَا جَآءَتِ

اور میوے اور چارے بھی۔(31) جو تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لئے سامان زیست ہیں۔(32) پھر جب کان پھاڑ آواز

الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَ

آئے گی۔(33) تو اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا۔(34) نیز اپنی ماں اور

اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

اپنے باپ سے۔(35) اور اپنی زوجہ اور اپنی اولاد سے بھی۔(36) ان میں سے ہر شخص کو اس روز ایسا کام

يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾

درپیش ہو گا جو اسے مشغول کر دے۔(37) کچھ چہرے اس روز چمک رہے ہوں گے۔(38)

عربی حاشیہ

میں دیکھنا ہے کہ یہ علم کیسا ہے اور کہاں سے حاصل ہوا ہے تاکہ نعمت کا صحیح اندازہ کر سکے۔

ف: تزویج نفوس کے ایک معنیٰ یہ بھی ہیں کہ جملہ اقسام کو اپنے ہمرنگ کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا اور جو جہاں ہوگا اپنے ہم خیال و ہم رنگ سے ملا دیا جائے گا۔

تکویر۔ گولائی میں لپیٹ دینا۔ یعنی شعاعوں کا زائل ہو جانا۔

انکدار۔ ٹوٹ جانا اور بکھر جانا۔

عشار۔ عشراء کی جمع ہے جس اونٹنی کے حمل کو دس مہینے ہو گئے ہوں۔

عطلت۔ بلانگراں چھوڑ دیا جانا۔

سجّرت۔ آگ سے گرم کیا جانا کہ پانی بھاپ بن جائے۔

موءدۃ۔ زندہ دفن ہونے والی۔

صحف۔ نامۂ اعمال۔

کشطت۔ یعنی زائل کر دیا گیا جس طرح جانور کی کھال الگ کر دی جاتی ہے۔

سعرت۔ بھڑکا دینا۔

اردو حاشیہ

ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾

خنداں وشاداں ہوں گے۔(39)اور کچھ چہرے اس روز خاک آلود ہوں گے۔ (40)

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہو گی۔(41)یہی کافر اور فاجر لوگ ہوں گے۔(42)

(ع ۱ ، ۴۲ ، ۵)

آیاتھا ۲۹ | ۸۱ سُوْرَۃُ التَّکْوِیْرِ مَکِّیَّۃٌ ۷ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَإِذَا

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ [1] (1) اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔(2)اور جب

الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَإِذَا

پہاڑ چلائے جائیں گے۔(3)اور جب حاملہ اونٹنیاں (اپنے حال پر) چھوڑ دی جائیں گی۔(4)اور جب

الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَإِذَا

وحشی جانور اکٹھے کر دیے جائیں گے۔(5)اور جب سمندروں کو جوش میں لایا جائے گا۔(6)اور جب

النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِأَيِّ ذَنبٍ

جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی۔(7) اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا۔(8) کہ وہ کس گناہ

قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾

میں ماری گئی؟(9)اور جب اعمال نامے کھول دیے جائیں گے۔(10)اور جب آسمان اکھاڑ دیا جائے گا۔ (11)

وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾

اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔(12)اور جب جنت قریب لائی جائے گی۔ (13)

عربی حاشیہ

خنس۔خانس کی جمع ہے یعنی سکڑ جانے اور چھپ جانے والا۔

جوار۔جاری کی جمع ہے۔تیز رفتار۔

کنس۔کانس کی جمع ہے۔کناس میں چھپ جانے والا۔

کناس۔ وہ جگہ جسے ہرن اپنے لئے تیار کرتا ہے۔

عسعس۔تاریکی کا چھا جانا یا ختم ہو جانا۔

تنفس۔روشنی کا ظاہر ہونا۔

مکین۔صاحب مکانت ومنزلت۔

ضنین۔ضن سے مشتق ہے یعنی بخیل۔

ف: جبریل امین کے پانچ اوصاف کا اعلان درحقیقت ہر نمائندہ کے شرائط کا اعلان ہے کہ ان اوصاف خمسہ کے بغیر کوئی پیغامبری کا اہل نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ تبلیغ برأت میں رسول اکرمؐ نے نمائندہ تبدیل کر کے حضرت علیؑ کا انتخاب کیا تھا اور خود رسولؐ ان تمام کمالات کے بدرجہ اکمل مالک تھے۔

ف: آیت نمبر ۵ دلیل ہے کہ انسان کے اعمال

اردو حاشیہ

(۱) سورہ مبارکہ کے دو حصہ ہیں۔ پہلے حصہ میں بارہ آیات کے بعد یہ اعلان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کو معلوم ہو گا کہ اس نے کیا مہیا کیا ہے اور کیا لے کر آیا ہے اور موقع اتنا سخت ہو گا کہ کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

۱۔ سورج کی چادر شعاع لپیٹ دی جائے گی۔

۲۔ ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔

۳۔ پہاڑ حرکت میں آجائیں گے۔

۴۔ اونٹنیاں عزیز ترین ہونے کے باوجود معطل ہو جائیں گی۔

۵۔ وحوش جمع کر دیئے جائیں گے۔

۶۔ دریاؤں میں بے پناہ جوش ہوگا۔

۷۔ جسم وروح کو جوڑ دیا جائے گا۔

۸۔ زندہ درگور لڑکیاں منزل محاسبہ میں آجائیں گی۔

۹۔ نامۂ اعمال منتشر ہو جائیں گے۔

۱۰۔ آسمان کا چھلکا اتر جائے گا۔

۱۱۔ جہنم بھڑکا دیا جائے گا۔

۱۲۔ جنت قریب تر کر دی جائے گی۔

ایسے حالات میں اپنے اعمال کے بارے میں کوئی بھی شخص کیا کر سکے گا اسکا علم پروردگار کے علاوہ کسی کو نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ جو کچھ کرنا ہے دنیا میں کر کے آؤ ورنہ جو کیا ہے وہ تو بہر حال سامنے آنے والا ہے۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝١٤ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝١٥

اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔(14) نہیں! میں قسم کھاتا ہوں پس پردہ جانے والے ستاروں کی۔(۲)(15)

الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝١٦ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝١٧ وَالصُّبْحِ اِذَا

جو روانی کے ساتھ چلتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں۔(16) اور قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ جانے لگتی ہے۔(17) اور صبح کی جب وہ

تَنَفَّسَ ۝١٨ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝١٩ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ

سانس لیتی ہے۔(18) کہ یقیناً یہ (قرآن) معزز فرستادہ کا قول ہے۔(19) جو قوت کا مالک ہے،

ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝٢٠ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝٢١ وَمَا

صاحب عرش کے ہاں بلند مقام رکھتا ہے۔(20) وہاں ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امین ہیں۔(21) اور تمہارا

صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝٢٢ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝٢٣

رفیق (محمدؐ) دیوانہ نہیں ہے۔(22) اور بتحقیق انہوں نے اس (فرشتہ) کو روشن افق پر دیکھا ہے۔(23)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝٢٤ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ

اور وہ غیب کے اظہار میں بخیل نہیں ہے۔(24) اور یہ کسی مردود

شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝٢٥ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ۝٢٦ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

شیطان کا قول نہیں ہے۔(25) پھر تم کدھر جا رہے ہو؟(26) یہ تو سارے عالمین کے لئے

لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٢٧ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝٢٨ وَمَا

بس نصیحت ہے۔(27) تم میں سے ہر اس شخص کے لئے جو سیدھی راہ چلنا چاہتا ہے۔(28) اور تم

تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٩

صرف وہی چاہ سکتے ہو جو عالمین کا پروردگار اللہ چاہے۔(29)

عربی حاشیہ

کے اثرات باقی رہتے ہیں اور وہ سامنے آنے والے ہیں لہٰذا ہر شخص کا فرض ہے کہ نیک نمونے چھوڑ کر جائے اور برے نمونے چھوڑ کر نہ جائے کہ اس کا وبال برداشت کرنا پڑے۔

انفطار۔ فطر سے مشتق ہے یعنی شگافتہ ہونا۔

انتشار۔ بکھر جانا۔

فجرت۔ موانع کا برطرف ہو جانا اور سب کا ایک ہو جانا۔

بعثرت۔ اشیاء کا بکھیر دینا۔

غرور۔ دھوکہ دینا۔

دین۔ مذہب یا جزا۔

کاتبین۔ اعمال انسانی کے لکھنے والے فرشتے۔

ابرار۔ بَر کی جمع ہے یعنی نیک۔ فجار۔ فاجر کی جمع ہے یعنی بدکردار جس نے دیانت کا پردہ چاک کر دیا ہو۔

یصلون۔ داخل ہوں گے۔

مطففین۔ جو لوگ ناپنے اور تولنے میں لوگوں کے حقوق میں کمی کر دیتے ہیں۔ یہ طفیف

اردو حاشیہ

(۲) دوسرے حصہ میں ان آیات کریمہ میں تین قسم کی قسمیں ہیں ستارے، رات، دن اور اس کے بعد یہ بیان دیا گیا ہے کہ قرآن کو جبریل امین نے نازل کیا ہے اور وہ بہت محترم فرشتہ ہے اور میرا پیغمبرؐ بھی کوئی دیوانہ نہیں ہے۔ اب اس قسم کا اس موضوع سے کیا رابطہ ہے یہ ایک قابل غور وفکر مسئلہ ہے اور غالباً یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح رات دن اور ستاروں کا نظام مستقیم اور دقیق ہے اسی طرح جبریل کی تنزیل اور پیغمبرؐ کا ذہن دونوں اپنے مقام پر بالکل صحیح کام کر رہے ہیں اور ان کے بارے میں کسی طرح کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے اور اسی طرح قرآن بھی بالکل صحیح اور یقینی ہے اور اس کی شان لاریب فیہ کی ہے۔

آیاتها ۱۹ ۸۲ سورۃ الانفطار مکیۃ ۸۲ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَ

جب آسمان شگافتہ ہو جائے گا۔(1)اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔(2)اور

إِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝٣ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ

جب سمندروں میں پھوٹ ڈالی جائے گی۔(3)اور جب قبریں اکھیڑدی جائیں گی۔(4)اس وقت

نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝٥ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا

انسان کومعلوم ہو جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا۔(5) اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے

غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝٦ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ

کریم پروردگار کے بارے میں دھوکے میں رکھا؟(6)جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے راست بنایا

فَعَدَلَكَ ۝٧ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ

پھر تجھے معتدل بنایا۔(7)اور جس شکل میں چاہا تجھے جوڑ دیا۔(8)ہر گز نہیں!

تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝٩ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝١٠ كِرَامًا

بلکہ تم (روز) جزاء کو جھٹلاتے ہو۔(9)جب کہ یقیناً تم پر نگران مقرر ہیں۔(10)ایسے معزز

كَاتِبِينَ ۝١١ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝١٢ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي

لکھنے والے۔(11)جو تمہارے اعمال کو جانتے ہیں۔(12)نیک لوگ یقیناً نعمتوں میں

نَعِيمٍ ۝١٣ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝١٤ يَصْلَوْنَهَا

ہوں گے۔(13)اور بدکار یقیناً جہنم میں ہوں گے۔(14)وہ جزاء کے دن

عربی حاشیہ

سے نکلا ہے یعنی معمولی اور حقیر۔

علی الناس۔ لوگوں پر غالب آکر اپنا حق پورا پورا لے لیتے ہیں۔

کالوہم۔ یعنی کالوالهم جب ان کے واسطے ناپتے یا تولتے ہیں:

یوم عظیم۔ قیامت کا دن۔

مبعوث۔ قبر سے نکالے جانے والے۔

ف: مالک کائنات کے علم وسیع کے باوجود فرشتوں کی کتاب انسان کی مزید تنبیہ کا ذریعہ ہے کہ اسے فرشتوں کے علم کا احساس برائی سے روک دے۔ نیز امام موسیٰ کاظمؑ کے مطابق فرشتے انسان کی سانس کی خوشبو اور بدبو سے اس کی نیت کا بھی اندازہ کرلیتے ہیں اگرچہ کرم خدا کا حکم ہے کہ نیت شر کو درج نہ کریں اور عمل خیر کو دس گنا بنا کر درج کریں!

ف: واضح رہے کہ کتاب فجار نامہ اعمال ہے تو سجین وہ مکمل رجسٹر ہے جس میں سب کے اعمال تفصیل وار لکھے ہوئے ہیں اور کتاب فجار سرنوشت ہے تو سجین جہنم کا پست ترین طبقہ ہے جہاں فجار کو

اردو حاشیہ

(۱) بعض مفسرین نے یہ غلط فہمی پیدا کرنا چاہی ہے کہ قیامت کے دن وہ لوگ خسارہ میں رہیں گے جنہوں نے خدا کے کرم پر اعتماد نہیں کیا اور اعمال صالحہ انجام دیتے رہے۔ خدا انہیں سے سوال کرے گا کہ تمہیں رب کریم کے کرم کے بارے میں کس نے دھوکہ میں رکھا تھا اور تم کیوں نیک اعمال کرتے رہے تھے لیکن ظاہر ہے کہ یہ اندازِ تفسیر مزاج قرآن، مزاج مذہب اور مزاج عقل کے سراسر خلاف ہے اور اس طرح سارے قرآن کا نزول مہمل قرار پا جائے گا اور سارے احکام وفرائض کا تذکرہ ایک بے معنی سی بات ہو کر رہ جائے گا جو کسی قیمت پر ممکن نہیں ہے۔ کاش اس مفسر نے یوں کہا ہوتا کہ تجھے رب کریم کے کرم کے بارے میں کس نے دھوکہ میں رکھا کہ تو نے اس کے کرم کی قدر نہیں کی کہ اس نے تجھے سور، کتے اور گدھے کے بجائے انسانی صورت عطا کردی اور تو نے کردار جانوروں جیسا پیش کیا اور انسانیت کی آبرو کا تحفظ نہیں کیا یہ اس کے کرم کی کھلی ہوئی توہین ہے جس کا تذکرہ خود اس سورہ میں آخر تک کیا گیا ہے اور روز جزا سے ڈرایا گیا ہے اور انسان کی بے بسی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَمَآ

اس میں جھلسائے جائیں گے۔(15)اور وہ اس سے چھپ نہیں سکیں گے۔(16)اور آپ کو

اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ

کیا خبر جزاء کا دن کیا ہے؟(17)پھر آپ کو کیا خبر جزاء کا

الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا

دن کیا ہے؟(18)اس دن کسی کو کسی کے لئے کچھ (کرنے کا) اختیار نہیں ہو گا

وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

اور اس دن صرف اللہ کا حکم چلے گا۔(19)

ایاتھا ۳۶ | ۸۳ سُوْرَةُ الْمُطَفِّفِيْنَ مَكِّيَّةٌ ۸۶ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت (1) ہے۔ (1) جب وہ لوگوں سے لیتے ہیں

يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾

تو پورا تولتے ہیں۔(2)اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں۔ (3)

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾

کیا یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے۔(4)ایک بڑے دن کے لئے؟ (5)

يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ

اس دن سب انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔(6)ہرگز نہیں! یقیناً بدکاروں کا

المنزل ۷

عربی حاشیہ

رکھا جائے گا اور جس کا نتیجہ ویل کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سجین۔ دیوان شر۔ یہ سجن سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں حبس اور قید۔

مرقوم۔ واضح کتابت جس میں تمام ارقام نمایاں ہوں۔

ران۔ غالب آ گیا اور چھا گیا۔

ارائک۔ کمروں میں رکھے ہوئے تخت۔

رحیق۔ پاکیزہ، صاف شفاف شراب۔

مختوم۔ جس پر مہر لگا دی جائے۔

تنافس۔ کسی نفیس شے کے بارے میں مقابلہ کر کے آگے بڑھ جانے کا جذبہ۔

تسنیم۔ بلندی سے گرنے والا چشمہ۔ یہ سنام سے مشتق ہے۔

یتغامزون۔ استہزاء کے طور پر آنکھوں سے اشارہ کرنا۔

فکھین ۔ مسخرہ بازی سے خوش ہونے والے۔

حافظین۔ ذمہ دار اور نگراں۔

اردو حاشیہ

(۱) ناپ تول میں بے ایمانی کرنے والوں کو آخرت کا خیال رکھنا چاہیے اولاً تو اس لئے کہ آخرت میں ہر برائی کی سزا ملنے والی ہے اور یہ بہرحال ایک برائی اور خیانت ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ وہاں بھی اعمال ناپے تولے جائیں گے تو اگر خدا نے بھی یہی طریقہ اختیار کر لیا اور جیسے کو تیسے کا قانون نافذ کر دیا تو انسان کا انجام کیا ہوگا۔ اس تصور سے ہر صاحب عقل کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور بندوں کے ساتھ ویسا برتاؤ کرنا چاہئے جیسے برتاؤ کی رب العالمین سے خود توقع رکھتا ہے جیسا کہ اسلامی تعلیمات میں بار بار دہرایا گیا ہے کہ (ارحَم، ترحم) تم دنیا میں رحم کرو تا کہ تم پر روزِ قیامت رحم کیا جائے اور تم بندوں پر رحم کرو تا کہ خدا تم پر رحم کرے۔

الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ ۝٧ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ۝٨

نامہ اعمال سجین میں ہے۔ (۲) (7) اور آپ کو کیا خبر سجین کیا ہے؟ (8)

كِتَابٌ مَرْقُومٌ ۝٩ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝١٠ الَّذِينَ

یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔(9) اس روز تکذیب کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے۔(10) جو

يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ

روز جزاء کو جھٹلاتے ہیں۔(11) اور اس روز کو تجاوز کار، گناہگار کے سوا

مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝١٢ إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ

کوئی نہیں جھٹلاتا۔(12) جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے: یہ

الْأَوَّلِينَ ۝١٣ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا

تو قصہ ہائے پارینہ ہیں۔(13) ہرگز نہیں! بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے دل زنگ آلود

يَكْسِبُونَ ۝١٤ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ ۝١٥

ہو چکے ہیں۔(14) ہرگز نہیں! اس روز یہ لوگ یقیناً اپنے رب (کی رحمت) سے اوٹ میں ہوں گے۔ (15)

ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُو الْجَحِيمِ ۝١٦ ثُمَّ يُقَالُ هَٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ

پھر وہ یقیناً جہنم میں جھلسیں گے۔(16) پھر کہا جائے گا: یہ وہی ہے جسے تم

بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝١٧ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ۝١٨

جھٹلاتے تھے۔(17) (یہ جھوٹ) ہرگز نہیں! نیک لوگوں کا نامہ عمل یقیناً علیین میں ہے۔ (18)

وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ۝١٩ كِتَابٌ مَرْقُومٌ ۝٢٠ يَشْهَدُهُ

اور آپ کو کیا خبر علیین کیا ہے؟(19) یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔(20) مقرب لوگ

عربی حاشیہ

یضحکون۔ جس طرح کفار مومنین کو دیکھ کر مذاق اڑایا کرتے تھے آج مومنین کفار کو دیکھ کر مسکرائیں گے کہ اب اپنے انجام پر نگاہ کرو۔

ف: ابرار اگرچہ نیک کردار افراد کا نام ہے لیکن امام حسنؑ نے ان کی فرد اعلیٰ کی وضاحت مولائے کائناتؑ صدیقہ طاہرہؑ، امام حسینؑ اور اپنے نام سے کی ہے جو یقیناً وہ ابرار ہیں جن کا قصیدہ سورۂ دہر میں پڑھا گیا ہے۔

رحیق مختوم کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے کہ یہ تین طرح کے افراد کا حصہ ہے: ۱۔ کسی بھی وجہ سے شراب چھوڑ دینے والے۔ ۲۔ پیاسے مومن کو سیراب کرنے والا۔ ۳۔ گرم دنوں میں روزہ رکھنے والے!

ف: انشقاق کے بارے میں امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ اس سے مراد ستاروں کا کہکشاؤں سے الگ ہوجاتا ہے۔ (روح المعانی) اور یہ ایک علمی معجزہ ہے کہ اس دور میں کہکشاؤں اور اس سے ستاروں کے ارتباط کا کوئی تصور نہیں تھا۔!

اردو حاشیہ

(۲) آیات کریمہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدرت کے نظام میں دو طرح کے دفتر ہیں۔ ایک میں تمام بدکار و بدعقیدہ اور بے دین افراد کے نام درج ہیں اور ایک میں مقربین، ابرار، نیک کردار اور صالحین کے نام محفوظ کئے گئے ہیں۔ پہلی قسم کیلئے جہنم اور عذاب الیم ہے اور دوسری قسم کیلئے جنت اور شراب خالص ہے اور انسان کو دنیا میں مقابلہ کرنا ہے تو اس جنت اور نعمت جنت کی تحصیل کیلئے مقابلہ اور دوڑ دھوپ کرنی چاہیے۔ مال دنیا کیلئے جان دینے سے کوئی فائدہ نہیں ہے جو جان دینے کے بعد بالکل بے کار اور بے فائدہ ہو جاتا ہے۔

الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ عَلَى

اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔(21) نیک لوگ یقیناً نعمتوں میں ہوں گے۔(22) مسندوں پر

الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ

بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے۔(23) ان کے چہروں سے آپ نعمتوں کی شادابی

النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ

محسوس کریں گے۔(24) انہیں سربمہر خالص مشروب پلائے جائیں گے۔(25) جس پر

مِسْكٌ ؕ وَ فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ

مشک کی مہر لگی ہو گی اور سبقت کرنے والوں کو اس امر میں سبقت کرنی چاہیے۔(26) اس میں

مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾

تسنیم (کے پانی) کی آمیزش ہو گی؟(27) اس چشمے کی جس سے مقرب لوگ پییں گے؟ (28)

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

جنہوں نے جرم کا ارتکاب کیا یقیناً وہ مومنین کا مذاق

يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ اِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ

اڑاتے تھے۔(29) جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مار کر اشارہ کرتے تھے۔[۳] (30) اور

اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا

جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو اتراتے ہوئے لوٹتے تھے۔ (31) اور جب

رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَمَاۤ اُرْسِلُوْا

ان (مومنین) کو دیکھتے تو کہتے تھے: یہ یقیناً گمراہوں میں سے ہیں۔(32) حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر

عربی حاشیہ

کدح۔ مشقت آمیز کوشش ہے کہ زندگانی دنیا بہرحال مشقت سے خالی نہیں ہے چاہے برائے دنیا ہو یا برائے آخرت۔

تثویب۔ مجازات، بدلہ دینا۔

انشقاق۔ شگافتہ ہوجانا اور نظام کا درہم برہم ہوجانا۔

اذنت۔ اپنے رب کے حکم کو سن لیا اور اس کی اطاعت کی۔

مدّت۔ زمین پھیلا دی گئی اور اس کے تمام پہاڑ اور ٹیلے برابر کردیئے گئے۔

تخلت۔ بالکل خالی ہوگئی۔ تفعل مبالغہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

کادح۔ محنت کرنے والا۔

ثبور۔ ہلاکت، موت۔

یحور۔ واپس آنا۔

شفق۔ وہ سرخی جو مغرب کے وقت افق پر ظاہر ہوتی ہے۔

وسق۔ جمع کرلینا۔ دن بھر کی بکھری ہوئی مخلوقات کو اکٹھا کرلینا

اردو حاشیہ

(۳) تفسیر رازی میں یہ واقعہ درج کیا گیا ہے کہ حضرت علیؑ کا منافقین کی ایک جماعت کے قریب سے گزر ہوا تو ان لوگوں نے استہزاء کیا۔ اس کے بعد جب پلٹ کر اپنے اصحاب کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ ابھی ابھی ہمارے پاس سے ایک ایسے شخص کا گزر ہوا جس کے سر پر بال نہیں ہیں۔ قدرت نے حضرت علیؑ کے پیغمبرؐ کے پاس پہنچنے سے پہلے ان آیات کو نازل کردیا کہ ان منافقین کو یہ ہوش بھی نہیں ہے کہ ابھی آخرت باقی ہے۔ وہاں ان کے یہ حربے کام آنے والے نہیں ہیں اور اس دن صاحبانِ ایمانکو یہ موقع دیا جائے گا کہ وہ ان منافقین کے حال پر ہنسیں اور انہیں متوجہ کریں کہ دنیا کے حرکات و اعمالِ زشت کا انجام کیا ہوتا ہے۔

عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ

تو نہیں بھیجے گئے تھے۔(33) پس آج اہل ایمان کفار پر ہنس

يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ

رہے ہیں۔(34)مسندوں پر بیٹھے (کفارکا انجام) دیکھ رہے ہیں۔(35) کیا کفار کو

الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

ان کی حرکتوں کا بدلہ دیا گیا؟(36)

ع ۱ ۳۶ ۸

ایاتھا ۲۵ — ۸۴ سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ ۸۳ — رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۲﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا۔(1)اور اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرے گا جو اس کا حقدار ہے۔ (2)

وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ﴿۳﴾ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ﴿۴﴾

اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔(3)اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے اگل دے گی اور خالی ہو جائے گی۔ (4)

وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ

اور اپنے پروردگار کے حکم کی تعمیل کرے گی جو اس کے لئے سزاوار ہے۔(5)اے انسان! تو مشقت اٹھا کر

كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ

یقیناً اپنے رب کی طرف جانے والا ہے پھر اس سے ملنے والا ہے۔(6)پس جس کا نامہ اعمال اس کی

كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ﴿۸﴾

دائیں طرف سے دیا جائے گا۔(7)اس سے عنقریب ہلکا حساب لیا جائے گا۔ (8)

عربی حاشیہ

اتسق۔دسق جمع کرنا یعنی ساری روشنی کو اکٹھا کرلیا۔

طبق۔طبقہ کی جمع ہے۔مرتبہ۔

رکوب۔سامنا کرنا۔

عن۔بعد کے معنی میں ہے۔

یوعون۔دعا سے مشتق ہے یعنی ظرف۔

ممنون۔من سے نکلا ہے یعنی قطع کر دینا۔

ف: آیات ۱۶۔۱۷۔۱۸ میں حالات کی ترتیب کا ذکر ہے کہ پہلے سرشام شفق ہے پھر رات کا اندھیرا اور تمام مخلوقات کا اپنے مرکز کی طرف اجتماع ہے اور پھر ایک دن بدر کامل ہے اور پھر اسی ترتیب کو آیت نمبر ۱۹ کی دلیل بنایا گیا ہے کہ عالم انسانیت کو ایسے ہی مختلف حالات سے گزرتے ہوئے مالک کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

ف: اصحاب الاخدود جیسے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور اولیاء خدا نے ہمیشہ ان کے مقابلہ میں استقامت کا ثبوت دیا ہے۔ جناب آسیہ سے لے کر جناب عمار کے گھرانے تک اور پھر عصر عاشور کربلا میں ہرجگہ ایسے مناظر دیکھنے میں آئے

اردو حاشیہ

(۴) عقیدہ آخرت انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ انسان دنیا میں جس کو چاہے ہدف اور مقصد بنا لے اور جس طرف چاہے سر اٹھا کر روانہ ہو جائے لیکن دراصل وہ خدا ہی کی طرف جا رہا ہے اور اسی کا سامنا کرنے کی منزل سے قریب تر ہو رہا ہے۔ زندگی کا آخری انجام موت ہے اور موت لقائے الٰہی کا پیش خیمہ ہے اور جب انسان کو یہ معلوم ہے کہ اسے بالآخر پروردگار سے ملاقات کرنا ہے تو ایسے اعمال کیوں نہیں انجام دیا ہے جو اس ملاقات کیلئے مناسب اور سازگار ہوں اور جن سے سرخ روئی حاصل ہوسکتی ہو۔

وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۹ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ
اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی سے پلٹے گا۔(9)اور جس کا نامہ اعمال اس کے
وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝۱۰ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝۱۱ وَّ يَصْلٰى
پیچھے سے دیا جائے گا۔(10)پس وہ موت کو پکارے گا۔(11)اور وہ
سَعِيْرًا ۝۱۲ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝۱۳ اِنَّهٗ ظَنَّ
جہنم میں جھلسے گا۔(12)بلاشبہ یہ اپنے گھر والوں میں خوش رہتا تھا۔(13)بے شک اس کا یہ گمان تھا کہ اسے
اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝۱۴ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۝۱۵
لوٹ کر (اللہ کی طرف) جانا ہی نہیں ہے۔(14)ہاں! اس کا پروردگار یقیناً اس (کے عمل) کو دیکھ رہا تھا۔(15)
فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝۱۶ وَ الَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝۱۷ وَ الْقَمَرِ
مجھے قسم ہے شفق [۱] کی۔ (16) اور رات کی اور جسے وہ سمیٹ لیتی ہے۔(17)اور چاند کی
اِذَا اتَّسَقَ ۝۱۸ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝۱۹ فَمَا لَهُمْ لَا
جب وہ کامل ہو جائے۔(18) تمہیں مرحلہ بہ مرحلہ ضرور گزرنا ہے۔(19)پھر یہ لوگ ایمان
يُؤْمِنُوْنَ ۝۲۰ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝۲۱ السجدۃ
کیوں نہیں لاتے؟(20)اور جب انہیں قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔(21)
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝۲۲ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝۲۳
بلکہ یہ کفار تکذیب کرتے ہیں۔(22)اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔(23)
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۴ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
پس انہیں دردناک عذاب کی بشارت [۲] دیجئے۔ (24) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

معانقۃ ۱۳ — السجدۃ ۱۴

عربی حاشیہ

ہیں جہاں اہل ایمان کو ستانے کا منظر دیکھ کر جشن منایا گیا ہے اور انھوں نے ہنسی خوشی مصائب برداشت کئے ہیں۔

بروج۔ سیر نجوم کی منزلیں۔

یوم موعود۔ قیامت کا دن۔

اخدود۔ خد سے نکلا ہے یعنی لمبی چوڑی شگاف جسے خندق کہا جاتا ہے۔

اصحاب اخدود۔ وہ لوگ تھے جنھوں نے خندق میں آگ بھڑکا کر صاحبان ایمان کو اس میں جھونک دیا تھا۔

قعود۔ خندق کے گرد بیٹھے تماشا اور نظارہ کر رہے تھے۔

فتنوا۔ مصیبت اور زحمت میں مبتلا کر دیا۔

بطش۔ سختی کے ساتھ گرفت کرنا۔

یبدی ویعید۔ ایک تصور یہ ہے کہ دنیا میں عذاب شروع کرتا ہے اور آخرت میں دوبارہ اسے مکمل کرتا ہے کہ اس کی گرفت بہت سخت ہے۔

حدیث الجنود۔ ان لوگوں کا قصہ جنھوں نے انبیاء کے خلاف لشکر کشی کی تھی۔

اردو حاشیہ

(۱) شفق اس سرشام کی طرف اشارہ ہے جب انسان تکلیف سے آرام کی طرف منتقل ہوتا ہے اور رات اس مرحلہ زندگی کا نام ہے جب بکھرے ہوئے اجزاء حیات مجتمع ہو جاتے ہیں، ہاتھ سمٹ جاتے ہیں بچے ماں کے پہلو میں آ جاتے ہیں، جانور اپنے مرکز پر واپس آ جاتے ہیں اور یہ سب اشارے ہیں کہ ایک دن انسان کو اپنی آخری منزل کی طرف جانا ہے اور وہاں سب کو جمع ہو جانا ہے تو پھر انسان ایمان کیوں نہیں لاتا ہے۔

(۲) بشارت کا لفظ عذاب کے ساتھ ایک عجیب روحانی تکلیف کی طرف اشارہ ہے جس میں کفار کو مبتلا ہونا ہے اور جس کی طرف سابقہ آیات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ کافر دنیا میں مسرور تھا اور اب ہلاکت کی دعا مانگ رہا ہے اور مومن دنیا میں زحمتیں برداشت کر رہا تھا اور اب اپنے اہل وعیال کی طرف خوش وخرم واپس جا رہا ہے۔
عائلی زندگی کا سب سے حسین موقع وہ ہوتا ہے جب انسان اپنے اہل وعیال کی طرف خوش وخرم واپس آتا ہے کہ اس کے مقابلہ میں نہ کسی دولت کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ساز وسامان کی یہ دولت نصیب نہ ہو تو ہر سامان مار وعقرب بن جاتا ہے اور ہر سرمایہ باعث شماتت ہمسایہ ہو جاتا ہے۔

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾ ع

اور صالح اعمال بجالائے۔ ان کیلئے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔(25)

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَشَاهِدٍ

قسم (۱) ہے برجوں والے آسمان کی۔(1) اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔(2) اور گواہ کی اور جس کی (۲)

وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ

گواہی دی جائے۔ (3) خندقوں والے (۳) ہلاک کر دیے گئے۔ (4) وہ آگ جو

الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ

ایندھن والی ہے۔(5) جب وہ اس (کے کنارے) پر بیٹھے تھے۔(6) اور وہ مومنین کے ساتھ روا رکھے گئے

بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا

اپنے سلوک کا مشاہدہ کررہے تھے۔(7) اور (ان ایمان والوں) سے وہ صرف اس وجہ سے دشمنی رکھتے تھے کہ وہ اس اللہ پر ایمان رکھتے تھے

بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

جو بڑا غالب آنے والا، قابل ستائش ہے۔(8) وہی جس کے لئے آسمانوں

وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔(9) جن لوگوں نے

فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ

مومنین اور مومنات کو اذیت دی پھر توبہ نہیں کی ان کے لئے

عربی حاشیہ

لوح محفوظ۔ جس میں کسی طرح کا تغیر وتبدل نہیں ہوسکتا ہے۔

ف: لوح محفوظ کے بارے میں ابن عباس سے منقول ہے کہ اس کا طول زمین سے آسمان تک ہے اور عرض مشرق سے مغرب جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ علم الٰہی ہے جس میں تمام حقائق محفوظ ہیں اور قرآن مجید کے سمانے کے لئے اسی قدر طویل و عریض ظرف کی ضرورت ہے کہ اس میں خود ہی تمام کائنات کے حقائق جمع ہوگئے ہیں۔

طارق۔ رات کو وارد ہونے والے کو کہا جاتا ہے کہ وہ آکر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ یہاں اول شب نکلنے والے ستارہ کو کہا گیا ہے۔

ثاقب۔ چمکدار ستارہ۔ گویا اس نے تاریکی کی دیوار میں سوراخ کردیا ہے۔

دافق۔ اچھلنے والا۔ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ میں یہ کیفیت اور صلاحیت پائی جاتی ہے۔

صلب۔ پشت۔

ترائب۔ تریبہ کی جمع ہے۔ دونوں پستانوں کے درمیان یا مرد کے جسم کے تمام اطراف واعضاء

اردو حاشیہ

(۱) کہا جاتا ہے کہ اس سے منازل شمس وقمر مراد ہیں یعنی حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔

(۲) شاہد ومشہود کے بارے میں مفسرین کے درمیان بیحد اختلافات ہیں اور بروایتے اس کے ۴۸ معنی بیان کئے گئے ہیں لیکن بظاہر محسوس اور غیر محسوس کے علاوہ کوئی بات ظاہر نہیں ہوتی ہے چاہے اس سے مراد کچھ بھی ہو جیسا کہ بعض روایات میں شاہد رسولؐ خدا ہیں اور مشہود حضرت علیؑ اور بعض میں شاہد رسول خدا ہیں اور مشہود قیامت وغیرہ۔

(۳) اصحاب اخدود یمن کے ایک بادشاہ ذونو اس کی قوم کو کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں نے ایک خندق بنائی تھی اور اس میں آگ بھڑکا کر اللہ والوں کا امتحان لیا کرتے تھے۔ اگر وہ دین سے منحرف ہوگئے تو خیر ورنہ انہیں آگ میں ڈال دیا جاتا تھا اور لوگ خندق کے قریب بیٹھ کر اس منظر کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے خدا نے ان کے واسطے آخرت میں ایسا ہی عذاب فراہم کردیا ہے کہ انہیں آگ میں جلایا جائے اور صاحبانِ ایمان دور سے اس منظر کا تماشا کریں تاکہ انہیں اندازہ ہو کہ دار دنیا میں وہ اللہ والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا کرتے تھے۔

عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ؕ﴿۱۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

یقیناً جہنم کا عذاب ہے اور ان کیلئے جلنے کا عذاب ہے۔(10) جو لوگ ایمان لائے

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ

اور نیک اعمال بجا لائے ان کیلئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطْشَ

نہریں بہتی ہوں گی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔(11) آپ کے پروردگار کی پکڑ

رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۚ﴿۱۳﴾

یقیناً بہت سخت ہے۔(12) یقیناً وہی خلقت کی ابتداء کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ (13)

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۙ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۙ﴿۱۵﴾

اور وہ بڑا معاف کرنے والا، محبت کرنے والا ہے۔(14) بڑی شان والا، عرش کا مالک ہے۔ (15)

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ؕ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ

وہ جو چاہتا ہے اسے خوب انجام دینے والا ہے۔ [۴] (16) کیا آپ کے پاس لشکروں کی

الْجُنُوْدِ ۙ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ؕ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

حکایت پہنچی ہے؟ (17) فرعون اور ثمود کی؟ (18) بلکہ کفر اختیار کرنے والے

فِيْ تَكْذِيْبٍ ۙ﴿۱۹﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ﴿۲۰﴾ بَلْ

تو تکذیب میں مشغول ہیں۔(19) اور اللہ نے ان کے پیچھے سے ان پر احاطہ کیا ہوا ہے۔(20) بلکہ یہ

هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ؑ﴿۲۲﴾

قرآن بلند پایہ ہے۔(21) اس لوح میں (ثبت) ہے جو محفوظ ہے۔(22)

ع ۱ / ۲۲ / ۱۰

عربی حاشیہ

وجوارح تبلی۔ یعنی ظاہر ہوجائیں گے۔ اس کی اصل ابتلاء اور اختبار ہے۔

رجع۔ بارش۔ گویا بادل بخارات کو لے جا کر پھر زمین کی طرف واپس کر دیتا ہے۔

صدع۔ نباتات جو زمین کو شگافتہ کر کے برآمد ہوتے ہیں۔

ہزل۔لعب۔ باطل۔

اکید کیداً یعنی ان کی چالوں کا جواب دے رہا ہوں۔

امہلہم۔ یعنی انھیں ذرا مہلت دے دو۔

رویدا۔ تھوڑا، رود کی تصغیر ہے رود یعنی آہستہ۔

غثاء۔خشک۔

احویٰ۔ سیاہ۔ حوہ سے مشتق ہے جو سبزی سیاہی مائل ہو۔

تزکی۔ پاکیزگی۔ چاہے کمال نفس کی بنا پر ہو یا زکوٰۃ فطرہ ادا کرنے کی بنا پر۔

اردو حاشیہ

(۴) واضح رہے کہ خدا اپنے اختیار میں مکمل صاحب اختیار ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ میزان عدل کے خلاف بھی کام کر سکتا ہے۔ اس کا ہر فعل ارادہ کا تابع ہے اور ارادہ غلط چیز سے متعلق ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ اس کا ظہور منظر عام پر آئے یا واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ یہ بات مسلم ہے کہ وہ جو چاہے وہ کر سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ برائی اور ظلم کو چاہ بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اہل عقل وعدل کا عقیدہ یہی ہے کہ اس کی مشیت غلط کام سے متعلق نہیں ہو سکتی لہٰذا صاحب اختیار ہے لیکن غلط کام نہیں کر سکتا ہے۔

آیاتہا ۱۷ ۸۶ سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ ۳۶ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲

قسم ہے آسمان کی اور رات کو چمکنے والے کی۔(1)اور آپ کیاجانیں رات کو چمکنے والا کیا ہے؟ (2)

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴

وہ روشن ستارہ ہے۔(3) کوئی نفس ایسا نہیں جس پر نگہبان نہ ہو۔ (4)

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶

پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ (۱) (5) وہ اچھلنے والے پانی سے خلق کیا گیا ہے۔ (6)

يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى

جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں سے نکلتا ہے۔ (۲) (7) بے شک اللہ

رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹ فَمَا لَهٗ

اسے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔(8)اس روز تمام راز فاش ہو جائیں گے۔(9)لہٰذا انسان کے پاس

مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱ وَ

نہ کوئی قوت ہو گی اور نہ مددگار ہو گا۔(10)قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی۔(11)اور

الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۲ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ وَّ

(دانہ اگانے کیلئے) شق ہونے والی زمین کی۔(12)یہ (قرآن) یقیناً فیصلہ کن کلام ہے۔(13)اور

مَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۵ وَّ

یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔(14)بے شک یہ لوگ اپنی چال چل رہے ہیں۔(15)اور

عربی حاشیہ

ف: آیت ۱۷۔۱۸۔۱۹۔۲۰ میں نور کے مرکز آسمان، قرار کے مرکز زمین، چشموں کے مصدر پہاڑ اور نقل وحمل کے ذریعہ اونٹ کا ذکر ہوا ہے جو زندگی کے عناصر اربعہ کے مترادف ہیں۔

ان ہذا۔ یعنی قد افلح من تزکی۔ اس حقیقت کا تذکرہ تمام آسمانی صحیفوں میں پایاجاتا ہے اور سب کا پیغام ایک ہی ہے۔

غاشیہ۔ قیامت کہ وہ اپنے ہول اور دہشت سے ساری مخلوقات کو ڈھانک لے گی۔

عاملہ ناصبہ۔ جہنم میں تھکا دینے والے کام کرنے والے یعنی طوق وسلاسل کا بوجھ اٹھانے والے۔

حامیہ۔ انتہائی درجہ کی حرارت والی آگ۔

ضریع۔ جہنم کا ایک خاردار درخت ہے۔

مصر سے زیادہ تلخ اور مردار سے زیادہ بدبودار۔

اکواب۔ بغیر دستہ کے پیالے۔

نمارق۔ نمرقہ کی جمع ہے۔ تکیے۔

زرابی۔ لمبے چوڑے فرش۔ زربی کی جمع ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان کی بغاوت کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ وہ اپنی حقیقت کونظر انداز کر دیتا ہے ورنہ اپنی حقیقت اور اصلیت پر نگاہ رکھنے والا شکر کر سکتا ہے فخر اور غرور نہیں کر سکتا۔ فخر اس لئے نہیں کر سکتا کہ ایک قطرۂ نجس سے پیدا ہوا ہے اور شکر اس لئے کرے گا کہ اس خدا نے قطرۂ نجس سے طیب وطاہر انسان بنا دیا ہے ورنہ رحم مادر سے ساقط بھی ہو سکتا تھا اور پھر مزید کرم یہ ہے کہ دو مختلف مواد کو جمع کر کے ایک تیسرے انسان کی تشکیل کر دی ہے۔

آیت کریمہ میں یہ اشارہ بھی ہے کہ مرد کا نطفہ صلب سے خارج ہوتا ہے اور عورت کا مادہ سینہ کی ہڈیوں کے اندر سے جس کی طرف بہت سے ماہرین فن اور اہل نظر نے اپنے بیانات میں رہنمائی کی ہے۔

أَكِيدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔(16) پس کفار کو مہلت دیں اور کچھ دیر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔(17)

ایاتھا ۱۹ | ۸۷ سُورَةُ الْأَعْلٰى مَكِّيَّةٌ ۸ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ﴿۱﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۲﴾ وَالَّذِي

(اے نبی!) اپنے پروردگار اعلیٰ کے نام کی تسبیح کرو۔ [۱] (1) جس نے پیدا کیا اور توازن قائم کیا۔(2) اور جس نے

قَدَّرَ فَهَدٰى ﴿۳﴾ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعٰى ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُ

تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔(3) اور جس نے چارہ اگایا۔(4) پھر (کچھ دیر بعد) اسے

غُثَاءً أَحْوٰى ﴿۵﴾ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى ﴿۶﴾ إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ

سیاہ خاشاک کر دیا۔ [۲] (5) (عنقریب) ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے۔(6) مگر جسے اللہ چاہے

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ﴿۷﴾ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى ﴿۸﴾

وہ ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو یقیناً جانتا ہے۔(7) اور ہم آپ کے لئے آسان طریقہ فراہم کریں گے۔(8)

فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿۹﴾ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَخْشٰى ﴿۱۰﴾ وَ

پس جہاں نصیحت مفید ہو نصیحت کرتے رہو۔ [۳] (9) جو شخص خوف رکھتا ہے وہ جلد نصیحت قبول کرتا ہے۔(10) اور

يَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ﴿۱۱﴾ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ﴿۱۲﴾ ثُمَّ

بدبخت اس سے گریز کرتا ہے۔(11) جو بڑی آگ میں جھلسے گا۔(12) پھر

لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى ﴿۱۳﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ

اس میں نہ مرے گا اور نہ جیے گا۔ [۴] (13) بتحقیق جس نے پاکیزگی اختیار کی وہ فلاح پا گیا۔(14) اور

عربی حاشیہ

سطحت ۔ یہ بات کرویت کے خلاف نہیں ہے کہ کروی چیز بھی اگر طویل وعریض ہوتی ہے تو اس کی ایک سطح ضرور پیدا ہوجاتی ہے۔

مصیطر ۔مسلط ۔حاکم۔

ایاب ۔ واپسی۔

واضح رہے کہ ایاب الی کے ساتھ ہے اور حساب علیٰ کے ساتھ ہے یعنی حساب بہرحال ہماری ذمہ داری ہے جسے ادا کرنا ہے اور واپسی تو فطری بات ہے کہ ہر شے کو اپنے مرکز کی طرف واپس آنا ہے۔

ف: اس سورہ کو سورۂ حسینؑ بھی کہا گیا ہے کہ ابتدا دس راتوں سے ہوئی ہے اور انتہا نفس مطمئنہ پر جس کا سب سے عظیم مصداق امام حسینؑ ہیں۔

لیال عشر۔ ابتدائے ذی الحجہ یا ابتدائے محرم کی دس راتیں یا آخر رمضان کی دس راتیں۔

شفع و وتر۔ عدد کی دونوں قسمیں مراد ہیں یا نافلہ شب کی دونوں نمازیں۔

اردو حاشیہ

(۱) تسبیح کا تعلق ذات سے ہے لیکن یہاں نام کا ذکر کیا گیا ہے کہ انسان کی معرفت ذات سے متعلق نہیں ہے بلکہ نام سے ہے اور وہ ذات کو بھی نام ہی کے ذریعہ پہچانتا ہے۔

(۲) بعض اہل نظر کا بیان ہے کہ سبزہ کا خشک ،سیاہی مائل بنا دینا یہ بھی ایک کرم الٰہی ہے کہ جہاں سبزہ سیاہی مائل ہوتا ہے وہاں زیر زمین تیل کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۳) بعض کاہل افراد اسے تبلیغ کے ترک کرنے کا جواز بنا لیتے ہیں کہ آج کل فائدہ کا امکان نہیں ہے لہٰذا تبلیغ واجب نہیں ہے۔ حالانکہ یہ تاکید پروردگار ہے کہ فائدہ کا احتمال بھی ہو تو تذکیر و تبلیغ کرتے رہو ورنہ یقین تو فائدہ کے حصول کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ اور اس وقت تبلیغ کا عمل ختم ہو چکا ہوگا اور اس کی کوئی ضرورت نہ رہ جائے گی۔

(۴) بظاہر یہ بات عجیب وغریب ہے کہ نہ موت ہو اور نہ حیات لیکن اس کا مفہوم یہ ہے کہ نہ زندگی جیسا لطف ہوگا اور نہ موت جیسی راحت کہ تمام مصائب سے نجات مل جائے بلکہ دونوں کے درمیان کی کیفیت ہوگی اور مصائب کا یہ سلسلہ ابدی اور دائمی رہے گا۔

ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ

اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔(15) بلکہ تم تو دنیاوی زندگی کو ترجیح

الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ

دیتے ہو ۔(16) حالانکہ آخرت بہترین ہے اور بقا والی ہے۔(17) پہلے صحیفوں میں بھی یقیناً

الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

یہی بات (مرقوم) ہے۔(18) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ۔(19)

اٰیاتها ۲۶ — ۸۸ سُوْرَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۶۸ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

کیا آپ کے پاس (ہرچیز پر) چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟(1) اس دن کچھ چہرے

خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾

خوار ہوں گے۔(2) وہ جفاکشی میں تھکے ہوئے (۱) ہوں گے۔(3) دھکتی آگ میں جلس رہے ہوں گے۔ (4)

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ

وہ سخت کھولتے ہوئے چشمے سے سیراب کیے جائیں گے۔(5) خاردار جھاڑی کے سوا ان کیلئے

ضَرِيْعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ

غذا نہ ہو گی۔(6) جو نہ جسامت بڑھائے نہ بھوک مٹائے۔(7) اس دن

يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾ فِىْ جَنَّةٍ

کچھ چہرے شاداب ہوں گے۔(8) اپنے عمل پر خوش ہوں گے۔(9) بہشت بریں میں

عربی حاشیہ

یسر۔ سریٰ سے نکلا ہے کہ رات میں سفر کیا جاتا ہے ورنہ رات نہیں چلتی ہے۔

حجر عقل۔ یہ حجر سے نکلا ہے کہ عقل برائیوں سے منع کرتی ہے۔

عاد۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔ اس قبیلہ کو باپ کے نام پر عاد اور دادا کے نام پر ارم کہا جاتا ہے۔

عماد۔ ستون یہ قوم خیموں میں رہا کرتی تھی جو ستونوں پر قائم ہوتے تھے۔

جابوا۔ جوب سے مشتق ہے یعنی قطع کرنا۔

اوتاد میخوں کو کہا جاتا ہے۔ مراد لشکر فوج ہے جس سے حکومت قائم ہوتی ہے جس طرح کہ میخوں سے خیمے قائم ہوتے ہیں۔

مرصاد۔ گھات۔

تحاضون۔ حض۔ دوسروں کو آمادہ کرنا اور جو دوسروں کو آمادہ نہ کر سکے وہ خود کیا عمل کرے گا۔

لماً۔ شدت کے ساتھ اور جماً۔ کثرت کے ساتھ۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان کی تباہی کا راز انہیں دو باتوں میں مضمر ہے دنیا کی زندگی کو آخرت پر مقدم کرنا اور آخرت کی خوبی سے بے خبر یا غافل رہنا اور اسی لئے خدا نے اس حقیقت کو ہر صحیفہ میں بیان کیا ہے کہ تزکیہ نفس کے بغیر فلاح ممکن نہیں ہے۔ صحف ابراہیمؑ و موسیٰ علیہ السلام کا حوالہ شاید اس لئے بھی دیا گیا ہے کہ ان دونوں حضرات کی زندگی میں عملی طور پر اس کے نمایاں مرقع پائے جاتے ہیں۔ جناب ابراہیمؑ نے حیات دنیا کو ٹھکرا کر آخرت کیلئے اولاد کی قربانی پیش کر دی اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے ترک وطن اور مقابلہ فرعون جیسی مصیبتوں کا سامنا کیا۔

عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾

ہوں گے۔(10)وہ وہاں کسی قسم کی بیہودگی نہیں سنیں گے۔ (۲) (11)اس میں رواں چشمے ہوں گے۔ (12)

فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ

اس میں اونچی مسندیں ہوں گی۔(13)اور پیالے رکھے ہوں گے۔(14)اور

نَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿۱۶﴾ اَفَلَا

ترتیب سے رکھے ہوئے تکیے ہوں گے۔(15)اور نفیس فرش بچھے ہوئے ہوں گے۔ (16) کیا یہ لوگ

يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَ اِلَى السَّمَاءِ

اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیے گئے ہیں؟(17)اور آسمان کی طرف کہ

كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَ اِلَى

وہ کیسے اٹھایا گیا ہے؟(18)اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے جمائے گئے ہیں؟(19)اور زمین کی

الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ

طرف کہ وہ کیسے بچھائی گئی ہے؟(20)پس آپ نصیحت کرتے رہیں کہ آپ فقط نصیحت

مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى

کرنے والے ہیں۔ (۳) (21) آپ ان پر مسلط نہیں ہیں۔(22)البتہ جو منہ موڑے گا

وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ

اور کفر اختیار کرے گا۔(23)سواللہ اسے سب سے بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا۔(24)انہیں یقیناً

اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾

ہماری طرف لوٹ کرآنا ہے۔(25) پھران کا حساب لینا یقیناً ہمارے ذمے ہے۔(26)

وقف لازم

ع ۲۶/۱ ۱۳

عربی حاشیہ

ف: ان ربک لبالمرصاد کے بارے میں سرکار دوعالمؐ کا ارشاد ہے کہ جہنم پر تین پل ہوں گے امانت۔نماز۔عدالت۔بعض لوگ پہلے ہی پل سے گرجائیں گے، بعض دوسرے سے گریں گے اور بعض تیسرے سے اور رب العالمین ان حالات کی نگرانی کرتا رہے گا۔"ان ربک" میں صاحبانِ ایمان کے لئےتسکین کا بھی سامان ہے۔

لحیاتی۔زندگانی آخرت مراد ہے یا"فی حیاتی"،یعنی زندگانی دنیا مراد ہے۔

بلد۔مکہ مکرمہ۔

فی کبد۔ انسان کو زحمت برداشت کرنے والا بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔

والد۔ آدم اور ماولدان کی نسل اور بعض مفسرین کے مطابق ابراہیمؑ واسماعیلؑ اور پیغمبرؐ اسلام مراد ہیں۔

لبد۔اتنا کثیر مال جوختم ہی نہ ہوسکے۔

نجدین۔خیروشر کے دوراستے۔

نجد۔ بلند راستہ ہے اور اس کی جمع نجود ہے۔

اردو حاشیہ

(۲) واضح رہے کہ جنت ایسے ماحول کا نام ہے جہاں پسند کی ہر چیز مہیا ہوگی اوراس کے باوجود لغویات کی کوئی آواز سنائی نہ دے گی اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہاں جانے والے وہی افراد ہونگے جن کی پسند میں لغو آوازیں، جھوٹ، غیبت، بہتان، ناچ گانا وغیرہ شامل نہ ہوں ورنہ ایسے ذوق والے جہاں بھی ہوں گے لغویات کی آواز ضرور سنائی دے گی۔

(۳) یہ انسان کی ذمہ داریوں کا توازن ہے کہ اسے دوسرے انسانوں کی طرف سے بالکل آزاد کیا جاسکتا ہے اور نہ ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے۔اس کی حیثیت ایک درمیانی شخصیت کی ہوتی ہے کہ تبلیغ وتذکیر کا فرض انجام دیتا رہے اور لوگوں کے انحراف سے بددل ہوکر خودکشی کا ارادہ نہ کرلے۔رب العالمین نے خود بھی انسان کو نتائج کی ذمہ داری سے آزاد کردیا ہے کہ کام کرنا تمہارا فرض ہے اس کے بعد نتائج کے تم ذمہ دار نہیں ہو۔اس کا منظر عام پر لانا ہمارے مستقل قوانین فطرت کا کام ہے۔

ایاتھا ۳۰ | ۸۹ سُورَۃُ الۡفَجۡرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالۡفَجۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّیۡلِ

قسم ہے فجر کی۔(1)اور دس راتوں کی۔(2)اور جفت اور طاق کی۔(3)اور رات کی جب

اِذَا یَسۡرِ ۚ﴿۴﴾ ہَلۡ فِیۡ ذٰلِکَ قَسَمٌ لِّذِیۡ حِجۡرٍ ؕ﴿۵﴾ اَلَمۡ

جانے لگے۔(4) کیا ان میں کسی صاحب عقل کے لئے کوئی قسم ہے؟(5) کیا آپ نے

تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ۪ۙ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الۡعِمَادِ ۪ۙ﴿۷﴾

نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم عاد [1] کے ساتھ کیا کیا؟(6)ستونوں والے ارم کے ساتھ۔ (7)

الَّتِیۡ لَمۡ یُخۡلَقۡ مِثۡلُہَا فِی الۡبِلَادِ ۪ۙ﴿۸﴾ وَ ثَمُوۡدَ الَّذِیۡنَ

جس کی نظیر کسی ملک میں نہیں بنائی گئی۔(8)اور قوم ثمود کے ساتھ جنہوں نے

جَابُوا الصَّخۡرَ بِالۡوَادِ ۪ۙ﴿۹﴾ وَ فِرۡعَوۡنَ ذِی الۡاَوۡتَادِ ۪ۙ﴿۱۰﴾

وادی میں چٹانیں تراشی تھیں۔(9)اور میخوں والے فرعون کے ساتھ۔ (10)

الَّذِیۡنَ طَغَوۡا فِی الۡبِلَادِ ۪ۙ﴿۱۱﴾ فَاَکۡثَرُوۡا فِیۡہَا الۡفَسَادَ ۪ۙ﴿۱۲﴾

ان لوگوں نے ملکوں میں سرکشی کی۔(11)اور ان میں کثرت سے فساد پھیلایا۔ (12)

فَصَبَّ عَلَیۡہِمۡ رَبُّکَ سَوۡطَ عَذَابٍ ۚۙ﴿۱۳﴾ اِنَّ رَبَّکَ

پس آپ کے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔(13)یقیناً آپ کا

لَبِالۡمِرۡصَادِ ؕ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىہُ رَبُّہٗ

رب تاک [2] میں ہے۔(14) مگر جب اس انسان کو اس کا رب آزما لیتا ہے پھر اسے عزت دیتا ہے

عربی حاشیہ

اقتحام۔مشکلات میں داخل ہوجانا کہ انسان نے اتنا مال رکھ کربھی بڑے مراحل نہیں طے کیئے۔

فک رقبہ۔ گردن کو اسیری یا قرض سے آزادکرانا۔

مسغبہ۔بھوک۔

مقربہ۔قرابت۔

متربہ۔ شدید ضرورت جوانسان کو خاک سے ملا دے۔

اصحاب المیمنہ۔ داہنی طرف والے یابرکت والے۔

اصحاب مشمۂ ۔ بائیں طرف والے یا نحوست اور بدبختی والے۔

موصدہ۔چاروں طرف سے بند۔ جہاں نہ روشنی کا گزرہوااور نہ راستہ ہو۔

ف: نفس مطمئنہ کے ذیل میں امام صادقؑ کا ارشاد ہے کہ جب مومن قبض روح سے پریشان ہوتا ہےتو فرشتہ موت ائمہ طاہرینؑ کے جمال مبارک کی زیارت کرادیتا ہے اور وہ شوق سے باطمینان جان دینے کے لئے تیار ہوجاتا ہےتو جب ان کی زیارت

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ مبارکہ میں عبرت ونصیحت کے متعدد تذکرے پائے جاتے ہیں۔

قوم عاد کا تذکرہ عاد ایک شخص کا نام تھا جس کا بیٹا تھا شداد اور اسی نے جنت بنوا کر اپنے دادا ارم کے نام پر اسے باغ ارم بنا دیا تھا لیکن جب اس کے نظارے کیلئے گیا تو دروازہ ہی پر ملک الموت مل گئے اور روح قبض کر لی اور وہ اس باغ کے نظارہ سے بھی محروم رہ گیا جسے اس کے نوکروں اور مزدوروں نے بارہا دیکھا تھا۔

(۲) صاحبان ایمان کو ہمیشہ اس نکتہ کو یادرکھنا چاہیے کہ ظالمین کسی قدر کیوں نہ آگے بڑھ جائیں قدرت ان کی تاک میں رہتی ہے اور جب اس نے فرعون، شداد، ثمود جیسوں کونہیں رہنے دیا ہےتو آج کل کے ظالموں کوکیسے چھوڑ دے گی اور یہی بات خود ظالموں کوبھی سمجھنی چاہیے۔

فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝۱۵ وَاَمَّآ

اور اسے نعمتیں عطا فرماتا ہے تو کہتا ہے: میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے۔(15)اور جب اسے

اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ

آزما لیتا ہے اور اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے: میرے رب نے میری

اَهَانَنِ ۝۱۶ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝۱۷ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ

توہین [۳] کی ہے۔(16)ہرگز نہیں! بلکہ تم خود یتیم کی عزت نہیں کرتے۔(17)اور نہ ہی مسکین کو

عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۱۸ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝۱۹

کھلانے کی ترغیب دیتے ہو۔(18)اور میراث کا مال سمیٹ کر کھاتے ہو۔ (19)

وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝۲۰ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ

اور مال کے ساتھ جی بھر کر محبت کرتے ہو۔(20)ہرگز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ہموار کی

دَكًّا دَكًّا ۝۲۱ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝۲۲

جائے گی۔(21)اور آپ کا پروردگار حاضر ہو گا(حکم)اور فرشتے صف درصف حاضر ہوں گے۔ (22)

وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

اور جس دن جہنم حاضر کی جائے گی اس دن انسان متوجہ ہو گا لیکن اب متوجہ

وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝۲۳ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝۲۴

ہونے کا کیا فائدہ ہوگا؟(23)کہے گا: کاش! میں نے اپنی اس زندگی کے لئے آگے کچھ بھیجا ہوتا۔ (24)

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝۲۵ وَّلَا يُوْثِقُ وَ

پس اس دن اللہ کے عذاب کی طرح عذاب دینے والا کوئی نہ ہو گا۔(25)اور اللہ کی طرح جکڑنے والا

عربی حاشیہ

مطمئنہ بنا دیتی ہے تو وہ خود؟

ف: الہام اور وحی کا ایک فرق یہ بھی ہے کہ صاحب وحی کو مصدر وحی کا علم اور احساس ہوتا ہے لیکن صاحب الہام کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس مصدر الہام کا علم اور احساس ہو۔

ضحیٰ۔ آفتاب کی روشنی۔

تلاہا۔ آفتاب کے پیچھے پیچھے رہے اور اس کی روشنی لے کر اس کے غروب کے بعد طالع ہو۔

طحیہا۔ ہر طرف سے فرش کر کے استقرار کے قابل بنا دیا۔

واضح رہے کہ ان تینوں آیات میں ما.... مَن کے معنی ہیں استعمال ہوا ہے۔

دساہا۔ ناقص بنا دیا اور فسق وفجور میں چھپا دیا۔

دس ۔ چھپا دینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

طغویٰ۔ طغیان اور سرکشی۔

اشقیٰ۔ قدار بن سالف مراد ہے۔

دمدم۔ عذاب کو حاوی بنا دیا اور مسلط کر دیا۔

اردو حاشیہ

(۳) یہ وہ جاہل اور مادہ پرست ہیں جن کی نگاہ میں عزت اور ذلت کا معیار صرف مال دنیا ہے اور اسی لئے مال کی تنگی پر خدا سے شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ان کی ذاتی ذلت وضلالت کا یہ عالم ہے کہ یتیموں کا احترام نہیں کرتے ہیں اور مساکین کے کھانے کا انتظام نہیں کرتے ہیں۔مال میراث کو اکٹھا کر کے حلال وحرام سب کھا جاتے ہیں اور مال دنیا سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور اس بات کا ہوش نہیں رکھتے ہیں کہ ایک دن آنے والا ہے جب انہیں ہوش آ جائے گا لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

غور کیا جائے گا تو ان آیات کے مصادیق ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور آج بھی بیشمار مصداق پائے جا رہے ہیں صرف نگاہِ عبرت سے دیکھنے کی دیر ہے اور عبرت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

یہ ان صاحبان ایمان کا تذکرہ ہے جن کا کردار خدا کی نگاہ میں پسندیدہ ہے اور خود بھی راضی برضائے پروردگار ہیں۔ ایسے لوگ دنیا سے مطمئن جاتے ہیں اور ان کے اشتیاق میں بندگانِ خدا بھی بے چین رہتے ہیں اور بہشت بریں بھی اور اسی بنیاد پر اس کا واضح ترین مصداق امام حسینؑ کو قرار دیا گیا ہے جنہوں نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنا بھرا گھر لٹا دیا اور خود زیر خنجر کہتے رہے الٰہی رضا برضاک پروردگار میں تیری مرضی پر راضی ہوں تو پروردگار نے بھی آواز دی (یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیہ)۔

ثَاقَةً اَحَدٌ ﴿۲۶﴾ يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيٓ

کوئی نہیں ہو گا۔(26)اے نفس مطمئنہ!(27)اپنے رب کی طرف پلٹ آ اس حال میں کہ

اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿۲۹﴾

تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہو۔(28) پھر میرے بندوں میں شامل ہو جا۔ (29)

وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿۳۰﴾

اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ [۴](30)

ایاتھا ۲۰ | ۹۰ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۳۵ | رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَ

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔(1)جب اس شہر میں آپ کا قیام ہے۔(2)اور

وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ

قسم کھاتا ہوں باپ اور اولاد کی۔(3)بتحقیق ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔(4) کیا وہ

اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾

یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کو اختیار حاصل نہیں ہے۔(5) کہتا ہے: میں نے بہت سامال برباد کیا۔ (6)

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾

کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ کسی نے اس کونہیں دیکھا؟(7) کیا ہم نے اس کیلئے نہیں بنائیں دو آنکھیں؟ (8)

وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ

اور ایک زبان اور دو ہونٹ؟(9)اور ہم نے دونوں راستے (خیروشر) اسے دکھائے۔(10) مگر اس نے اس گھاٹی میں

عربی حاشیہ

دمدمہ۔ جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینا۔

عقبٰی۔ انجام، ردعمل۔

ماخلق۔ بمعنی من خلق ہے یا ما مصدریہ ہے۔

حسنٰی۔ نیکی، جنت۔

فسنیسرہ۔ تیسیر۔ راستہ کو ہموار کر دینا۔

تردّٰی۔ ہلاکت میں گر پڑنا تلظّٰی۔ لظٰی سے مشتق ہے یعنی بھڑکنے والی آگ اور دہکنے والے شعلے۔

ف: سورہ واللیل کے بارے میں مشہور ہے کہ ایک بخیل شخص کے خرمہ کی ایک شاخ غریب کے گھر میں تھی۔ اس کے بچے گرے ہوئے خرمے کھا لیتے تھے تو انھیں مارتا تھا۔ حضور نے اسے جنت کے عوض درخت بیچنے کے لئے کہا لیکن اس نے انکار کر دیا تو ابوالدحداح نے ۴۰ درختوں کے عوض درخت خرید کر حضور کو دے دیا۔ سورہ میں ابوالدحداح کی مدح ہے اور اس بخیل کی مذمت۔ اس کا ابوبکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ

قدم ہی نہیں رکھا۔(11) اور آپ کیا جانیں کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟(12) گردن کو (غلامی سے) چھڑانا۔[1] (13) یا فاقہ

اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ

کے روز کھانا کھلانا۔(14) کسی رشتہ دار یتیم کو۔(15) یا کسی

مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

خاک نشین مسکین کو۔(16) پھر ان لوگوں میں شامل ہونا جو ایمان لائے اور جنہوں نے

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ

ایک دوسرے کو صبر کرنے کی نصیحت کی اور شفقت کرنے کی تلقین کی۔(17) یہی لوگ

اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ

دائیں والے ہیں۔(18) اور جنہوں نے ہماری آیات کا انکار کیا

الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

وہ بدبخت لوگ ہیں۔(19) ان پر ایسی آتش مسلط ہوگی جو ہر طرف سے بند ہے۔(20)

آیاتها ۱۵ — ۹۱ سُوْرَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ ۲۶ — رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ﴿۱﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ﴿۲﴾ وَالنَّهَارِ

قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی۔(1) اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔(2) اور دن کی جب وہ اسے

اِذَا جَلّٰىهَا ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ﴿۴﴾ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ﴿۵﴾

روشن کر دے۔[1] (3) اور رات کی جب وہ اسے چھپالے۔(4) اور آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا۔(5)

عربی حاشیہ

اشقٰی۔ بدبخت۔ بعض حضرات کے نزدیک امیہ بن خلف اور اس کے ساتھی مراد ہیں۔

یتزکی۔ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔

ضحیٰ۔ آفتاب کے بلند ہونے کا وقت۔

سجی۔ ٹھہر جائے یا اس کی سیاہی پھیل کر دنیا کو گھیر لے۔

ودّع۔ چھوڑ دینا جس طرح مسافر کو رخصت کر دیا جاتا ہے۔

قلی۔ قلیٰ سے مشتق ہے یعنی شدت عداوت۔

آدیٰ۔ عبدالمطلب اور ان کے بعد ابوطالب کی پناہ میں دیا۔

ضالاً۔ گمشدہ، غیر معروف اور بعض مفسرین کے مطابق احکام الٰہیہ سے ناواقف۔

ناواقف۔

فاغنیٰ۔ مالِ خدیجہ سے مال دار بنایا اور نفس کا مستغنی قرار دیا۔

اردو حاشیہ

(۱) انسان کتنا ہی بخیل کیوں نہ ہو دار دنیا میں مال ضرور صرف کرتا ہے اور جو عزت یا شہرت کا طلبگار ہوتا ہے وہ زیادہ صرف کرتا ہے لیکن ان تمام مصارف سے انسان صرف بندگانِ خدا کو مرعوب کر سکتا ہے خدا کی نگاہ میں ایسے صرف کی کوئی قیمت نہیں ہے اور نہ اس کے ذریعہ انسان قیامت کی گھاٹیوں کو پار کر سکتا ہے اس کیلئے انہیں امور کی ضرورت ہے جن کا تذکرہ آیات ذیل میں کیا گیا ہے۔

لوگوں کو آزادی دلوائے، غریبوں کو کھانا کھلائے، یتیم کی پرورش کرے، مسکین کا خیال رکھے۔ صبر و مرحمت کی وصیت و نصیحت کرتا رہے۔ یہ ساری باتیں نہ ہوں تو باقی نمائشی اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

(۱) اس مقام پر پروردگار عالم نے نور و ظلمت، روز و شب، ارض و سما اور نفس انسانی کی قسم کھا کر اس حقیقت کو واضح کرنا چاہا ہے کہ فلاح پاکیزہ نفس افراد کیلئے ہے اور ناکامی اور رسوائی خبیث النفس افراد کیلئے ہے جس کی مثال دور قدیم میں قوم ثمود اور ان کے نبی کی تھی کہ نبی انتہائی پاکیزہ نفس اور قوم ایسی خبیث کہ ایک اونٹنی کو پانی بھی نہ پینے دیا اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس پر خدا نے عذاب نازل کر دیا اور خدا کو انجام کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ وہ کسی سے ڈرنے والا ہے ناقہ صالح کی یہی مظلومیت تھی جس کی طرف امام حسینؑ نے اشارہ کیا تھا اور اپنے پروردگار سے فریاد کی تھی کہ میرا بچہ ناقہ صالحؑ سے کم نہیں تھا اور یہ قوم ان ظالموں سے کم نہیں ہے جنہوں نے ایک بچہ ناقہ کو بھی پانی سے محروم کر دیا تھا۔

وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ فَاَلْهَمَهَا

اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا۔(6) اور نفس کی اور (۲) اس کی جس نے اسے معتدل کیا۔(7) پھر اس نفس کو

فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝۹ وَقَدْ خَابَ

اس کی بدکاری اور اس سے بچنے کی سمجھ دی۔(8) بتحقیق جس نے اسے پاک رکھا کامیاب ہوا۔(9) اور جس نے اسے

مَنْ دَسّٰىهَا ۝۱۰ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ

آلودہ کیا نامراد ہوا۔(10) (قوم) ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث تکذیب کی۔(11) جب ان کا سب سے

اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳

زیادہ شقی اٹھا۔(12) تو اللہ کے رسول نے ان سے کہا: اللہ کی اونٹنی اور اس کی سیرابی کا خیال رکھو۔(13)

فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۙ۬ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ

پھر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے رب نے ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب ڈھایا

فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

پھر سب کو (زمین کے) برابر کر دیا۔(14) اور اسے اس (عذاب) کے انجام کا کوئی خوف نہیں۔(15)

ع ۱۵ / ۱۲

آیاتہا ۲۱ — ۹۲ سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ ۹ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمن و رحیم

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ

قسم ہے رات (۱) کی جب (دن پر) چھا جائے۔(1) اور دن کی جب وہ چمک اٹھے۔(2) اور اس کی جس نے نر

الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰۤى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى

اور مادہ پیدا کیا۔(3) تمہاری کوششیں یقیناً مختلف ہیں۔(4) پس جس نے (راہ خدا میں) مال دیا

عربی حاشیہ

فحدث۔ نعمت خدا کو بیان کرو کہ یہ شکر نعمت ہے (بشرطیکہ غرور نہ پیدا ہونے پائے جس کا خطرہ عام انسانوں میں ہوتا ہے)

فانصب۔ زحمت برداشت کرو یا کسی کو مقرر کردو۔ مفسرین نے دونوں احتمال بیان کئے ہیں۔

واضح رہے کہ سورہ ضحیٰ کے بعد سے آخر تک ہر سورہ کے خاتمہ پر قاریانِ قرآن نے تکبیر کی تعلیم دی ہے لاالہ الا اللہ واللہ اکبر۔

ف: فانصب کے ص پر زبر ہے۔ اور مسلسل سعی وکوشش کی ایک اعلیٰ فرد کا نام ولایت علیؑ ہے جو پیغمبرؐ اسلام کی جدوجہد و ہدایت کے استمرار کی دلیل ہے۔ اس کے لئے ص پر زیر لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تین وزیتون۔ دو پھلوں کے نام ہیں اور بعض حضرات کی نگاہ میں ان سے وہ علاقہ مراد ہے جہاں یہ دونوں پھل پیدا ہوتے ہیں اور وہ قدس کا علاقہ ہے جہاں جناب ابراہیمؑ کا مرکز اور جناب عیسیٰؑ کا مولد اور مسکن تھا۔

طور سینین۔ وہ پہاڑ جہاں جناب موسیٰؑ سے کلام کیا گیا تھا۔

اردو حاشیہ

بظاہر ان تمام قسموں کا مقصد یہ ہے کہ یہ تمام مخلوقات بیجان اور بے شعور ہونے کے باوجود ان کی دو قسمیں نہیں ہیں اور سب محو اطاعت پروردگار ہیں لیکن انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ہے اور اس میں خبیث النفس افراد پیدا ہو گئے ہیں جو انتہائی افسوس اور شرم کی بات ہے۔

(۲) ابتدا میں رات اور دن اور خلقت زن ومرد کا حوالہ دیکر انسان کی مختلف کوششوں اور ان کے انجام کی نشاندہی کی گئی اور آخر میں یہ واضح کیا گیا کہ اس گمراہی کی ذمہ داری پروردگار پر نہیں ہے اس کا کام صرف ہدایت کر دینا ہے اور بس اور یہ وہ ذمہ داری ہے جسے اس نے ادا کر دیا ہے اس کے بعد کسی سرکش کو یہ نہ سوچنا چاہیے کہ وہ پروردگار کے قبضہ سے باہر نکل جائے گا دنیا وآخرت کا مکمل اختیار اسی کے ہاتھ میں ہے اور حساب وکتاب کرنے والا وہی ہے گویا آیت نے صاف واضح کر دیا ہے کہ خدا نے حکمت وعدالت کی بنا پر ہدایت اپنے اوپر واجب کر لی ہے اور اس کے خلاف نہیں کرتا ہے ورنہ اس کی طاقت اور قدرت میں کوئی کمی نہیں ہے اور نہ کسی کو اس سے باز پرس کرنے کا حق ہے۔

(۱) بعض مفسرین نے یہ واضح کرنا ضروری سمجھا ہے کہ آیات مذکورہ ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی ہیں لیکن یہ بتانے کی زحمت نہیں کی ہے کہ ان کے کس عمل کی بنا پر نازل ہوئی ہیں اور نہ یہ واضح کیا ہے کہ مذکورہ آیات کے دونوں قسم کے کرداروں میں سے کون سی آیتیں ان کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

وَاتَّقٰى ۝۵ لا وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ لا فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷ ط

اور تقویٰ اختیار کیا۔(5) اور نیکی کی تصدیق کی۔(6) پس ہم اسے جلد ہی آسانی کے اسباب فراہم کریں گے۔(7)

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ لا وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ لا

اور جس نے بخل کیا اور (اللہ سے) بے نیازی برتی۔(8) اور نیکی کو جھٹلایا۔ (9)

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ ط وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا

پس ہم اسے جلد ہی مشکلات کا سامان فراہم کریں گے۔(10) اور جب وہ سقوط کرے گا تو اس کا مال اس وقت اس کے

تَرَدّٰى ۝۱۱ ط اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۲ صلے وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ

کام نہ آئے گا۔(11) راستہ دکھانا یقیناً ہماری ذمے داری ہے۔(12) اور دنیا اور آخرت کے یقیناً

وَالْاُوْلٰى ۝۱۳ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۝۱۴ ج لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا

ہم مالک ہیں۔(13) پس میں نے تمھیں بھڑکتی آگ سے متنبہ کر دیا۔(14) اس میں سب سے زیادہ شقی شخص ہی

الْاَشْقَى ۝۱۵ لا الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝۱۶ ط وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝۱۷ لا

تپے گا۔(15) جس نے تکذیب کی اور منہ موڑ لیا و۔(16) اور نہایت پرہیزگار کو اس (آگ) سے بچا لیا جائے گا۔(17)

الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝۱۸ ج وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ

جو اپنا مال پاکیزگی کے لئے دیتا ہے۔(18) اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا

نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝۱۹ لا اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝۲۰ ج

وہ بدلہ اتارنا چاہتا ہو۔(19) وہ تو اپنے رب اعلیٰ کی رضا جوئی کے لیے ایسا کرتا ہے۔ (20)

وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝۲۱ ع

اور عنقریب [۲] وہ راضی ہو جائے گا۔(21)

ع ۱ ۲۱ ۱۷

عربی حاشیہ

بلد امین۔ مکہ مکرمہ۔

سینین اور سِینا یا سَینا اس جگہ کا نام ہے جہاں طور کا پہاڑ ہے۔

اسفل سافلین۔ جہنم کا طبقہ مراد ہے تو مقصود وہ لوگ ہیں جنھوں نے احسن تقویم کے مطابق عمل نہیں کیا اور ضعیفی وغیرہ مراد ہے تو عام انسان مقصود ہیں۔

علق۔ جامد خون۔

عربی زبان میں علق جونک کو بھی کہا جاتا ہے اور اس لوتھڑے کی ویسی ہی شکل بھی ہوتی ہے۔

ان الانسان۔ بروایتے ابوجہل مراد ہے۔

ارایت ان کان۔ اس فعل کا مفعول اور اس شرط کی جزا دونوں محذوف ہیں۔

لنسفعاً۔ سفع۔ پکڑ کر کھینچنا۔

ناصیہ۔ سر کے اگلے حصہ کے بال

نادی۔ وہ بزم جہاں قبیلہ والے اکٹھا ہوتے ہیں۔

زبانیہ۔ زبنیہ کی جمع ہے یعنی سخت ترین فرشتے۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ بات سب نے لکھی ہے کہ سلسلہ وحی کے ایک عرصہ تک موقوف ہو جانے کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے لیکن یہ وقفہ صرف مصلحت الٰہی کا نتیجہ ہے اور اس کا پیغمبرؐ سے ناراضگی سے کوئی تعلق نہیں ہے ورنہ پیغمبرؐ کو تو خدا اتنا عطا کرے گا کہ وہ راضی ہو جائیں اور اس کی مثال یہ ہے کہ یتیمی میں ابوطالب کی پناہ دے دی ہے۔ غربت میں خدیجہ کی دولت دیدی ہے اور جب گمشدہ تھے اور کوئی پہچاننے والا نہ تھا یا متحیر تھے کہ کس طرح قوم کو راستہ پر لایا جائے تو علیؑ کا سہارا دیدیا ہے جس نے ذوالعشیرہ میں وعدۂ نصرت کر کے تبلیغ کی راہ بھی ہموار کی اور قوم میں پیغمبرؐ کا تعارف بھی کرایا تو اب اسے نظر انداز کرنے کی کیا وجہ ہے۔

ایاتھا ۱۱ ۹۳ سُوْرَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ ۱۱ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالضُّحٰى ۙ① وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ② مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۗ③ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۗ④ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۗ⑤ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۪⑥ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۪⑦ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۗ⑧ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۗ⑨ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۗ⑩ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ⑪

قسم ہے روز روشن کی۔(1)اور رات کی جب (اس کی تاریکی) چھا جائے۔(2) آپ کے رب [1] نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔(3)اور آخرت آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے۔(4)اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔(5) کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر پناہ دی۔ (6) اور اس نے آپ کو ناواقف پایا تو راستہ دکھایا؟(7)اور آپ کو تنگدست پایا تو مالدار کر دیا۔ (8) لہٰذا اب یتیم کی توہین نہ کریں۔(9)اور سائل کو جھڑکی نہ دیں۔(10)اور اپنے رب کی نعمت کو بیان کریں۔(11)

ایاتھا ۸ ۹۴ سُوْرَۃُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَکِّیَّۃٌ ۱۲ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ① وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ②

کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کیا؟(1)اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ نہیں اتارا۔ (2)

المنزل ۷

عربی حاشیہ

لیلۃ القدر۔ قدر ومنزلت اور شرف کی رات جس میں نزول قرآن کا آغاز ہوا ہے یا کُل قرآن پیغمبرؐ کو دیا گیا ہے۔
روح۔ جبریل امین۔
من کل امر یکل امر سلام ہے۔ شب قدر اولیاء خدا کے لئے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اول سے آخر اور سرشام سے طلوع فجر تک۔
منفکین۔ اپنے عہد سے الگ ہونے والے کہ سب کا عہد تھا کہ پیغمبرؐ آئے گا تو اس پر ایمان لے آئیں گے۔
صحف۔ اوراق قرآن۔
مطہرہ۔ ہر غلطی، برائی اور باطل وغلط بیانی سے پاک وپاکیزہ۔
کتب۔ مکتوبات۔
قیمہ۔ مستقیم، مستحکم۔
حنفاء۔ باطل سے حق کی طرف متوجہ ہونے والے۔
دین القیمہ۔ دین ملت مستقیم یا دین کتب مستقیم۔ یعنی مضاف مضاف الیہ نہ کہ صفت

اردو حاشیہ

(۱) معنوی اعتبار سے یہ سورہ سورہ ضحیٰ کا تتمہ ہے اور اسی لئے نماز میں ایک ہی رکعت میں دونوں کی تلاوت فرض ہے اور مضمون بھی ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے کہ جس طرح خدا نے یتیمی میں پناہ دی ہے اور تنگ دستی میں بے نیاز بنایا ہے اسی طرح کفار کے مقابلہ میں سینہ کو اس قدر کشادہ کر دیا ہے کہ ان کی اذیتوں کے باوجود ہدایت کرتے رہیں گے اور آپ کا ذکر بلند وبالا رہے گا۔ اس کے بعد اس اصول کی نشاندہی کی ہے کہ عام طور سے زحمت کے بعد راحت ہی ہوا کرتی ہے صرف رحمت خداوندی سے وابستہ رہنے کی ضرورت ہے۔

الَّذِیٓ اَنۡقَضَ ظَهۡرَكَ ﴿۳﴾ وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ﴿۴﴾

جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی؟(3)اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ (4)

فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ﴿۶﴾ فَاِذَا

البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔(5)یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔(6)لہٰذا جب

فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارۡغَبۡ ﴿۸﴾

آپ فارغ ہوجائیں تو نصب کریں۔(7)اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔(8)

آیاتھا ۸ ۹۵ سُوۡرَةُ التِّیۡنِ مَكِّیَّةٌ ۲۸ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالتِّیۡنِ وَ الزَّیۡتُوۡنِ ﴿۱﴾ وَ طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ﴿۲﴾ وَ هٰذَا الۡبَلَدِ

قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ [1] (1) اور طور سینین کی۔(2)اور اس امن والے

الۡاَمِیۡنِ ﴿۳﴾ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ﴿۴﴾

شہر کی۔(3)تحقیق ہم نے انسان کو بہترین اعتدال میں پیدا کیا۔ (4)

ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا

پھر ہم نے اسے پست ترین حالت کی طرف پلٹا دیا۔(5)سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۶﴾ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعۡدُ

اور نیک عمل کرتے رہے پس ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔(6)پس اس کے بعد روز جزاء کے بارے میں کونسی چیز

بِالدِّیۡنِ ﴿۷﴾ اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِاَحۡكَمِ الۡحٰكِمِیۡنَ ﴿۸﴾

تجھے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے۔(7) کیا اللہ حاکموں میں سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟(8)

عربی حاشیہ

وموصوف۔

بریہ۔ مخلوقات۔ برأ سے مشتق ہے۔ خلق کے معنی میں اور بقولے اس کی اصل بریٰ ہے یعنی خاک کہ انسان خاک ہی سے پیدا ہوا ہے۔

ف: واضح رہے کہ شب قدر میں تمام سال کے امور مقدر ہوتے ہیں۔ شب قدر میں انیسویں شب مقدر طے ہوتے ہیں ۲۱ ویں شب فیصلہ ہوتا ہے اور ۲۳ ویں شب احکام جاری ہوجاتے ہیں۔ یہ راتیں صرف امت پیغمبرؐ کے لئے ہیں۔ باقی امتوں کو یہ شرف حاصل نہیں تھا۔ اس رات کا ہر عمل ہزار ماہ کے عمل سے بہتر ہے۔ اس کا اخفا اس لئے ہوا ہے کہ انسان ہر رات میں عبادت کرے جس طرح موت کے اخفا سے ہروقت موت کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس رات سے مراد کرۂ زمین کا سایہ ہے جو ۲۴ گھنٹہ مختلف مقامات پر باقی رہتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) قدرت نے انسان کو بہترین خصوصیات اور صلاحیات کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اس کا واضح ترین ثبوت پھلوں میں انجیر اور زیتون کا پیدا کرنا ہے اور جگہوں میں کوہ طور اور شہر مکہ کی خلقت ہے۔ اب انسان کی ذمہ داری ہے کہ ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائے اور اس کے مطابق کام انجام دے ورنہ اس کی منزل اسفل سافلین ہوگی اور اس سے صاحبانِ ایمان وکردار کے علاوہ کوئی نہ بچ سکے گا۔ بعض مفسرین نے اسفل سافلین سے ضعیفی کو مراد لیا ہے لیکن استثناء اس بات کی علامت ہے کہ آخرت کی منزل مراد ہے ورنہ ضعیفی تو مومن وکافر دونوں کیلئے ہے۔ اس میں استثناء کا کوئی امکان نہیں ہے مگر یہ کہ ضعیفی کی بھی تاویل کی جائے اور اس سے بھی کوئی اور شے مراد لی جائے۔

ایاتھا ۱۹ ۹۶ سُوْرَۃُ الْعَلَقِ مَکِّیَّۃٌ ۱ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام خدائے رحمٰن و رحیم

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

(اے رسول) پڑھیے! [1] اپنے پروردگار کے نام سے جس نے خلق کیا۔(1)اس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے

عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴

پیدا کیا۔(2) پڑھیے! اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔(3) جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ (4)

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝۵ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝۶

اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔(5) ہرگز نہیں! انسان تو یقیناً سرکشی کرتا ہے۔ (6)

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۝۷ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۝۸ اَرَءَیْتَ

اس بناء پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز [2] خیال کرتا ہے۔(7) یقیناً آپ کے رب ہی کی طرف پلٹنا ہے۔(8) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے

الَّذِیْ یَنْهٰی ۝۹ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ۝۱۰ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی

جو روکتا ہے۔ (9) ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے؟(10) کیا آپ نے دیکھا ہے کہ اگر وہ (بندہ)

الْهُدٰۤی ۝۱۱ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ۝۱۲ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ

ہدایت پر ہو۔(11) یا وہ تقویٰ کا حکم دے؟(12) کیا آپ نے دیکھا کہ اگر وہ (دوسرا) شخص تکذیب کرتا ہے اور

تَوَلّٰی ۝۱۳ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ۝۱۴ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۵

منہ پھیرتا ہے؟(13) کیا اسے علم نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟(14) ہرگز نہیں! اگر یہ شخص باز نہ [3] آیا

لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۝۱۵ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝۱۶ فَلْیَدْعُ

تو ہم اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے۔(15) وہ پیشانی جو جھوٹی، خطاکار ہے۔(16) پس وہ اپنے

المنزل ۷

عربی حاشیہ

ف: زمین کے بیان اخبار کے بارے میں روایات میں وارد ہوا ہے کہ انسان نے جو عمل بھی زمین پر انجام دیا ہے وہ مجرم کے ساتھ کے نشانات کی طرح زمین پر ثبت ہوگیا ہے اور روز قیامت نمایاں ہوجائے گا۔

امیرالمومنینؑ بیت المال تقسیم کرکے نماز ادا کرتے تھے تاکہ زمین روز قیامت گواہی دے کہ حق کے ساتھ بیت المال کو پُر کیا تھا اور حق ہی کے ساتھ خالی کیا ہے۔

جنات عدن۔ ہمیشہ رہنے والے باغات۔

اثقال۔ تمام خزانے مُردوں سمیت کہ انھیں بھی زندہ کرکے حساب کے لئے نکالا جائے گا۔

قال الانسان۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ بات کافر حیرت کی بنیاد پر کہے گا اور بعض کا بیان ہے کہ یہ بات مومن واقعہ کی عظمت کے پیشِ نظر کہے گا۔

اشتات۔ شتیت کی جمع ہے یعنی متفرق۔

اردو حاشیہ

(۱) اکثر مفسرین کے مطابق یہ وحی اوّل ہے جس کا سلسلہ قرأت سے شروع ہوتا ہے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کا پہلا پیغام پڑھنے اور لکھنے کا ہے اور خدا ہی انسان کو یہ صلاحیت دینے والا ہے۔

(۲) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ مالداروں کے بارے میں ہے حالانکہ الفاظ میں اس کا کوئی اشارہ نہیں ہے اور آغاز کلام علم سے تعلق رکھتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان علم یا مال کسی بھی اعتبار سے بے نیاز ہوجاتا ہے تو سرکشی شروع کردیتا ہے جو ہر دور میں سرمایہ داروں کا بھی خاصہ رہا ہے اور روشن فکروں کا بھی۔

(۳) قدرت کی نگاہ میں بدترین کام عبادت الٰہی سے روکنا ہے اور ہر وہ شخص جو عبادت الٰہی سے روکتا ہے اسے اپنے انجام سے باخبر رہنا چاہیے اور صاحبانِ ایمان کو ہرگز ایسے بے ایمان افراد کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے بلکہ سجدہ کے ساتھ اپنے رب سے تقرب حاصل کرنا چاہیے۔

نَادِيَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدۡعُ الزَّبَانِيَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعۡهُ وَ

ہم نشینوں کو بلا لے۔(17) ہم بھی جلد ہی اپنے دوزخ کے موکلوں کو بلائیں گے۔(18) ہرگز نہیں! اس کی اطاعت نہ کریں اور

اسۡجُدۡ وَاقۡتَرِبۡ ﴿۱۹﴾

سجدہ کریں اور قرب (الٰہی) حاصل کریں۔(19)

ایاتها ۵ — ۹۷ سُورَةُ القَدۡرِ مَكِّيَّةٌ ۲۵ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ﴿۱﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰٮكَ مَا لَيۡلَةُ

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔(1) اور آپ کیا جانیں کہ

الۡقَدۡرِ ﴿۲﴾ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ

شب قدر کیا ہے؟(2) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر (1) ہے۔ (3) فرشتے

الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ﴿۴﴾

اور روح اس شب میں اپنے رب کے اذن سے تمام (تعیین شدہ) حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔ (4)

سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ﴿۵﴾

یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔(5)

ایاتها ۸ — ۹۸ سُورَةُ البَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۱۰۰ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ

اہل کتاب اور مشرکین (1) میں سے جو لوگ کافر تھے وہ باز آنے والے نہ تھے

عربی حاشیہ

ذرہ۔ ہوا میں اڑنے والے غبار کو بھی کہا جاتا ہے اور چھوٹی چیونٹی کو بھی کہا جاتا ہے۔

ضبح۔ دوڑنے میں سانس کی آواز۔

قدح۔ رگڑ۔

موریات۔ چنگاری اڑانے والے۔

مغیرات۔ حملہ کرنے والے۔

نقع۔ غبار جنگ۔

کنود۔ قصداً انکار کرنے والا۔

الخیر۔ مال

بعثرہ۔ الٹ پلٹ کرنا۔

مافی القبور۔ مُردے

ف: آیت نمبر ۸ میں خیر سے مراد مال دنیا ہے جو بذات خود خیر ہے لیکن اس کی محبت کی شدت نے انسان کو کنود اور بخیل ولا خیر ابنا دیا ہے ورنہ ہر خیر کی محبت میں شدت عیب نہیں ہے۔ مجموعی طور پر سورہ مجاہدین کی توصیف اور جہاد کی حوصلہ افزائی کے لئے نازل ہوا ہے جس کا اثر روز قیامت ظاہر ہوگا۔

ف: آیت ۶۔۷۔۸ میں موازین سے مراد اعمال ہیں جن کا وزن کیا جاتا ہے اور انھیں کے

اردو حاشیہ

(۱) شب قدر ماہ مبارک رمضان کی ۱۹۔۲۱ یا ۲۳ ویں شب کو کہا جاتا ہے جس میں نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور یہ شب قدر ومنزلت میں ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس شب میں تمام مخلوقات کے مقدرات کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور ہر انسان کا فرض ہے کہ اپنا مقدر بنانے کیلئے اس رات کو عبادت وتلاوت میں بسر کرے۔ اگرچہ بعض حلقوں میں شب قدر بھی تفریحات اور منکرات کی رات ہوگئی ہے۔

واضح رہے کہ اگر قدر ومنزلت کے اعتبار سے ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہوسکتی ہے تو خندق میں علیؑ کی ایک ضربت بھی عبادت ثقلین سے افضل ہوسکتی ہے جیسا کہ سرکار دو عالمؐ نے خود اعلان کیا تھا۔

(۱) اہل کتاب اور مشرکین دونوں مختلف اعتبار سے پیغمبر اسلام کی آمد کا انتظار کر رہے تھے اور ان پر ایمان لانے کیلئے آمادگی کا اظہار کر رہے تھے لیکن جیسے ہی آپ نے پیغام الٰہی کو پیش کیا سب منحرف ہوگئے اور آپس میں بھی اختلاف شروع کر دیا جب کہ انہیں باطل سے اعراض کرنے اور حق کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور ان سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ شرک کی روش کو چھوڑ کر اخلاص عبادت سے کام لیں اور اخلاص بھی فقط دل ودماغ کے اندر نہ رہ جائے بلکہ عملی طور پر بھی سامنے آئے۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں یعنی حق اللہ کا بھی خیال رکھیں اور بندگانِ خدا کا بھی حق ادا کرتے رہیں کہ بہترین خلائق بننے کیلئے یہ دونوں باتیں لازمی ہیں اور تنہا ایمان کافی نہیں ہے بلکہ عمل صالح بھی ضروری ہے۔

مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ

جب تک ان کے پاس واضح دلیل نہ آئے۔(1)اللہ کی طرف سے ایک رسول

يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ وَمَا

جو انہیں پاک صحیفے پڑھ کر سنائے۔(2)ان صحیفوں میں مستحکم تحریریں درج ہیں۔(3)اور جنہیں

تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ

کتاب دی گئی تھی وہ واضح دلیل آنے کے بعد متفرق

الْبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

ہو گئے۔(4)حالانکہ انہیں تو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر دین کو اس کے لئے

لَهُ الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ

خالص رکھتے ہوئے صرف اللہ کی عبادت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں

وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

اور یہی مستحکم دین ہے۔(5)اہل کتاب اور مشرکین میں سے

الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ

جو لوگ کافر ہو گئے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

وہ بدترین خلائق میں سے ہیں۔(6)جو لوگ ایمان لائے

الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ

اور نیک عمل بجا لائے وہ یقیناً بہترین خلائق میں سے ہیں۔(7)ان کا صلہ ان کے

عربی حاشیہ

وزن سے میزان کا وزن گھٹتا بڑھتا رہتا ہے۔ روایات میں میزان کے وزن بڑھانے میں کلمۂ توحید، صلوات اور باطن کی پاکیزگی کا ذکر کیا گیا ہے اور خود ائمہ طاہرینؑ کو میزان قرار دیا گیا ہے۔

مافی الصدور۔ وہ راز جس کو مجرمین اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ ان کی اطلاع کسی کو نہیں ہوسکتی۔

قارعہ۔ قرع۔ کھٹکھٹانا ۔ گویا قیامت دلوں کے دروازے کھٹکھٹانے والی ہے۔

فراش۔ پتنگے۔

مبثوث۔ منتشر۔

عہن ۔ وہ اون جسے ہاتھ وغیرہ سے دھنا جاتا ہے۔

موازین۔ تولی جانے والی چیزیں یعنی اعمال صالحہ۔

ام۔ ملجا و ماویٰ۔

ہاویہ۔ گرنے والی۔ گہرائی۔

حامیہ۔ بھڑکنے والی آگ۔

تکاثر۔ مال و اولاد کی زیادتی کا مقابلہ

اردو حاشیہ

رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

رب کے پاس دائمی باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں

فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ

وہ ابد تک ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ سب کچھ

خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾

اپنے رب سے خوف رکھنے والے کیلئے ہے۔ (۲)(8)

آیاتھا ۸ ۹۹ سُوْرَةُ الزِّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ ۹۳ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ﴿۱﴾ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جب زمین اپنی لرزش سے ہلائی جائے گی۔(1)اور زمین اپنا بوجھ

اَثْقَالَهَا ﴿۲﴾ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

نکال دے گی۔(2)اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے؟(3)اس دن وہ اپنے

اَخْبَارَهَا ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ

حالات بیان کرے گی۔(4) کیونکہ اس کے رب نے اسے ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔(5)اس دن

يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ﴿۶﴾ فَمَنْ

لوگ گروہ گروہ ہو کر نکل آئیں گے تا کہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ (۱) (6) پس

يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ

جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔(7)اور جس نے ذرہ برابر

عربی حاشیہ

لہو۔ضروری اور اہم باتوں سے غفلت

مقابر۔مقبرہ کی جمع۔

عین الیقین۔یقین کے پہلے مرحلہ کا نام علم الیقین ہے۔اس کے بعد جب انسان منظر کو خود دیکھ لیتا ہے تو اس کا یقین عین الیقین کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔

ف: تکاثر یعنی طلب کثرت مال وجاہ یا باہمی تفاخر یہ دو مصائب ہیں جو انسان کو پست ترین منزل تک پہنچا دیتے ہیں اور تفاخر کا سرچشمہ یا انسان کا جہل ہوتا ہے یا احساس کمتری۔ مولائے کائنات نے ایک خطبہ میں اس سورہ کی تفسیر فرمائی ہے جو انسان کا دل ہلا دینے کے لئے کافی ہے۔''

ف: خسارہ کا سب سے بڑا مصداق یہ ہے کہ جس قدر سرمایہ لے کر دنیا میں آتا ہے وہ روز بروز کم ہوتا جاتا ہے جس طرح برف فروش یہ آواز لگاتا ہے کہ ''اس پر رحم کرو جس کا سرمایہ پگھلتا جارہا ہے۔

عصر۔عام زمانہ یا نمازِ عصر یا عصر پیغمبرؐ۔

الانسان۔جنس انسان مراد ہے جس میں مومن اور کافر سب ہی شامل ہیں لیکن نتیجہ میں کافر ہی مقصود ہیں۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ ایک واضح اشارہ ہے کہ نجات کیلئے تنہا عمل صالح ہی کافی نہیں ہے کہ انسان چند عبادات کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دے لے بلکہ اس کے ساتھ دل کی گہرائیوں میں خوف خدا کا ہونا بھی ضروری ہے جو ہر وقت اعمال کی نگرانی کرتا رہے اور کسی وقت بھی انسان کو راہِ حق سے منحرف نہ ہونے دے۔

(۱) مناظر قیامت میں یہ دو باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں:

ا۔ سارے انسان قبروں سے گروہ در گروہ متفرق انداز میں برآمد ہوں گے یعنی کوئی کسی کے کام آنے والا نہ ہوگا۔

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸

برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔(8)

ایاتہا ۱۱ ۱۰۰ سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۱۴ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲

قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو ہانپتے [1] ہوئے دوڑتے ہیں۔(1) پھر (اپنی) ٹھوکروں سے چنگاریاں اڑاتے ہیں۔ (2)

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝۳ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴ فَوَسَطْنَ

پھر صبح سویرے دھاوا بولتے ہیں۔(3) پھر اس سے غبار اڑاتے ہیں۔(4) پھر انبوہ (لشکر) میں

بِهٖ جَمْعًا ۝۵ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝۶

گھس جاتے ہیں۔(5) یقیناً انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ (6)

وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝۷ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ

اور وہ خود اس پر گواہ ہے۔ (7) اور وہ مال کی محبت میں

لَشَدِيْدٌ ۝۸ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۝۹

سخت ہے۔(8) کیا اسے (وہ وقت) معلوم نہیں جب اٹھائے جائیں گے وہ جو قبروں میں ہیں۔ (9)

وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ

اور جو کچھ دلوں میں ہیں اسے ظاہر کر دیا جائے گا؟(10) ان کا پروردگار یقیناً اس روز ان کے

يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝۱۱

حال سے خوب باخبر ہوگا۔(11)

المنزل ۷

عربی حاشیہ

تواصی۔ ایک دوسرے کو وصیت اور نصیحت کرنا۔

ویل۔ عذاب، ہلاکت، جہنم کی ایک وادی۔

ہمزہ۔ لوگوں کو عیب لگانے والا۔

لمزہ۔ چغلی کھانے والا۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔

عددہ۔ گن گن کر رکھا۔

اخلدہ۔ خلد یعنی بقا، دوام۔

حطمہ۔ حطم سے مشتق ہے یعنی توڑ پھوڑ دینا۔ یہ مبالغہ کا صیغہ ہے۔

تطلع۔ یعنی نیچے سے اوپر کی طرف چڑھنا یعنی جلد کے بجائے دل جلانے والی۔

موصدہ۔ ڈھانکا ہوا۔

عمد۔ عمود کی جمع ہے ستون۔

ممددہ۔ طویل

اصحاب الفیل۔ حبشہ کا لشکر جو ابرہہ الاشرم کی قیادت میں خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کے لئے آیا تھا۔

اردو حاشیہ

(۱) ہر شخص کو اس کے اعمال دکھلا دیئے جائیں گے یعنی سارے اعمال فضائے بسیط میں محفوظ ہیں اور انسان کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے تا کہ اس کا انکار بھی نہ کر سکے اور یہ صورت حال خود بھی ایک بہت بڑے عذاب کی حیثیت رکھتی ہے کہ ہر برائی کرنے والے کی آخری تمنا یہ ہوتی ہے کہ اس کی برائی منظر عام پر نہ آنے پائے جس طرح کہ نیک اعمال کرنے والوں کیلئے یہ بہترین انعام ہوتا ہے کہ ان کا عمل خیر قیامت تک محفوظ رہے اور ساری دنیا کی نگاہوں کے سامنے آجائے جو بات قیامت میں ہو جائے گی۔

رکوعھا ۱ | ۱۰۱ سُوۡرَةُ الۡقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۳۰ | ایاتھا ۱۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلۡقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا

وہ ہلا دینے والا [1] حادثہ۔(1)وہ ہلا دینے والا حادثہ کیا ہے؟(2)اور آپ کیا جانیں ہلا دینے والا

الۡقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾

حادثہ کیا ہے؟(3)اس روز لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔(4)

وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ

اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔(5)پس جس کا

ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَ

پلہ بھاری رہے گا۔(6)سو وہ من پسند زندگی میں ہو گا۔(7)اور

اَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ

جس کا پلہ ہلکا ہو گا۔(8)سو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہو گا۔(9)اور آپ

اَدۡرٰىكَ مَا هِيَهۡ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

کیا جانیں ہاویہ کیا ہے؟(10)وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔(11)

رکوعھا ۱ | ۱۰۲ سُوۡرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ | ایاتھا ۸

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا

ایک دوسرے پر فخر نے تمہیں غافل کر دیا ہے۔(1) یہاں تک کہ تم قبروں کے پاس تک جا پہنچے ہو۔(2) ہر گز نہیں!

عربی حاشیہ

ابابیل۔ اسم جمع ہے اور اس کا کوئی واحد نہیں ہے۔

سجیل۔ بقولے معرب ہے۔ اصل میں سنگ گل ہے۔

ف: واضح رہے کہ اسلام نے مال کو بہترین خیر قرار دیا ہے لیکن حرص، بخل اور مال کے نشہ کو بدترین شے قرار دیا ہے۔ بخل وعدہ الٰہی پر بے اعتمادی ہے اور روزِ قیامت حسرت کا باعث ہے کہ دوسروں نے اسی مال سے جنت حاصل کر لی اور وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ شیطان نے محبت مال کو اپنا بہترین وسیلہ قرار دیا ہے۔

ف: یہ لام علت کے لئے ہے کہ خدا نے اصحابِ فیل کو اس لئے تباہ کر دیا کہ قریش کا انس سفر تجارت سے بھی برقرار رہے اور سرزمین مکہ سے بھی اور وہ پلٹ کر یہیں واپس آئیں کہ اس کا محافظ موجود ہے۔ اور اس محافظت کا حق ہے کہ رب البیت کی عبادت کی جائے۔

اردو حاشیہ

(۱) کس قدر شرمناک بات ہے کہ پروردگار گھوڑوں کی قسم کھائے اور انسان کی سرکشی کا اعلان کرے کیوں نہ ہو گھوڑے تیز رفتاری سے میدان کی طرف جاتے ہیں۔ وہ صبحدم کھائے پئے بغیر حملہ آور ہو جاتے ہیں۔ وہ دشمنوں کے درمیان در آتے ہیں اور کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اور انسان جان کی فکر اور مال کے اندیشہ میں مبتلا رہتا ہے اور میدان تک جانا گوارا نہیں کرتا اور بعض اوقات اگر چلا بھی جاتا ہے تو فرار کرنے لگتا ہے۔ ایسے انسانوں سے تو جانور ہی بہتر ہیں اور شاید اسی لئے بعض مقامات پر میدان جہاد کے گھوڑوں کی یادگار بھی قائم کی جاتی ہے کہ یہ انسان کی عبرت اور نصیحت کیلئے بہترین سامان ہے اگر اس میں یہ شعور و ادراک زندہ رہ گیا ہو۔

سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ کَلَّا لَوۡ

عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا۔(3) پھر ہرگز نہیں! تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔(4) ہرگز نہیں!

تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّہَا

کاش تم یقینی علم رکھتے۔(5) تو تم ضرور جہنم کو دیکھ لیتے۔(6) پھر اسے یقین کی

عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ ٪﴿۸﴾

آنکھوں سے دیکھ لیتے ۔(7) پھر اس روز تم سے نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ [1] (8)

ایاتہا ۳ | ۱۰۳ سُوۡرَۃُ الۡعَصۡرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۳ | رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

قسم ہے زمانے کی۔(1) انسان [1] یقیناً خسارے میں ہے۔(2) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ٪﴿۳﴾

اور نیک اعمال بجا لائے اور جو ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔(3)

ایاتہا ۹ | ۱۰۴ سُوۡرَۃُ الۡھُمَزَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۲ | رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

وَیۡلٌ لِّکُلِّ ہُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِۣ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَہٗ ۙ﴿۲﴾

ہرعیب گوطعنہ دینے والے کے لئے ہلاکت ہے۔(1) جو مال جمع کرتا ہے [1] اوراسے گنتا رہتا ہے۔(2) جو سمجھتا ہے کہ

یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَہٗۤ اَخۡلَدَہٗ ۚ﴿۳﴾ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ فِی الۡحُطَمَۃِ ۫ۖ﴿۴﴾

اس کا مال اسے ہمیشہ کی زندگی دے گا۔(3) ہرگز نہیں! وہ چکنا چور کر دینے والی آگ میں ضرور پھینک دیا جائے گا۔(4)

عربی حاشیہ

لایلاف۔ الفت وانس پیدا کردینا۔

رحلۃ۔ ارتحال وانتقال کا نتیجہ ہے یعنی مسافرت۔

لام کا متعلق ایک قول کی بنا پر سورۂ فیل میں الم یجعل ہے اور دوسرے قول کی بنا پر فلیعبدوا ہے۔

یدع۔ دعّ۔ شدت سے دھکا دے کر ہٹا دینا۔

یحض۔حض۔آمادہ کرنا۔

ماعون۔ اسم مفعول ہے عون کے لئے یعنی مدد کا سارا سامان نمک پانی سے لے کر ان اشیاء ضروری تک جو انسان دوسرے کو دے سکتا ہے اور پھر نہ دے۔

ماعون۔ظروف کو بھی کہا جاتا ہے جو عاریۃً دیئے جاتے ہیں۔

کوثر۔ کثرت سے نکلا ہے بروزن فوعل یعنی بہت زیادہ۔ اس سے مراد خیر کثیر ہے جس کا ایک عظیم مصداق حوضِ کوثر بھی ہے اور وجود معصومہؑ بھی۔

اردو حاشیہ

(۱) قیامت کا دن واقعی قیامت کا دن ہوگا کہ انسان پتنگوں کی طرح اڑتے نظر آئیں گے پہاڑ دھنکی ہوئی روئی جیسے ہو جائیں گے یعنی ہر شے کا ثقل اور وزن ختم ہو جائے گا اور ظاہر ہے کہ ایسے ماحول میں اگر عمل کا پلہ بھاری رہ جائے اور اس کا وزن باقی رہ جائے تو یہ علامت ہے کہ یہ عمل خیر پہاڑوں سے زیادہ سنگینی رکھتا ہے اور ایسا عمل کرنے والا واقعاً حقدار ہے کہ اسے جنت کی خوشگوار زندگی عطا کی جائے ورنہ اگر کسی کے عمل کا پلہ ہلکا ہو گیا اور اس کا عمل بھی قیامت کی آندھی میں اڑ گیا تو اسے جہنم کے علاوہ کچھ نہیں مل سکتا ہے کہ اس نے اعمال میں دنیا کے وزن کا خیال کیا تھا اور آخرت کے وزن کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا ورنہ وہ سوچتا کہ دنیا کا وزن آخرت کے مقابلہ میں بالکل بے قیمت ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے یہاں عمل کتنا ہی بے وزن کیوں نہ ہو آخرت کے اعتبار سے وزنی اور سنگین ہونا چاہیے۔

(۱) انسان نے ساری زندگی مال اور اولاد کی کثرت کے مقابلہ میں گزار دی اور یہ بات بالکل ذہن سے نکل گئی کہ یہ چیزیں ہمیشہ رہنے والی نہیں ہیں اور ان کا حساب بہرحال ہونے والا ہے۔ ایسے افراد سے روز قیامت ان نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا کہ کہاں سے جمع کیا تھا اور کہاں خرچ کیا تھا ورنہ کھانے پینے کی چیزوں کا حساب لینا کریم کی شان کے خلاف ہے۔ بعض روایات میں نعمت سے مراد محبت اہلبیتؑ ہے اور یہ نعمت تمام نعمتوں سے بالاتر ہے بلکہ تکمیل نعمت کا ذریعہ ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ اس کے بارے میں بھی ضرور سوال کیا جائے گا جیسا کہ بعض دوسری آیات میں بھی اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱) انسان حقیقی اور اضافی اعتبار سے تین چیزوں کا مالک ہے۔ روح، جسم اور تعلقات وارتباطات، دین اسلام نے واضح طور پر اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ وہ روح

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ

اور آپ کیا جانیں وہ چکنا چور کر دینے والی آگ کیا ہے؟(5) وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔(6) جو دلوں تک

عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

پہنچ جائے گی۔(7) بلاشبہ وہ ان پر محیط ہو گی۔(8) لمبے لمبے ستونوں میں۔(9)

اٰیاتہا ۵ — ۱۰۵ سُوْرَةُ الْفِيْلِ مَكِّيَّةٌ ۱۹ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝١ اَلَمْ يَجْعَلْ

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟(1) کیا اس نے ان کی

كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝٢ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝٣

چال کو بے مقصد نہیں بنا دیا؟(2) اور ان پر دستے دستے پرندے بھیج دیے۔(3)

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝٥

جو ان پر سخت مٹی کے پتھر برسا رہے تھے۔(4) سو اس نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔(5)

اٰیاتہا ۴ — ۱۰۶ سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ ۲۹ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۝١ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۝٢

قریش [1] کو مانوس رکھنے کی خاطر۔(1) انہیں (ان کے ذریعہ معاش) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس رکھنے کی خاطر۔(2)

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝٣ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ

انہیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔(3) جس نے انہیں بھوک میں

عربی حاشیہ

نحر۔ اونٹ کے ذبح کرنے کو کہا جاتا ہے۔
شانئ۔ دشمن
ابتر۔ جس کی نسل منقطع ہو جائے۔

ف: پیغمبر اسلامؐ کے جناب خدیجہ سے دو فرزند تھے قاسم اور طاہر جنھیں عبداللہ بھی کہا جاتا ہے۔ دونوں کا انتقال مکہ میں ہوگیا تو لوگوں نے ابتر کہنا شروع کردیا۔ ابراہیم مدینہ میں ۸ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کا انتقال بھی ۱۰ھ میں ہوگیا۔ اس سورہ میں خیر کثیر۔ بقائے نسل اور تباہی دشمن کی بشارت موجود ہے۔ جو قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے۔

ف: واضح رہے کہ آیت نمبر ۶ ایک قسم کی تہدید ہے۔ اس میں شرک کے جواز کی دعوت نہیں ہے اور نہ یہ بات پیغمبر اسلامؐ کے لئے ممکن ہے کہ وہ مشرکین کے شرک سے راضی ہو جائیں۔ نیز یہ کہ کفار خدا کی خالقیت کے منکر نہ تھے لیکن توحید عبادت کے بہر حال منکر تھے۔

اردو حاشیہ

خسارہ میں ہے جس میں ایمان نہیں ہے اور وہ جسم خسارہ میں ہے جس کا عمل صالح نہیں ہے اور وہ روابط وتعلقات خسارہ کی بنیاد ہیں جن کی اساس صبر وحق کی وصیت ونصیحت پر قائم نہیں ہے اور اس تمام خسارہ کا گواہ زمانہ ہے کہ ہر زمانہ میں خسارہ والوں کی اکثریت رہی ہے اور فائدہ والے صرف استثنائی حیثیت کے مالک رہے ہیں۔

(۱) یہ سورہ اخلاقی تعلیمات پر مبنی ہے جس میں سماج کی سب سے بڑی برائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس سے عالمی فساد پیدا ہوتا ہے اور وہ ہے دوسرے پر طعنے کسنا اور چغلی کرنا۔ سماج سے یہ دونوں فسادات نکل جائیں تو معاشرہ میں خود اعتمادی پیدا ہو جائے اور سب آپس میں بھائی بھائی کی طرح زندگی گزارنے لگیں۔ قیامت وہ لوگ ہیں جو اسی اخلاقی جرم کو کسب مال کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں اور انہیں اس کا اندازہ بھی نہیں ہے کہ جس دل سے یہ طعنہ دینے اور چغلی کرنے کا جذبہ نکلا ہے اس دل پر کل جہنم کی آگ بھڑکنے والی ہے۔

جُوۡعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾

کھانا کھلایا اور خوف سے انہیں امن دیا۔(4)

ایاتھا ۷ | ۱۰۷ سُوۡرَةُ الۡمَاعُوۡنِ مَكِّيَّةٌ ۱۷ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يُكَذِّبُ بِالدِّيۡنِ ؕ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِىۡ يَدُعُّ

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا [1] کو جھٹلاتا ہے؟(1) یہ وہی ہے جو یتیم کو

الۡيَتِيۡمَ ۙ﴿۲﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ؕ﴿۳﴾ فَوَيۡلٌ

دھکے دیتا ہے۔(2) اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔(3) پس ایسے

لِّلۡمُصَلِّيۡنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ ۙ﴿۵﴾

نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔(4) جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں۔(5)

الَّذِيۡنَ هُمۡ يُرَآءُوۡنَ ۙ﴿۶﴾ وَيَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ﴿۷﴾

جو ریاکاری کرتے ہیں۔(6) اور (ضرورت مندوں کو) معمولی چیزیں بھی دینے سے گریز کرتے ہیں۔(7)

ایاتھا ۳ | ۱۰۸ سُوۡرَةُ الۡكَوۡثَرِ مَكِّيَّةٌ ۱۵ | رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ؕ﴿۱﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡ ؕ﴿۲﴾ اِنَّ

بے شک ہم نے آپ کو کوثر [1] عطا فرمایا۔(1) لہٰذا آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔(2) یقیناً

شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ﴿۳﴾

آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔(3)

عربی حاشیہ

لا اعبد۔ ان چاروں فقرات کے بارے میں طرح طرح کی توجیہیں کی گئی ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ دو کا تعلق ماضی سے ہے اور دو کا تعلق مستقبل سے پھر کسی کی نگاہ میں پہلے دو کا تعلق ماضی سے ہے اور کسی کی نگاہ میں دوسرے دو کا اور بعض حضرات کے نزدیک اس کا زمانہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

الفتح۔ مکہ اور دیگر فتوحات کی طرف اشارہ ہے۔

واستغفرہ۔ بعض کے نزدیک یہ استغفار اپنی کوتاہیوں کے لئے ہے اور بعض کے نزدیک امت کی کوتاہیوں کے لئے ہے اور بعض کے یہاں کوتاہیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ استغفار خود ایک عمل خیر ہے جو خدا کو بہر حال پسند ہے۔

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ تھا یہ اس کی کنیت ہے۔

یدا۔ دونوں ہاتھ یعنی کل قوت۔

تب۔ یعنی بددعا قبول ہوگئی اور وہ ہلاک ہوگیا۔

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ نے صاحبانِ ایمان کیلئے تین عظیم سبق فراہم کئے ہیں:۔

۱۔ کسی بھی سپر پاور سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔

۲۔ اللہ باطل کے ہر مکر کو باطل کرنے والا ہے۔

۳۔ اللہ کی امداد کے ذرائع محدود نہیں ہیں وہ ابابیل کو بھی ایک لشکر بنا سکتا ہے اور ضمناً یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ خدا کے بھیجے ہوئے پرندے بھی خطا نہیں کر سکتے ہیں اور کسی بے گناہ پر پتھر نہیں گرا سکتے ہیں۔

(۲) چھٹی صدی عیسوی میں مکہ کی آبادی تین حصوں پر منقسم تھی نضر بن کنانہ کی اولاد قریش، قریش کے حلیف دوسرے عرب اور غلام قریش تجارت پیشہ تھے اور ان کے دو سفر تجارت ہوا کرتے تھے سردی میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف یہ اپنی تجارت میں اس لئے محفوظ تھے کہ مکہ کے رہنے والے تھے اور لوگ ان سے مرعوب رہا کرتے تھے اور دہشت زدہ بھی تھے کہ بالآخر انہیں بھی حج کے موسم میں مکہ جانا ہے۔ قدرت نے اسی احسان کو یاد دلا کر بتلایا کہ ہر احسان کا ایک فریضہ ہوتا ہے اور ہمارے احسان کا فریضہ یہ ہے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کرو جس کے طفیل میں یہ تجارت قائم ہے اور یہ امن وامان کی زندگی برقرار ہے۔

ایاتہا ۶ | ۱۰۹ سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ ۱۸ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲

کہہ دیجئے: اے کافرو!۔(1) میں ان (بتوں) کو نہیں پوجتا [1] ہوں جنہیں تم پوجتے ہو۔ (2)

وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۳ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا

اور نہ ہی تم اس (اللہ) کی بندگی کرتے ہو جس کی میں بندگی کرتا ہوں۔(3) اور نہ ہی میں ان (بتوں) کی پرستش

عَبَدْتُّمْ ۝۴ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝۵ لَكُمْ

کرنے والا ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔(4) اور نہ ہی تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔(5) تمہارے

دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶

لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔(6)

ایاتہا ۳ | ۱۱۰ سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۴ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ

جب اللہ کی نصرت اور فتح آ جائے۔(1) اور آپ لوگوں کو فوج درفوج اللہ کے دین

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝۲ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ

میں داخل ہوتے دیکھ لیں۔(2) تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳

یقیناً وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔(3)

عربی حاشیہ

امرأتہ۔ اس عورت کا نام ام جمیل بنت حرب تھا جو ابوسفیان کی بہن تھی اور معاویہ کی پھوپھی۔

حمالۃ الحطب۔ رسول اکرمؐ کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔

جید۔ گردن۔

مسد۔ بٹی ہوئی رسی۔

ف: یہ سورہ دلیل ہے کہ انجام کار رشتوں کے ہاتھ میں نہیں ہے کردار کے ہاتھ میں ہے۔ ابولہب خاندان سے باہر نکل گیا اور سلمان اہلبیت میں شامل ہو گئے۔

احد۔ وہ اکیلا جس میں کسی طرح کی دوئی، ترکیب اور تجزیہ کا امکان نہ ہو۔

ہو۔ مبتدا۔ اللہ خبر اول اور احد خبر دوم ہے۔

صمد۔ وہ بے نیاز جس کی طرف ہر ضرورت مند توجہ کرتا ہے۔

الف لام۔ علامت حصر ہے کہ ایسا اُس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

فلق۔ صبح کا ہنگام جب پو پھٹتی ہے۔

اردو حاشیہ

(۱) اسلام نے سماج کے کمزور طبقات کی کمک اور عمل کے اخلاص کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ یتیم کو محروم کر دینے والے اور مسکین کو کھانا کھلانے کا انتظام نہ کرنے والے انسانوں کو دین کا منکر قرار دیا ہے اور پھر ان لوگوں کی نماز کو بھی کوئی اہمیت نہیں دی ہے جن کے اعمال میں اخلاص نہیں ہے اور صرف دنیا کو دکھانے کیلئے عمل کرتے ہیں۔ حد یہ ہے کہ کسی کو ایک برتن بھی عاریت دیتے ہیں تو وہ بھی ریاکاری کی نیت سے اور اس میں بھی کوئی اخلاص یا قصد قربت نہیں ہوتا ہے۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خدا نے جس قدر خیر کثیر اپنے پیغمبرؐ کو عطا کیا ہے اتنا کسی اور کو نہیں دیا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ ان کے دشمن کو ابتر بنا دیا ہے اور اس کی نسل کو منقطع کر کے پیغمبرؐ کی نسل کو فاطمہ زہراؑ کے ذریعہ قیامت تک کیلئے باقی اور دائمی بنا دیا ہے اور اسی لئے آپ سے نماز اور قربانی کا مطالبہ کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کو جب بھی کوئی خیر اور نعمت نصیب ہو تو اس کا فرض ہے کہ شکر خدا ادا کرے اور شکر خدا کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ نماز قائم کرے اور راہِ خدا میں قربانی دے۔

(۱) یہ سورہ اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے کہ دنیاوی معاملات میں صلح و مصالحت بہترین چیز ہے لیکن مذہبی مسائل میں صلح و مصالحت کا کوئی امکان نہیں ہے اور کفار کا یہ وعدہ بھی بالکل غلط ہے کہ ہم آپ کے خداؤں کی عبادت کریں گے اس لئے کہ اسلام میں عبادت کی بنیاد توحید پر ہے اور بت پرست خدائے واحد کی عبادت نہیں کر سکتا ہے خدائے واحد کی عبادت کے معنی ہی یہ ہیں کہ باقی خداؤں سے بیزاری اور برائت اختیار کر لی جائے اور جس مذہب میں برائت نہیں ہے وہ ایک فریب ہے مذہب نہیں ہے۔
سورہ میں جملوں کی تکرار مسئلہ کی اہمیت کی دلیل ہے کہ کسی دور میں کفار و مشرکین کی طرف سے عقائد کے بارے میں مصالحت یعنی باطل پرستی کا سوال اٹھے تو مسلمان ایسی صلح کیلئے تیار نہ ہونے پائے اور اسے اپنے مذہب کا مکمل احساس رہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

عربی حاشیہ

غاسق۔تاریک رات۔

وقب۔ جب وہ داخل ہوجائے اور اس کا اندھیرا چھاجائے۔

نفاثات۔ جھاڑ پھونک کرنے والی عورتیں جوگرہوں اورگنڈوں پر پھونک کردیا کرتی ہیں۔

رب الناس۔انسانوں کی تربیت اور اصلاح کرنے والا۔

ملک الناس۔ انسانوں کے اختیارات کا مالک۔

الٰہ الناس۔انسانوں کا معبود۔

وسواس۔وسوسہ پیدا کرنے والا شیطان۔

خناس۔جوانسان کے متوجہ ہوجانے پر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے۔

ایاتھا ۵ — ۱۱۱ سُوۡرَۃُ اللَّهَبِ مَکِّیَّۃٌ ٦ — رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ تباہ ہوا۔(1)نہ اس کا مال اس کے کام آیا

وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚۖ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ

اور نہ اس کی کمائی۔(2)وہ عنقریب بھڑکتی آگ میں جھلسے گا۔(3)اور اس کی بیوی بھی،

حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾ ع

ایندھن اٹھائے پھرنے والی۔(4)اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہے۔(5)

ایاتھا ۴ — ۱۱۲ سُوۡرَۃُ الۡاِخۡلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۲۲ — رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ﴿۲﴾ لَمۡ یَلِدۡ ۬ۙ وَ لَمۡ

کہہ دیجئے : وہ اللہ ایک ہے۔(1)اللہ بے نیاز ہے۔(2)نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ

یُوۡلَدۡ ۙ﴿۳﴾ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾ ع

وہ جنا گیا۔(3)اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔(4)

اردو حاشیہ

(۱) مسلمان فتح کیلئے بے چین تھے خدا نے مدد بھیج کر مکہ کو فتح کرادیا اور اس کے بعد تسبیح واستغفار کا مطالبہ کردیا تا کہ انسان کے دل میں فتح کا غرور نہ پیدا ہونے پائے اور مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر خود پیغمبرؐ اسلام کو مخاطب بنا دیا واضح رہے کہ فتح مکہ کی تمہید صلح حدیبیہ ہے اور فتح مکہ کی تکمیل خانہ کعبہ میں بت شکنی ہے اور دونوں کام حضرت علیؑ نے انجام دیئے ہیں جن میں دیگر صحابہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ امت میں کوئی حضرت علیؑ کا مثل ونظیر ہے۔

(۱) پیغمبرؐ اسلام نے کوہ صفا پر کھڑے ہوکر پہلا اعلان کیا کہ میں رسول بنایا گیا ہوں تو ابولہب نے کہا کہ تم غارق ہو جاؤ تم نے کس کام کیلئے سب کو جمع کیا ہے۔قدرت نے اسی بات کو پلٹا دیا اور اس کی بیوی کو بھی شامل کرلیا جو رسول کی راہ میں کانٹے بچھایا کرتی تھی یا معنوی اعتبار سے لکڑی اکٹھا کر کے آگ لگاتی تھی اور لکڑی والی کا انجام آگ کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے۔

(۱) اسلام کا بنیادی عقیدہ خدا کی توحید اور اس کی بے نیازی کا عقیدہ ہے اور اسی سے سارے عقائد کی تفصیلات طے پاتی ہیں اور یہیں سے اسلام اور کفر کے عقیدہ کا فرق واضح ہوتا ہے کہ کفر نے جتنے خدا بنائے ہیں وہ سب محتاج ہیں اور اسلام کا ایک خدا ہے اور وہ بھی بے نیاز ہے اور اس کی بے نیازی کی شان یہ ہے کہ رشتوں سے بھی بے نیاز ہے۔ نہ باپ کا محتاج ہے نہ اولاد کا اور ان تمام رشتوں سے بے نیازی کا نتیجہ یہ ہے کہ اس کا کوئی ہمسر بھی نہیں ہے۔ نہ ذات کے اعتبار سے ہے اور نہ صفات وکمالات کے اعتبار سے۔

(۲) انسانی زندگی میں چند قسم کے خطرات پائے جاتے ہیں:۔

۱۔ ہر مخلوق میں ایک شر کا پہلو ہے اور وہ خطرناک ہے۔

۲۔ رات خطرہ کی جڑ ہے کہ اس میں مختلف اقدامات ہوسکتے ہیں۔

۱۱۳ سُوۡرَةُ الۡفَلَقِ مَكِّيَّةٌ ۲۰ — اٰیاتها ۵ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِى الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

کہہ دیجئے: میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔(1) ہر اس شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔(2) اور اندھیری رات کے شر سے جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔(3) اور گرہوں میں پھونکنے والی (جادو گرنی) کے شر سے۔(4) اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگ جائے۔(5)

۱۱۴ سُوۡرَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ ۲۱ — اٰیاتها ۶ — رکوعها ۱

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

بنام خدائے رحمٰن ورحیم

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۙ الۡخَنَّاسِ ۖ﴿۴﴾ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾

کہہ دیجئے: میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے پروردگار کی۔(1) انسانوں کے بادشاہ کی۔(2) انسانوں کے معبود کی۔(3) پس پردہ رہ کر وسوسہ ڈالنے والے (ابلیس) کے شر سے۔(4) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔(5) وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں [1] میں سے۔(6)

عربی حاشیہ

والحمدللہ اولاً وآخراً

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ یوم وفات حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ابوظمی، صبح ساڑھے چھ بجے اختتام نظر ثانی ۱۴ جمادی الثانی ۱۴۰۹ھ ۱۰ بجے دن۔

ف: اختتام اصلاح وترمیم واضافات ۲۸ شوال المکرّم ۱۴۱۲ھ جمعہ یکم مئی ۱۹۹۲ء... ابوظمی

اردو حاشیہ

۳۔ پھونکنے والے اور آگ لگانے والے افراد ایک مستقل سماجی خطرہ ہیں۔

۴۔ حسد کرنے والے ایک خطرہ ہیں کہ حسد کا کوئی مظہر شریفانہ نہیں ہوتا ہے اور اس کا ہر مظہر ایک نئے قسم کا جرم ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے ان تمام خطرات سے بچنے کا راستہ پناہِ خدا کو قرار دیا ہے اور اس کے بغیر انسان ان بلاؤں سے محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

(۱) پروردگار عالم کل کائنات کا رب اور سب کا مالک اور معبود ہے لیکن انسانوں کا ذکر صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ اس میں شک انسانوں ہی کو ہوتا ہے اور توجہ انہیں کو دلانی ہے۔

انسانی زندگی کیلئے ایک عظیم خطرہ یہ وسوسہ بھی ہے جو حق کے خلاف کبھی انسان پیدا کرتا ہے اور کبھی جن انسان فلسفہ، دانشوری، سیاست، مصلحت اور رسم ورواج کے نام پر پیدا کرتا ہے اور جنات کے وسائل تقریباً لامحدود ہیں جن کی اساس تو ہم پرستی پر ہے۔ آیات کریمہ نے واضح کر دیا کہ قدرت خدا واقعاً لامحدود ہے لہٰذا ان خطرات سے بچنے کا واحد ذریعہ اس کی پناہ ہے اور اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

اللهم انا نعوذبک من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس. واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین.

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ
روز وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ ام المومنین
نظر ثانی ۱۴/ جمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ ابوظمی

دُعَاءِ خَتَمُ الْقُرْاٰن

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ ○ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ وَاجْعَلْهُ لِیْٓ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًی وَّرَحْمَةً اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِیْ مِنْهُ مَانَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَاجَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سرٹیفکیٹ

میں نے اس قرآن کریم کے عربی متن کی کتابت کو حرف بہ حرف بغور اور امعانِ نظر سے پڑھا ہے الحمدللہ اس کو اغلاط سے مبرا اور صحت متن کے لحاظ سے مکمل پایا۔ لہذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ ہر قسم (لفظی۔ اعرابی۔ رسم الخط) کی اغلاط سے مبرا اور پاک ہے۔

حافظ قاری عطاء اللہ (مستند)

پروف ریڈر تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

میں نے اس قرآن کریم کے عربی متن کی کتابت کو حرف بہ حرف بغور اور امعانِ نظر سے پڑھا ہے الحمدللہ اس کو اغلاط سے مبرا اور صحت متن کے لحاظ سے مکمل پایا۔ لہذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ ہر قسم (لفظی۔ اعرابی۔ رسم الخط) کی اغلاط سے مبرا اور پاک ہے۔

حافظ محمد عادل ولیچہ مظاہری

رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ مذہبی امور و اوقاف

حکومتِ پنجاب لاہور

سرٹیفکیٹ بائنڈر

میں نے اس مطبوعہ قرآن کریم کے تمام صفحات کو بغور دیکھا ہے الحمدللہ اس میں صفحات کی ترتیب کے لحاظ کوئی غلطی نہ ہے۔ لہذا پورے وثوق سے تصدیق کی جاتی ہے کہ یہ قرآن پاک صفحات کی ترتیب اور بائنڈنگ کے حوالہ بالکل درست ہے۔

انیب الرحمان بک بائنڈر

بندر روڈ لاہور

فہرست سورہ مبارکہ